ایک تاریخی علمی اور فکری کتاب

ازالۃ الضّیق

بسیرۃ

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی سیرت و سوانح علمی فکری اور مثبت پیرائے میں

تالیف:

حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب مدظلہ

مدیر ماہنامہ الھلال مانچسٹر

باھتمام: حضرت مولانا حافظ محمد بلال صاحب مظاھری

toobaa-elibrary.blogspot.com

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

P. O. Box No. 36 Manchester M16 7AN (U.K.)

Tel : 0161 232 9851- 0771 315 5565

ایک تاریخی علمی اور فکری کتاب

ازالۃ الضیق

بسیرۃ

سیدنا ابی بکر الصدیق رضؓ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی سیرت وسوانح علمی فکری اور مثبت پیرائے میں

تالیف

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب مدظلہ العالی

ڈائریکٹر حکیم الامت اکیڈیمی مانچسٹر

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام

P.O.Box No: 36 Manchester M16 7AN (U,K)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆.....نام کتاب ازالة الضیق بسیرة سیدنا ابی بکر الصدیق

☆.....مؤلف مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب
(مدیر ماہنامہ الہلال مانچسٹر)

☆.....ناشر ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر

☆.....تعداد گیارہ سو (۱۱۰۰)

☆.....صفحات ۵۱۲ صفحات

☆.....کمپوزنگ حافظ محمد اقبال صاحب

☆.....قیمت

برطانیہ میں ملنے کے پتے

Hakeemul Umaat Academy P.O.Box 36 Manchester M16 7AN U.K

Islamic Academy Manchester Upper Brook Street Manchester M13 9TD

Islamic Dawah Academy 120 Melbourne Road Leicester LE2

Masjid Khizra 85 Walmersley Road Bury (Lanca shaire)

As-Salaam Center 14A Moss Road Stretford Manchester

پاکستان میں ملنے کے پتے

(۱) صدیقی ٹرسٹ المنظر اپارٹمنٹ ۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

(۲) حکیم الامت اکیڈیمی الیف ۳..... ۲/۳.....ناظم آباد نمبر ۳.....کراچی ۱۸

ہندوستان میں ملنے کا پتہ

جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ ضلع بھروچ گجرات انڈیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

انتساب

راقم الحروف اپنی اس تالیف کو حضرت الاستاذ مفکر اسلام

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب

دامت برکاتھم وعمت فیوضھم

AF:1473

اور والد گرامی

داعی اسلام جناب الحاج ابراھیم یوسف باوا صاحب رنگونی

رحمة الله تعالی رحمة واسعة

کے نام معنون کرتا ہے جن کے آغاز کو اللہ تعالی نے انتہا تک لانے کے لئے توفیق بخشی

اے اللہ تو ہماری اس محنت کو قبول فرما اور اس کا نفع عام اور تام فرما

محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

منقبت سیدنا صدیق اکبرؓ

رسول اللہ کے، اصحاب میں سب کامل مکمل ہیں
مگر افضل تو بعد انبیاء صدیق اکبر ہیں

صدیق کا ثانی کوئی کس طرح دکھائے
کون ایسا ہے جو بار نبوت کو اٹھائے

اخلص واقرب کہا اور احسن واکرم کبھی
عظمت صدیق اکبر مرتضٰی سے پوچھئے

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

صدیق یار غار کی قسمت تو دیکھئے
پہلو میں آج تک ہیں پیمبرؐ لئے ہوئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

انتساب	۳
فہرست مضامین	۴
مقدمہ	۲۵
کتاب کا سبب تالیف والد گرامی کی ایک تمنا	۲۵
حضرت ابو بکر سب مؤمنوں سے افضل ہیں	۲۶
حضرت ابو بکر خاتم النبیین کی اتباع میں	۲۶
نبوت کے بعد صدیقت کا مقام ہے	۲۷
حضرت مجدد الف ثانی کا مکتوب	۲۷
حضرت ابو بکر حضور کی بلا فصل نصرت میں	۲۹
حضرت ابو بکر سب امت سے افضل ہیں	۲۹
حضرت عمر فاروق کا ارشاد	۲۹
صحابہ کرام و تابعین کا اجماع	۳۰
حضرت امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا بیان	۳۰
حضرت امام شافعی اور امام احمد کا بیان	۳۱
علمائے اہل سنت کا اجماع	۳۲
حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کا بیان	۳۲
افضلیت صدیق پر شیخ الشیوخ کا بیان	۳۳
امت کے اکابرین کا اجماعی موقف	۳۴
دور اول کے شیعہ علماء کا عقیدہ	۳۵
لیث بن سعد اور ابو اسحاق کی شہادت	۳۵
حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۳۶
آپ پر لگے الزامات کا ایک مختصر جائزہ	۳۸
الزام لگانے والوں سے ایک سوال	۳۹
حضرت علیؓ نے کبھی احتجاج کیوں نہ کیا	۴۰
ائمہ نے آپ کو کبھی مورد الزام نہیں بنایا	۴۱
کیا حضرت علی مرتضیٰ گنہ گار تھے؟	۴۱
امام کیا شیطان کے قابو میں کبھی آئے؟	۴۲
دور اول کے مسلمانوں پر جرح کا مقصد	۴۳
حضرت ابو بکر شیعہ روایات کی روشنی میں	۴۳
سب ائمہ عظمت صدیق کے قائل رہے	۴۵
مسلمانوں سے ایمانی اور اخلاقی تقاضا	۴۶
سیدنا حضرت ابو بکر صدیق	۴۷
حضرت ابو بکر صدیق کا نام و نسب	۴۸
حضرت ابو بکر کے والدین کا تعارف	۴۸
حضرت ابو قحافہ حضور کی خدمت میں	۴۹
حضرت ابو بکر کی والدہ کے لئے حضور کی دعاء	۴۹
حضرت ابو بکر دور جاہلیت میں	۵۰
حضرت ابو بکر رؤساء عرب کی نظر میں	۵۰
زبیر بن بکار اور حافظ ابن عبد البر کا بیان	۵۰
محمد بن اسحاق اور علامہ جزری کا بیان	۵۱
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۵۱
آپ کی حضورؐ سے پہلے سے دوستی تھی	۵۲
حضرت خدیجہ کے ساتھ رشتہ میں واسطہ	۵۲
حافظ ابن کثیر اور حضرت شاہ ولی اللہ کا بیان	۵۳
آپؓ نے دور جاہلیت میں بھی شرک نہ کیا	۵۳
امام زہری اور امام سبکی شافعی کا بیان	۵۳
مجدد مائۃ دہم ملا علی قاری کا بیان	۵۳
آپ کی بت پرستی اور شراب نوشی سے نفرت	۵۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

تاریخ اور شعر وادب سے ایک لگاؤ	۵۴
آپ شرافت وحیاء کے پیکر تھے	۵۴
آپ حضور کی رضا پائے ہوئے تھے	۵۴
شارح بخاری علامہ قسطلانی کی وضاحت	۵۴
محدث کبیر ملا علی قاری کا بیان	۵۵
حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا ارشاد	۵۵
آپ دور جاہلیت میں بھی حضور کے ہمراہ	۵۵
حضرت ابو بکر کی کنیت	۵۶
واقعہ معراج کی تصدیق پر صدیق کا لقب ملا	۵۶
حضور اکرم ﷺ کی شہادت	۵۶
حضرت جبرئیل امین کا آپ کو صدیق بتانا	۵۷
حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۵۷
حضرت امام محمد باقر کا بیان	۵۷
آپ کو صدیق نہ کہنے والوں سے بیزاری	۵۸
حضرت ابو محجن الثقفی کا خراج عقیدت	۵۸
آپ کے صدیق ہونے پر امت کا اجماع ہے	۵۹
مقام صدیق پر حضرت علامہ صاحب کا بیان	۵۹
آپ کی سچے ہونے پر حضرت علی کی شہادت	۶۱
☆..... حضرت ابو بکر عتیق بھی تھے	۶۲
حضرت ابو بکر کو عتیق کہنے کا سبب کیا بنا	۶۲
زبیری اور لیث بن سعد کا بیان	۶۲
علامہ مسعودی کا بیان	۶۲
آپ کو عتیق کا لقب حضور ﷺ نے دیا	۶۲
حضرت عائشہ اور حضرت ابن زبیر کی شہادت	۶۲
آپؓ امیر الشاکرین سے بھی ملقب رہے	۶۳
حضرت ابو بکر صدیق کا آسمانی نام حلیم تھا	۶۳
حضرت جبرئیل امین کی شہادت	۶۳
☆..... حضرت ابو بکر کی ولادت سعیدہ	۶۳
بچپن میں ہی بتوں سے طبعی بیزاری	۶۴
حضرت ابو بکر کے والد اور والدہ کا بیان	۶۴
حضرت ابو بکر کا حلیہ ام المؤمنین کی زبانی	۶۴
غیر مسلم مؤرخ ڈاکٹر اندرے کی شہادت	۶۵
حضرت ابو بکر کا پیشہ روزی	۶۵
آپ حجاز کے معروف تاجر اور امیر آدمی تھے	۶۶
☆..... حضرت ابو بکر کا ایمان کی سعادت پانا	۶۶
آپ کو اللہ کے بارے میں کبھی شک نہ تھا	۶۷
حضور ﷺ کا آپ کے ہاں اکثر آنا جانا تھا	۶۷
حضور ﷺ کی دعوت فوراً قبول کر لینا	۶۷
حضرت ابو بکر کے لئے چند غیبی اشارات	۶۷
یہودی عالم اور عیسائی راہب کی تعبیرات	۶۸
آپ نے قبول اسلام میں کوئی تامل نہیں کیا	۶۸
حضور خاتم النبیین ﷺ کی شہادت	۷۰
آپ نے اسلام کی سچائی میں کبھی شک نہیں کیا	۷۰
حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۷۰
آپؓ کے قبول اسلام پر حضور کی مسرت	۷۱
حضرت ابو بکر مردوں میں اول المسلمین رہے	۷۱
حضرت علی اور حضرت اسماء کی شہادت	۷۱
حضرت حسان اور حضرت ابو محجن کی شہادت	۷۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپؓ کے اول المسلمین ہونے پر اجماع	۷۲
حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا وجد آفرین بیان	۷۲
حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد مبارک	۷۲
حضرت ابوبکر کی صحابیت کی الٰہی شہادت	۷۴
صحابیت کسے کہتے ہیں	۷۴
حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۷۵
حضرت ابوبکر صحابیت کی بلند ترین چوٹی پر	۷۵
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۷۵
لفظ صاحب حضرت ابوبکر کی مدح میں آیا ہے	۷۶
آپ صرف رفیق سفر نہیں صحابی رسول تھے	۷۶
سورہ توبہ میں صاحب کس معنی میں وارد ہے	۷۷
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا عالمانہ بیان	۷۸
حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کفر ہے	۸۲
امام سفیان بن عیینہ اور علامہ جزری کا بیان	۸۲
علامہ عینی اور علامہ ابن حجر کے فتاوی	۸۳
علامہ مناوی اور امام ملا علی قاری کے فیصلے	۸۳
قرآن میں صاحب سے صحابیت مراد ہے	۸۳
حضرت ابوبکر اعلی درجہ کے صحابی رسول ہیں	۸۳
حافظ ابو نعیم اصفہانی کا بیان	۸۴
حضرت ابوبکر کی دعوت و تبلیغ کے اثرات	۸۵
مکہ میں پہلی مسجد بنانے کا شرف پانے والے	۸۵
آپ کی دعوت سے مسلمان ہونے والے	۸۵
محمد بن اسحاق اور علامہ جزری کے بیانات	۸۶
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بیان	۸۷
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک نکتہ	۸۷
حضرت ابوبکر کا ایمان بہت اعلی درجہ کا تھا	۸۸
شیخین کے ایمان کی گواہی نبوی شہادت	۸۸
حضور ﷺ کو آپکے ایمان پر مکمل اعتماد تھا	۸۸
ابن عبدالبر اور علامہ جزری کی شرح حدیث	۸۹
حضرت امام مسلم اور امام سیوطی کے بیانات	۹۰
شیخین کا ایمان عین الیقین درجہ کا تھا	۹۰
حضرت ملا علی قاری کا بیان	۹۱
شیخین کے اسماء حضورؐ کے نام کے ساتھ	۹۱
دین میں شیخین کی وقعت واہمیت	۹۱
شیخین قرب رسول کی دولت پائے ہوئے تھے	۹۱
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۹۲
حضرت ابوبکر کے وزنی ایمان کی نبوی شہادت	۹۳
حضرت عمر فاروق کا ارشاد	۹۴
صدیق ایمان ویقین میں سب سے آگے	۹۴
صدیقؓ کے افضل الایمان ہونے کا سبب	۹۵
حضرت مجدد الف ثانی کا جواب	۹۵
☆..... حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغی مساعی	۹۶
دعوت و تبلیغ میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہنا	۹۶
حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۹۶
اسلام کے لئے تکلیفیں برداشت کرنا	۹۷
حضور ﷺ کی نصرت میں آگے بڑھنا	۹۷
اسلام دشمنوں کا آپؓ کو تشدد کا نشانہ بنانا	۹۸
حضور ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں	۱۰۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

خواجہ ابو طالب کی شہادت	۱۰۰
کفار مکہ کا حضرت ابو بکر پر ظلم کرنا	۱۰۱
صدیقؓ مؤمن آل فرعون سے ہزار درجہ بہتر	۱۰۱
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۱۰۱
حضرت ابو بکر کی اسلام کے مالی قربانیاں	۱۰۳
آپکا مال اللہ اور رسول کی مدد میں خرچ ہوا	۱۰۳
حضرت ابو بکر کا مال خدا کی رضا میں	۱۰۴
حضرت بلال کو بھاری رقم دے کر آزاد کرنا	۱۰۴
حضور ﷺ پر چالیس ہزار نثار کر دئے	۱۰۴
حضور ﷺ مال ابو بکر کو اپنا ہی مال سمجھتے تھے	۱۰۴
آپ کا بیان کہ میرا مال حضور کے لئے ہے	۱۰۴
آپؓ کی مالی قربانی پر حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۱۰۵
حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا ایک نکتہ	۱۰۶
آپ کے مال سے حرمین کے مسلمانوں کو نفع	۱۰۷
آپ اس حال میں بھی رب سے راضی رہے	۱۰۸
حضرت ابو بکر کی فاقہ کشی کی ایک جھلک	۱۰۸
حضرت ابو بکر کی مالی خدمت کی نبوی شہادتیں	۱۰۹
حضرت ابو بکر کی مالی اعانت کی امتیازی شان	۱۱۰
علامہ تورپشتی اور ابن تیمیہ کے بیانات	۱۱۰
مستشرق سر ولیم میور کا اعتراف	۱۱۱
ایچ جی ویلز اور مسٹر آرنلڈ کے اعترافات	۱۱۲
☆ ..... معراج النبی اور تصدیق صدیق اکبر	۱۱۳
کفار کے اعتراض پر صدیقؓ کا مؤمنانہ جواب	۱۱۳
حضرت ابو بکر افضل الصدیقین تھے	۱۱۵
حافظ ابن تیمیہ اور حضرت تھانوی کے بیانات	۱۱۵
☆ ..... حضرت ابو بکر صدیق کی پہلی ہجرت	۱۱۶
ابن الدغنہ کا آپ کو ہجرت سے منع کرنا	۱۱۶
حافظ ابن کثیر کا بیان	۱۱۷
کفار مکہ کا ابن الدغنہ پر دباؤ اور آپ کی حمیت	۱۱۷
حافظ ابو نعیم اصفہانی کا شاندار بیان	۱۱۷
خاتم النبیین اور صدیق اکبر میں ایک سی جھلکیاں	۱۱۸
امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کا بیان	۱۱۹
حضرت ابو بکر کی ہجرت مدینہ منورہ	۱۱۹
حضرت ابو بکر کو ساتھ لینے کی پیش گوئی	۱۲۰
حضرت ابو بکر کے ساتھ ہونے کی آسمانی تائید	۱۲۱
حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۱۲۱
حضرت ابو بکر آپ کے مخلص دوست ہیں	۱۲۱
تفسیر امام حسن عسکری کا ایک بیان	۱۲۱
ہجرت تاریخ کا ایک انقلابی واقعہ ہے	۱۲۲
حضور ﷺ کے دل میں مکہ مکرمہ کی عظمت	۱۲۲
آپؓ حضور کے ہجرت کے ساتھی ہیں	۱۲۳
معیت نبوی کی خبر سن کر رو پڑنا	۱۲۳
آپؓ کے سب گھر والے حضور کی خدمت میں	۱۲۳
شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی کا بیان	۱۲۳
سر تاج نبوت کو اپنے کندھوں پر اٹھالینا	۱۲۴
آپؓ کے لئے حضور ﷺ کی خصوصی دعا	۱۲۵
حضرت ابو بکر غار ثور میں	۱۲۶
کفار مکہ غار کے قریب پہنچ گئے	۱۲۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپؓ کو حضور ﷺ کے بارے میں تشویش	۱۲۶
حضور کی رفاقت اور مصاحبت خدا کا انتخاب تھا	۱۲۶
ہجرت کے وقت ملی بے مثال فضیلت	۱۲۷
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۱۲۷
آپؓ کی مخلصانہ خدمت کی نبوی شہادتیں	۱۲۸
امام حافظ ابن کثیر کا بیان	۱۳۰
ثانی اسلام وغار وبدر وقبر	۱۳۰
حضرت ابوبکر کا مقام جاننے کی نبوی ہدایت	۱۳۱
حضرت ابوبکر کے بارے میں بدزبانی نہ کرو	۱۳۲
حضرت ابوبکر حضور ﷺ کو بہت محبوب تھے	۱۳۲
آپؓ حضور ﷺ کے قابل اعتماد ساتھی	۱۳۲
حضرت ابوبکر کا پورا گھرانہ قابل اعتماد تھا	۱۳۳
حضرت ابوبکر پر خدا کی حفاظت کا سایہ	۱۳۳
آپؓ کے سوا سب دروازے بند کرنے کا حکم	۱۳۴
حضرت امام مسلم کا بیان	۱۳۴
اہل مدینہ کا جوش مسرت اور سامان استقبال	۱۳۴
حضرت ابوبکر کی جانثاری ووفاداری	۱۳۵
حضرت ابوبکر کے بیمار ہونے پر حضور کی دعا	۱۳۶
مدینہ منورہ کے لئے حضور ﷺ کی خاص دعا	۱۳۶
حضرت عائشہ کی رخصتی اور مہر کی ادائیگی	۱۳۷
مسجد نبوی کی زمین میں حضرت ابوبکر کا حصہ	۱۳۷
☆..... حضرت ابوبکر کی غزوات میں شرکت	۱۳۷
غزوہ بدر میں حضرت ابوبکر کی خدمات	۱۳۷
عریش بدر میں حضور ﷺ کی معیت میں	۱۳۷
آپؓ کے لئے حضور ﷺ کی بشارت	۱۴۰
حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بیان	۱۴۰
غزوہ بدر میں حضرت ابوبکر کی شجاعت	۱۴۱
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا اعتراف	۱۴۱
امام حافظ ابن تیمیہ حنبلی کا بیان	۱۴۲
حضرت ابوبکر اپنے بیٹے کے مقابل پر	۱۴۳
قرآن کریم کی شہادت	۱۴۳
حافظ محمد اسلم کا منظوم بیان	۱۴۳
غزوہ احد میں حضور ﷺ کی حفاظت کرنا	۱۴۴
غزوہ احد میں ابوسفیان کا آواز دینا	۱۴۴
حضرت ابوبکر کفار کے تعاقب میں	۱۴۵
نواب مہدی علی خان کا بیان	۱۴۵
غزوہ خندق میں حضور کے ساتھ ساتھ رہنا	۱۴۶
غزوہ حدیبیہ میں حضور ﷺ کے قدم بقدم	۱۴۷
فتح مکہ کے وقت ملی خصوصی فضیلت	۱۴۸
حضرت ابوبکر غزوہ طائف میں	۱۴۹
حضرت ابوبکر کا بیٹا طائف میں شہید	۱۴۹
غزوہ تبوک میں آپؓ کی مالی قربانیاں	۱۴۹
حضرت عمر فاروق کی شہادت	۱۴۹
حافظ ابو نعیم اصفہانی کا بیان	۱۵۱
حضرت ابوبکر کی شان توکل	۱۵۲
حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۱۵۲
حضرت ابوبکر وعمر کی اتباع کا حکم	۱۵۲
حضرت ابوبکر کی متعدد غزوات میں شرکت	۱۵۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بیان	۱۵۲
حضرت ابوبکر نے کبھی کمزوری نہیں دکھائی	۱۵۳
حضرت علامہ ابن جوزی کا بیان	۱۵۳
حضرت علامہ جزری و علامہ زمخشری کا بیان	۱۵۳
حضرت ابوبکر کئی غزوات میں سپہ سالار رہے	۱۵۴
حضور ﷺ کی زندگی میں امامت کا شرف	۱۵۴
حضرت ابوبکر کی امامت پر حضور کا خوش ہونا	۱۵۴
حج کے قافلہ کی قیادت آپ کے سپرد کرنا	۱۵۵
ایک نماز میں حضور ﷺ کے ساتھ اشتراک	۱۵۵
حضور ﷺ کا آپؓ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا	۱۵۶
حضرت علامہ حلبی کا بیان	۱۵۶
آپ کو نماز کی امامت کا حکم حضورؐ نے دیا تھا	۱۵۶
حضور ﷺ کے وصال پر آپ کی استقامت	۱۵۷
آپؓ حضور ﷺ کے مزاج شناس تھے	۱۵۷
حضرت ابو سعید خدری کا بیان	۱۵۷
آپؓ کے اعلم الامت ہونے پر استدلال	۱۵۷
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۱۵۸
حضورؐ کی وفات پر صحابہ کرام کا مجموعی حال	۱۵۸
حضرت ابوبکر کی حضور کے گھر پر حاضری	۱۰۹
حضرت ابوبکر کا حضور کو بوسہ دینا	۱۶۰
حضرت ابوبکر پر غم کی شدت طاری ہونا	۱۶۱
حضرت ابوبکر کا حضور اقدس سے خطاب کرنا	۱۶۱
مسند امام اعظم کی ایک روایت	۱۶۱
حضرت ابوبکر کا وفات نبوی پر پر تاثیر خطبہ	۱۶۲
حضرت ابوبکر نے مسلمانوں کو سہارا دیا تھا	۱۶۳
حضرت امام حافظ ابو نعیم کا بیان	۱۶۳
حضرت امام قرطبیؒ کا بیان	۱۶۳
حضرت ابوبکر صدیق کا خطبہ	۱۶۴
حضرت ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ میں	۱۶۴
حضرت ابوبکر کی صحابہ کے مجمع میں تقریر	۱۶۴
صحابہ کرام کا آپ کی بیعت کرنا	۱۶۶
حضور نے حضرت ابوبکر کو دینی پیشوا بنایا تھا	۱۶۶
حضرت علی مرتضیٰ کا قابل غور بیان	۱۶۶
حضرت ابوبکر کی بیعت کا اعتراف فرمانا	۶۶
حضرت ابوبکر کو خلافت کی حرص نہ تھی	۱۶۸
کیا حضرت علی نے تاخیر سے بیعت کی؟	۱۶۹
حضرت علی آپؓ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے	۱۷۰
صحابہ میں حضرت ابوبکر سے بڑھ کر کوئی نہ تھا	۱۷۰
حضرت امام شافعی کا بیان	۱۷۰
آپؓ کی خلافت پر قرآن کے اشارے	۱۷۱
شیخ بخاری امام ابوبکر بن عیاش کا بیان	۱۷۱
قرآن کی رو سے آپکی خلافت صحیح اور برحق	۱۷۲
حضرت ابوبکر کی خلافت پر قرآنی دلیل	۱۷۲
حضرت امام ابوالحسن اشعری کا بیان	۱۷۲
حضرت ابوبکر کی خلافت پر نبوی اشارات	۱۷۳
حضورؐ نے کسی کو صراحتاً اپنا جانشین نہیں بنایا	۱۷۳
حضورؐ کی حضرت ابوبکر کے لئے تمنائیں	۱۷۳
حضرت ابوبکر کو نماز کی امامت کا حکم دینا	۱۷۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت علامہ مجد الدین جزری کا بیان	۱۷۵
حضرت امام طبری کا بیان	۱۷۵
علامہ امیر علاء الدین کا بیان	۱۷۵
امام جلال الدین سیوطی کا بیان	۱۷۶
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۱۷۷
سیدنا حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا جواب	۱۷۷
حضرت ابو بکر کو امام بنانا الٰہی حکم سے تھا	۱۷۸
حضرت علامہ مناوی کی شرح حدیث	۱۷۹
آپؓ کے لئے وصیتی تحریر کی خواہش	۱۷۹
ام المؤمنین حضرت عائشہ کا بیان	۱۷۹
عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلانے کا حکم	۱۸۰
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۱۸۰
حضور ﷺ نے وصیت کیوں نہ لکھی؟	۱۸۱
آپؓ کی خلافت نص خفی سے ثابت ہے	۱۸۱
حضرت امام ملا علی قاری کا بیان	۱۸۲
اپنے بعد ابو بکر کے پاس جانے کا حکم دینا	۱۸۲
صحیح بخاری کی ایک روایت	۱۸۳
حضرت امام شافعی کی شرح حدیث	۱۸۳
علامہ امام امیر الدین کا باب	۱۸۳
علامہ محب طبری کا بیان	۱۸۳
امام ابن حزم ظاہری کا بیان	۱۸۴
حضرت ابو بکر کے پاس زکوۃ بھیجنے کا حکم نبوی	۱۸۴
میرے بعد ابو بکر تیرا کام پورا کرے گا	۱۸۵
حضرت امام شاہ ولی اللہ کا بیان	۱۸۵
حضرت ابو بکرؓ کی اقتداء کا حکم نبوی	۱۸۶
شیخین کی اقتداء کیوں کی جائے؟	۱۸۷
حضرت علامہ ابن تیمیہ کا بیان	۱۸۷
علامہ عزیزی اور علامہ مناوی کا بیان	۱۸۷
حضرت امام شاہ ولی اللہ کی نکتہ آفرینی	۱۸۸
حضرت ابو بکر نے حضور کے بعد ڈول کھینچا	۱۸۹
حضور ﷺ کا ایک خواب دیکھنا	۱۸۹
حضرت علامہ بدر الدین عینی کا بیان	۱۸۹
حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی کا بیان	۱۹۰
حضرت ابو بکر صدیق کا محبوب شخصیت ہونا	۱۹۰
حضورؐ کو حضرت ابو بکر بہت محبوب تھے	۱۹۰
شارح مسلم امام مسلم کا بیان	۱۹۰
دور نبوی میں بھی حضرت ابو بکر کی افضلیت	۱۹۱
حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان	۱۹۱
حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۱۹۱
حضرت علی نے یہ بات تقیۃ نہیں کہی	۱۹۲
حضرت عمر فاروق کی شہادت	۱۹۳
حضرت ابو بکر سب سے زیادہ رحم دل تھے	۱۹۳
حضرت ابو بکر کی ایک امتیازی شان	۱۹۳
حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۱۹۴
حضرت ابو بکر کا دروازہ کھلا رکھنے کا حکم	۱۹۵
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان	۱۹۵
حضرت امام ابو حاتم رازی کا بیان	۱۹۶
حضرت ابو بکر کے دروازہ کھلا رکھنے کا سبب	۱۹۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت علامہ عزیزی کا بیان	۱۹۶
امام حافظ ابن کثیر اور امام سیوطی کا بیان	۱۹۶
دروازہ بند کرنے سے مراد کیا ہے	۱۹۷
علامہ محبّ طبری اور علامہ عینی کا بیان	۱۹۹
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۲۰۰
حضرت علی کے لئے دروازہ کیوں کھلا تھا؟	۲۰۰
علامہ عینی اور حافظ ابن حجر کا بیان	۲۰۱
ابو بکرؓ کو خلیفہ بلا فصل ماننے کے دینی اثرات	۲۰۳
یہ امت خلافت کے سایہ میں چلی ہے	۲۰۵
حضرت ابو بکر کی تاریخ ساز خدمات	۲۰۶
حضور ﷺ کی تدفین کا معاملہ	۲۰۶
نبی جہاں فوت ہو وہیں دفن ہوتا ہے	۲۰۷
حضرت عائشہ صدیقہ کا ایک خواب	۲۰۸
حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر کی عظمت	۲۰۸
حضور کے بدن سے لگی خاک کا مقام	۲۰۸
اکابر علماء دیوبند کا اجماعی عقیدہ	۲۰۹
حضرت مولانا خلیل احمد کا بیان	۲۰۹
شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کا بیان	۲۰۹
سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا پہلا خطبہ	۲۱۰
مختصر جملوں میں کام کی باتیں	۲۱۱
میں تمہارا امیر ضرور ہوں مگر بر تر نہیں	۲۱۲
نیکی کے کام میں مدد اور کجی میں روک تھام	۲۱۲
سچائی امانت اور دروغ خیانت ہے	۲۱۳
کمزور در حقیقت قوی اور قوی کمزور ہے	۲۱۳
ترک جہاد کا ذلت آمیز انجام	۲۱۴
بے حیائی بلائیں لاتی ہیں	۲۱۵
اطاعت کرنے کے بنیادی اصول	۲۱۶
سلسلہ وحی ختم ہو چکا ہے	۲۱۷
عصمت صرف نبوت کے لئے	۲۱۷
حضرت اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی	۲۱۸
آپ کی استقامت و پختگی	۲۱۸
حضورؐ کے فیصلہ کو کسی صورت بدل نہیں سکتا	۲۱۹
امیر وہی ہوگا جسے حضور ﷺ مقرر کر گئے	۲۱۹
حضرت ابو بکر کے فیصلہ کا خوشگوار انجام ہوا	۲۲۰
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۲۲۰
انبیاء کرام کی وراثت کا مسئلہ	۲۲۱
انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی	۲۲۲
حضرت ابو بکر نے حضور کے طریقہ پر عمل کیا	۲۲۲
آپ کی وضاحت سے ناراضگی جاتی رہی	۲۲۳
حضرت علی نے ابو بکرؓ کے فیصلہ کو برقرار رکھا	۲۲۳
حضرت علی مرتضٰی کے فیصلہ کن ارشادات	۲۲۴
حضرت امام حسین کے پوتے امام زید کا بیان	۲۲۵
میرا فیصلہ وہی ہوتا جو حضرت ابو بکر نے کیا	۲۲۵
جمع قرآن کی سعادت پانا	۲۲۶
قرآن کریم تدریجاً نازل ہوا ہے	۲۲۶
قرآن کے کاتبین میں خلفائے راشدین بھی	۲۲۷
قرآن کریم لکھنے کی کیفیت	۲۲۷
حضور کا حضرت جبرئیل کے ساتھ دور قرآن	۲۲۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر اچھے حافظ قرآن تھے	۲۲۷
جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن کی شہادت	۲۲۷
حضرت عمر فاروق کو حفاظت قرآن کی فکر	۲۲۷
ابو بکر سے مشورہ کرنا اور انہیں قائل کرنا	۲۲۷
اللہ کی جانب سے شرح صدر کی دولت	۲۲۸
زید بن ثابت جمع قرآن کی خدمت پر	۲۲۸
حضرت زید بن ثابت کا بیان	۲۲۸
حضرت ابو بکر کی حضرت زید کو اہم ہدایت	۲۲۹
جمع قرآن کس کیفیت سے عمل میں آیا	۲۲۹
حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب کا بیان	۲۲۹
حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۲۲۹
جمع قرآن کا سہرا حضرت ابو بکر کے سر رہا	۲۳۱
حضرت علی مرتضیٰ کا خراج تحسین	۲۳۲
حضرت امام ابو نعیم اور علامہ جزری کا بیان	۲۳۲
شیخ الاسلام حضرت علامہ عینی کا بیان	۲۳۲
حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بیان	۲۳۴
حضرت ابو بکر مانعین زکوۃ کے مقابلہ پر	۲۳۴
حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام کی رائے	۲۳۴
حضرت ابو بکر کا جرات مندانہ جواب	۲۳۴
دین کامل ہو گیا اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا	۲۳۴
حضرت ابو بکر کا میدان میں اترنا	۲۳۵
حضرت علی حضرت ابو بکر کی حمایت میں	۲۳۵
حضرت علی کے ہاں حضرت ابو بکر کی اہمیت	۲۳۶
حضرت ابو ہریرہ کا آپ کو خراج تحسین	۲۳۶
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد گرامی	۲۳۷
مولانا قاضی اطہر مبارک پوری کا بیان	۲۳۸
حضرت ابو بکر نے سب فتنے مٹا دئے	۲۳۸
حضرت ابو بکر صدیق کی وفات	۲۳۹
حضرت ابو بکر حضور کی جدائی سے نڈھال تھے	۲۴۰
طبیب بلانے والے کو روک دینا	۲۴۰
حضور ﷺ کا ایک خواب مبارک	۲۴۰
ابو بکرؓ کی خلافت کے بارے میں تشویش	۲۴۱
حضرت عمر فاروق کو اپنا جانشین بنانا	۲۴۱
حضرت عمر کی سخت طبیعت کا جواب	۲۴۱
حضرت عمر فاروق کی خلافت کا اعلان	۲۴۱
حضرت عثمان غنی سے وصیت لکھوانا	۲۴۱
حضرت عمر فاروق کو بلا کر نصیحتیں کیں	۲۴۲
حضرت عمر فاروق کے لئے خصوصی دعا کرنا	۲۴۴
حضرت ابو بکر کی دعاؤں کے ثمرات واثرات	۲۴۶
شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۲۴۶
پرانے کپڑوں میں کفن دینے کی وصیت	۲۴۶
سنت کے مطابق کفن دینے کی ہدایت	۲۴۶
قرض کی واپسی کا خصوصی اہتمام	۲۴۷
حضرت عائشہ پر شدت غم کے آثار	۲۴۷
حضرت ابو بکر صدیق کا ارشاد	۲۴۸
حضور کی خدمت میں جلد حضوری کا شوق	۲۴۸
آخری لمحات میں کی جانے والی نصیحتیں	۲۴۹
حضرت ابو بکر صدیق کی بتائی مناجات	۲۴۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر صدیق کی آخری دعا	۲۵۰
حضرت ابو بکر کا جوار رحمت میں جانا	۲۵۱
حضرت ابو بکر کو شہادت کی موت کا ملنا	۲۵۱
غار ثور میں جانور کے ڈسے زہر کا لوٹنا	۲۵۱
حضرت عمر فاروق کا بیان	۲۵۱
آپ کے کھانے میں زہر دیا جانا	۲۵۱
آپ کے ساتھ شریک طعام کی شہادت	۲۵۲
حضور ﷺ کے کھانے میں زہر دیا جانا	۲۵۲
ایک یہودیہ عورت کا اعتراف جرم	۲۵۲
حضور ﷺ کا زہر سے متاثر ہونا	۲۵۲
آخری وقت میں حضورؐ پر زہر کی شدت کا اثر	۲۵۳
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان	۲۵۳
حضور ﷺ کو شہادت کی موت نصیب ہوئی	۲۵۳
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا حلفیہ بیان	۲۵۳
حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان	۲۵۳
حضرت عروہ ابن ہشام کا بیان	۲۵۳
حضرت علامہ شعبی کا تبصرہ	۲۵۴
حضرت ابو بکر کے انتقال پر ان کے والد کا بیان	۲۵۴
حضرت ابو بکر کو صحابہ کرام کا خراج تحسین	۲۵۴
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد	۲۵۴
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان	۲۵۶
حضرت عمر فاروق کا بیان	۲۵۶
نماز جنازہ کی امامت حضرت عمر نے فرمائی	۲۵۶
روضہ مشرفہ میں تدفین کی سعادت ملنا	۲۵۶
حضور کے قریب دفن ہونے کی پیش گوئی	۲۵۷
حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت	۲۵۷
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی شہادت	۲۵۷
شیخین کا حضور ﷺ کے قریب رہنے کا واقعہ	۲۵۸
حضرت سعید بن المسیب کا استدلال	۲۵۹
حضرت ابو بکر صدیق جنت کے ٹکڑے میں	۲۶۰
حضور ﷺ کا ارشاد گرامی	۲۶۰
علامہ عزیزی اور امام ملا علی قاری کا بیان	۲۶۰
روضہ مطہرہ زمین کا نہیں جنت کا حصہ ہے	۲۶۱
شیخین کریمین دو نبیوں کے درمیان	۲۶۱
روضہ مبارکہ سے حضرت ابو بکر کا تعلق	۲۶۳
امام محمد بن سیرین کا بیان	۲۶۳
علامہ سمہودی اور حضرت شاہ ولی اللہ کا بیان	۲۶۳
حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا ارشاد	۲۶۴
شیخین کے لئے ایک خصوصی فضیلت	۲۶۴
حضور ﷺ اور شیخین ایک مٹی سے	۲۶۴
مولانا احمد رضا خان کا اعتراف	۲۶۴
شیعہ عالم ملا مقبول دہلوی کا اقرار	۲۶۵
شاہ ولی اللہ دہلوی کے باریک نکات	۲۶۷
حضرت ابو بکر کی درویشانہ زندگی	۲۶۷
بعد کے خلفاء کے لئے ایک موقع امتحان	۲۶۸
حضرت ابو بکر پاک صاف دنیا سے گئے	۲۶۸
حضرت عمر فاروق کی شہادت	۲۶۸
حضرت ابو بکر نے دنیا سے کچھ نہ لیا	۲۶۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر کی آخرت میں عجیب شان	۲۶۹
حضرت ابو بکر حضورؐ کا ہاتھ پکڑے ہونگے	۲۶۹
ابو بکرؓ حوض پر حضورؐ کے ہمراہ ہونگے	۲۶۹
حضرت ابو بکر کو حضور ﷺ نے اپنا بھائی بنایا	۲۶۹
حضرت ابو بکر حضورؐ سے نہ جدا تھے نہ ہونگے	۲۷۰
حجرہ مبارکہ میں دفن ہونے کی خواہش	۲۷۰
حبیب کو اس کے محبوب کے پاس لے آؤ	۲۷۰
حضرت ابو بکر صدیق کی ایک کرامت کا ظہور	۲۷۰
حضرت امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۷۰
حضرت ابو بکر کی بارگاہ ایزدی میں قدر	۲۷۰
ابو بکرؓ کے صحابی ہونے قرآنی شہادت	۲۷۱
حضرت ابو بکر دو میں کے ایک ہیں	۲۷۱
حضرت ابو بکر خدا کی حفاظت کے سایہ میں	۲۷۱
قرآن کریم کی شہادت	۲۷۲
حضرت ابو بکر کے کردار و اخلاص کی تعریف	۲۷۲
مولانا اشتیاق احمد دیوبندی کا بیان	۲۷۲
حضرت ابو بکر کا خود کو آیت کا مصداق بتانا	۲۷۴
اذ یقول لصاحبہ آیت پڑھنے پر رو پڑنا	۲۷۴
حضرت ابو بکر تواواہ ہیں	۲۷۴
حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۲۷۴
مصاحبت کی یہ فضیلت صرف آپ کو ملی ہے	۲۷۴
علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا بیان	۲۷۴
علامہ امام جلال الدین سیوطی کا بیان	۲۷۵
حضرت ابو بکر کی صحابیت کا انکار کفر ہے	۲۷۵
حضرت امام سفیان بن عیینہ کا ارشاد	۲۷۵
علامہ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی کا بیان	۲۷۶
علامہ جزری اور حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۲۷۶
علامہ مناوی اور امام ملا علی قاری کا بیان	۲۷۶
حضرت ابو بکر اور ان کی جماعت حزب اللہ	۲۷۷
حضرت ابو بکر پر محبت الٰہی کا سایہ	۲۷۷
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۲۷۷
حضرت ابو بکر سے محبت رکھنے کی ترغیب	۲۷۷
حضرت ابو بکر کی خلافت کے وقوع کی دلیل	۲۷۷
حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا بیان	۲۷۸
حضرت قتادہ اور امام ضحاک کا بیان	۲۷۸
حضرت امام بیہقی کا بیان	۲۷۸
حضرت ابو بکر کی شان تصدیق کی تعریف	۲۷۹
حضرت علی مرتضیٰ کا حلفیہ بیان	۲۸۰
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۲۸۰
امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۸۰
شیعہ عالم علامہ طبرسی کا اعتراف	۲۸۱
ؓ صاحب فضیلت ہونے کی قرآنی شہادت	۲۸۱
حضرت مسطح کی مالی امداد دوگنی کر دینا	۲۸۲
امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۸۲
حافظ ابن کثیر اور علامہ آلوسی کا بیان	۲۸۲
اولوالفضل سے آپ کی افضلیت پر استدلال	۲۸۳
امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۸۳
فضل سے دینی فضلیت مراد ہے	۲۸۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت شاہ ولی اللہ اور مولانا تھانوی کا بیان	۲۸۳
شیعہ عالم علامہ طبرسی کا بیان	۲۸۴
والدین سے حسن سلوک کی تاکید	۲۸۴
آیت ووصینا الانسان ابوبکر کی مدح میں اتری	۲۸۵
ابوبکرؓ کو شریک مشورہ کرنے کی الٰہی ہدایت	۲۸۵
حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان	۲۸۵
شیخین کے مشورہ کی اہمیت ووقعت	۲۸۵
اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مال دینے والے	۲۸۶
مدح انفاق والی آیت آپ کے حق میں اتری	۲۸۶
امام رازی اور شاہ ولی اللہ کا بیان	۲۸۶
امام حافظ ابن کثیر کا بیان	۲۸۷
حضرت ابوبکر کے مال سے سب نے فائدہ پایا	۲۸۸
حضرت ابوبکر دو جنتیں لے اڑے	۲۸۹
امام عطاء حضرت عبداللہ ابن شوذب کا بیان	۲۸۹
آپؓ کے لئے رحمت الٰہی اترنے کی خبر	۲۹۰
حضرت ابوبکر کی رائے کی آسمانی تصویب	۲۹۰
آپؓ کے مخلص ہونے کی قرآنی شہادت	۲۹۱
سورہ واللیل کا نزول آپ کے حق میں ہوا ہے	۲۹۱
امام رازی اور علامہ آلوسی کا بیان	۲۹۱
ابن ابی حاتم اور امام طبری کا بیان .	۲۹۱
عروہ بن زبیر اور سعید بن المسیب کا بیان	۲۹۲
شیعہ عالم علامہ طبرسی کی شہادت	۲۹۲
حضرت ابوبکر جہنم سے دور رکھے جائیں گے	۲۹۲
حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان	۲۹۳
امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۹۳
حضرت ابوبکر افضل الخلق بعد الانبیاء ہیں	۲۹۳
امام ابن کثیر اور حافظ ابن حجر کا بیان	۲۹۳
علامہ مناوی اور امام ملا علی قاری کا بیان	۲۹۴
حضرت ابوبکر کی فضیلت وافضلیت	۲۹۴
حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۲۹۵
حضرت ابوبکر کے لئے الٰہی حمایت وتائید	۲۹۵
اللہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی پٹائی	۲۹۶
شیعہ عالم علامہ طبرسی کا بیان	۲۹۶
☆..... حضرت ابوبکر نگاہ نبوت میں	۲۹۷
حضرت ابوبکر میرے بھائی اور دوست ہیں	۲۹۷
لفظ خلت کا معنی اور مطلب	۲۹۸
ابوبکرؓ حضرت ابراھیم کے نقش قدم پر	۲۹۸
حضور خاتم النبیین ﷺ کی شہادت	۲۹۹
امام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۳۰۰
حضرت ابوبکر کے ساتھ بھی اللہ ہے	۳۰۰
حضرت ابوبکر کی خدمات کی نبوی شہادت	۳۰۱
حضرت ابوبکر حضور ﷺ کو سب سے محبوب	۳۰۱
حضرت ابوبکر کو حضور ﷺ نے صدیق بتایا	۳۰۱
حضرت ابوبکر کے احسانات سب سے زیادہ	۳۰۱
میں نہ ملوں تو ابوبکر کے پاس چلی آنا	۳۰۱
حضرت ابوبکر کی خلافت بلا فصل پر اللہ کی رضا	۳۰۲
حضرت ابوبکر و عمر کی اقتداء کی نبوی ہدایت	۳۰۳
حضرت ابوبکر کے لئے رضوان اکبر کی بشارت	۳۰۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر غار اور حوض کوثر کے ساتھی	۳۰۳
حضرت ابو بکر بعد از انبیاء سب سے افضل ہیں	۳۰۳
حضرت ابو بکر امت میں سب سے بہتر ہیں	۳۰۳
ابو بکرؓ جنت میں پختہ عمر والوں کے سردار	۳۰۳
حضرت ابو بکر سب سے زیادہ رحم دل ہیں	۳۰۴
حضرت ابو بکر و عمر میرے زمینی وزیر ہیں	۳۰۴
حضرت ابو بکر کے اجر میں تسلسل کی بشارت	۳۰۴
حضرت ابو بکر و عمر میرے مخصوص صحابی ہیں	۳۰۵
حضرت ابو بکر خصائل حسنہ کے حامل ہیں	۳۰۵
ابو بکرؓ دنیا و آخرت میں سب سے بہتر ہیں	۳۰۵
ابو بکر سے محبت کرنے والے کو بشارت	۳۰۶
حضرت ابو بکر کی ایک نیکی کا مقام و مرتبہ	۳۰۶
حضرت ابو بکر سے محبت کرنے کی تاکید	۳۰۷
ابو بکر کے بارے میں زبان درازی سے بچو	۳۰۷
حضرت ابو بکر کے جنتی ہونے کی شہادتیں	۳۰۸
حضرت ابو بکر کو ہر جنت بلائے گی	۳۰۸
حضرت ابو بکر کو جنت کا ہر دروازہ پکارے گا	۳۰۹
ابو بکر کی جنت کے پرندے کے مہمانی	۳۰۹
ابو بکر کے جنتی ہونے کی نبوی شہادت	۳۰۹
ابو بکر کو حضور ﷺ کی طرف سے بشارت	۳۱۰
حضرت ابو بکر حساب و کتاب سے پاک صاف	۳۱۰
حضرت ابو بکر صدیق سے محبت کرنے والے	۳۱۰
حضرت ابو بکر و عمر جنت کے اعلیٰ درجات میں	۳۱۱
ابو بکر فی الجنۃ..... عمر فی الجنۃ (الحدیث)	۳۱۱
حضرت ابو بکر کو جنت میں حضور کی رفاقت	۳۱۱
آپؓ کے لئے جنت میں مرحبا کی صدائیں	۳۱۱
شیعہ عالم علامہ طوسی کی شہادت	۳۱۲
حضرت ابو بکر کو جنت و خلافت کی بشارت	۳۱۲
حضرت ابو بکر کو صحابہ کرام کا خراج عقیدت	۳۱۳
صحابہ کے دلوں میں حضرت ابو بکر کی عظمت	۳۱۳
امام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۳۱۴
سیدنا حضرت عمر فاروق کا بیان	۳۱۵
حضرت ابو بکر جیسا اور کوئی نہیں ہے	۳۱۵
حضرت ابو بکر کی فضیلت و عظمت کا اعتراف	۳۱۵
آپؓ کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ دلآویز	۳۱۶
حضرت ابو بکر ہم میں سب سے بہتر ہیں	۳۱۶
حضرت ابو بکر ہمارے محبوب اور سردار ہیں	۳۱۶
حضرت ابو بکر کا ایمان و یقین بہت بھاری ہے	۳۱۷
ابو بکرؓ نیکی کے کاموں میں سب سے آگے	۳۱۷
حضرت ابو بکر حضور کی جانشینی کے مستحق ہیں	۳۱۷
کاش میں ابو بکر کے سینہ کا ایک بال ہی ہوتا	۳۱۷
حضرت ابو بکر کی ایک رات کتنی باعظمت تھی	۳۱۸
حضرت ابو بکر کا ایک دن کس قدر باوقعت تھا	۳۱۸
حضرت بلال کو آزاد کرنے پر تاثرات	۳۱۹
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد	۳۲۰
ابو بکرؓ کی استقامت نے ہم کو محفوظ رکھا	۳۲۰
ابو بکر تین صاحب فراست افراد میں اول	۳۲۰
حضرت ابن مسعود کا خوبصورت کلام	۳۲۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت امام حاکم کا بیان	۳۲۱
حضرت معاویہ حضرت ابو بکر کی عقیدت میں	۳۲۱
حضرت ابن عمر کی حضرت ابو بکر سے عقیدت	۳۲۱
مدینہ آنے پر پہلے روضہ اطہر پر حاضری دینا	۳۲۱
پہلے حضرت ابو بکر کو سلام پیش کرنا	۳۲۱
حضرت علامہ محب طبری کا بیان	۳۲۲
حضرت انس حضرت ابو بکر و عمر کی محبت میں	۳۲۲
آخرت میں شیخین کی معیت کی تمنا کرنا	۳۲۲
شیخ الاسلام علامہ عینی کا ایمان افروز بیان	۳۲۳
حضرت عمرو بن العاص کا ارشاد	۳۲۳
شیخین دنیا کے فریب میں نہ آئے	۳۲۳
شیخین ہر گز ناقص الرائے نہ تھے	۳۲۴
سیدنا حضرت ابو ہریرہ کا ارشاد	۳۲۴
حضرت ابو بکر کی خلافت کا عظیم فائدہ	۳۲۴
حضرت حسان بن ثابت آپ کی عقیدت میں	۳۲۴
حضرت عمار بن یاسر کا خراج عقیدت	۳۲۶
ام المؤمنین حضرت عائشہ کے تاثرات	۳۲۶
ائمہ اہلبیت حضرت ابو بکر کی عقیدت میں	۳۲۶
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کے محبانہ بیانات	۳۲۶
حضرت امام حسن بن علی کا ارشاد	۳۳۸
حضرت امام محمد بن حنفیہ کا ارشاد	۳۳۹
حضرت امام زین العابدین کا ارشاد	۳۳۹
حضرت امام عبداللہ بن حسن کا ارشاد	۳۴۱
حضرت امام عبداللہ بن جعفر کا ارشاد	۳۴۲
حضرت امام محمد باقر کا ارشاد گرامی	۳۴۲
حضرت امام محمد بن عبداللہ بن حسن کا ارشاد	۳۴۴
حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد گرامی	۳۴۵
حضرت امام زید بن علی کا ارشاد	۳۴۷
حضرت امام عبداللہ محض کا ارشاد	۳۴۹
حضرت ابو بکر صدیق کی ازواج و اولاد	۳۵۰
والدہ ام المؤمنین حضرت ام رومانؓ	۳۵۰
آپؓ حضور ﷺ کی خوش دامن ہیں	۳۵۰
حضرت ام رومان کی بیعت و ہجرت	۳۵۱
ہجرت کے وقت پیش آنے والا واقعہ	۳۵۱
حضرت ام رومان نیک خاتون	۳۵۲
حضور ﷺ نے جنازہ پڑھایا اور قبر میں اترے	۳۵۲
حضرت ام رومان اسلام کے لئے ستائی گئیں	۳۵۲
زمین پر عورتوں میں حور عین	۳۵۲
تذکرہ حضرت اسماء بنت عمیس	۳۵۳
آپ حضرت علی مرتضیٰ کی بھاوج ہیں	۳۵۳
آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی سعادت پائی	۳۵۴
آپ حضرت فاطمہ کے بہت قریب تھیں	۳۵۴
حضرت فاطمہ کی آپ سے محبت	۳۵۴
سیدہ فاطمہ کی تشویش اور آپ کی تسلی	۳۵۵
حضرت ابو بکر حضرت علی کی والدہ کی قبر میں	۳۵۶
حضرت اسماء حضرت علی کے نکاح میں آئیں	۳۵۶
حضرت ابو بکر کا بیٹا حضرت علی کی آغوش میں	۳۵۷
تذکرہ حضرت حبیبہ بنت خارجہؓ	۳۵۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ام کلثوم کی ولادت کی پیشگوئی	۳۵۷
علم غیب خاصہ خداوندی ہے	۳۵۸
حضرت ابوبکر کی بات بطور الہام کے تھی	۳۵۸
یہ اعلیٰ درجہ کی فراست اور کرامت ہے	۳۵۸
حضرت ابوبکر کی اولاد کا تعارف	۳۵۸
تذکرہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر الصدیق	۳۵۸
آپ طائف کے غزوہ میں شریک تھے	۳۵۸
آپ کا شمار شہدائے طائف میں ہوتا ہے	۳۵۹
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق	۳۵۹
آپ بڑے بہادر اور تیر انداز تھے	۳۵۹
تذکرہ حضرت محمد بن ابی بکر	۳۵۹
آپ حضرت علی مرتضیٰ کے ہاں پلے	۳۵۹
تذکرہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ	۳۶۰
آپ قدیم الاسلام ہیں	۳۶۰
حضرت اسماء کی زندگی درویشانہ تھی	۳۶۰
خطیب تبریزی کی ایک رائے	۳۶۰
تذکرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ	۳۶۱
آپ سب مؤمنوں کی ماں ہیں	۳۶۱
قرآن وحدیث میں آپ کے فضائل	۳۶۱
تذکرہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر	۳۶۱
آپ حضرت حبیبہ کی صاحبزادی تھیں	۳۶۱
بیت الایمان اور خوش قسمت خاندان	۳۶۲
مسلمانوں میں ایک تاریخی اور نادر خاندان	۳۶۲
حضرت ابوبکر کے فضائل وخصائل	۳۶۴
حضرت ابوبکر کا ذکر آسمانوں میں	۳۶۴
عرش کے سبز جوہر میں چمکتا نام	۳۶۴
حضرت ابوبکر کا تذکرہ کتب سابقہ میں	۳۶۵
یمن کے ایک اہل کتاب عالم کا بیان	۳۶۵
شام کے محبر اراہب کا بیان	۳۶۵
حضرت عمر کے ہاں آئے وفد کا بیان	۳۶۷
شاہ روم ہرقل کا بیان	۳۶۷
پتہ پتہ نام ہمارا جانے ہے	۳۶۸
گلاب کے درخت پر صدیق کا نام	۳۶۸
عموریہ شہر کے کلیسا میں تذکرہ صدیق	۳۶۸
خلفائے راشدین کی عظمت پہلی کتابوں میں	۳۶۹
صدیق اکبر کی نظر آئینہ رسالت پر	۳۷۰
حکیم الامت حضرت تھانوی کا ایک بیان	۳۷۱
صدیق اکبر آقائے دوجہاں کے حضور	۳۷۱
آپ حضور ﷺ کے سچے عاشق تھے	۳۷۱
حضرت ابوبکر کے عشق کا حیران کن واقعہ	۳۷۱
حکیم الامت حضرت تھانوی کا ایک بیان	۳۷۲
حضور اور اسلام پر ہر چیز قربان کرنا	۳۷۲
حضور ﷺ سے سچی محبت	۳۷۲
حضور ﷺ کی فکر اور آپ کا دھیان رکھنا	۳۷۳
حضور ﷺ کی خوشی میں خوش ہونا	۳۷۶
حضور ﷺ کو راحت پہنچانے کا خیال رکھنا	۳۷۶
حضرت ابوبکر کا فنافی الرسول ہونے کا مرتبہ	۳۷۷
حضور ﷺ کے قرب کی دولت پانا	۳۷۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر معی تھے بعد ی نہ تھے	۳۷۷
حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا بیان	۳۷۷
حکیم الامت حضرت تھانوی کی تشریح	۳۷۷
حضرت ابو بکر کا ادب رسول	۳۷۸
حضور ﷺ کا ہمیشہ احترام رکھنا	۳۷۸
حضور کا رشتہ اپنے رشتہ سے مقدم سمجھنا	۳۸۰
حضور ﷺ کے خادم اور غلام بن کر رہنا	۳۸۰
حضرت ابو بکر کا غایت ادب	۳۸۰
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۳۸۰
حضرت ابو بکر کا کمال فہم	۳۸۱
حضرت ابو بکر کا حضور کی یاد میں روتے رہنا	۳۸۲
حضرت ابو بکر کا اہل بیت سے تعلق	۳۸۳
آپ کا اہل بیت کا ادب واحترام کرنا	۳۸۳
حضرت علی ابو بکر کی کابینہ کے رکن تھے	۳۸۳
آپ کی اہلیہ کا حضرت فاطمہ کے گھر آنا جانا	۳۸۳
حضرت سیدہ فاطمہؓ کی وصیت	۳۸۳
حضرت فاطمہ کی شادی میں آپ کا حصہ	۳۸۴
حضرت فاطمہ کے جہیز کا سامان خریدنا	۳۸۴
حضرت فاطمہ کی تیمارداری کرنا	۳۸۴
حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھانا	۳۸۵
امام جعفر بن محمد کی شہادت	۳۸۵
امام زین العابدین کی شہادت	۳۸۵
امام ابراہیم نخعی کا بیان	۳۸۵
جنازہ میں چار تکبیرات کہنا	۳۸۵
حضرت ابو بکر کا امام حسن کو پیار کرنا	۳۸۶
امام حسین کو قیمتی تحفے دینا	۳۸۶
حضور ﷺ کے اقرباء سب سے پہلے ہیں	۳۸۷
حضور ﷺ کے گھر والوں کا خاص خیال رکھو	۳۸۷
حضورؐ سے حضرت ابو بکر کی رشتہ داریاں	۳۸۷
حضور خاتم النبیین حضور ﷺ کے داماد ہیں	۳۸۷
آپ کا نکاح میں حضرت علی کی بھاوج کا آنا	۳۸۷
آپؓ کے بعد پھر حضرت علی سے نکاح کرنا	۳۸۸
حضرت ابو بکر کی پڑپوتی امام جعفر کی ماں ہیں	۳۸۸
حضرت ابو بکر امام جعفر کے نانا ٹھہرے	۳۸۸
حضرت ابو بکر نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے	۳۸۹
حضرت امام جعفر صادق کا بیان	۳۸۹
امام حسن کا خاندان صدیقی سے رشتہ داریاں	۳۸۹
خاندان نبوی میں ابو بکر و عمر نام	۳۹۰
حضرت ابو بکر کا معاملات میں فیصلہ کا طریقہ	۳۹۱
حضرت ابو بکر مجتہد تھے	۳۹۱
آپ کے مشیروں میں اہل رای	۳۹۱
اہل الرای کون ہیں	۳۹۲
خلفائے راشدین اہل الرای میں سے	۳۹۲
شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا بیان	۳۹۲
مجتہدین حضرت ابو بکر کے نقش قدم پر	۳۹۲
حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا بیان	۳۹۲
حضرت ابو بکر صاحب افتاء میں سے	۳۹۳
حضرت عبداللہ بن عمر کی شہادت	۳۹۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت علامہ ابن تیمیہ کا بیان	۳۹۳
حضرت ابو بکر کی رای و قول کی اہمیت	۳۹۴
علم تعبیر میں مہارت	۳۹۴
آپ دور نبوی میں تعبیر بتاتے تھے	۳۹۵
آپ اس امت کے بڑے معبر تھے	۳۹۵
خواب اور اس کی تعبیر کے چند واقعات	۳۹۶
حضور ﷺ کے خواب کی تعبیر	۳۹۶
حضور ﷺ کے سامنے دی گئی تعبیر	۳۹۶
حضرت خالد کے خواب کی تعبیر	۳۹۷
حضرت عائشہ صدیقہ کے خواب کی تعبیر	۳۹۸
ایک اور شخص کے خواب کی تعبیر	۳۹۸
درخت کے ستر پتوں کی تعبیر	۳۹۸
خون کا پیشاب کرنے کی تعبیر	۳۹۹
حضرت ابو بکر صدیق کی روحانی بلندی	۳۹۹
آپ کی روحانیت عجیب شان کی تھی	۳۹۹
امام ابو بکر بن عیاش کا بیان	۳۹۹
آپ کے خلوص اور محبت الہی کی شان	۳۹۹
علامہ ابن عماد حنبلی کا بیان	۳۹۹
شیخ ابو نصر سراج طوسی کا بیان	۴۰۰
حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۴۰۰
حضرت ابو بکر امت کے پہلے ملہم	۴۰۱
حضرت ابو بکر کے دل پر اترنے والی باتیں	۴۰۱
سیدنا حضرت عمر فاروق کی شہادت	۴۰۱
مانعین زکوۃ کے بارے میں شرح صدر ہونا	۴۰۲
شرح صدر کی حقیقت	۴۰۲
حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۴۰۲
خلافت فاروقی الہام الہی کی رو سے	۴۰۲
موت کے وقت ٹی کی پیدائش کا الہام	۴۰۳
حضرت ابو بکر صدیق کا حلم و تواضع	۴۰۴
اپنے کو لوگوں سے برتر نہ جاننا	۴۰۴
تعریف کرنے پر کونسی دعا کی جائے	۴۰۵
حضرت ابو بکر غرور سے دور تھے	۴۰۵
حضرت خاتم النبیین کی شہادت	۴۰۵
امام شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد الغنی کا بیان	۴۰۵
سواری کی بجائے پیدل چلنا	۴۰۶
برا کہنے والے پر سختی نہ کرنا	۴۰۶
یہ صرف خاتم النبیین کا حق ہے	۴۰۶
حضرت ابو بکر کی عبادت کا ایک منظر	۴۰۷
تلاوت کے وقت رو پڑنا	۴۰۷
نماز میں دھیان صرف خدا کی طرف رہنا	۴۰۷
رات بھر عبادت کرنے کا ذوق و شوق	۴۰۸
حضرت ابو بکر صائم النہار رہتے تھے	۴۰۸
حضرت ابو بکر صدیق کا زہد و تقوی	۴۰۸
رزق حلال کا خصوصی اہتمام	۴۰۹
مشتبہات سے حفاظت میں رہنا	۴۰۹
حضرت ابو بکر کے تقوی کے اثرات	۴۱۰
حضرت اسماء کا مال لینے سے اجتناب	۴۱۰
حضرت اسماء کی وجہ سے آیات قرآنی کا اترنا	۴۱۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر صدیق کا خوف و خشیت	۴۱۱
عظیم ترین خوف اور عظیم ترین رجاء	۴۱۱
کاش کہ میں درخت کا پتہ ہوتا	۴۱۱
خوف کا سبب خدا کے حضور پیشی تھا	۴۱۱
زبان کی حفاظت کی تاکید	۴۱۲
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۴۱۳
دنیا اپنی مثالی صورت میں سامنے لائی گئی	۴۱۴
اہل بدر کو اعلیٰ مناصب نہ دینے کی حکمت	۴۱۵
حضرت ابو بکر صدیق کی رقت قلبی	۴۱۶
سورہ زلزال نے مجھے رلا دیا ہے	۴۱۶
حضرت ابو بکر کی خدمت خلق کا منظر	۴۱۷
حضور ﷺ کے معمول کا تسلسل رکھنا	۴۱۸
ابو بکر پہلے کی طرح خدمت کرتا رہے گا۔	۴۱۹
حضرت ابو بکر کی جرات و شجاعت	۴۲۰
حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۴۲۰
حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۴۲۰
ایک شبہ اور اس کا جواب	۴۲۰
شجاعت امراء اور شجاعت فتیان میں فرق	۴۲۱
شجاعت صدیقی کی ایک جھلک	۴۲۱
حضور ﷺ کی وفات پر مستقل مزاج رہنا	۴۲۲
جیش اسامہ کے مسئلہ پر استقامت دکھانا	۴۲۳
مانعین زکوۃ کے خلاف قدم پیچھے نہ کرنا	۴۲۴
خلافت صدیقی سب خلافتوں سے افضل	۴۲۵
حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۴۲۶
حضرت ابو بکر صدیق کی شان کرامت	۴۲۸
کھانا مقدار سے بڑھ جانا	۴۲۸
آپ کی وفات پر مدینہ میں زلزلہ آگیا	۴۲۸
حضور ﷺ کے وفات والے دن وفات پانا	۴۲۹
حضرت جبرئیل امین کا آپ کے پاس آنا	۴۲۹
حضرت ابو بکر کے لشکر کی کرامت	۴۳۰
حضرت علاء بن حضرمی کی کرامت	۴۳۰
سامان سے لدے جانوروں کا فرار	۴۳۰
حضرت علاء بن حضرمی کا خطاب	۴۳۰
فرار ہونے والے جانوروں کی واپسی	۴۳۱
صحرا میں خالص پانی کا نکل آنا	۴۳۱
دریا میں زمین کی طرح چلتے ہوئے جانا	۴۳۱
حضرت ابو بکر صدیق کا شکر خدا ادا کرنا	۴۳۲
ایک راہب کا قبول اسلام	۴۳۲
اہل ایمان کے یقین کی قوت	۴۳۲
حضرت ابو بکر اکابرین امت کی نظر میں	۴۳۵
حضرت امام مسروق کا بیان	۴۳۵
حضرت امام سعید بن المسیب کا بیان	۴۳۵
حضرت امام ابراہیم نخعی کا بیان	۴۳۵
حضرت علامہ شعبی کا بیان	۴۳۶
حضرت امام قاسم بن محمد کا بیان	۴۳۶
حضرت امام محمد بن سیرین کا بیان	۴۳۶
حضرت امام ربیع بن انس بصری کا بیان	۴۳۷
حضرت امام ابو حصین کا بیان	۴۳۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت امام ابو حنیفہ کا ارشاد	۴۳۷
حضرت ابو بکر صدیق کے خطبات	۴۳۸
خطبہ بر وصال نبوی ﷺ	۴۳۸
خطبہ بر بیعت خلافت	۴۳۹
اللہ سے ڈرتے رہنے کی تاکید	۴۴۰
جہاد میں نیت پاک رکھنے کی تاکید	۴۴۲
جو آج زندہ ہے کل مر جائے گا	۴۴۳
آدمی کو چاہیئے کہ اللہ سے جڑا رہے	۴۴۴
آدمی کی نظر صرف ایک اللہ پر رہے	۴۴۵
دنیا کے عیش سے آخرت کا سفر اچھا	۴۴۶
خدا اور رسول کی مخالفت کا خوفناک انجام	۴۴۶
اللہ کا نور کبھی بجھایا نہ جائے گا	۴۴۷
اللہ کے انعامات ہمارے اعمال پر بھاری	۴۴۸
مؤمن میں خوف اور امید دونوں رہیں	۴۴۹
حضرت ابو بکر صدیق کے مکتوبات	۴۵۰
ایک نہایت اہم مکتوب	۴۵۱
اہل یمن کے نام مکتوب	۴۵۱
حضرت ابو بکر کی نصائح و وصایا	۴۵۲
حضرت عمر فاروق کے نام مکتوب	۴۵۲
حضرت خالد بن ولید کے نام مکتوب	۴۵۳
حضرت یزید بن سفیان کے نام مکتوب	۴۵۳
حضرت عمرو بن العاص کے نام مکتوب	۴۵۶
حضرت ابو بکر کی قیمتی ہدایات	۴۵۸
حضرت اسامہ کے لشکر کو نصیحتیں	۴۵۸
حضرت ابو بکر صدیق کے ملفوظات	۴۵۹
حضرت ابو بکر کے ۷۵ ارشادات	۴۵۹
حضرت ابو بکر کی مناجات اور دعائیں	۴۶۹
سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور مانعین زکوۃ	۴۷۱
حضور ﷺ کی رحلت کے بعد کا حال	۴۷۱
حضرت عروہ کا بیان	۴۷۱
حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان	۴۷۲
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان	۴۷۲
علامہ ابن حزم ظاہری کا بیان	۴۷۳
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا ارشاد	۴۷۳
صحابہ میں سے کوئی بھی غلط راہ نہ چلا	۴۷۴
حضرت امام خطابی کا بیان	۴۷۴
سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا استقلال	۴۷۴
آپؓ کی خدمت میں ایک درخواست	۴۷۵
حضرت ابو بکر صدیق کا جرات مندانہ خطاب	۴۷۵
منکرین زکوۃ کے خلاف جہاد کا اعلان	۴۷۷
دین مکمل اور سلسلہ وحی منقطع ہو چکا	۴۷۸
منکرین زکوۃ باغی نہیں مرتد تھے	۴۷۹
مولانا عبدالشکور لکھنوی کا بیان	۴۷۹
حکیم الامت حضرت تھانوی کا ارشاد	۴۸۱
ضروریات دین کا منکر اہل قبلہ میں سے نہیں	۴۸۱
مؤرخ زید شلبی اور محمد حسین ہیکل کا بیان	۴۸۱
منکرین زکوۃ کی سزا	۴۸۲
امام طبری اور امام ابو بکر جصاص کا بیان	۴۸۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

مانعین زکوۃ امام بخاری اور ان کے شیخ کے ہاں	۴۸۳
باطل کے خلاف اٹھنا مسلمانوں کی ذمہ داری	۴۸۴
ضروریات دین کے ایک جزء کا انکار کفر	۴۸۴
امام محمد بن حسن شیبانی کا بیان	۴۸۴
مانعین زکوۃ سلف صالحین کی نظر میں	۴۸۵
حضرات شیخین کے اختلاف کی نوعیت	۴۸۵
حضرت ابو بکر صدیق کا استدلال	۴۸۶
حضرت ابو بکر کا قیاس سے استدلال	۴۸۷
حکیم الامت شاہ ولی اللہ کا بیان	۴۸۷
صحابہ کرام کا حضرت ابو بکر سے اتفاق کرنا	۴۸۸
حضرت ابو بکر صدیق مقام محبوبیت میں	۴۸۸
قرآن کریم کا بیان	۴۸۹
امام حسن بصری کا شیخ یونس بن بکیر کا بیان	۴۹۰
حضرت ابو بکر کو صحابہ کا خراج تحسین	۴۹۰
حضرت عمر فاروق کا خراج عقیدت	۴۹۱
حضرت ابو بکر کا ماتھا چوم لینا	۴۹۱
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد	۴۹۲
سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد	۴۹۲
سیدنا حضرت ابو ہریرہ کا ارشاد	۴۹۳
حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا ارشاد	۳۹۴
شیخ عبدالرحمٰن بن اسلم کا ارشاد	۴۹۴
ایک سوال اور اس کا جواب	۳۹۵
کلمہ گو کے خلاف جہاد کی حیثیت	۳۹۵
خلفائے راشدین کے فیصلے سنت	۳۹۵
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۴۹۷
حضرت عبداللہ بن عمر کی شہادت	۴۹۷
حضرت امام ملا علی قاری کا بیان	۴۹۷
خلفائے راشدین کی سنت واجب الاتباع	۴۹۸
خلفائے راشدین کی رائے کا حجت ہونا	۴۹۸
حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا ارشاد	۴۹۸
حضرت ابو بکر کا حدیث رسول سے استدلال	۴۹۹
قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات	۵۰۰
اپنے کو مسلمان کہے کیا وہ مرتد نہیں ہو سکتا؟	۵۰۱
قادیانیوں اور مسلمانوں میں اصولی اختلاف	۵۰۱
حکیم نورالدین اور مرزا بشیر الدین کا بیان	۵۰۱
مرتد کیلئے کھلم کھلا ملت بدلنا ضروری نہیں	۵۰۲
علامہ محمد اقبال کے والد پر قادیانی غضب	۵۰۳
ڈاکٹر عبدالحکیم کو قادیانیوں کا مرتد بتانا	۵۰۳
اہل قبلہ کی تکفیر کا مسئلہ	۵۰۳
قادیانی سربراہ مرزا طاہر کا غلط استدلال	۵۰۴
اہل قبلہ کا معنی و مطلب	۵۰۵
امام ملا علی قاری اور علامہ ابن حزم کا بیان	۵۰۵
علامہ انور شاہ کشمیری کا ارشاد	۵۰۶
اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب	۵۰۷
حضرت علامہ بدری الدین عینی کا بیان	۵۰۹
امام ملا علی قاری کا ارشاد	۵۰۹
کیا قادیانی اہل قبلہ میں داخل میں ہیں؟	۵۱۰
دلوں کا بوجھ اب ہلکا کر دیجئے۔۔	۵۱۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقدمہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی .....اما بعد

ایک طویل مدت گزری جب والد گرامی جناب الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگونی رحمہ اللہ تعالی (۱۴۲۵ھ) نے اپنے قیام برما کے دوران حضرت ابوبکر صدیق پر ایک بیس صفحات کا مضمون لکھا تھا آپ کی خواہش تھی کہ ان کا یہ مضمون مفکر اسلام استاذی المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ ایک مرتبہ ملاحظہ کرلیں آپ پھر اسے ماہنامہ الاسلام میں شائع کریں گے انہوں نے یہ ذمہ داری راقم کے سپرد کردی راقم الحروف نے حسب حکم حضرت علامہ صاحب مدظلہ کی خدمت میں یہ مضمون اس گذراش کے ساتھ پیش کردیا کہ اگر ہو سکے تو یہ مضمون جلد دیکھ کر روانہ فرماویں اتفاق کی بات کہ انہی دنوں حضرت موصوف کو اچانک ایک غیر ملکی دورہ پیش آگیا اور آپ اسے نہ دیکھ سکے اور جب آپ واپس تشریف لائے تو والد محترم سفر آخرت پر روانہ ہو چکے تھے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت والد محترم مرحوم کے انتقال کے بعد راقم نے اس خیال کے پیش نظر کہ کہیں یہ صفحات فائل ہی کی زینت بن کر نہ رہ جائیں مناسب سمجھا کہ اسے خود ہی دیکھ لیا جائے اور ماہنامہ الاسلام کی قریبی اشاعت میں اسے شامل کردیا جائے اس غرض کے لئے جب راقم نے اس مضمون کو پڑھنا اور لکھنا شروع کیا تو اسے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی کرامت سمجھئے یا حضرت والد مرحوم کا اخلاص کہ پندرہ سولہ صفحات پر مشتمل مضمون چار سو سے زائد صفحات پر پھیلتا چلا گیا جو اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

وقت آپ کے سامنے ایک مستقل کتاب کی صورت میں موجود ہے راقم الحروف کی کوشش رہی ہے کہ اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سب سے محبوب امتی اور عزیز ترین ساتھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی حیات مبارکہ کے ہر اس پہلو پر دلائل کے ساتھ گفتگو کی جائے جس سے اہل سنت مسلمانوں کے عقائد نہ صرف یہ کہ محفوظ ہوں بلکہ ان میں اور پختگی آئے اور ان کی عظمت اور محبت مسلمانوں کے دلوں میں اور زیادہ مستحکم ہو اور ان کے خلاف کھلنے والی گستاخانہ زبان کم از کم اتنا سوچ لے کہ اللہ کے کلام اور پیغمبر آخر الزمان کے ارشادات نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کس مقام پر کھڑا بتلایا ہے اور ائمہ اہل بیت عظامؒ ان کا کس قدر ادب کرتے تھے اور دل کی گہرائیوں سے ان کا احترام کرتے تھے۔ میں نے اپنے والد مرحوم کی اس خواہش کی بھی تکمیل کی کہ یہ مضمون ایک دفعہ استاذی المکرّم حضرت علامہ صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی نظر سے گذر جائے

راقم الحروف حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتھم کا انتہائی شکر گذار ہے کہ حضرت نے اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود ان اوراق پر نہ صرف یہ کہ نظر فرمائی بلکہ جابجا مفید اور نہایت ہی اہم افاضات اور مشوروں سے بھی نوازا اللہ تعالی حضرت کی عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے آمین

☆.....خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح تمام انبیاء ومرسلین کے سردار اور سرتاج ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بھی حضرات انبیاء ومرسلین کرام کے بعد سب مؤمنوں سے افضل واعلی ہیں آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے عظیم پشتیبان اور سرمایہ عزت وناز ہیں آپ حضور ﷺ کے بچپن اور جوانی کے دوست پھر پورے زمانہ اسلام کے دوست اور آخری آرامگاہ تک آپ کے نہایت قریب کے ساتھی ہیں آپ حضور ﷺ کے سب سے بہتر اور بزرگ امتی ہیں قرآن کریم نے حضرت ابوبکر کے مقام رفیع کی گواہی دی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے خود لسان نبوت نے آپ کو بہت عزت واحترام سے ذکر کیا ہے اور اپنی امت کو آپ کو اسی احترام سے یاد کرنے کی تعلیم دی ہے پھر کیا صحابہ کرام اور کیا اہل بیت عظام اور کیا ائمہ اسلام سب ہی آپ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہے اور ہمیشہ آپ کی محبت و عقیدت اور عظمت و منقبت کے گن گاتے رہے ہیں

اس بات میں نہیں مجھے عابد کوئی کلام　　میرے نبی کے بعد ہے صدیق کا مقام

جس نے خدا کی راہ میں سب کچھ لٹادیا　　مولائے کائنات کو تھا جس کا احترام

آپ کا اسم گرامی عبداللہ ہے آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور صدیق آپ کا لقب ہے اور آپ زیادہ اسی معزز نام سے اہل ایمان کے دلوں میں جگہ پائے ہوئے ہیں آپ صداقت کے اس اونچے مقام پر فائز ہوئے کہ صدیق کا لقب آپ کے نام کا جزء بن گیا یہ اسلئے کہ آپ کا ہر قدم نبوت کے ساتھ اٹھتا تھا اور ہر عمل نبوت کے ساتھ ملتا تھا نبوت کی زبان سے جو بات نکلتی آپ اسکی فورا تصدیق کرتے اور لسان نبوت جو فیصلہ کردیتی آپ اس فیصلے کو پوری تندہی سے روبہ عمل لانے میں لگ جاتے اور اسے نافذ کرنے میں کسی طرح پیچھے نہ رہتے تھے۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ نے اپنے متعدد مکتوبات میں آپ کے مقام صدیقیت پر بحث کرتے ہوئے بتایا ہے کہ سلوک ومعرفت کے بہت مدارج ہیں جیسے ولایت شہادت وغیرہ لیکن ان میں سب سے اعلی مقام صدیقیت کا ہے اور اس مقام میں اور نبوت میں کوئی اور درجہ نہیں ہے آپ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

وفوق آں (صدیقیت) مقامے نیست الا النبوة علی اهلها الصلوات والتسلیمات ونشاید که میاں صدیقیت ونبوت مقامی بوده باشد بلکه محال ست واین حکم به محالیت او بکشف صریح صحیح معلوم گشته (مکتوبات ح اول دفتر اول)

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ لکھتے ہیں کہ سلوک کا مرتبہ جو ہدایت اور ضرورت کا ہے یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور اسی کا نام صدیقیت ہے اسکے بعد جو مقام ہے وہ صرف نبوت کا ہے ایک پیغمبر کو وحی کے ذریعہ جن حقائق کا علم ہوتا ہے اور وہ اس کو دوسروں تک پہنچاتا ہے ایک صدیق اسکی تصدیق بے چوں وچرا کرتا ہے پیغمبر کی بیان کی ہوئی حقیقت کیسی ہی مابعد الطبیعی اور بالائے فہم وقیاس ہو بہر حال صدیق کیلئے وہ بدیہی سی چیز ہوتی ہے اور وہ اس کو سنتے ہی قبول کرلیتا ہے (مکتوبات مجدد الف ثانی۔ ماخوذ از صدیق اکبر از مولانا سعید احمد اکبر آبادی ص ۴۳۶)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اللہ کے ہاں بہت قبولیت پائے ہوئے تھے اور صدیقیت کے سب سے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہو کر صدیق اکبر کے لقب سے ممتاز تھے۔

☆..... حضور اکرم ﷺ نے جب خدا کی توحید کا پرچم بلند فرمایا تو آپ پوری استقامت کے ساتھ اپنے محبوب آقا کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس راہ میں آنے والی پریشانیوں اور تکلیفوں کا نہایت خندہ پیشانی سے استقبال کیا حضور ﷺ کی تکلیف آپ کے لئے ناقابل برداشت تھی جہاں معلوم ہوتا کہ کوئی بد نصیب حضور ﷺ کو تکلیف دے رہا ہے آپ فوراً دوڑے چلے آتے اور آپ کی حمایت ونصرت میں زبان کھولتے اور ہاتھوں سے اس تکلیف کو اور اس ظالم کو آپ سے دور رکھنے کی کوشش کرتے

☆.....اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول خاتم ﷺ کی محبت وعقیدت حضرت ابوبکر صدیق کے دل میں اس قدر رچی بسی تھی جس کی نظیر نہیں ملتی اس پر آپ کی پوری زندگی گواہ ہے اور دوست دشمن سب ہی اسکا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات اور مزاج وانداز کو اس شان سے اپنے اندر سمو لیا تھا کہ دشمنان اسلام بھی یہ جان چکے تھے کہ پیغمبر کے بعد اس امت کی قیادت کس نے کرنی ہے اور کس نے اسلام کی کشتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو ساحل مراد تک پہنچانا ہے۔

☆..... حضور اکرم ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اہل اسلام جن حالات سے دوچار ہوئے تھے وہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت ہی اہم باب ہے ان سخت تر حالات میں اسلام کی حفاظت اور حضور ﷺ کی شریعت کو ٹھیک ٹھیک اسی حالت پر قائم رکھنے کی سعادت کا شرف اگر کسی کے نصیب میں آیا تو وہ آپ ہی کی ذات گرامی تھی آپ نے جس جرات وہمت اور استقلال واستقامت کے ساتھ اسلام کے دفاع کا فریضہ سر انجام دیا اس پر بڑے بڑے صحابہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ اگر اس وقت حضرت ابوبکر صدیق جیسی شخصیت نہ ہوتی اور آپ اس وقت آہنی ہاتھوں سے کام نہ لیتے تو دشمنان اسلام اپنے مذموم عزائم میں بہت دور تک جا چکے ہوتے اور پھر نہ معلوم اسلام کو کس شکل میں پیش کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے ادوار میں جب فتنوں کا عروج ہوا اور اہل اسلام مختلف آزمائشوں سے گزرے تو وہ کہہ اٹھے کہ ردۃ ولا ابا بکر لھا۔ ہائے افسوس کہ فتنے تو ابھر رہے ہیں مگر ان فتنوں کا تعاقب کرنے والا ابوبکر نہیں ہے۔

☆..... اللہ تعالی نے آپ کو عجیب شان سے نوازا تھا اور کیوں نہ نوازتا انہیں جو اپنے محبوب رسول خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھی اور ان کا نائب بنانا تھا حضور اکرم ﷺ جس مقام ومرتبہ اور عظمت ومنصب کے حامل ہیں اللہ نے چاہا کہ ان کا ساتھی اور ثانی ان کا دوست اور محبوب بھی ایسا ہو جو خدا کے انبیاء ورسل کے بعد سب سے بہتر شخصیت اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت والا ہو سو اللہ رب العزت نے یہ سعادت حضرت ابوبکر صدیق کو عطا فرمائی قرآن کریم نے بھی اس کی خبر دی اور لسان نبوت نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور پھر حضور ﷺ کے صحابہ نے آپ کی عظمت وافضیلت کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور واضح کر دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے برابر کا کوئی دوسرا نہیں ہے۔

اس امت میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے بعد سب سے اونچا مقام حضرت عمر فاروق کا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ کا فیصلہ ملاحظہ فرمایئے

خیر هذه الامة بعد نبیها ﷺ ابوبکر (المنتقی ص ۳۱۱ للعلامۃ اللالکائی ۴۱۸ھ)

حضور اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر ہیں

یہ صرف حضرت عمر فاروق کی بات نہیں سب صحابہ اور تابعین اسی عقیدے پر رہے ہیں اور سب نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ میں سب سے اونچا مقام حضرت ابوبکر کا ہے پھر ان کے بعد عمر فاروق ہیں حضرت امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ حضرت امام شافعی (۲۰۴ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

لم یختلف احد من الصحابة والتابعین فی تفضیل ابی بکر وعمر رضی الله عنهما وتقدیمهما علی جمیع الصحابة (منهاج السنۃ ج ۶ ص ۲۸۶)

اس بات پر صحابہ اور تابعین میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضرت ابوبکر سب سے افضل ہیں پھر ان کے بعد عمر ہیں اور اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ خلافت میں بھی سب سے پہلے حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں

قرآن کریم حدیث نبوی اور حضرات صحابہ کے اس اجماعی فیصلے کے بعد اب کس کی مجال ہے کہ وہ اس معاملے میں رائے زنی کرے اور اس فیصلے سے اختلاف کرے اسلامی عقائد پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) کی ہے آپ نے مسلمانوں کے اس عقیدہ کی اس طرح ترجمانی فرمائی ہے

افضل الناس بعد النبیین علیهم الصلوة والسلام ابوبکر الصدیق (شرح الفقہ الاکبر ص ۹۷)

انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر امت کا ایک بڑا طبقہ حضرت امام مالک بن انس (۱۷۹ھ) کی پیروی کرتا ہے اس باب میں آپ کا کیا موقف ہے اسے دیکھئے حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) مالکی مذہب کی مشہور کتاب مدونۃ سے نقل کرتے ہیں

فقد حکی ابوعبدالله المازری عن المدونة ان مالکا رحمه الله سئل ای الناس افضل بعد نبیهم ؟ فقال ابوبکر ثم عمر (صواعق محرقہ ص ۵۷)

ابو عبداللہ مازری نے مدونہ سے نقل کیا ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے آپ نے فرمایا ابوبکر پھر عمر ہیں

حضرت امام محمد بن ادریس الشافعی (۲۰۴ھ) کی ذات گرامی سے کون ناواقف ہوگا عرب و عجم میں ان کے پیروکاروں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے آپ کا عقیدہ کیا تھا اسے بھی دیکھئے علامہ ھبۃ اللہ بن الحسن الطبری اللالکائی (۴۱۸ھ) لکھتے ہیں

محمد بن ادریس الشافعی یقول فی الخلافة والتفضیل ابوبکر وعمر وعثمان وعلی (المنتقی ص ۳۲۴)

خلافت اور فضیلت میں ترتیب اس طرح ہے ابوبکر ..... پھر عمر ..... پھر عثمان ..... پھر علی ..... رضی اللہ تعالی عنھم

پھر چوتھے امام حضرت امام احمد بن حنبل الشیبانی (۲۴۱ھ) اپنے زمانہ کے معروف محدث اور امام ہوئے ہیں عرب ممالک میں ان کے مقلدین کی بہت بڑی تعداد ہے جو آپ کو اپنا دینی رہنما اور پیشوا جانتے ہیں آپ کے ہاں تمام صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق کس مقام پر کھڑے تھے اسے بھی دیکھ لیجئے آپ سے خلافت اور تفضیل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تفضیل و خلافت کی ترتیب وہی ہے جو واقع میں ہوئی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سئل ابا عبدالله احمد عن التفضيل قال حديث عبدالله بن عمر فی التفضيل ابوبكر وعمر وعثمان وعلی وفی الخلافة ابوبكر وعمر وعثمان وعلی (المنتقی ص ۳۲۸)

ہم نے اہل سنت والجماعت کے چاروں مذاہب کے ائمہ عظام کا عقیدہ آپ کے سامنے پیش کردیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد پوری امت میں سب سے افضل اور بہتر حضرت ابوبکر صدیق کی ذات گرامی ہے۔ اور اس میں کسی امام اور دینی پیشوا کا کوئی اختلاف نہیں ہے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ حنبلی (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

اما اهل السنة فمتفقون علی تفضيل ابی بكر وتقديمه (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۲۵)

اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر باقی سب سے افضل اور خلافت میں سب سے پہلے ہیں

حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

اعلم ان الذی اطبق عليه عظماء الملة وعلماء الامة ان افضل هذه الامة ابوبكر الصديق رضی الله عنه ثم عمر (صواعق محرقہ ص ۵۷)

اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ جس بات پر ملت کے عظیم المرتبت لوگوں اور امت کے بڑے بڑے علماء کا اتفاق ہے وہ یہ کہ اس امت میں افضل ترین شخص حضرت ابوبکر صدیق ہیں

یہ نہ سمجھئے کہ یہ صرف ائمہ عظام کی بات ہے دیگر بزرگان دین شاید اس سے کچھ مختلف رائے رکھتے ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ روحانیت کے چاروں سلاسل (چشتی قادری سہروردی نقشبندی) کے شیخ الشیوخ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی (۵۶۱ھ) ہیں آپ اس باب میں ائمہ عظام کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتھ ساتھ ہیں یہ حضرات ان سے مختلف رائے رکھنے کی کبھی جرات نہ کرتے تھے آپ کا عقیدہ کیا رہا اسے آپ کے اپنے الفاظ میں دیکھئے آپ لکھتے ہیں

وافضل هولاء العشرة الابرار الخلفاء الراشدون الاربعة الاخيار وافضل الاربعة ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضى الله عنهم (غنیۃ الطالبین ص ۱۳۴)

ان دس نیک حضرات میں سب سے اچھے اور افضل چاروں خلفائے راشدین ہیں اور ان چاروں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی اللہ ان سب سے راضی ہوا۔

پھر ہر دور میں ائمہ و مشائخ علماء و فقہاء مفسرین و محدثین اور متکلمین اور صوفیہ عظام سب اسی ایک عقیدے پر رہے اور ہر زمانے میں حضرت ابوبکر صدیق کے مناقب و محامد کے ساتھ ساتھ ان کی افضلیت کے ترانے بھی بجتے رہے اور منبر و محراب میں ہمیشہ ان کا نام پہلے لیا جاتا رہا نیز ان کی عظمت و منقبت اور شمائل و خصائل کو بیان کرنا اور ان کے بارے میں اہل اسلام کے عقائد کو مضبوط رکھنا باعث برکت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دینی فریضہ بھی سمجھا گیا اور اس فریضہ کے ادائیگی میں علماء نے ہمیشہ بھرپور کردار ادا فرمایا ہے۔ فجزاهم الله احسن الجزاء

یقین مانیئے کہ ملت کے عظیم المرتبت ائمہ و فقہاء اور امت کے جلیل القدر علماء و صلحاء میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس بات سے اختلاف کیا ہو۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ نے جلیل القدر ائمہ کے ساتھ ساتھ امت کے ان شیوخ اور صلحاء کا بھی نام لے لے کر بتایا ہے کہ وہ سب بھی اس موقف پر رہے ہیں لیجئے حافظ ابن تیمیہ کا بیان دیکھیں اور اس میں ان اکابر کے نام ملاحظہ کریں جن پر پوری امت مسلمہ فخر کرتی چلی آرہی ہے حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں

وكذلك لم يختلف علماء الاسلام فى ذلك كما هو قول مالك واصحابه

toobaa-elibrary.blogspot.com

وابی حنیفة واصحابه واحمد واصحابه وداؤد واصحابه والثوری واصحابه والليث واصحابه والاوزاعی واصحابه واسحاق واصحابه وابن جرير واصحابه وابی ثور واصحابه وكما هو قول سائر العلماء المشهورين (منهاج السنة ج ٦ ص ٢٨٦)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ومالك يحكى الاجماع عمن لقيه انهم لم يختلفوا فی تقديم ابی بكر وعمر وابن جريج وابن عيينه وسعد بن سالم ومسلم بن خالد وغيرهم من علماء مكة وابی حنيفة والثوری وشريك بن عبدالله وابن ابی ليلى وغيرهم من فقهاء الكوفة وهی دار الشيعة حتى كان الثوری يقول من قدم عليا على ابی بكر ماارى ان يصعد له الى الله عمل رواه ابوداود فی سننه وحماد بن زيد وحماد بن سلمة وسعيد بن ابی عروبة وامثالهم من علماء البصرة والاوزاعی وسعيد بن عبدالعزيز وغيرهم من علماء الشام والليث وعمر بن الحارث وابن وهب وغيرهم من علماء مصر ثم مثل عبدالله بن المبارك ووكيع بن الجراح وعبدالرحمن بن مهدی وابی يوسف ومحمد بن الحسن ومثل الشافعی واحمد بن حنبل واسحاق بن ابراهيم وابی عبيد ومثل البخاری وابی داؤد وابراهيم الحربی ومثل الفضيل بن عياض وابی سليمان الدارانی ومعروف الكرخی والسری والسقطی والجنيد وسهل بن عبدالله التستری ومن لايحصی عدده الا الله ممن له فی الاسلام لسان صدق كلهم يجزمون بتقديم ابی بكر وعمر

toobaa-elibrary.blogspot.com

كما يجزمون بامامتهما مع فرط اجتهادهم فی متابعة النبی ﷺ وموالاته (منهاج ج ۷ ص ۲۸۸)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

اما اهل المعرفة وحقائق الايمان المشهرين فی الامة بلسان الصدق فكلهم متفقون على تقديم ابی بكر وانه اعظم الامة فی الحقائق الايمانية والاحوال العرفانية (منہاج ج ۸ ص ۴۳)

یہ صرف اہل سنت والجماعت کی بات نہیں ہے شیعہ حضرات جن بزرگوں کو اپنا رہنما اور رہبر مانتے اور ان سے بے پناہ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں وہ سب بھی اسی عقیدہ پر رہے ہیں (آپ اس کی تفصیل ائمہ اہل بیت کے بیانات میں آپ ملاحظہ کریں گے) اور ان کے وہ نام لیوا حضرات جو واقعی ان سے محبت رکھتے رہے ہیں اور ان کی تعلیمات وہدایت کو حرز جان بنائے ہوئے تھے وہ بھی ان بزرگوں کی اقتداء میں اسی راہ پر چلے ہیں لیث بن ابی سلیم کہتے ہیں میں نے دور اول کے شیعہ کو اسی عقیدہ پر پایا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو سب سے افضل جانتے تھے

ادركت الشيعة الاولى ومايفضلون على ابی بكر وعمر احدا (منہاج ج ۶ ص ۱۳۶)

شیخ ابو اسحاق السبیعی (۱۲۶ھ) کہتے ہیں کہ

خرجت من الكوفة وليس احد يشك فی فضل ابی بكر وعمر وتقديمهما وقدمت الان وهم يقولون ويقولون ولا والله ماادری مايقولون (منہاج ج ۶ ص ۱۳۶)

میں نے کوفہ شہر کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان میں سے کسی کو بھی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی فضیلت میں کوئی شک تھا اور نہ ہی خلافت کے معاملہ میں ان کو ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے آگے ہونے کا کوئی شبہ تھا جب میں کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا تو میں نے لوگوں کو ادھر ادھر کی باتیں کرتے دیکھا بخدا میں نہیں جانتا کہ اب وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ (یعنی بالکل الٹ بات کر رہے ہیں)

اس سے پتہ چلتا ہے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق کی فضیلت و خلافت اور ان کے مقام و مرتبہ کے بارے میں پہلے دور میں کبھی کوئی اختلاف نہیں پایا گیا اور ان کے بارے میں ہمیشہ کلمہ خیر و محبت ہی بولا گیا تھا یہ وہ شیعہ بزرگ تھے جن کی زبان کبھی گندگی میں ملوث نہیں رہی اور نہ ہی انہوں نے کبھی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی تنقیص میں زبان کھولی۔ یہ بعد کے لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے صف اول کے بزرگوں کو داغدار بتانے کی ناپاک کوشش کی اور امت میں ایک ایسی آگ لگائی جس نے کئی مسلمانوں کے ایمان و یقین کو جلا کر خاکستر کر دیا اور یہ آگ ہے کہ اب بھی برابر لگی ہوئی ہے اور یہ درحقیقت انہی لوگوں کی لگائی ہوئی ہے جو الحاد اور کجی کی راہ پر چل پڑے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

كانت الشيعة القدماء الذين ادركوا عليا يقدمون ابابكر وعمر عليه الا من ألحد منهم (منهاج ج ۷ ص ۳۹۱)

وكان السلف متفقين يتقدمون على تقديمهما حتى شيعة على رضى الله عنه (منهاج ج ۶ ص ۱۳۵)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وكل شيعة على (اى على المرتضىؓ) الذين صحبوه لايعرف عن احد منهم انه قدمه على ابى بكر وعمر لافى فقه ولا فى علم ولا دين بل كل شيعته الذين قاتلوا معه كانوا مع سائر المسلمين متفقين على تقديم ابى بكر وعمر الا من كان ينكر عليه ويذمه مع قلتهم

toobaa-elibrary.blogspot.com

وحقارتهم وخمولهم (ص ۵۱۰)

حضرت علامہ موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

نحن نسلم ان الصديق افضل من عمر ولكن عمر افضل من سائرهم

(منہاج ج ۶ ص ۱۱۴)

پھر صرف یہ نہیں کہ اہل سنت نے حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت اور تقدیم کا عقیدہ رکھا اور اس عقیدہ پر قرآن و سنت کی رو سے دلائل پیش کئے حقائق اور واقعات سے اس عقیدہ کا حق اور درست ہونا واضح فرمایا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا کہ خلفائے راشدین کی محبت ومؤدت ضروری ہے اور ان کے بارے میں ایک مسلمان کی زبان سے سوائے خیر کے اور کوئی جملہ نہ نکلے یہ بیان کس کا ہے ؟ اہل سنت والجماعت کے ان ائمہ کرام اور علماء اعلام کا ہے جن کے علم و فضل اور فقہ و فہم اور تقوی وبزرگی میں کبھی کسی مسلمان کو شک نہیں ہوا ہے شیخ الاسلام کا یہ بیان دیکھئے آپ لکھتے ہیں

وعلماء السنة كلهم مالك واصحابه ابو حنيفة واصحابه والاوزاعی واصحابه والشافعی واصحابه واحمد بن حنبل واصحابه وغير هولاء كلهم يحب الخلفاء ويتولاهم ويعتقد امامتهم وينكر على من يذكر احدا منهم بسوء فلا يستجيزون ذكر على ولا عثمان ولا غيرهما بما يقوله الرافضة والخوارج (منہاج السنة ج ٦ ص ٤٢٠)

اس تفصیل سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق کی افضلیت و خلافت ہر شک و شبہ سے بالا ہے اور امت کے تمام جلیل القدر اور عظیم المرتبت بزرگوں نے بالاتفاق نہ صرف یہ کہ اس کا عقیدہ رکھا بلکہ اسے مسلمانوں کے عقائد میں جگہ دی ہے اور اس پر ہر دور کے بزرگوں نے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے البتہ جن لوگوں نے اہل سنت کے اس عقیدہ سے انحراف کیا اور اپنی غلط

toobaa-elibrary.blogspot.com

روش پر اصرار و اقرار کرتے رہے یقیناً وہ قرآن و سنت کی ان واضح تاکیدات و تعلیمات اور ہدایات وارشادات سے انحراف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور انہیں اپنے اس عقیدہ سے توبہ کرنا چاہئیے۔

پیش نظر رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے جملہ کمالات اور مقامات ہمارے ہاں دلائل قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہیں اس لئے ان کی تائید وہ حمایت میں ہمیں جو بھی روایات ملیں ہم نے ان کی سندوں سے بحث ضروری نہیں سمجھی جن علماء اعلام نے انہیں نقل کیا ان کی عظمت علم پر ہم نے انہیں نقل کر دیا ہے۔

راقم الحروف نے اس کتاب میں حضرت ابو بکر صدیق پر وارد کئے گئے شیعہ اعتراضات کو پوری طرح سامنے رکھا ہے اور ان میں دئے گئے مغالطوں اور غلط بیانیوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کتاب شیعہ کے رد میں نہیں لکھی گئی بلکہ یہ پوری امت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم علمی رہنمائی اور طلبہ کے لئے ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق پر لگائے گئے الزامات کا ایک تاریخی جائزہ

قرآن کریم اور حضور اکرم ﷺ کی متعدد شہادتوں بالخصوص سیدنا حضرت علی مرتضیٰ اور ائمہ اہل بیت کے عقیدت و محبت سے بھرے بیانات کی رو سے اس میں شک نہیں رہتا کہ اللہ تعالی کی ساری مخلوق میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے اونچا مرتبہ اور افضل مقام سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی قدر کا ہے ان کی اس افضلیت اور خیریت کی شہادت اس وقت کے لوگوں نے بھی دی جنہوں نے آپ کا دور پایا اور پندرہ سو سالوں سے مسلمان اس عقیدے پر چلے آرہے ہیں ان کی اس افضلیت اور قربت نبوی کا سب سے بڑا شاہد روضہ مطہرہ کی تین بالترتیب قبریں ہیں حضرت ابو بکر وہاں بھی بلا فصل حضور ﷺ کے ساتھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں

مگر افسوس کہ حضرت علی مرتضٰی اور ائمہ اہل بیت عظام کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرنے والا ایک گروہ حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان و عمل اور ان کے اخلاق و کردار پر نہایت ہی غیر تحقیقی انداز میں اعتراضات کر کے اپنے ایمان کو داؤ پر لگا دیتا ہے یہ گروہ اب حضرت علی مرتضٰی اور ائمہ اہل بیت سے اپنی محبت و عقیدت کی حقیقت و نوعیت سے پردہ اٹھا چکا ہے۔ یہ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ جن روایتوں اور واقعات کی رو سے وہ حضرت ابوبکر صدیق پر طرح طرح کے جملے کستے ہیں اور ان کے ایمان و عمل کا محاسبہ کرتے ہیں یہ حالات و واقعات حضرت علی مرتضٰی کے سامنے سے بھی ہو گزرے تھے اگر ان حالات و واقعات میں بات وہی ہوتی جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو کیا سیدنا حضرت علی مرتضٰی نے کبھی اس پر کوئی آواز اٹھائی اور کبھی کوئی احتجاج کیا تھا؟ اگر اس وقت خدانخواستہ وہ بالکل کمزور اور تن تنہا تھے اور ان کا ساتھ دینے والا لاکھوں میں ایک بھی نہ تھا تو کم از کم وہ اپنے دور خلافت میں تو اس پر احتجاج کرتے ان واقعات کی چھان بین کرتے اس کا فیصلہ خود کرتے اور پھر اس فیصلے کو قیامت تک کیلئے محفوظ کر دیتے مگر انہوں نے نہ تو پہلے ادوار میں اور نہ اپنے دور خلافت میں کبھی اس پر کوئی آواز اٹھائی۔ اور نہ ان کے بعد ائمہ اہل بیت ہدی نے کبھی حضرت ابوبکر صدیق کو نشانہ طعن بنایا ہو بلکہ خود ان کی کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ ائمہ اہل بیت ہدی ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق کا نام ادب و احترام سے لیتے رہے ان کے احسان مند رہے ان کی ہمدردیوں اور شفقتوں کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے رحمت کرتے رہے اور ان کے بارے میں غلط زبان بولنے والوں سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے برات کا اعلان کرتے رہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج کے شیعہ علماء جن واقعات کو بنیاد بنا کر ان پر طعن کے دروازے کھولتے ہیں کیا ان حالات سے ائمہ اہل بیت ہدی بے خبر تھے؟ کیا انہیں پتہ نہ تھا کہ حضرت علی مرتضٰی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور حضرت فاطمۃ الزھراء پر حضرت ابوبکر صدیق نے معاذ اللہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دئے تھے ان کے حقوق غصب کر لئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق نہ تو خلافت کے اہل و لائق تھے اور نہ وہ اس قابل تھے کہ وہ مسلمانوں کے امیر بنیں انہیں دین کا علم نہ تھا اور وہ مسائل تک سے بے خبر تھے اور خود ان کا کردار تک ٹھیک نہ تھا (معاذ اللہ استغفر اللہ) اگر ائمہ اہل بیت ہدیٰ ان واقعات سے باخبر تھے تو پھر انہوں نے حضرت ابوبکر کی مدح و شان کیوں بیان کی ہے اور کیوں انہیں سب سے افضل و بہتر سمجھتے اور کہتے رہے ہیں اور یہ صرف عوامی مجالس میں نہیں خواص کی محفلوں میں بھی حضرت ابوبکر صدیق کی منقبت کے ترانے گونجتے رہے کیا یہ حضرات اس قدر گئے گزرے تھے کہ ان حالات کا ان کے دلوں پر کوئی اثر تک نہ تھا اور لوگوں کے سامنے اپنے خاندان کے شدید ترین دشمنوں اور غاصبوں کے لئے بھی مدح کے ترانے گاتے رہے اور عملاً ثابت کرتے رہے کہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنھا کے مقابلے میں حضرت صدیق اکبر زیادہ لائق اعتبار و اعتماد تھے۔

ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی شبہ نہیں کہ ائمہ اہل بیت ہدیٰ ان سارے حالات و واقعات سے اچھی طرح واقف تھے جو دور اول میں پیش آئے اور اس کی ایک ایک تفصیل ان کے سامنے موجود تھی ان سب کے باوجود ان کے دلوں میں حضرت ابوبکر صدیق کی عظمت و عقیدت اور محبت و مؤدت اور اس خاندان میں رشتہ داری و تعلق رکھنا بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حالات و واقعات ہرگز اس قسم کے نہ تھے کہ جس سے حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان و عمل اور ان کے اخلاق و کردار کو مجروح کیا جا سکے۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ان حالات میں جو قدم اٹھایا ہے اور ان معاملات میں جو فیصلے فرمائے ہیں وہ سب کے سب قرآن و سنت کی روشنی میں اٹھائے ہیں اور آپ نے کبھی وہ کام نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت اور مرضی و منشاء کے خلاف ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

ائمہ اہل بیت ہدی جانتے تھے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق کبھی کوئی ایسا کام کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بشمول سیدنا حضرت علی مرتضٰی کبھی اس پر خاموش نہ رہتے یہ وہ لوگ تھے جنہیں خدا کے سوا کسی سے ڈر نہ تھا وہ کبھی اس بات کو برداشت نہ کر سکتے تھے کہ کوئی شخص اللہ کے حکم اور اپنے محبوب رسول کی شریعت میں کوئی تبدیلی کرلے اور خدا کے آخری دین کا حلیہ بدل ڈالے یہ لوگ اپنی جان دینا تو گوارا کر لیتے مگر دین الٰہی پر کوئی حرف آنا انہیں ایک لمحے کے لئے قبول نہ تھا ان سب حضرات کا حضرت ابوبکر کے فیصلوں کو خوشی خوشی قبول کرنا اور ان کے فیصلوں میں ان کا ساتھ دینا اور ان کی تائید و حمایت کرنا اور ہر موقع پر ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ رہنا بتاتا ہے کہ ان کے عقیدے میں حضرت ابوبکر صدیق ایمان و عمل اور اخلاص و للّٰہیت اور اخلاق و کردار کے اعلیٰ ترین مقام پر کھڑے تھے یہی وجہ ہے کہ کسی نے کبھی ان واقعات کی آڑ میں (جسے بعض متعصب اور کینہ پرور لوگ دن رات اچھالتے رہتے ہیں) حضرت ابوبکر کو طعن کا نشانہ نہیں بنایا اور نہ کسی کو کبھی بنانے دیا

جس طرح یہ کہنا کہ چونکہ حضور ﷺ دن رات میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے (رواہ البخاری۔ مشکوۃ المصابیح ص ۲۰۳) اسلئے آپ معاذ اللہ بہت گناہ کرتے تھے یہ بدترین کفر ہے یا حضرت علی مرتضٰی کے اس فرمان سے کہ

فلا تکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطئی ولا آمن ذلك من فعلی (نہج البلاغۃ ص ۲۳۵ خطبہ ۲۱۶)

مجھے حق بات اور صحیح مشورہ دیا کرو کیونکہ میں خطا کے صادر ہونے سے بالاتر نہیں ہوں اور نہ اپنی فعل میں خطا سے مامون ہوں (میں معصوم ہونے کا دعویدار نہیں)

اب اگر کوئی حضرت علی مرتضٰیؓ کو بس خطار کار ہی لکھتا جائے ..... یا اہل بیت کے معروف بزرگ حضرت امام زین العابدین سجاد کی اس مناجات و دعا سے کہ .....

toobaa-elibrary.blogspot.com

قد ملك الشيطان عنانی فی سوء الظن وضعف اليقين فانا اشكوا سوء مجاورته لی وطاعة نفسی له (صحیفہ کاملہ سجادیہ ص ۲۲۴۔ دعا نمبر ۳۲)

سوئے ظن اور یقین کی کمزوری کے معاملہ میں شیطان مجھ پر قابض ہو گیا ہے اور میں اس کے برے پڑوس اور اپنے نفس کے اس پیچھے لگ جانے کی شکایت کرتا ہوں

سے حضرت امام زین العابدین کو یقین کا کمزور اور شیطان کے قابو میں آیا ہوا لکھتا اور کہتا چلا جائے تو آپ بتائیں کہ کیا یہ جائز ہو گا؟ کیا ایسے لوگوں کا یہ کہنا غلط در غلط اور ان بزرگوں کے ساتھ دلی عداوت کا مظاہرہ نہیں ہے؟ ٹھیک اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق کے کسی بیان اور دعا سے اس قسم کا نتیجہ نکال کر ان کو گنہ گار بتاتے رہنا اور پھر ان پر طعن کے تیر چلا دینا بھی بدترین زیادتی اور قلبی عناد ہی سمجھا جائے گا

یقین مانئیے کہ شیعہ علماء اسی قسم کے چند ایک واقعات سے حضرت ابو بکر صدیق کے منہ آنے کی کوشش کرتے ہیں جو صرف ان کے دلوں میں لگی تعصب و کینہ کی ایک آگ ہے جو اندر ہی اندر بھڑک رہی ہے اور ان کے باطن کی دنیا برباد کر رہی ہے۔

اگر خدانخواستہ ان چند ایک واقعات سے اگر حضرت ابو بکر صدیق کو ایمان و عمل اور اخلاق و کردار سے خالی قرار دے دیا جائے تو اس سے صرف ان کی اپنی ایک ذات مجروح نہیں ہو گی بلکہ دور اول کے سب مسلمانوں (جن میں حضرت علی مرتضیٰ اور دیگر ائمہ اہل بیت بھی شامل ہیں) کا ایمان و عمل زیر بحث آجائے گا اور ان سب کا کردار مشکوک ہو جائے گا اور کون نہیں جانتا کہ اسلام دشمن قوتیں عرصہ سے نہ صرف یہ کہ یہ خواہش دلوں میں لئے ہوئے ہیں بلکہ شروع سے آج تک اس کوشش میں بھی دن رات مصروف ہیں اور چاہتی ہیں کہ صحابہ کی آڑ میں پورے اسلام کو ہی موضوع بحث بنا دیا جائے اور شکوک و شبہات کے اتنے زہریلے کانٹے بکھیر دئے جائیں کہ اس سے قدم قدم پر مسلمانوں کا ایمان زخمی ہوتا رہے۔ تاہم انہیں یہ بات یاد رکھنی

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہیئے کہ وہ ہر گز اپنی ان مذموم اور ناپاک خواہشوں اور کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکیں گے ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھیں گے۔ اسلئے کہ یہ (دین) کسی انسان کا جلایا ہوا چراغ نہیں کہ جو ایک ہلکی سی پھونک سے بجھ جائے گا۔ یہ خدا کا چراغ ہے جو جلتا رہے گا اور کائنات میں اپنی روشنی بکھیرتا رہے گا اگرچہ کافروں اور مشرکوں کو اس کے جلنے اور اس کی روشنی سے دکھ اور تکلیف ہوتی رہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جو حضرات کسی نادانی میں یہ بات کہہ جاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صرف صحابہ کے ہاں معزز سمجھے گئے اہل بیت کے ہاں نہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں حضرات اہل بیت کے بیانات ملاحظہ کریں جو انکی کتابوں میں موجود ہیں اور جنہیں ہم نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کتاب کے آخر میں نقل کیا ہے جس سے واضح ہو گا کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کیلئے رسول ہیں اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق جماعت صحابہ اور اہل بیت سب کے ہاں صدیق اکبر اور سب سے افضل تسلیم کئے گئے ہیں اور آپ کی عظمت و مرتبت میں نہ کسی صحابی رسول کو کلام ہے نہ کسی اہل بیت رسول کو اختلاف ہے۔ ہم یہاں صرف اس کا خلاصہ درج کئے دیتے ہیں

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق شیعہ روایات کی روشنی میں

آپ کا پر افتخار لقب صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر تو صدیق ہے (تفسیر قمی ص ۱۵۷ طبع ایران) امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق ہیں صدیق ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ اسکی کسی بات کو دنیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

وآخرت میں سچا نہ کرے (کشف الغمہ ص ۲۲۰ طبع ایران) آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق میرے نانا ہیں (احقاق الحق ص ۷) امام باقر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تو ارشاد ہوا کہ ابوبکر کو بھی اپنے ساتھ لے لے (تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۹۴ ایران) حضرت امام تقی فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں (احتجاج طبرسی ص ۲۲۹ ایران) حضرت ابوبکر نے شب ہجرت بار نبوت اپنے کندھوں پر اٹھایا (غزوات حیدری) انکے گھر سے حضور ﷺ کیلئے غار میں کھانا پہنچتا رہا (ایضا) حضرت ابوبکر نے تمام سوسائٹی اور متعلقین کے حشمت ورعب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضور کی رفاقت ومحبت کو سب پر ترجیح دی تھی (ایضا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں حضرت ابوبکر کو اپنی جگہ امام مقرر فرمایا تھا (ناسخ التواریخ ج ۱ ص ۵۴۷) حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اگر میری وفات ہو جائے تو لوگ ابوبکر کی بیعت کریں گے (فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۶۰) حضرت علی مرتضیٰ نے بھی آپ کی بیعت کرلی تھی (ایضا ص ۱۲۶) حضرت علی مرتضیٰ حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے (احتجاج طبرسی ص ۱۶۰ ایران) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت علی کو حضرت فاطمہ سے نکاح پر آمادہ فرمایا (جلاء العیون ص ۱۱۱) حضرت فاطمہ کا جہیز آپ نے ہی خریدا تھا (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۳۵ ایران) حضرت سیدہ فاطمہ کی وفات حضرت ابوبکر کے عہد میں ہوئی حضرت ابوبکر کی اہلیہ نے حضرت فاطمہ الزہراء کو غسل دیا تھا (ایضا ص ۵۵) حضرت علی کو حضرت ابوبکر صدیق سے اس قدر عقیدت تھی کہ آپ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا تھا (جلاء العیون ص ۱۹۳) حضرت امام حسن نے بھی اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا (ایضا) حضرت امام حسین کے ایک فرزند کا نام بھی ابوبکر تھا (تاریخ الائمہ ص ۸۳)

شیعہ کتب میں یہ روایات ایک ضمنی طور پر مذکور ہوئیں ان سے بس اتنا پتہ چل گیا کہ ان کی ایک اصل ہے اب اگر ان روایات کو وہ کسی اور پیرائے میں ذکر کریں تو اس پر ہمیں تعجب نہیں شیعہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مصنفین سے ہم صحابہ کرام کے بارے میں کسی نیک گمانی کی توقع نہیں رکھ سکتے تاہم ان روایات کا ان کے ہاں پایا جانا اس بات کا پتہ ضرور دیتا ہے کہ ان کی ایک اصل ضرور ہے پھر ان کے ہاں تقیہ کی راہ سے غلط بیانی کی گنجائش ہے ہم اس راہ سے کبھی اس اندھیرے میں نہیں جا سکتے۔

ہمیں اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور دیگر اکابر اہل بیت رسالت کس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مودت و محبت رکھتے تھے اور انکے عقیدت مندوں میں تھے اور اپنی نسبت ان سے کرنا کس قدر باعث فخر جانتے تھے ہم تو اس وقت صرف اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتے ہیں جو اسلام دشمنوں نے پھیلا رکھی ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے سے دور دور رہے ہیں (معاذ اللہ) آپ ہی بتائیں کیا یہ حضرات کبھی بھی آپس میں دور دور رہے اور انکے دل کے کسی گوشے میں بھی ایک دوسرے کے خلاف کوئی بوجھ تھا۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کے جو مناقب و فضائل بیان کئے ہیں یقین مانئے خاندان رسالت مآب ﷺ میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو اسکا قائل نہ تھا یا اس میں کسی طرح بھی تاویل کرتا ہو۔ کیا صحابہ کرام اور کیا اہل بیت عظام سب کے سب آپ کے اس بلند و بالا مقام کے قائل و معترف رہے ہیں اور اس امت پر گزرنے والے ہر زمانے کے اکابر حضرت ابوبکر صدیق کی عزت و عظمت کے جھنڈے بلند کرنا اپنا فرض سمجھتے رہے اور ان سے محبت کو اہل سنت والجماعت کی علامت اور ان کے بارے میں ذرا سی بھی لب کشائی کو عاقبت کی خرابی بتاتے رہے حضرت ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ کے ان مقدس و برگزیدہ جماعت (اصحاب الرسول ﷺ) کے سربراہ و سرخیل ہیں جس کی مثال اس چشم فلک نے نہ کبھی دیکھی اور نہ کبھی اب کوئی دیکھ پائے گا۔

؎ یہ رتبہ بلند جس کو مل گیا مل گیا

☆..... یہ بات کس سے پوشیدہ ہوگی کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق نے اس وقت حضور اکرم

toobaa-elibrary.blogspot.com

رحمت مجسم سرور دو عالم ﷺ کی جان و مال سے بغیر کسی طمع و لالچ اور دنیوی اغراض و مفادات کے مدد فرمائی اور آپ کا ساتھ دیا جب آپ کا ساتھ دینے والا کوئی نہ تھا آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے حضور اکرم ﷺ کی تائید و تعاون اور حمایت نصرت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا آج دنیا بھر میں کروڑوں مسلمانوں پر ان کا یہ احسان عظیم ہے حضور اکرم ﷺ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں تو آپ حضور کی امت کے قصر کی پہلی اینٹ ہیں جس کا ایمانی اور اخلاقی تقاضا ہے کہ ہم حضرت ابو بکر صدیق سے دل کی گہرائیوں سے محبت کریں ان کی عظمت کے پرچم بلند کریں اور ان کے لئے دعائے رحمت کر کے خود اپنے لئے آخرت میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع کریں

تو مرے ماں باپ سے بڑھ کہیں مجھ کو عزیز
تجھ پہ لکھنا بھی عبادت تجھ کو پڑھنا بھی ثواب

ولکنی احب بکل قلبی ..... واعلم ان ذاك من الصواب
رسول الله والصديق حبا به ارجو غدا حسن الثواب

اللہ رب العزت راقم الحروف کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے حضرت والد مرحوم جناب الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگونی قدس سرہ کے باقیات صالحات میں جگہ دے اور اسے آخرت میں ان کے بلندی درجات کا سبب بنائے اور پھر اسے ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے آمین۔

وصلی الله تعالی وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آله واصحابه اجمعین برحمتك ارحم الراحمین

محمد اقبال رنگونی عفاالله عنه

(۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ کی تمام مخلوق میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل اشرف اکرم امجد شخصیت

☆..... خلیفہ اول .....عاشقِ رسول .....☆

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے آخری رسول اور محبوب پیغمبر ہیں آپ نے فاران کی وادیوں میں خدا کی توحید کا پرچم بلند کیا اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا آپ کے ساتھ شروع سے لے کر آخر تک چلنے والے اور قدم قدم پر ساتھ نبھانے والے آپ کے بچپن اور جوانی کے گہرے مخلص اور قابل اعتماد دوست سیدنا حضرت ابو بکر صدیق ہے جن کے ایمان کے پختہ اور سچے ہونے اور عمل میں اخلاص کی رب العزت نے گواہی دی اور قرآن کریم میں جابجا ان کی تعریف فرمائی اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے مختلف موڑ پر آپ کے فضائل بیان فرمائے ان کو انبیاء و رسل کے بعد سب سے افضل و بہتر انسان قرار دیا ان کے جنتی ہونے کا اعلان کیا اور قیامت تک آنے والے مؤمنوں کو ان کا ادب و احترام کرنے اور ان سے محبت رکھنے کی ہدایت فرمائی

آیئے ہم اللہ کے ایک مقبول و مقدس بندے اور پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے محبوب ساتھی کے ذکر خیر سے اپنے ایمان کو مضبوط اور دلوں کو روشن کریں اور ان کی اسلام کے لئے کی جانے والی خدمات کو صدق دل سے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ کے ہاں ان کے خادموں میں جگہ پانے کی دعا و درخواست کریں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام و نسب :۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام پہلے عبد الکعبہ تھا والد نے کعبہ کی حرمت و عظمت کے پیش یہ نام رکھا تھا جب آپ اسلام لے آئے تو آنحضرت ﷺ نے آپ کا نام بدل دیا اور اسلامی نام عبد اللہ تجویز فرمایا کہ اب آپ کعبہ کے بندے کی بجائے رب کعبہ کا بندہ کہلائیں۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ آپ کا نام پہلے بھی عبد اللہ ہی تھا (ریاض النضرۃ ج ا ص ۷۷)

آپ عرب کے معروف و مشہور خاندان قریش کے نہایت ممتاز فرد تھے اور نہ صرف پورے خاندان میں آپ کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا بلکہ پورے عرب میں آپ قابل احترام اور معزز شخصیت مانے جاتے تھے حضور اکرم ﷺ سے آپؓ کا نسب چھٹی پشت میں جا ملتا ہے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والدین

آپ کے والد محترم حضرت عثمان بن عامر اپنی کنیت ابو قحافہ کے نام سے مشہور ہیں آپ کا نسب نامہ یہ ہے :

عبدالله بن عثمان بن عامر بن عمرو بن كعب بن سعد تيم بن مرة بن كعب بن لوى بن غالب بن فهر القرشى التيمى (الاصابہ ج ۲ ص ۲۴۳)

آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمی بنت صخر ہے جبکہ ان کی کنیت ام الخیر ہے آپ کے والدین شروع شروع اسلام نہ لائے تاہم بعد میں دونوں نے اسلام قبول کر لیا تھا آپ کی والدہ کے لئے حضور ﷺ نے خصوصی دعا بھی فرمائی تھی آپ کے والد ابو قحافہ نے ایک طویل عمر پائی تھی ان کا انتقال

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابوبکر صدیق کے انتقال کے تقریباً چھ ماہ بعد ہوا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق کے والد محترم حضرت ابو قحافہ (عثمان بن عامر) فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے آنحضرت ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تشریف لائے اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا کہ وہ اپنے والد ابو قحافہ کو حضور ﷺ کی خدمت میں لا رہے ہیں جب آپ نے انہیں دیکھا اور وہ قریب آئے تو آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم اس بڑے میاں کو یہاں کیوں لے آئے گھر میں ہی رہنے دیتے میں خود ہی وہاں چلا جاتا ﴿هلا تركت الشيخ فى بيته حتى اكون انا آتيه فيه﴾ حضرت ابوبکر نے کہا کہ یارسول اللہ بہ نسبت اس کے کہ آپ چل کر ان کے پاس جائیں ان کے لئے چل کر آپ کے پاس زیادہ بہتر تھا اور یہ آپ کا حق ہے ﴿احق ان يمشى اليك من ان تمشى اليه﴾ چنانچہ آپ نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا پھر ان کے سینہ اور سر پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا کہ مسلمان ہو جایئے آپ کی زبان مبارک سے یہ سنتے ہی انہوں نے کلمہ اسلام پڑھا اور مسلمان ہو گئے

ثم مسح على صدره ثم قال له اسلم فاسلم (الرياض النضرة ج ا ص ۷۴۔ تاریخ ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۷۔ ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۶۰)

جب مشرکین نے حضور ﷺ کو سخت ایذا پہنچائیں اور حضرت ابوبکر آپ کو بچانے کے لئے آئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر کو بھی مارا پیٹا آپ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو اپنی والدہ ام الخیر کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس آئے حضرت ابوبکر نے حضور ﷺ سے اپنی والدہ کے لئے قبول اسلام کی خصوصی طور پر دعا کی درخواست کی حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور انہوں نے وہیں اسلام قبول کر لیا۔

هذه امى برة بوالديها وانت مبارك فادعها الى الله وادع الله عزوجل لها عسى ان يستنقذها بك من النار فدعاها رسول الله

toobaa-elibrary.blogspot.com

صلی اللہ علیہ وسلم فاسلمت (الریاض ج ا ص ۷۶)

حضرت ابو بکر کی والدہ نے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی تھی ان کے شوہر ابو قحافہ بعد میں مسلمان ہوئے اور ان کا انتقال بھی اپنے شوہر حضرت ابو قحافہ سے پہلے ہوا تھا

(تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمایئے)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق دور جاہلیت میں

حضرت ابو بکر صدیق قریش کے بڑے سرداروں اور شرفاء میں سے تھے، قریش کو آپ پر خاص اعتماد تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں رؤسائے عرب آپ سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے، اور کوئی کام آپؓ کے مشورہ کے بغیر طے نہ ہو پاتا تھا۔ دیات وغیرہ قسم کے معاملات آپ کے پاس آتے تھے آپ کا شمار نہایت پارسا اور صاحبِ دیانت لوگوں میں ہوتا تھا اور لوگوں کے دلوں میں آپ کی بڑی عزت تھی

زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ ابو بکر قریش میں کے ان دس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کا شرف جاہلیت (یعنی شرف زمانہ قبل از اسلام) شرف اسلام سے متصل ہو گیا (یعنی دور جاہلیت سے دور اسلام تک ان کو برابر شرف و عزت حاصل رہی) (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۲۶) آپ بڑے ذی اثر تھے اور رؤساء قریش میں سے ایک رئیس تھے وکان فی الجاهلية وجيها رئيسا من رؤساء قريش (الاستیعاب لابن عبد البر ج ۲ ص ۲۴۶)

علامہ محمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ

ابو بکر قوم کے محبوب تھے باوقار تھے نرم اخلاق والے اور قریش میں کے عالی نسب

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور قریش میں بھی سب سے زیادہ نسب کے جاننے والے تھے نیز وہ خوش مزاج تھے ہر ایک سے نیک سلوک کرتے تھے (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۷۴)

حضرت علامہ عزالدین ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

کان ابوبکر من رؤساء قریش فی الجاهلیة محببا فیهم مألفاًلهم (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۱)

حضرت ابوبکر صدیق مکہ مکرمہ کے سرداروں اور قریش کے لوگوں میں کس نظر سے دیکھے جاتے رہے اسے بھی دیکھئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

کان له مال قبل الاسلام وکان معظما فی قریش محببا مؤلفا خبیرا بأنساب العرب وأیامهم وکانوا یأتونه لمقاصد التجارة ولعلمه واحسانه ولهذا لما خرج من مکة قال له ابن الدغنه مثلك لایخرج ولایخرج ولم یعلم احد من قریش وغیرهم عاب ابابکر یعیب ولا نقصه ولااسترذله کما کانوا یفعلون بضعفاء المؤمنین ولم یکن له عندهم عیب الا ایمانه بالله ورسوله کما ان رسول الله ﷺ لم یکن قط به عیب عند قریش ولانقص ولایذمونه بشئی قط بل کان معظما عندهم بیتا ونسبا معروفا بمکارم الاخلاق والصدق والامانة وکذلك صدیقه الاکبر لم یکن له عیب عندهم من العیوب (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۵۴۷)

حضرت ابوبکر صدیق اسلام سے پہلے بھی مالدار شخص تھے اور قریش کی نظروں میں بڑے محبوب اور قابل احترام تھے اور آپ انساب عرب اور ان کے حالات سے بہت واقفیت رکھتے تھے قریش کے لوگ آپ کے پاس مختلف معاملات کے سلسلے میں آیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتے تھے اسی لئے جب آپ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کے ارادہ سے نکلے تو ابن دغنہ نے ان سے کہا تھا کہ آپ جیسی ہستی نہ تو نکلتی ہے نہ نکالی جاتی ہے اس زمانہ میں بھی قریش اور کسی دوسرے نے کبھی ان پر کوئی عیب نہیں لگایا اور نہ ان کی توہین و تنقیص کرتے تھے جیسے دوسرے کمزور مسلمانوں کے ساتھ کرتے تھے ہاں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے ان کو بہت کچھ کہا گیا یہ ایسا ہی ہے جیسے قریش نے کبھی رسول اللہ ﷺ پر کوئی عیب لگایا نہ آپ کی کوئی کمزوری بتائی اور کبھی آپ کو کسی برائی سے ملوث دکھایا بلکہ آپ ان سب کے ہاں خاندانی اور گھریلو اعتبار سے قابل احترام شخصیت تھے آپ عمدہ ترین اخلاق صدق اور امانت سے معروف و مشہور تھے اسی طرح حضرت ابوبکر حضور ﷺ کے سب سے اہم اور بڑے دوست تھے کہ قریش کے پاس ان کے عیب بتانے کے لئے کوئی چیز بھی نہ تھی۔

اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو حضور ﷺ کی رفاقت اور دوستی کی سعادت پہلے ہی سے حاصل تھی لیکن اعلانِ نبوت سے پہلے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آنا جانا بہت بڑھ گیا تھا اور خود حضور ﷺ بھی آپ کے ہاں تقریباً روزانہ آتے تھے آپ کے ساتھ ان کا گہرا تعلق شروع سے رہا ہے وصحب النبی ﷺ قبل البعثة (الاصابہ ج ۲ ص ۳۴۱) وکان صدیقا له فی الجاهلية (البدایہ ج ۳ ص ۲۹)

جب حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ سے نکاح فرمایا تو اس نکاح میں نہ صرف یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق موجود تھے بلکہ آپ واسطہ بھی بنے تھے امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

واختلف بينه وبين خديجة حتى تزوجها ذلك قبل ان يولد على (البدایہ ج ۵ ص ۳۱۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) نقل کرتے ہیں

اختلف ابوبکر فیما بینه وبین خدیجة حتی انکحها ایاه (ازالۃ الخفاء فی خلافۃ الخلفاء ج ۳ ص ۳۰)

حضرت ابوبکر اور حضرت خدیجہ کے درمیان آنا جانا رہتا تھا یہاں تک کہ ان کا نکاح حضور ﷺ سے کرادیا۔ (اور یہ حضرت علی کی پیدائش سے بھی پہلے کی بات ہے)

قدیم رفاقت کا اثر کہئے کہ آپؓ نے دور جاہلیت میں بھی کبھی کسی طرح کا کوئی کفر نہیں کیا تھا امام ابن شہاب زہری کہتے ہیں

کان من فضائل ابی بکر انه لم یکفر بالله ساعة (ازالہ الخفاء ج ۳ ص ۲۸ ۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۱ ص ۱۰۵)

حضرت علامہ تقی الدین سبکی الشافعیؒ (۷۷۷ھ) فرماتے ہیں

فالصواب ان الصدیق لم یثبت عنه فی حال کفر بالله

محدث شہیر حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) اس پر لکھتے ہیں

وهو الذی سمعناه من مشایخنا وممن یقتدی به وهو الصواب انشاء الله تعالی (مرقات شرح مشکوۃ ج ۱۱ ص ۲۹۱)

حضرت ابوبکر صدیق نے زمانہ اسلام سے قبل بھی کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا آپ کی طبیعت اس سے اباء کرتی تھی ﴿ ان ابابکر لم یسجد بصنم قط ﴾ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۰۹) نہ کبھی شراب کو ہاتھ لگایا آپ نے اسے اپنے اوپر ہمیشہ سے حرام ہی جانا ﴿ وانه کان قد حرم الخمر فی الجاهلیة ﴾ کسی نے آپ سے جوانی میں شراب سے اجتناب کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے ان دنوں میں ہی مروت و اخلاق اور وصفا سے رشتہ جوڑ لیا تھا۔ شراب چونکہ ان اوصافِ جمیلہ کو تباہ و برباد کر دینے والی شئے ہے میں اس کے دام فریب میں کبھی نہ آیا۔ حضور ﷺ کو جب

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر کی یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر نے سچ کہا ہے

فبلغ ذلك النبی ﷺ فقال صدق ابوبکر مرتین (ریاض ج ا ص ۲۰۱)

حضرت امام ابو نعیم الاصبہانی (۴۳۰ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

انه اول من جمع القرآن وتنزه عن الشرب المسكر فی الجاهلية قبل الاسلام واول من تقيا تنظفا وتحرجا عن المشتبهات (معرفۃ الصحابۃ ج ا ص ۵۸)

آپؓ کو تاریخ اور شعر و ادب سے بھی لگاؤ تھا لیکن قبولِ اسلام کے بعد آپ نے یہ شغل ترک کر دیا تھا مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم لکھتے ہیں

حضرت ابو بکر اس وقت بھی عقل و فہم اصابت رائے اور حلم و بردباری میں مشہور تھے اسلئے اشناق کی خدمت ان کے سپرد تھی یعنی اگر کوئی واقعہ قتل کا ہو جاتا تھا تو قاتل سے دیت یا خون بہا لینے کا معاملہ حضرت ابو بکر سے متعلق ہوتا تھا اگر آپ قاتل کی طرف ضامن ہو جاتے تو اس کا اعتبار ہوتا تھا کسی اور کی ضمانت معتبر نہیں تھی (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۳۱) آپ علم الانساب والاخبار کے بھی ماہر تھے (صدیق اکبر ص ۲۹)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں قریش میں تین آدمی ایسے ہیں جو اپنی شرافت و پاکدامنی حسن اخلاق اور شرم و حیاء میں بہت اعلیٰ مقام پائے ہوئے ہیں یہ نہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی لوگ ان کے بارے میں جھوٹی بات کہتے ہیں یہ تین آدمی ابو بکر صدیق۔ ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت عثمان غنی ہیں۔ (معرفۃ الصحابۃ ج ا ص ۵۲ لابی نعیم)

اہل سنت علم کلام کے مقتدر امام شیخ ابو الحسن اشعری (۳۲۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں

لم يزل ابوبكر بعين الرضا منه (فیض القدیر ج ا ص ۱۱۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یعنی حضرت ابوبکر حضور ﷺ کی رضا سے ہمیشہ مالا مال رہے ہیں

شارح بخاری علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں

فاختلف الناس فی مراده بهذا الکلام والصواب ان یقال ان الصدیق لم یثبت عنه حالة الکفر بالله کما ثبت عن غیره ممن آمن وهو الذی سمعناه من اشیاخنا ومن یقتدی به وهو الصواب انشاء الله تعالی (ارشاد الساری)

(ترجمہ) شیخ اشعری کے اس ارشاد کی مراد میں اہل علم کا اختلاف ہے لیکن اس کا درست مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق سے حالت کفر ایک لمحہ کے لئے بھی ثابت نہیں جیسا کہ دوسرے لوگوں سے (پہلے دور میں) ثابت ہے یہی فیصلہ ہم نے اپنے مشائخ اور ائمہ سے سنا ہے اور یہی صحیح ہے انشاء اللہ تعالی۔

محدث شہیر حضرت ملا علی قاری قدس سرہ بھی لکھتے ہیں

لم یزل مؤمنا قبل البعثة وبعدها وهو الصحیح المرضی (مرقات ج ۹ ص ۲۹۱)

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ اس پر لکھتے ہیں

جس طرح آنحضرت ﷺ اپنے اعلان نبوت سے پہلے ہر طرح کے کفر و شرک سے پاک تھے اسی طرح ان کے رضایافتہ حضرت صدیق اکبر بھی ہر طرح کے کفر اور اس کی آلائشوں سے بالکل پاک تھے ورنہ حضور ﷺ سے رضا بالکفر لازم آتی ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) (عبقات ص ۸۲)

سو حضرت ابوبکر صدیق دور جاہلیت میں بھی حضور ﷺ کے رفیق تھے اور آپ کے رنگ سے پوری طرح رنگے ہوئے تھے آپ ایک لمحہ کے لئے کفر کے قریب نہ آئے اور نہ کبھی مشتبہ امور

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں اپنے آپ کو گرایا ہمیشہ سے صاف دل اور پاک طینت رہے نہ اس دور میں حضور ﷺ سے دور رہے اور نہ ہی دور اسلام میں کبھی آپ سے جدا ہوئے محدث شہیر حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

ولم یفارقه فی الجاهلیة ولا فی الاسلام (مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۸)

آپ حضور ﷺ سے نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں کبھی جدا ہوئے

☆..... حضرت ابوبکر صدیق کا لقب

جمہور علماء اور مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ آپؓ کی کنیت ابوبکر ہے اور لقب آپ کا صدیق ہے۔ آپ جب تک زندہ رہے سوائے صدق کے کوئی دوسرا کلمہ اپنی زبان سے نہ ادا فرمایا۔ کون نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت آپ کی دعوت اور معراج شریف کی سب سے پہلے آپؓ نے ہی تصدیق فرمائی ہے

حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ شبِ معراج کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ باہر جا کر قریش کو معراج کی خبر دوں۔ تو قریش نے آپؐ کی تکذیب کی۔ لیکن ابوبکرؓ نے تصدیق کی۔ نہ صرف تصدیق کی بلکہ فرمایا کہ میں تو ان کی تصدیق ایسی بات میں کر رہا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے میں ان کی تصدیق کرتا ہوں آسمان کی خبروں میں جو ایک صبح ایک شام میں ان کے پاس آجاتی ہیں۔ سو اس دن سے ان کا لقب صدیق ہو گیا

فلذلك سمی ابوبکر الصدیق ۔ (مستدرک ج ۳ ص ۶۴)

حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس تصدیق پر جب ان کو صدیق کا خطاب دیا تو پھر اسی دن سے آپ کا نام صدیق ہو گیا۔ وکنت یاابابکر

toobaa-elibrary.blogspot.com

الصدیق فسماہ یومئذ الصدیق (ریاض ج ۱ ص ۷۹) فأخبرت بذلك قومی فکذبونی غیر ابی بکر الصدیق (ایضا)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل امین نے آپ کے صدیق ہونے کی بشارت دی تھی

فقال له جبرئیل یصدقك ابوبکر وهو الصدیق (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۷ ۔ ریاض ج ۱ ص ۸۰)

حضرت علی مرتضٰی سے بعض لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ

ذاك امرء سماه الله تعالی صدیقا علی لسان جبرئیل محمد صلی الله علیهما وسلم (مستدرک ج ۳ ص ۶۵ ۔۔ ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۲۶)

وہ ایسے شخص ہیں جن کا نام اللہ نے صدیق رکھا حضرت جبرئیل اور حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک پر۔

حضرت ام ہانی سے مروی روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے اللہ تعالی نے ابوبکر کا نام صدیق فرمایا ہے

یا ابابکر ان الله تعالی سماك الصدیق (در السحابة للامام الشوکانی ص ۱۴۴)

مشہور شیعہ عالم اور مفسر علامہ قمی نے امام باقر سے نقل کیا ہے کہ

جب حضور ﷺ ہجرت کی رات غار ثور میں تھے تو آپ نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو ایک کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو دریا میں ہے اور میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحن میں دیکھ رہا ہوں یہ سن کر ابوبکر نے عرض کیا کہ کیا آپ واقعی اس کا نظارہ فرما رہے ہیں ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ عرض کیا کہ حضور

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجھے بھی یہ نظارہ دکھلا دیجئے تو آپ نے ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو ابوبکر نے بھی یہ سب کچھ دیکھ لیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو صدیق ہے۔

فمسح الله على عينه فراهم فقال له رسول الله ﷺ انت الصديق (تفسیر قمی ص ۲۶۶)

ابو یحی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ کی زبانی منبر پر یہ بات بارہا سنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان مبارک پر حضرت ابوبکر کا نام صدیق رکھا ہے (ریاض ج ۱ ص ۸۱) اور آپ یہ بات قسم اٹھا کر کہتے تھے

ان الله عزوجل سمى ابابكر على لسان نبيه ﷺ صديقا .....

عن على انه كان يحلف بالله ان الله تعالى انزل اسم ابى بكر من السماء الصديق .. (ریاض ج ۱۔ معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۵۰)

ایک مرتبہ امام باقر نے سب کے سامنے حضرت ابوبکر کو صدیق کے لقب سے یاد فرمایا تو ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ بھی انہیں صدیق کے نام سے پکارتے ہیں تو آپ اٹھ بیٹھے اور پورے جوش میں آکر کہا کہ

نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل له الصديق فلا صدق الله له قولا فى الدنيا والاخرة (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ج ۲ ص ۱۴۷)

ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں جو آدمی حضرت ابوبکر کو صدیق نہیں کہتا اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے

حضرت ابو محجن الثقفی آپ کی شان میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں

وسميت صديقا وكل مهاجر سواك يسمى باسمه غير منكر

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور تمہارا نام صدیق رکھا گیا جبکہ تمہارے سوا جتنے بھی مہاجر ہیں اپنے اپنے نام سے بلائے جاتے تھے اس بات کا کوئی بھی منکر نہیں ہے (شذرات الذھب ج ا ص ۲۴)

(نوٹ) انشاء اللہ ائمہ اہلبیت کے بیانات دربارہ حضرت ابوبکر صدیق آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کریں گے

حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) نے اس پر اجماع بتایا ہے آپ لکھتے ہیں کہ

امت نے بالاجماع آپ کا نام صدیق رکھا ہے کیونکہ آپ نے حضور ﷺ کی تصدیق میں سبقت فرمائی اور صدق کو اختیار کئے رہے اور کسی حالت میں آپ سے اس معاملہ میں کوتاہی نہیں ہوئی (صواعق محرقہ ص ۳۰۴)

مفکر اسلام استاذنا المحترم حضرت العلامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے آپ کے صدیق ہونے پر نہایت نفیس و لطیف انداز میں گفتگو فرمائی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس جگہ نقل کیا جائے۔ آپ لکھتے ہیں

حضور اکرم ﷺ جو سب سے ارفع و اعلیٰ اور افضل و اکمل رسول تھے آپ کا کوئی مصدق کیوں نہ ہوا؟ جواب یہ ہے کہ ختم نبوت کی وجہ سے حالات بدل چکے تھے اب مصدق کی بجائے صدیق کا منصب تجویز ہوا حضور ﷺ کی تصدیق اب مصدق نہیں صدیق کرے گا صدیق نبی نہ ہوگا لیکن نبوت کے ساتھ اس طرح چلے گا جس طرح سایہ اصل کے ساتھ چلتا ہے نبی ہجرت کرے گا تو سایہ ساتھ ساتھ رہے گا نبی گنبد خضری میں ٹھہرے تو یہ پرتو کمالات نبوت ساتھ ہوگا یہ صدیق ہونے کا منصب کسے ملا ۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کو ..... اس پہلے مسلمان کو جس نے حضور ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق کی۔

اس تفصیل میں اس سوال کا جواب بھی مل گیا کہ حضرت ابوبکر کو تصدیق رسالت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے لئے کسی معجزہ کی ضرورت کیوں نہ پڑی وجہ یہ ہے کہ وہ تو پیدا ہی اس لئے ہوئے تھے کہ آپ کے لئے مصدق کا کام کریں ان کا تو مقصد وجود ہی حضور ﷺ کی تصدیق کرنا تھا جس طرح کوئی چیز اپنے جوہر ذات سے جدا نہیں ہو سکتی حضرت ابو بکر صدیق تصدیق رسالت کی ذمہ داری سے ایک لمحہ کے لئے بھی دور نہ رہ سکتے تھے ..... ادھر شمع رسالت چمکی ادھر سینہ صدیق میں اتری۔ نبوت اور صدیقیت اس طرح ساتھ ساتھ چلیں جیسے فاعل اور قابل ساتھ ساتھ چلتے ہیں سورج روشنی دینے میں فاعلی قوت رکھتا ہے تو چاند اس سے منور ہونے میں قابل کے درجہ میں ہے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق فاعل اور قابل کے اسی درجہ میں تھے دوسرے صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی تصدیق کی تو بہ تقاضائے علم کی اور حضرت ابو بکر نے آپ کی تصدیق کی بہ تقاضائے فطرت۔ کیونکہ آپ کی تخلیق ہی اسی کام کے لئے ہوئی تھی ..... سورج پردے کے پیچھے چلا جائے تو دنیا چاند سے مستنیر ہوتی ہے اور وہ بھی حقیقت میں آفتاب کا ہی فیض ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ اس چاند کے گرد جمع ہوئے اور ایسے جمع ہوئے جیسے چاند کے گرد ستاروں کا ہالہ ہوتا ہے ۔چاند کبھی دن کو بھی نظر آتا ہے لیکن سورج کے اکرام میں وہ روشن نہیں ہوتا کیونکہ یہ دور آفتاب ہے اس میں چاندنی کیسے ہو جونہی سورج پردے کے پیچھے ہوا وہی چاند اب دمک اٹھتا ہے حضرت ابو بکر صدیق اس دور خلافت میں ایسے چمکے کہ علم و عزیمت میں دنیا نے ان کا مثل نہ دیکھا۔ جس طرح چاند سورج کے پیچھے چلتا ہے صدیق کا ہر قدم نبوت کے ساتھ ساتھ اٹھتا رہا یہ خلافت علی منہاج النبوۃ کا مظاہرہ تھا صدیق اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ لشکر اسامہ کے سامان کی جو گرہیں حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے باندھیں انہیں وہ مدینہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

منورہ میں ہی کھول دے۔ نہیں۔ وہ کھلیں گی تو اسی میدان جہاد میں جہاں ان کے کھلنے کا ارادہ نبوت نے کیا تھا۔ صدیق کا تو کام بس یہ ہے کہ اس کا ہر قدم نبوت کے ساتھ اٹھے اور وہ ہر بات میں نبی کی تصدیق کرتا چلا جائے۔۔۔ (خلفائے راشدین ج ۱ ص ۸۷)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی صداقت اور سچائی کی گواہی لسان نبوت نے دی ہے آپ نے جو کچھ کہا سچ کہا ہے حضرت علی مرتضٰی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی کوئی بات مجھے کوئی بتاتا تو میں اس سے قسم لے لیتا تھا مگر جب حضرت ابوبکر کوئی بات حضور ﷺ کی بتاتے تو مجھے اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ خود سچے تھے حضرت علی مرتضٰی نے ایک مرتبہ ایک حدیث بیان کرنے سے پہلے یہ بات فرمائی تھی

کنت اذا سمعت من رسول الله ﷺ حدیثا نفعنی الله بماشاء منه واذا حدثنی عنه غیری استحلفته فاذا حلف لی صدقته وان ابابکر رضی الله عنه حدثنی وصدق ابوبکر (مسند احمد ج ۱ ص ۵ سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۴۹۷)

سو حضرت ابوبکر کے صدیق ہونے میں کسی نے کبھی کوئی اختلاف نہیں کیا ہے۔ آپ صدیق ہیں اور اس پر قرآن و حدیث اور صحابہ و اہل بیت شاہد عدل ہیں

☆..... حضرت ابوبکر صدیق کا لقب عتیق بھی تھا

حضرت ابوبکر صدیق کا ایک لقب عتیق بھی ہے۔ ماہر انساب علامہ زبیری کا بیان ہے کہ ابوبکر کو عتیق کا خطاب اس لئے دیا گیا ہے کہ ان کے نسب میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

عیب لگایا جائے (الاستیعاب لابن عبدالبر ج ۲ ص ۲۴۳ تحت الاصابہ) امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ آپ کے حسن و جمال کی بناء پر آپ کو عتیق کے نام سے پکارا گیا (معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۴۹ لابی نعیم) علامہ حسین بن علی مسعودی (۳۴۶) اس کی ایک وجہ یہ لکھتے ہیں

آپ کی اپنی ماں اور سوتیلی ماؤں کی اور آپ کے والد محترم کی زندگی بھر اور بعد از موت بھی پاکدامنی اور عصمت مآبی ہے جس کا آپ نے بھی نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ تائید کی ہے (مروج الذہب ج ۲ ص ۲۳۲)

تاہم سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ انہیں یہ لقب حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ایک بڑی بشارت کے طور پر نصیب ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن حضرت ابوبکرؓ کی طرف نظر کی اور بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

فانت عتیق الله من النار (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸ اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۱۔ ریاض ج ۱ ص ۷۸)

"تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم سے آزاد ہو

چنانچہ اُسی دن سے اُن کا نام عتیق ہو گیا۔ امام ترمذی اور امام ابو یعلی حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من سره ان ينظر الى عتيق من النار فلينظر الى هذا (طبقات ج ۳ ص ۱۲۷ معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۴۳۰ لابی نعیم)

"جو کوئی جہنم سے آزاد شدہ کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔"

حضرت امام سہیلی فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک لقب امیر الشاکرین تھا (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۲) حضرت علی کہا کرتے تھے کہ ابوبکر تو امیر الشاکرین ہیں فکان علی یقول ابوبکر امیر الشاکرین (ازالۃ ج ۲ ص ۳۳) اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتے تھے وسیجزی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ الشاکرین (المنتقی ص ۳۱۳) اور اللہ ثواب دے گا شکر گذاروں کو۔

☆.....حضرت ابو بکر صدیق کا آسمانی نام

حضور ﷺ کے اس جلیل القدر صحابی اور مخلص ساتھی کا زمینی لقب صدیق اور عتیق تھا اور آپ اہل زمین کے ہاں اسی نام اور لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور اھل ایمان کے دلوں میں جگہ پائے ہوئے ہیں مگر آسمان والوں میں آپ کو صدیق کے ساتھ ساتھ حلیم کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے آپ کی تواضع اور بردباری نے آسمان والوں کو بھی آپ کا گرویدہ بنا رکھا ہے

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور میرے پاس کھڑے تھے کہ اتنے میں قریب سے حضرت ابو بکر صدیق کا گزر ہوا حضرت جبرئیل نے حضور ﷺ سے کہا کہ یہ تو ابو قحافہ کے بیٹے ہیں آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ اے جبرئیل تم لوگ اسے جانتے ہو حضرت جبرئیل نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے حضرت ابو بکر آسمانوں میں زمین سے زیادہ شہرت پائے ہوئے ہیں اور ان کا نام آسمان میں حلیم ہے

والذی بعثك بالحق لهو فی السماء اشهر منه فی الارض وان اسمه فی السماء الحلیم (ریاض النضرۃ ج ا ص ۸۲)

☆.....ولادت باسعادت :۔

حضرت ابو بکر صدیق عام الفیل کے ڈھائی سال بعد اور ہجرت سے پچاس سال چھ ماہ پہلے پیدا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئے ہیں آپؓ آنحضرت ﷺ سے دو ڈھائی برس عمر میں چھوٹے تھے اور حضور کے وصال کے وقت آپؓ اکسٹھ سال کے تھے آپ نے کبھی بھی اپنے دامن کو شرک سے آلودہ نہ ہونے دیا اور نہ کبھی کسی بت کے آگے جھکے۔ بلکہ مشرکین کے ان مصنوعی خداؤں سے آپ کھلے عام بیزاری کا اظہار کر دیتے تھے آپ چار پانچ سال کے تھے ایک مرتبہ ان کے والد ابو قحافہ ایک صنم خانہ میں لے گئے اور وہاں ایک بڑے بت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ سب سے بلند وبالا خدا ہے اس کے آگے جھک پڑو آپ نے بت کو مخاطب کر کے کہا کہ

انی جائع فاطعمنی فلم یجبنی انی عار فاکسنی فلم یجبنی انی ملق علیك الصخرة فان کنت الها فامنع نفسك فلم یجبنی

میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے دو میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے دو میں تم کو پتھر مارتا ہوں اگر تم معبود ہو تو تم اپنے آپ کو بچالو۔

چنانچہ آپ نے ایک پتھر بت کو اس طرح مارا کہ وہ منہ کے بل گر پڑا والد یہ دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور ان کو مارتے ہوئے گھر لے آئے والدہ نے جب یہ منظر دیکھا تو شوہر سے کہا کہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو مجھے اس کے متعلق غیب سے کئی اچھی باتیں بتائی گئیں تھیں (دیکھئے ارشاد الساری شرح بخاری از علامہ قسطلانی) اور ایک غیبی آواز کے ذریعہ مجھے بتایا کہ

یا امة الله علی التحقیق ابشری بالولد العتیق اسمه فی السماء الصدیق لمحمد صاحب ورفیق (مرقات شرح مشکوۃ ج ۱۱ ص ۲۹۱)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کا حلیہ مبارک :۔

آپ کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ آپ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان فرماتی ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ کا حلیہ مبارک یہ تھا۔ رنگ گورا، بدن چھریرا، رخساروں پر گوشت کم تھا، اُنگلیوں کی جڑوں میں گوشت کم، پیشانی بلند تھی اور اکثر عرق آلود رہتی تھی۔ آپؓ مہندی اور تیل کا خضاب فرماتے۔ بڑے نرم دل اور نہایت بردبار تھے۔ ہجرت کے زمانہ میں آپ کی ریش مبارک کچھ سیاہ اور کچھ سفید تھی

آپ کا لباس بہت سادہ ہوتا تھا اور غذا بھی آپ کی سادہ سی تھی آپ کا ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھی آپ جو کچھ کماتے تھے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا کرتے تھے ہجرت کے بعد تو فاقہ کی نوبت بھی آتی تھی خلافت کا بار اٹھا لینے کے باوجود بھی تجارت ہی کے ذریعہ اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے البتہ جب خلافت کے مشاغل بہت زیادہ ہو گئے تو پھر آپ نے بیت المال سے وظیفہ لینا منظور کر لیا۔ پھر آپ نے وفات سے پہلے اپنے وارثوں کو وصیت کی کہ وہ تمام رقوم جو آپ نے اس مد میں وصول کی ہیں انہیں بیت المال میں واپس جمع کرا دیں۔ معروف غیر مسلم مصنف ڈاکٹر اندرے سر دیر نے اپنی کتاب ﴿ اسلام اینڈ ذی سائیکولوجی آف مسلم ﴾ میں تسلیم کیا ہے کہ آپ ایک درویش منش انسان تھے اور بڑی سادہ زندگی گذارنے والے تھے مصنف مذکور لکھتے ہیں

ابوبکر کے مزاج میں انتہا درجہ کی سادگی تھی بڑے اونچے مرتبے پر پہنچنے کے باوجود انہوں نے فقیرانہ زندگی بسر کی جب وہ فوت ہوئے تو ورثے میں کپڑوں کا ایک جوڑا ایک غلام اور ایک اونٹ چھوڑا وہ صحیح معنوں میں ایک نیک سرشت صوفی تھے۔۔

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پیشہ :۔

حضرت ابوبکرؓ کا پیشہ تجارت تھا اور آپ اپنے زمانے کے مشہور تاجر اور دولت مند آدمی تھے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت عثمانؓ غنی کا عروج بعد میں ہوا۔ اُن کا اپنا قول ہے کہ قریش میں سب سے مالدار تاجر میں تھا۔ آپ نے تجارتی سفر بھی کئے ہیں اور بعض اسفار میں حضور ﷺ بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں

كان ابوبكر معروفا بالتجارة وعنده اربعون الف درهم

(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۸)

آپؓ جس طرح حلقۂ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے بھی تجارت کرتے تھے قبول اسلام کے بعد بھی اس پیشے سے وابستہ رہے۔ مالِ تجارت لے کر دور دور تک جاتے تھے، چنانچہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے قریب اُنہوں نے بصریٰ کا سفر کیا تھا۔ بعد میں جب آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے اور خلافت کی ذمہ داریاں اور مصروفیتیں زیادہ ہوئیں تو آپ نے پھر تجارت ترک کر دی تھی اور بیت المال سے آپ کے گذر بسر کا انتظام ہوتا رہا۔

☆..... سعادت ایمان سے مشرف ہونا

علم الٰہی میں پہلے سے طے تھا کہ اللہ کے حبیب خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت ورفاقت اور آپ کی تائید واعانت کے لئے جس کو سب سے پہلے قبولیت کا شرف نصیب ہوگا وہ آپ کے عزیز ترین دوست حضرت ابوبکر صدیق ہوں گے

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایام جاہلیت میں کبھی کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا اور نہ کسی غیر اللہ کی پرستش کی آپ کا دامن اس وقت بھی شرک کی غلاظتوں سے آلودہ نہ ہوا تھا آپ کی فطرت اور طبیعت سلیم تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا میں نے ہمیشہ اپنے والدین کو اسلام ہی کے دین پر پایا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۲) اور جس دن سے آپ مسلمان ہوئے ہیں آپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو اللہ کے بارے میں کبھی کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا

وماارتاب ابوبکر فی اللہ منذ اسلم (معرفۃ الصحابۃ ج ا ص ۵۸)

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کی دوستی بڑی گہری تھی اور ایک دوسرے سے میل ملاقات اکثر رہا کرتی تھی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ

حضور اکرم ﷺ روزانہ صبح شام ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۲)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سامنے اسلام کی تبلیغ فرمائی تو آپؓ نے قبول کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا اور نہ اس میں کوئی دیر لگائی آپ کی دعوت فوراً قبول فرمائی اور کہا "صدقت یا رسول اللہ" یعنی میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نبی برحق ہیں اور اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ علامہ بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ بلا چوں و چرا اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ آپؓ اصول اسلام کی اچھی طرح تحقیق فرما چکے تھے۔ اسی لئے آپ نے نبوت کے پہلے ہی دن اسلام قبول کر کے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تھا اس وقت آپ کی عمر اڑتیس سال کی تھی

پیش نظر رہے کہ ابھی حضور اکرم ﷺ کی جانب سے اعلان نبوت نہیں ہوا تھا مگر اس سے بہت پہلے حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے کچھ ایسے واقعات آئے جو نہایت ہی حیرت انگیز تھے۔ آپ خود کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں ایک دن ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ اس درخت کی شاخ میری طرف جھکنے لگی اور اس قدر قریب آگئی کہ میرے سر پر آگئی اور میں دیکھ رہا تھا میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اس وقت ایک آواز اس درخت میں سے میرے کان میں آئی کہ ایک پیغمبر کا فلاں وقت ظہور ہونے والا ہے تجھے چاہئیے کہ تو سب لوگوں سے زیادہ (اس کا ساتھی بن کر) سعادت مند بن جانا۔ میں نے کہا کہ ذرا زیادہ وضاحت سے بتاؤ کہ وہ پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے تو درخت میں آواز آئی کہ ﴿ محمد بن

toobaa-elibrary.blogspot.com

عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم ﴾ میں نے کہا کہ وہ تو میرے دوست اور ساتھی اور حبیب ہیں پھر میں نے اس درخت سے عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہو جائیں تو مجھ کو بشارت دے دینا جب آپ مبعوث ہو گئے تو اس درخت میں سے آواز آئی کہ کوشش میں لگ جا اور اہتمام کر اے بوقحافہ کے بیٹے کہ اس پر وحی آگئی ہے قسم ہے حضرت موسیٰ کے رب کی کہ اسلام میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرے گا۔

جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر میں تم کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں میں نے کہا أشهد انك رسول الله بعثك بالحق سراجا منيرا اور میں آپ پر ایمان لے آیا۔ (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۱)

☆..... آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک عظیم نور آسمان سے اتر کر کعبہ کی چھت پر آپڑا اور مکہ میں کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا کہ اس نور میں سے کچھ اس میں داخل نہ ہو گیا ہو پھر وہ انوار سب جمع ہو کر ان کا ایک نور بن گیا جیسا کہ پہلے تھا اور پھر وہ نور میری گود میں آگیا۔

صبح کو میں نے اس خواب کا ذکر ایک یہودی عالم کے سامنے کیا اور اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ یہ خواب پریشان خیالات کی ایک قسم سے ہے اسکا کوئی اعتبار نہیں اس پر دھیان نہ دو۔ جب ایک زمانہ گزر گیا تو مجھے ایک تجارت کے ضمن میں دیر بحورا میں جو بحیرا راہب کا مسکن تھا میرا جانا ہوا تو میں نے اس خواب کی تعبیر اس سے پوچھی بحیرا راہب نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں قریش میں سے ہوں اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ تم میں سے ایک پیغمبر مبعوث کرے گا اور تو اس کے ایام حیات تک اس کا وزیر رہے گا اور اس کی وفات کے بعد اس کا خلیفہ ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ بحیرا راہب نے حضرت ابوبکر سے کہا تو اس پیغمبر کی تابعداری کرے گا جس کی انتظار کا زمانہ ہے اور ان کے ظہور کا زمانہ بہت قریب آلگا ہے اور تو اس نبی کے قرب کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیگر تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ سعادت پائے گا

انه يتبع النبى المنتظر الذى قد اظل زمانه وانه يكون اسعد الناس

(سیرت حلبیہ ج ا ص ۳۱۰)

اسکے بعد جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ نے مجھے اسلام کی طرف بلایا تو میں نے کہا کہ ہر پیغمبر کے پاس اپنی نبوت کے لئے کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہوتی ہے آپ کیا فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل کیا وہ خواب نہیں جو تم نے دیکھا تھا اور ایک یہودی عالم سے اس کی تعبیر پوچھنے پر اس نے کہا تھا کہ اس کا اعتبار نہیں اور پھر بحیرا راہب نے اس کی تعبیر تم کو بتلائی تھی۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جبرئیل نے۔ میں نے کہا

أشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد انك عبده ورسوله

اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

میں نے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دی کہ اس نے اول توقف وتردد نہ کیا ہو سوائے ابوبکر کے کہ جب میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے اس کو مان لیا اور کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۳)

ایک مرتبہ اسی طرح کی ایک اور بشارت کا ذکر ہوا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جب اس کا ذکر ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق نے مارے حیرت کے پوچھا کہ وہ بات آپ کو کیسے معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس بزرگ فرشتے یہ بات بتلائی ہے جو مجھ سے پہلے پیغمبروں کے پاس آسمانی خبریں لایا کرتا تھا

الملك المعظم الذى ياتى الانبياء قبلى (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۳)

سو جب حضور ﷺ نے آپ کو اپنی نبوت کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی تو آپ نے اس پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

فورا لبیک کہا اور آپ کے ساتھ اس طرح اٹھے کہ پھر آخر تک آپ کو کبھی اکیلا نہ چھوڑا ہمیشہ ساتھ ساتھ رہے اور چلے اور جو عہد پہلے دن آپ نے کیا اس کو ہمیشہ اور آخر تک نبھایا۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ

مادعوت أحدا الی الاسلام الا کانت فیه عنده کبوة ونظر وتردد الا ماکان من ابی بکر بن ابی قحافه ما علم حین ذکرته له ماتردد فیه (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۲۷۴)

میں نے جس کسی پر بھی اسلام پیش کیا اس نے قبول کرنے میں ایک طرح کی تاخیر سوچ بچار اور پس و پیش کیا سوائے ابو بکر بن ابی قحافہ کے کہ جب میں نے اس سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے اس میں کوئی دیر لگائی اور نہ پس و پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ پر حقائق اس قدر روشن کر دئے تھے کہ آپ کے دل میں دین اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں کبھی کوئی وسوسہ تک نہیں آیا بلا چوں وچرا دین اسلام کو قبول فرمالیا اور پھر اپنے آپ کو اس کے حوالہ کر دیا تھا۔ حکیم الامتؒ مولانا اشرف علی تھانوی ارشاد فرماتے ہیں جن لوگوں نے اپنے کو فدا کر دیا اور بلا تفتیش اور بلا چوں وچرا کامل اطاعت اختیار کی ان کو حق تعالیٰ اپنے اسرار پر مطلع کر دیتے ہیں حسب استعداد میں یہ نہیں کہتا کہ تمام اسرار پر مطلع کر دیتے ہیں لیکن اتنا ضرور کر دیتے ہیں کہ ان کو اطمینان ہو جاتا ہے کوئی شبہ وشک نہیں رہتا اور اس مرتبہ کا نام صدیق ہے حضرت صدیق اکبر کا یہی مرتبہ تھا ایسا شخص نہ معجزہ کا طالب ہوتا ہے نہ کرامت کا۔ اسکا قلب گواہی دینے لگتا ہے کہ یہ حق ہے اسکو کبھی وسوسہ نہیں ہوتا حضرت صدیق اکبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی ہوں آپ نے فورا تصدیق کی اور پڑھا أشهد ان لااله الاالله واشهد ان محمدا عبده ورسوله (وعظ۔ روح الارواح ص ۲۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور اکرم نے آپ کو دعوت دی حضرت ابوبکر نے آپ کی دعوت پر بغیر کسی تردد کے لبیک پڑھا اس سے حضور ﷺ کو کس قدر مسرت حاصل ہوئی ہو گی اسے خود حضرت ابوبکر صدیق سے سنئے آپ فرماتے ہیں کہ

ومابین لابتیها اشد سرورا من رسول الله باسلامی (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۳۔ البدایہ والنھایہ ج ۳ ص ۳۰)

میرے اسلام لانے پر پوری وادی میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی خوش نہ تھا

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میرے والد اسلام لانے والوں میں اولیت کا شرف رکھتے ہیں أسلم أبی أول المسلمین (طبقات کبری ص ۱۲۸ ج ۳) آپ مردوں میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے پھر اس کے بعد دوسرے حضرات آتے گئے اور اسلام کا حلقہ پھیلتا گیا سیدنا حضرت علی مرتضیٰ بھی فرماتے ہیں

اول من اسلم من الرجال ابوبکر (ریاض ج ۱ ص ۸۵)

حضور اکرم ﷺ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت نے اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے

والثانی التالی المحمود مشهده واول الناس منهم صدق الرسلا

حضرت ابوبکر ثانی ہیں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں ان کی کارگذاری عمدہ ہے اور لوگوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی رسول کی تصدیق کی تھی

حضرت ابو محجن الثقفیؓ نے اسے اس طرح بیان کیا ہے

سبقت الی الاسلام والله شاهد وکنت جلیسا بالعریش المشهر

(شذرات الذھب ج ۱ ص ۲۴)

اور یہ آپ ہی ہیں کہ دوڑ کر اسلام کی جانب آئے اور اس بات پر اللہ گواہ ہے اور آپ ہی حضور ﷺ کے عریش بدر میں ہم نشین تھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

خود حضرت ابوبکر صدیق فرمایا کرتے تھے کہ کیا میں نے سب سے پہلے اسلام قبول نہیں کیا تھا؟

ألست اول من أسلم ؟أخرجه البغوی وأبوحاتم ۔(ریاض ج ا ص ۸۷)

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

وهذا ظاهر فی انه صدقه قبل أن يصدقه أحد من الناس الذين بلغهم الرسالة وهذا حق فانه اول مابلغ الرسالة فآمن (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۴۲۳)

اور یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ حضرت ابوبکر نے دوسروں کی تصدیق سے پہلے تصدیق رسالت کا شرف حاصل کر لیا تھا جونہی آپ کو حضور نے اپنی رسالت کی خبر دی آپ اس پر ایمان لے لائے

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) نے اس پر جمہور کا اتفاق بیان کیا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر کو اسلام لانے کا شرف نصیب ہوا ہے (فتح الباری)

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے یہاں ایک عجیب اور نفیس نکتہ بیان فرمایا ہے اسے ملاحظہ فرمایئے آپ لکھتے ہیں

بعثت کے شروع میں ہی آپ مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام میں آپ نے سب پر سبقت فرمائی تھی ..... فقیر یہاں ایک نکتہ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیت اسلام کو اس وجہ سے محاسن میں شمار کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام پر ابھارنے والی ہوئی اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف کشش پیدا کرنے والی ہوئی اور حکم الدال علی الخیر کفاعله (کہ خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل کرنے کی طرح ہوتا ہے) ان تمام لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اسلام میں داخل ہونے والے تھے اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے اور یہ بات بجز ایسے شخص کے جو آزاد ہو بالغ ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگوں میں مشہور ہو اور ذی اثر ہو کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور پوری کوشش کے ساتھ لوگوں کو اس کے قبول کرنے پر آمادہ کرے کسی دوسرے کو میسر نہیں ہو سکتی تو اولیت سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے مناقب خاصہ میں سے ہے (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو کچھ سخت بات کہہ دی۔ پھر کہا بھائی مجھے معاف کر دو، اس پر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا، حضرت ابو بکرؓ نے بار بار معافی چاہی مگر حضرت عمرؓ کا غصہ کم نہ ہوا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس واقعہ کا ذکر ہوا جب سب لوگ مجلس نبوی میں حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ نے (حضرت عمرؓ) سے فرمایا، تمہارا بھائی تم سے معافی مانگتا ہے اور تم معاف نہیں کرتے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے میں ہر دفعہ جب وہ معافی مانگتے تھے (دل دل میں) معاف کر دیتا تھا اور اللہ کی مخلوق میں آپؐ کے بعد ان سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے مجھے بھی آپؐ کے بعد عمرؓ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے صاحب اور رفیق کے بارے میں مجھے ایذاء نہ پہنچاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا تو تم سب اس وقت اس کی تکذیب کرتے تھے صرف ابو بکرؓ تھے جس نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو الدرداء سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ان الله بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسه وماله فهل أنتم تارکوا لی صاحبی؟ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۱۷ مسند الامام الطحاوی ج ۷ ص ۱۴۰)

یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے طرف مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے کہا کہ تم

toobaa-elibrary.blogspot.com

جھوٹ کہتے ہو ہاں صرف ابوبکر ہیں جنہوں نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں یہ ابوبکر ہیں جنہوں نے اپنی جان اور مال کے ساتھ میری خدمت کی تو کیا تم میری خاطر میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں۔

استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتھم اس پر فرماتے ہیں کہ حضور کے دعوی رسالت کے جواب میں حضرت ابوبکر نے صرف یہ نہیں کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں بلکہ فرمایا وہ سچ کہہ رہے ہیں یہ ایک نہایت بلند پایہ شان علم ہے جس کے آئینہ میں اظہار ایمان جلوہ گر ہے اس ایک ہی حدیث میں حضرت صدیق اکبر کی شان ایمان شان علم اور جان ومال کا حضور ﷺ کے لئے وقف کر دینے کا نہایت واضح بیان ہے اور یہ سب امور خود لسان نبوت سے شرف قبولیت حاصل کر رہے ہیں۔ (ہفت روزہ دعوت ۲۱ دسمبر ۱۹۶۲ء)

معروف مؤرخ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ایمان لے آئے اور اس کا اظہار بھی کر دیا تو انہوں نے اللہ تعالی سے اس بات پر استقامت کی دعا بھی فرمائی تھی (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۶۲)

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت کی الٰہی شہادت

حضور اکرم ﷺ کی دعوت کو قبول کرتے ہی حضرت ابوبکر صدیق نہ صرف یہ کہ اہل ایمان کی صف میں داخل ہو کر سرخیل مؤمنین ہو گئے بلکہ حضور ﷺ کے صحابی ہونے کی دولت سے بھی مالا مال ہو گئے۔ صحابیت کیا ہے اسے استاذنا المحترم حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ کی اس تحریر میں دیکھئے آپ لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اہل سنت والجماعت کے ہاں صحابیت خود ایک شرف عظیم ہے جو کسی علمی کمال یا عملی محنت پر مبنی نہیں حضرت امام ابو حنیفہ کا علم ہو یا حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی کا عمل۔ علم و عمل کا کوئی کمال صحابیت کی برابری نہیں کر سکتا اس کے لئے صرف ایمان اور حضور اکرم ﷺ کی صحبت شرط ہے جس نے ایمان کے ساتھ حالت بیداری حضور اکرم ﷺ کو دیکھ لیا وہ یہ دولت پا گیا بشرطیکہ پھر اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو (معیار صحابیت ص ۲۷)

پھر اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اہل سنت کے عقیدہ میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق صرف صحابی ہی نہیں بلکہ افضل الصحابۃ ہیں حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام میں (وہ حضرت عمر فاروق ہوں یا حضرت علی مرتضیٰ ..... سید الشہداء حضرت حمزہ ہوں یا حضرت عثمان ذی النورین حضرت ابو بکر ان) سب سے بہر حال افضل ہیں اور اس افضلیت و فضیلت کی خبر نہ صرف لسان نبوت نے دی اور مختلف پیرائے میں دی ہے بلکہ خود قرآن کریم نے آپ کو حضور اکرم ﷺ کا صاحب بتا کر آپ کے اعلیٰ ترین صحابی ہونے کی الٰہی سند دے دی شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

فمعلوم أن الصديق فی ذروة سنام الصحبة وأعلى مراتبها فانه صحبه من حين بعثه الله الى أن مات ..... فلا ريب أن صحبة أبى بكر للنبى ﷺ كانت أكمل وأنفع له من صحبة على ونحوه فانه شاركه فى الدعوة ..... ولانزاع بين أهل العلم بحال النبى ﷺ وأصحابه أن مصاحبة أبى بكر له كانت أكمل من مصاحبة سائر الصحابة من وجوه (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۳۹۰)

یہ بات معلوم ہی ہے کہ حضرت ابو بکر صحابیت کی بلند ترین چوٹی پر ہیں اور سب

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے اونچے مراتب والے ہیں آپ حضور ﷺ کے اس وقت سے صحابی ہیں جب سے حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا پس اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر کی صحابیت دوسرے صحابہ کی بہ نسبت اکمل بھی ہے اور سب سے زیادہ نافع بھی۔ آپ دین کی دعوت و تبلیغ میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے ہیں..... اور اہل علم کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابو بکر کی حضور ﷺ کے ساتھ مصاحبت دوسرے صحابہ کی مصاحبت کی نسبت زیادہ کامل ہے اور اس کی بہت سی وجوہات ہیں

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی مصاحبت نبوی کو متعدد واقعات اور حالات کی روشنی میں تفصیلا بیان فرمایا پھر لکھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں حضرت ابو بکر کو ایسے خصائص اور امتیازات حاصل ہیں جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہیں آپ کا یہ بیان دیکھیں

وهذه الاخبار الصحيحة هى باتفاق أهل العلم بالحديث فى عمرة الحديبية تبين اختصاص أبى بكر بمنزلة من الله ورسوله لم يشركه فيها أحد من الصحابة لا عمر ولا على ولا غيرهما وانه لم يكن فيهم أعظم ايمانا وموافقة وطاعة لله ورسوله منه ولاكان فيهم من يتكلم بالشورى قبله (منہاج ج ۸ ص ۴۰۷)

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کی صحابیت دوسرے صحابہ کی بہ نسبت افضل واکمل ہے اور اس پر خود صحابہ کرام کے درمیان کبھی اختلاف نہیں رہا سو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن کریم میں یہ لفظ (صاحب) حضرت ابو بکر کی مدح میں استعمال ہوا ہے جس طرح حضور ﷺ کے لئے (ماضل صاحبكم وماغوى ..... ماصاحبكم بمجنون.....

toobaa-elibrary.blogspot.com

مابصاحبکم من جنة) فرمایا گیا ہے۔

جب حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق کے ہمراہ غار ثور میں تھے اور کفار ان کی تلاش میں بالکل قریب پہنچ چکے تھے حضرت ابو بکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کی فکر پیدا ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر سے کیا فرمایا اسے دیکھئے اللہ تعالی فرماتے ہیں

اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا (پ ۱۰ التوبة)

اللہ تعالی نے یہاں صاحب کا ذکر حضرت ابو بکر کے لئے فرمایا ہے غور طلب بات یہ ہے کہ لفظ صاحب حضرت ابو بکر صدیق کی مدح میں بولا گیا یا معاذ اللہ ان کی مذمت میں ؟ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے یہاں لفظ صاحب سے ان کے سفری رفاقت کی خبر دی ہے ضروری نہیں کہ ان کا مؤمن ہونا بھی بتایا ہو وہ جھوٹ کہتے ہیں

یہ صحیح ہے کہ سفر ہجرت کے موقع پر حضور کے رفیق سفر حضرت ابو بکر تھے اور اس پورے سفر میں آپ کے سوا اور کوئی ساتھ نہ تھا تاہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضور ﷺ کو اپنی پوری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ ملا تھا جس پر اعتماد و اعتبار ہو کہ اسے اپنے ساتھ لے کر جائیں اور کیا اللہ تعالی بھی نہیں جانتا کہ اس مقدس اور مبارک بلکہ نہایت ہی اہم اور نازک سفر میں ان کا ساتھی معاذ اللہ مؤمن نہیں ہے یہ صرف رفیق سفر ہے۔ سو یہاں صاحب کا معنی صرف رفیق سفر کرنا اور اس پر حضرت ابو بکر کی صحابیت تو درکنار ان کے مؤمن نہ ہونے کو زیر بحث لانا کسی مؤمن کا کام نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم میں لفظ صاحب کافروں کے لئے بھی آیا ہے اور لغت میں صاحب ساتھی کو کہتے ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ مسلمان ہو کہ کافر۔ تاہم یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سورہ توبہ کی آیت میں یہ لفظ کس مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اس آیت میں یہ لفظ حضرت ابو بکر صدیق کی مدح میں استعمال ہوا ہے اور اللہ کی مدد و تائید جس طرح اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے رسول کے لئے ہے حضرت ابوبکر بھی اس مدد و تائید کے مستحق ٹھہرے ہیں شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک بحث میں لکھتے ہیں

والقرآن یقول فیه اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا فاخبر الرسول ان الله معه ومع صاحبه وهذه المعیة تتضمن النصر والتائید وهو انما ینصره علی عدوه وکل کافر عدوه فیمتنع ان یکون الله مؤیدا له ولعدوه معا لکان ذلك مما یوجب الحزن ویزیل السکینة فعلم ان لفظ صاحبه تضمن صحبة ولایة ومحبة وتستلزم الایمان له وبه وایضا فقوله لاتحزن دلیل علی انه ولیه وانه حزن خوفا من عدوهما فقال له لاتحزن ان الله معنا ولوکان عدوه لکان لم یحزن الا حیث یتمکن من قهره فلا یقال له لاتحزن ان الله معنا لان کون الله مع نبیه مما یسر النبی وکونه مع عدوه مما یسوءه فیمتنع ان یجمع بینهما ..... وقوله ثانی اثنین حال من الضمیر فی اخرجه ای اخرجوه فی حال کونه نبیا ثانی اثنین فهو موصوف بانه احد الاثنین فیکون الاثنان مخرجین جمیعا فانه یمتنع ان یخرج ثانی اثنین الا مع الاخر فانه لو اخرج دونه لم یکن قد اخرج ثانی اثنین فدل علی ان الکفار اخرجوه ثانی اثنین فاخرجوه مصاحبا لقرینه فی حال کونه معه فلزم ان یکونوا اخرجوهما ..... فهذا یدل علی ان صحبته صحبة موالاة وموافقة علی الایمان لا صحبة مع الکفر (منهاج السنۃ ج۸ ص ۴۷۳)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

عامة عقلاء بنى آدم اذا عاشر احدهم الاخر مدة يتبين له صداقته من عداوته فالرسول يصحب ابابكر بمكة بضع عشر سنة ولا يتبين له هل هو صديقه او عدوه وهو يجتمع معه فى دار الخوف؟ وهل هذا الا قدح فى الرسول؟ ثم يقال جميع الناس كانوا يعرفون انه اعظم اوليائه من حين المبعث الى الموت فانه اول من آمن به من الرجال الاحرار ودعا غيره الى الايمان به حتى آمنوا وبذل امواله فى تخليص من كان آمن به من المستضعفين مثل بلال وغيره وكان يخرج معه الى الموسم فيدعو القبائل الى الايمان به وياتى النبى ﷺ كل يوم الى بيته اما غدوة واما عشية وقد اذاه الكفار على ايمانه حتى خرج من مكة فلقيه ابن الدغنة امير من امراء العرب سيد القارة وقال الى اين؟ وقد تقدم حديثه فهل يشك من له ادنى مسكة من عقل ان مثل هذا لايفعله الا من هو فى غاية الموالاة والمحبة للرسول ولما جاء به وان موالاته ومحبته بلغت به الى ان يعادى قومه ويصبر على آذاهم وينفق امواله على من يحتاج اليه من اخوانه المؤمنين ..... ولم يكن يحصل للنبى ﷺ اذى قط من ابى بكر مع خلوته به واجتماعه به ليلا ونهارا وتمكنه مما يريد المخادع من اطعام سم او قتل او غيرذلك ..... وابوبكر معه دائما ليلا ونهارا حضرا وسفرافى خلوته وظهوره ويوم بدر يكون معه وحده فى العريش ويكون فى قلبه ضمير سوء والنبى ﷺ لا يعلم ضمير ذلك قط وادنى من له نوع فطنة يعلم ذلك فى اقل من هذا

toobaa-elibrary.blogspot.com

الاجتماع فهل يظن ذلك بالنبی ﷺ وصديقه الا من هو مع فرط جهله وكمال نقص عقله من اعظم الناس تنقصا للرسول وطعنا فيه وقدحا فی معرفته فان كان هذا الجاهل مع ذلك محبا للرسول فهو كما قيل عدو عاقل خير من صديق جاهل (منہاج ج ۸ ص ۴۷۸)

شیخ الاسلام قدس سرہ کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر کو بتایا کہ اللہ اس کے اور اس کے ساتھی کے ساتھ ہے تو اس میں واضح کر دیا گیا کہ اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہے اور وہ اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کی مدد فرمائے گا اور ہر کافر اس کا دشمن ہے تو پھر یہ بات کیسے تسلیم ہو سکتی ہے کہ اللہ بیک وقت اپنے نبی اور اس کے دشمن کی مدد فرمائے سو یہاں صاحب کا لفظ محبت و دوستی والے ساتھی کے معنی میں ہیں جس میں ایمان بھی لازم ٹھہرا نیز حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ غم نہ کر یہ حضرت ابوبکر کی محبت و ولایت کی دلیل ہے کہ انہیں جس بات کا ڈر تھا وہ ان دونوں کے دشمنوں سے تھا اسی لئے حضور نے ان سے فرمایا کہ غم نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے اگر ابوبکر ہی آپ کے دشمن ہوتے تو انہیں غم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی وہ تو خوش ہوتے مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کرو بتاؤ دشمن ایسے موقع پر غم کرتا ہے یا خوش ہوتا ہے ؟

آپ فرماتے ہیں کہ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جب کسی کے ساتھ کچھ وقت گذارتا ہے تو اس کے سامنے یہ بات کھل جاتی ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے ؟ اچھا ہے یا برا ہے دوست ہے یا دوست کے پردے میں دشمن ہے حضور اکرم ﷺ نے تو حضرت ابوبکر کے ساتھ ایک اچھا خاصا وقت گذارا ہے اور آپ پر یہ بات ہی نہ کھل نہ سکی (اور نہ ہی خدا نے بتائی کہ) کہ ابوبکر آپ کے مخلص دوست ہیں یا دشمن ہیں ؟۔ حالانکہ یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہ تھی کہ حضرت ابوبکر حضور ﷺ کے شروع سے آخر تک بہت اچھے دوست رہے آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور دوسروں کو بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایمان کی دعوت دی اور پھر انہیں صف اسلام میں لائے اور آپ نے اپنا مال کمزور مسلمانوں کو آزاد کرنے میں دل کھول کر خرچ کیا آپ حضور ﷺ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں لوگوں کے پاس جاتے رہے اور خود حضور ﷺ آپ کے گھر روزانہ آتے جاتے تھے حضرت ابو بکر جب ایمان لائے تو کافروں نے آپ کو تکلیف دی حتی کہ آپ مکہ سے ہجرت کر کے جانے پر مجبور ہو گئے

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس کو ذرا سی بھی عقل عطا فرمائی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسا وہی کرے گا جس کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے حد درجہ محبت ومؤدت اور دوستی و تعلق ہو..... حضور ﷺ نے کبھی بھی حضرت ابو بکر صدیق کی جانب سے کوئی تکلیف نہیں دیکھی حالانکہ آپ ان کے ساتھ دن رات خلوت و جلوت میں اکیلے رہے ہیں اگر آپ چاہتے تو آپ کو زہر دے سکتے تھے قتل کر سکتے تھے یا اور کوئی نقصان پہنچا سکتے تھے ..... حضرت ابو بکر آپ کے ساتھ سفر و حضر میں رہے اور اکیلے رہے خلوت و جلوت میں اکیلے رہے بدر کے دن عریش میں اکیلے رہے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ابو بکر کے دل میں تو حضور ﷺ کے بارے میں تو نہایت ہی غلط بات وخیال ہو اور حضور ﷺ کو اتنے عرصہ میں بھی معلوم نہ ہوا ہو کہ ابو بکر تو اپنے دل میں یہ خیال و منصوبہ لئے ہوئے ہے حالانکہ اتنی سی بات تو ایک عام آدمی اس سے بھی مختصر عرصہ میں معلوم کر لیتا ہے اب ایسا کہنے والے ہی بتائیں کہ وہ حضور ﷺ کی تعریف کر رہے ہیں یا آپ کی توہین و گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں ؟

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے اس بیان سے واضح ہے کہ سورہ توبہ کی آیت میں لفظ صاحب سے مراد حضرت ابو بکر صدیق کی ذات گرامی ہے اور یہاں صرف رفیق سفر کی بات ہی نہیں ہو رہی ہے بلکہ آپ کے ایمان آپ کی صحابیت اور حضور ﷺ کے ساتھ محبت اور گہرے تعلق کی بھی خبر دی گئی ہے سو جو شخص حضرت ابو بکر صدیق کی صحابیت کا منکر ہو گا وہ گویا اس آیت کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

منکر ہو گا جو کفر ہے فقہاء کرام اور علماء عظام بالاجماع یہ بیان دے چکے ہیں۔ حضرت امام سفیان بن عیینہؒ (۱۹۸ھ) کا ایمان افروز بیان دیکھیں آپ دوسری صدی کے معروف محدث اور امام ہیں آپ کا یہ بیان حافظ ابن تیمیہؒ نے نقل کیا ہے

ان الله عاتب الخلق جميعهم فى نبيه الاأبابكر وقال من أنكر صحبة ابى بكر فهو كافر لانه كذب القرآن (منہاج ج ۸ ص ۳۸۱)

اللہ تعالی نے اپنے نبی کے بارے میں سب لوگوں پر عتاب فرمایا سوائے ابوبکر کے (اور امام سفیان نے فرمایا) جس نے حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کیا وہ کافر ہے اسلئے کہ اس نے قرآن (کی آیت) کی تکذیب کی ہے

حضرت علامہ علی بن محمد الجزریؒ (۶۳۰ھ) یہی فتوی دوسرے علماء سے نقل کرتے ہیں

ان قال قائل .....ان ابابكر لم يكن صاحب رسول الله ﷺ كفر فان القرآن العزيز قد نطق انه صاحبه (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۴)

شارح بخاری شیخ الاسلام حضرت علامہ بدر الدین العینیؒ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

من أنكر صحبة أبى بكر فقد كفر لانكاره كلام الله وليس ذلك لسائر الصحابة (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۳)

حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی شافعیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

أجمع المسلمون على ان المراد بالصاحب هنا ابوبكر ومن ثم من أنكر صحبته كفر اجماعا (صواعق محرقہ ص ۶۶)

مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہاں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر کی ذات گرامی ہے اور جس نے بھی آپ کی صحبت نبوی کا انکار کیا تو اجماعی طور پر اس کی تکفیر کی جائے گی۔

شارح جامع صغیر حضرت علامہ عبد الرؤف مناویؒ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

من أنكر صحبة الصديق كفر لانكاره النص الجلى (فیض القدیر شرح جامع صغیر ج۱ص ۱۱۹)

دسویں صدی کے مجدد اور محدث حضرت امام ملا علی قاریؒ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

اجمع المفسرون على أن المراد بصاحبه فى الاية هو أبوبكر وقد قالوا من أنكر صحبة ابى بكر كفر لانه أنكر النص الجلى (مرقات شرح مشکوۃ ج۱۱ص ۲۸۶)

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ قرآن کی آیت لصاحبہ میں حضرت ابوبکر مراد ہیں اور وہ سب فرماتے ہیں کہ جس نے بھی حضرت ابوبکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے نص جلی (یعنی آیت قرآنی) کا انکار کیا ہے

محدثین عظام اور فقہاء کرام کے یہ فتاوی بتا رہے ہیں کہ اسلام میں حضرت ابوبکر کی صحابیت کا کیا مقام ہے۔ اگر یہاں مسئلہ صرف رفیق سفر کا ہوتا خواہ وہ مؤمن ہو یا نہ ہو تو آپ ہی بتائیں کیا فقہاء کے ہاں سے یہ بات بالاتفاق اٹھتی؟ یہاں رفیق سفر کے مؤمن ہونے نہ ہونے سے ایمانیات اور اعتقادیات کا اگر کوئی تعلق نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اکابر ایسے لوگوں کو کیوں کافر بتا رہے ہیں جو ابوبکر کی صحابیت کا انکار کریں؟ معلوم ہوا کہ قرآن کی اس آیت میں صرف حضرت ابوبکر کا رفیق سفر ہونا ہی مراد نہیں بلکہ ان کی صحابیت (جس کے لئے ایمان وایقان لازمی ٹھہرا) کی الٰہی شہادت بھی ہے کہ اب جس کا انکار الٰہی شہادت کا انکار ہے اور یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے۔

سو یاد رکھئے کہ حضرت ابوبکر صدیق صرف اعلیٰ درجہ کے مؤمن ہی نہیں بلکہ اعلیٰ ترین درجہ کے صحابی بھی ہیں اس کی شہادت رب العزت نے دی ہے پھر لسان نبوت اس کی گواہ ہے اور خود صحابہ کرام نے بالاجماع آپ کی افضلیت کے آگے سر تسلیم خم کیا ہے حضرت امام حافظ ابو نعیم

toobaa-elibrary.blogspot.com

احمد بن عبداللہ اصفہانی (۴۳۰ھ) نے آپ کا ذکر خیر کس عقیدت وعظمت اور محبت وعزت سے کیا ہے اسے دیکھئے آپ لکھتے ہیں

أبوبكر الصديق السابق الى التصديق الملقب بالعتيق المؤيد من الله بالتوفيق صاحب النبیﷺ فی الحضر والاسفار ورفيقه الشفيق فی جميع الأطوار وضجيعه بعد الموت فی الروضة المخفوفة بالأنوار المخصوص فی الذكر الحكيم بمفخر فاق به كافة الأخيار وعامة الأبرار وبقی له شرفه على كرور الأعصار ولم يسم الى ذروته همم أولی الأيد والأبصار حيث قال عالم الأسرار ﴿ ثانی اثنين اذهما فی الغار﴾ الى غير ذلك من الأيات والأثار ومشهور النصوص الواردة فيه والأخبارالتی غدت كالشمس فی الانتشار وفضل كل فاضل وفاق كل من جادل وناضل ونزل فيه ﴿لايستوی منكم من أنفق من قبل الفتح وقاتل﴾ توحد الصديق فی الأحوال بالتحقيق واختيار الاختيار من الله حين دعاه الى الطريق فتجرد من الأموال والأعراض وانتصب فی قيام التوحيد للتهدف والأغراض صار للمحن هدفا وللبلاء غرضا وزهد فيما عزله جوهرا كان أوعرضا تفرد بالحق عن الالتفات الى الخلق (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۲)

حضرت ابوبکر صدیق سابق بالتصدیق ملقب بالعتیق اور منجانب اللہ مؤید بالتوفیق ہیں حضرت وسفر میں حضور ﷺ کے رفیق ہیں زندگی کے ہر موڑ پر مہربان دوست ہیں بلکہ موت کے بعد بھی روضہ اطہر میں آپ ﷺ کے انیس ہیں اللہ تعالی نے اپنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقدس کلام میں فخر کے ساتھ آپ کو یاد فرمایا جس کی وجہ سے آپ کو تمام لوگوں پر فوقیت حاصل ہوئی اور رہتی دنیا تک آپ کے شرف وبزرگی کا علم بلند رہے گا آپ کی بلندی تک کوئی صاحب طاقت وبصارت نظر نہیں اٹھا سکتا اللہ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے (ابوبکر صدیق) دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اسی طرح آپ کے بارے میں فرمایا تم میں سے کوئی اس کا ہمسر نہیں ہو سکتا جس نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا) میں خرچ کیا اور قتال کیا اس طرح کی بہت سی آیات واحادیث ہیں جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور آپ کی فضیلت ومنقبت پر دلالت کرتی ہیں ہر صاحب فضل سے آپ کی فضیلت بلند ہے ہر مقابل اور حریف پر آپ فائق ہیں تمام حالات میں آپ کی انفرادیت قائم رہی جب حضور ﷺ نے آپ کو حق کی جانب بلایا تو آپ لبیک کہتے ہوئے دوڑے چلے آئے اور سب کچھ اللہ کی راہ میں پروانہ وار لٹا کر مال ومتاع سے خالی ہو گئے توحید الٰہی کو قائم کرنا آپ کا ہدف اور نشان منزل تھا جس کی وجہ سے پریشانیوں اور مصائب نے آپ کو ہدف بنالیا دھن دولت سب کچھ چھوڑ کر زاہد بن گئے اور مخلوق سے منہ موڑ کر حق کی راہ پر چل پڑے

☆..... حضرت ابوبکر کی دعوت سے صف اسلام میں آنے والے اجلہ صحابہ کرام

حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے اسلام کو کبھی چھپایا نہیں ہمیشہ اس کا کھل کر اظہار فرماتے تھے آپ نے خدا کی عبادت کے لئے اپنے گھر کے ایک حصہ کو خاص کر دیا تھا جو آپ کی مسجد ہوتی تھی اس طرح آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ میں مسجد بنانے کا شرف عظیم پایا۔

حضرت ابوبکر کا قریش میں اثر ورسوخ بھی بہت تھا اور ہر کوئی آپ کو عزت واحترام سے دیکھتا تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسلام لانے کے بعد آپ کی کوشش رہی کہ اور لوگ بھی ایک خدا کی وحدانیت کا اقرار کریں اور حضور ﷺ کی نبوت کو تسلیم کرلیں آپ رات دن اس کوشش میں لگے رہے اور اسلام کی تبلیغ کرتے رہے آپ کی اس محنت و کوشش سے قریش کے بہت سے لوگ اسلام کے قریب آئے اور آپ کی ترغیب سے انہیں قبول اسلام کی دولت نصیب ہوئی مؤرخ محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ

جب حضرت ابوبکر اسلام لے آئے تو انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور خدا ورسول کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور ابوبکر ایک ایسے آدمی تھے جن پر ان کی قوم جمع ہوتی تھی آپ ہر دل عزیز اور نرم خو تھے تو انہوں نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو دعوت دینا شروع کردی جو ان سے پورے طور پر مرتبط تھے اور ان کے گرد و پیش رہنے والے اور ہم مجلس تھے ان کی دعوت سے جن لوگوں کے بارے میں مجھے روایت پہنچی ہے اسلام لائے حضرت عثمان بن عفان ..... زبیر بن العوام..... عبدالرحمٰن بن عوف..... حضرت سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ ہیں پھر جب ان لوگوں نے ان کی دعوت قبول کرلی تو آپ ان لوگوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حضور کی خدمت میں اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر اس کے بعد عثمان بن مظعون.....ابو عبیدہ.....ابو سلمۃ اور ارقم وغیرہ بھی حلقہ اسلام میں داخل ہوگئے۔" (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۷۴)

علامہ علی بن محمد الجزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

أسلم على يده جماعة لمحبتهم له وميلهم اليه حتى انه أسلم على يده خمسة من العشرة (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۱)

ان کے ہاتھ پر ایک جماعت جس کو ان کے ساتھ محبت تھی اسلام لائی یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ آدمی آپ کی دعوت سے اسلام لائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

كان رجال قريش ياتونه ويالفونه لغير واحد من الامر لعلمه وتجاربه وحسن مجالسته فجعل يدعوالى الاسلام من وثق به من قومه ممن يغشاه ويجلس اليه فاسلم على يديه فيما بلغنى الزبير بن العوام وعثمان بن عفان وطلحه بن عبيد الله وذكر غيرهم (اسد الغابہ ج ۳ ص ۵۷۸)

تاریخ خمیس میں ان بزرگوں کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عثمان بن مظعون حضرت ابو عبیدہ بن جراح حضرت سلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ارقم بن ابی ارقم کے نام بھی لئے گئے ہیں (تاریخ خمیس ص ۲۸۷)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

هذا ابوبكر الصديق أسلم على يديه ستة أوخمسة من العشرة عثمان وطلحه والزبير وسعد وعبدالرحمن بن عوف وأبوعبيده (منہاج السنۃ ج ۷ ص ۲۵)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں

یہاں ایک نکتہ جان لینا چاہئیے کہ یہ سب لوگ شرفاء قریش میں سے تھے اور ان میں سے ہر ایک خاندان قریش کی شاخوں میں سے کسی شاخ میں مرکزیت رکھنے والا اپنی شاخ میں پورے طور پر بااثر تھا ان کا اسلام قبول کر لینا در حقیقت کفر کے جوش کا توڑ اور شرک کی تیزی کا خاتمہ تھا اور اشاعت اسلام کی پہلی صورت تھی ان میں سے عثمان بنی امیہ کے مرکز تھے اور زبیر بنی اسد کے اور سعد اور عبدالرحمٰن بنی زہرہ کے اور طلحہ بنی تیم بن مرہ کے سربرآوردہ تھے محمد بن اسحاق نے تو صرف اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

جماعت کے ذکر پر اکتفا کیا ہے ورنہ دوسرے لوگ ایک بڑی جماعت کا ذکر کرتے ہیں (جو آپ کی تحریک وترغیب پر اسلام کے حلقہ میں آئے تھے)۔۔ (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۴)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان کے اعلیٰ ترین ہونے کی نبوی شہادت

حضرت ابو بکر صدیق کے اسلام لانے اور اسلام کے لئے اپنی جانی اور مالی خدمات پیش کرنے اور حضور اکرم ﷺ کی محبت و عقیدت اور آپ کی صحبت بابرکت میں مخلصانہ حاضری میں وہ ہی شخص شک کر سکتا ہے جس کے دل میں صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابو بکر سے کوئی بوجھ ہو ورنہ کون نہیں جانتا کہ خود سرور دعالم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان وایقان اور ان کے اخلاص کی گواہی دی ہے اور ان پر مکمل اعتماد کا اعلان بھی فرمایا ہے اور آپ کے دل میں حضرت ابو بکرؓ (اور حضرت عمرؓ) کے لئے بڑی عزت بھی تھی جس طرح آپ نے اپنے ایمان کی خبر دی ہے اسی طرح حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ایمان ویقین کی شہادت بھی دی حالانکہ اس وقت حضرات شیخین وہاں ہوتے بھی نہ تھے۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے ایک بیل پر سوار ہو کر جا رہا تھا (ایک روایت میں ہے کہ اس پر سامان کا بوجھ لدا ہوا تھا) بیل نے اس کی طرف دیکھ کے کہا میں اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہوں بلکہ میری تخلیق کاشتکاری کے لئے ہوئی ہے یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بیل بھی باتیں کرتا ہے ﴿سبحان الله بقرة تكلم﴾ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ

آمنت به انا وابوبكر وعمر

میں اس پر ایمان لایا اور ابو بکر اور عمر بھی اس پر ایمان لائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کہ

ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیے نے آکر اس کی ایک بکری پکڑلی چرواہے نے پیچھا کرتے ہوئے اس سے اپنی بکری چھڑالی تو بھیڑیے نے کہا کہ اس دن کیا ہوگا جب میرے سوا بکریوں کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا تعجب سے کہا ﴿سبحان الله ذئب يتكلم﴾ بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے اس پر حضور ﷺ نے پھر فرمایا

آمنت به انا وابوبكر وعمر

میں اس پر ایمان لایا اور ابوبکر اور عمر بھی اس پر ایمان لائے

ابو سلمہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں وہاں موجود نہ تھے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۱۲ مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۵ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴)

اس روایت سے واضح ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ایمان کی بر سر عام گواہی دی ہے اور کون نہیں جانتا کہ ایمان ایک فعل قلب ہے اس کی خبر یا تو صاحب وحی دیتا ہے یا پھر صاحب حال دیتا ہے حضور ﷺ نے جب ان دونوں کے ایمان کی شہادت دی ہے تو یہ ضرور اس ذات علیم و خبیر کے بتانے سے ہی دی ہے جو دلوں پر گذرنے والے وسوسوں کو بھی جانتا ہے (يعلم خائنة الاعين وماتخفى الصدور) اس سے ان دونوں بزرگوں کے ایمان کی سچائی اور عند اللہ ان کی قبولیت بہت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔

محدثین کرام نے اس روایت سے کیا نتیجہ اخذ فرمایا ہے اسے بھی دیکھئے حضرت علامہ حافظ ابن عبدالبر مالکی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

آمنت بهذا انا وابوبكر وعمر وماهما ثم علما منه بماكانا عليه من اليقين والايمان (استیعاب ج ۲ ص ۴۷۲)

حضرت علامہ محمد بن علی الجزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

وکان رسول اللہ کثیر الثقة الیه وبما عنده من الایمان والیقین (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۹)

حضور ﷺ کو حضرت ابوبکر پر کامل اعتماد تھا اور آپ کو ان کے ایمان و یقین پر مکمل بھروسہ تھا

شارح مسلم حضرت امام نوویؒ ﷺ (۶۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں

انما قال ذلك رسول الله ثقة بهما لعلمه بصدق ایمانهما وقوت یقینهما وکمال معرفتهما لعظیم سلطان الله وکمال قدرته (نووی شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ

ای لم یکونا فی المجلس شهد لهما بالایمان بذلك لعلمه بکمال ایمانهما (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

اگرچہ یہ دونوں اس مجلس میں موجود نہ تھے تاہم حضور ﷺ نے ان دونوں کے مکمل ایمان کی وجہ سے ان کے مؤمن ہونے کی شہادت دی ہے

اور یہ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو پتہ تھا کہ ان دونوں بزرگوں کا ایمان عین الیقین کے درجہ کو جا پہنچا ہے محدث حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

انما اراد بذلك تخصیصهما بالتصدیق الذی بلغ عین الیقین وکوشف صاحبه بالحقیقة التی لیس وراء ها للتعجب مجال (مرقات ج ۱۱ ص ۳۱۲)

سو آپ نے ہمیشہ ان دونوں بزرگوں کو اپنے ساتھ رکھا ہے یہ دونوں حضرات گرامی قدر جس طرح آپ کے دائیں بائیں چلتے رہے حضور ﷺ نے بھی انہیں اپنے نام کے ساتھ ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

جوڑے رکھا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

جئت أنا وأبوبكر وعمر ودخلت أنا وأبوبكر وعمر وخرجت أنا أبوبكر وعمر (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴ مستدرک ج ۳ ص ۷۱ سنن کبری ج ۵ ص ۳۹)

میں آیا اور ابو بکر اور عمر بھی آئے اور میں داخل ہوا اور ابو بکر و عمر بھی داخل ہوئے اور میں نکلا اور ابو بکر و عمر بھی نکلے (رضی اللہ عنہما)

یہ کیا ہے..... یہ حضور ﷺ کا ان دونوں سے بالکل قریب ہونے کا ایک عجیب پیرایہ بیان ہے اور یہ پوری امت کو بتاتا ہے کہ کوئی شخص ان دونوں کو حضور اکرم ﷺ سے علیحدہ نہ جانے جس طرح انسانی جسم سے اس کے کان اور اس کی آنکھ علیحدہ نہیں اس جسم کے ساتھ ساتھ ہی ہیں اسی طرح یہ دونوں بزرگ بھی حضور ﷺ کے بالکل ساتھ لگے ہوئے ہیں

حضرت حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ میں دنیا کے مختلف علاقوں میں کچھ لوگوں کو بھیجوں کہ وہ وہاں کے لوگوں کو خدا کے احکامات اور میری تعلیمات سکھائیں جس طرح حضرت عیسی بن مریم نے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ کے پاس حضرت ابو بکر اور حضرت عمر تو ہیں آپ انہیں بھیج دیں ارشاد فرمایا کہ میں ان دونوں سے بے نیاز نہیں ہونا چاہتا مجھے یہاں ان دونوں کی ضرورت ہے یہ دونوں دین میں اس اہمیت کے حامل ہیں جس طرح انسانی جسم میں آنکھ اور کان ہوتے ہیں

انه لاغنى بى بهما عنهما انهما من الدين كالسمع والبصر (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۸۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

البتہ شیعہ کتابوں میں سیدنا حضرت حسن بن علی سے حضور ﷺ کے اس بیان میں یہ تشریح بھی ہے کہ حضرت ابو بکر بمنزلہ کان کے ہیں اور حضرت عمر بمنزلہ آنکھ کے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان ابابکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر (معانی الاخبار ص ۳۸۷ از شیخ صدوق)

تفسیر امام حسن عسکری سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح انسانی جسم میں سر کی اہمیت ہے حضرت ابوبکر اسی اہمیت کے حامل تھے اور یہ خود حضور ﷺ نے ان کو بتایا تھا

جعلك منی بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد (تفسیر حسن عسکری ص ۳۳۱)

سو اگر خدانخواستہ ان کے ایمان ویقین اور اخلاص میں ذرا سا شک تو کیا کوئی کمزوری بھی ہوتی تو آپ ہی بتائیں کیا حضور ﷺ انہیں اس قدر اپنے قریب ہونے کی بشارت دیتے اور اپنی امت کو اس کی خبر پہنچاتے۔ آپ کا کھلے طور پر ان کو اپنے ساتھ لگے بتانا ان کے ایمان وایقان اور اخلاص کے بے داغ ہونے کا اعلان ہے۔۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے ان دونوں بزرگوں کے قرب رسول کو جس طرح بیان فرمایا اور ان کے ناقدین کو جس سوال کی زد میں لائے ہیں اسے دیکھئے آپ لکھتے ہیں

وابوبکر وعمر کانا أقرب الناس عنده وأکرم الناس علیه وأحبهم الیه وأخصهم به وأکثر الناس له صحبة لیلا ونهارا وأعظمهم موافقة له ومحبة له وأحرص الناس علی امتثال أمره واعلاء دینه فیکف یجوز عاقل ان یکون هولاء عند الرسول من جنس المنافقین الذین کان اصحابه قد عرفوا اعراضه عنهم واهانته لهم ولم یکن یقرب أحدا منهم بعد سورة براءة (منهاج السنہ ج ۶ ص ۳۲۲)

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ان پر اور ان کے ایمان ویقین پر کس قدر کامل اعتماد تھا اور ایمان ویقین کی دنیا میں یہ دونوں بزرگ کس بلندی پر کھڑے تھے پھر ان میں بھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کا مقام ومرتبہ حضرت عمر فاروقؓ سے بھی آگے ہے جس کی شہادت

toobaa-elibrary.blogspot.com

خود حضور اکرم ﷺ نے دی اور اس کا اقرار و اعتراف خود سیدنا حضرت عمر فاروق بھی فرماتے رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے حاضرین مجلس سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بتاؤ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے

كان ميزانا نزل من السماء فوزنت أنت وابوبكر فرجحت أنت بابى بكر ووزن ابوبكر وعمر فرجح ابوبكر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع الميزان فرائينا الكراهية فى وجه رسول الله ﷺ۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۵۲ سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۴۲۸)

میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک میزان اترا ہے پھر اس میں آپ کا اور ابو بکر کا وزن کیا گیا تو آپ بھاری نکلے پھر ابو بکر اور عمر کو تولا گیا تو ابو بکر بھاری نکلے پھر عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر کا وزن زیادہ نکلا پھر میزان اٹھالیا گیا (صحابی کہتے ہیں کہ) پس ہم نے حضور ﷺ کے چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔

مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب آنحضرت ﷺ نے دیکھا تھا جس میں آپ کے تین اصحاب کے وزن کئے جانے کا بیان ہے۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ سے جو روایت نقل کی ہے اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ خواب آپ نے دیکھا تھا اور ظاہر ہے کہ پیغمبر کا خواب صرف خواب ہی نہیں ہوتا یہ وحی اور سچائی ہوتی ہے حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

رایت انى وضعت فى كفة وامتى فى كفة فعدلتها ثم وضع ابوبكر فى كفة وامتى فى كفة فعد لها ثم وضع عمر فى كفة وامتى فى كفة فعدلها ..... الحديث (صواعق محرقہ ص ۷۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں نے دیکھا کہ مجھے ایک پلڑے میں ڈالا گیا اور میری امت دوسرے پلڑے میں ڈالی گئی تو میں برابر رہا ہوں پھر ابوبکر ایک پلڑے میں ڈالے گئے اور میری امت دوسرے پلڑے میں ڈالی گئی تو ابوبکر برابر رہے .....الحدیث

آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا یہ وزن کس چیز کا تھا؟ ظاہر ہے کہ اس سے مراد جسمانی وزن تو نہیں ہے سو یہاں وزن سے ان کے ایمان اور قوت یقین کا وزن مراد ہے آنحضرت ﷺ کا ایمان ساری کائنات کے ایمان ویقین سے اعلیٰ افضل برتر و بہتر اور صاف اور شفاف ہے ساری کائنات اس ایمان کے نور سے منور ہے ہاں آپ کے بعد ایمان ویقین کے اس مقام پر اگر کوئی ہے کہ جہاں سارے مل کر بھی اس کے قریب نہیں ہو سکتے تو وہ حضرت ابوبکر صدیق کی ذات گرامی ہے آپ ایمان کے اس اعلیٰ معیار پر ہیں جہاں حضور ﷺ کا کوئی امتی آپ کے مثل نہیں ہو سکتا آپ حضور کی ساری امت میں ایمان ویقین کی قوت میں سب سے آگے جا نکلے ہیں ان کے بعد اگر کوئی ہے تو وہ حضرت عمر فاروق ہیں خود حضرت عمر فاروق ارشاد فرماتے ہیں

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجح بهم (شعب الایمان ج ۱ ص ۶۹ از امام بیہقی)

اگر ابوبکر صدیق کا ایمان ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے میں ساری زمین والوں کا ایمان رکھا جائے تو حضرت ابوبکر کے ایمان کا پلڑا جھک جائے گا آپ باعتبار ایمان سب پر بھاری ہیں

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان ابابکر رضی الله عنه لن یکون احد مثله فان الیقین الایمان الذی کان فی قلبه لایساویه فیه احد قال ابوبکر بن عیاش ماسبقهم ابوبکر بکثرة صلاة ولا صیام ولکن بشئی وقر فی قلبه (منهاج السنة

toobaa-elibrary.blogspot.com

ج۶ ص ۲۲۳)

صحابہ کرام میں حضرت ابو بکر جیسا کوئی بھی نہ تھا اسلئے کہ آپ کے دل میں ایمان ویقین کی جو خاص دولت تھی اس جیسی دولت کسی اور دل میں نہ تھی ابو بکر بن عیاشؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ محض نماز روزے کی وجہ سے دوسرے صحابہ سے بلند مقام رکھتے تھے درست نہیں در حقیقت وہ ایک ایسی دولت تھی جو ان کے قلب میں سمودی گئی تھی اس کی بناء پر آپ سب پر بھاری ہو گئے

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (۱۰۳۴ھ) سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان کے روئے زمین والوں کے ایمان پر فضیلت اور ترجیح کا سبب کیا ہے ؟ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ

جاننا چاہئیے کہ ایمان کا رجحان مؤمن بہ کے رجحان کے باعث ہے چونکہ حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان کے متعلقات تمام امت کے ایمان کے متعلقات سے برتر ہے اس لئے ان کا ایمان راجح اور غالب ہو گا

میرے مخدوم ..... عروجات میں معاملہ یہاں تک پہنچتا ہے کہ اگر ایک نقطہ زیادہ بلند جائیں تو وہ کمال جو اس ایک نقطہ کے عروجات کے باعث حاصل ہوتے ہیں تمام گزشتہ کمالات سے بہت زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ نقطہ اپنے تمام ماتحت والوں سے افزوں تر ہے یہی حال اس نقطہ کا ہے جو اس نقطہ کے مانقدم کے اوپر ہے کیونکہ نقطہ مانقدم بمع اپنے ماتحت کے نقطہ فوق کے مقابلہ میں حقیر و فقیر ہے پس اس قیاس پر جس کے ایمان کا متعلق کمال فوق ہو وہ بیشک اپنے تمام ماتحت سے راجح وغالب ہو گا اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ عارف کا معاملہ یہاں تک پہنچتا ہے کہ ایک لحظہ میں تمام مانقدم کمالات کو حاصل کر لیتا ہے اور فقیر کی تحقیق کے اندازہ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موافق ایک لمحہ میں تمام ماتقدم کمالات سے زیادہ تحصیل کر لیتا ہے..... ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم (مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۴۵۰ مکتوب نمبر ۲۵۶)

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغی مساعی

حضور اکرم ﷺ دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں جہاں تشریف لے جاتے حضرت ابوبکر صدیق بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہوتے تھے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی ذات کو اب قبائل عرب کے سامنے پیش فرماویں تو آپ منیٰ کی جانب تشریف لے گئے اور میں اور ابوبکر آپ کے ہمراہ تھے اور ابوبکر نسب کے بڑے جاننے والے تھے تو وہ وہاں ٹھہر گئے اور وہاں کے لوگوں کی منزلوں اور بیٹھکوں میں ان سے ملے پھر حضرت ابوبکر نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اس قوم میں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ اور مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک تھے اور قوم میں ابوبکر کے سب میں زیادہ قریب مفروق تھے۔ اس نے حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ ہم کو کس چیز کی دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی۔ تو رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے پھر بیٹھ گئے اور ابوبکر کھڑے ہو گئے اور اپنے کپڑے سے حضور ﷺ پر سایہ کرنے لگے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا..... پھر آخر میں رسول اللہ ﷺ ابوبکر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اٹھ گئے (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۷۲)

یہ صرف ایک وقت کی بات نہیں ہے اکثر و بیشتر دعوت و تبلیغ کے لئے آپ حضور ﷺ کے ہمراہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

جاتے رہے اور جہاں کہیں آپ کا ذرا سا اثر ورسوخ تھا آپ حضور ﷺ کے ہمراہ ادھر چلے جاتے تھے اور وہاں کے لوگوں کو دعوت اسلام دیتے۔

اسلام کے ابتدائی تین سالوں میں کفار مکہ کی طرف سے شدید مزاحمت رہی۔ ان ہی دنوں کا واقعہ ہے ایک دن آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبۃ اللہ میں تشریف لے گئے وہاں قریش کے کچھ لوگ بھی موجود تھے انہوں نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے کلمات کہے۔ آپؓ تاب نہ لا سکے اور قریش سے خطاب فرمایا تم اس ذاتؐ سے کیوں آمادۂ پیکار ہو اور ایذائیں دیتے ہو جو تمہیں ایک اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہے یہ سن کر وہ لوگ تشدد پر اتر آئے اور آپ کو مارا جس سے آپؓ کے سر میں شدید چوٹ آئی اور اس سے اتنا خون بہہ نکلا کہ آپ کی ریش مبارک خون سے رنگین ہو گئی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کفار قریش صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے کہ وہ ہمارے معبودوں کی مذمت کیا کرتے ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے سب نے آپؐ کو گھیر لیا اور چادر آپؐ کے گلے مبارک میں لپیٹ کر کھینچنا شروع کیا۔ کسی نے جا کر حضرت ابوبکر کو خبر دی کہ جاؤ اپنے دوست کی خبر تو لو وہ بے تاب ہو کر پہنچے اور کہنے لگے تمہارے لئے خرابی ہو کیا تم ایسے شخص کو محض اس بات پر قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے کھلے کھلے دلائل اور معجزات لے کر آیا ہے؟

أتقتلون رجلا ان يقول ربى الله وقد جاء كم بالبينت من ربكم (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰)

یہ سن کر کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو تو چھوڑ دیا لیکن حضرت ابوبکرؓ پر جھپٹ پڑے اور اتنا مارا کہ آپ لہولہان ہو کر بے ہوش ہو گئے

جب اس قسم کے واقعات پیش آتے تھے تو جو لوگ آپ کو نہ جانتے وہ پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے جواب میں کہا جاتا تھا کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے جو پاگل ہے ﴿ قال ابن ابی قحافة المجنون ﴾ (مستدرک ج ۳ ص ۷۰۔ ریاض ج ۱ ص ۹۵)

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر ہمارے پاس اس حالت میں واپس آئے کہ جب اپنے سر کے بالوں میں سے کسی حصہ کو بھی چھوتے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی چلا آتا تھا اور آپ اس کو دیکھ کر اللہ کی حمد و ثناء کرتے اور کہتے تھے ﴿ تبارکت یا ذی الجلال والاکرام ﴾ (اے ذوالجلال والاکرام تو بڑی برکتوں والی ذات ہے)

فرجع الینا فجعل لایمس شیئا من غدائرہ الا جاء معه وهو یقول تبارکت یا ذاالجلال والاکرام (الاستیعاب لابن عبدالبر ج ۲ ص ۲۴۸ تحت الاصابہ)

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ہم اسلام کا کھل کر اعلان واظہار کیوں نہ کریں آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں مگر آپ برابر عرض کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور پھر سب لوگ کعبہ کے اندر ادھر ادھر بیٹھ گئے اور حضرت ابو بکر صدیق وعظ کہنے کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے

وکان اول خطیب دعا الی الله عزوجل والی رسوله ﷺ

آپ پہلے واعظ اور خطیب ہیں جنہوں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دی

حضرت ابو بکر کا وعظ کہنا تھا کہ مشرکین چاروں طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے اور وہاں موجود دوسرے مسلمانوں کو بھی بہت زدوکوب کیا حضرت ابو بکر کو تو پیروں تک سے روند ڈالا اور بہت سخت پیٹا عتبہ بن ربیعہ نے تو آپ کو جوتیوں سے مارنا شروع کیا آپ کے چہرہ پر بھی مارا اس سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

چہرہ پر اس قدر ورم آگیا کہ ناک اور منھ معلوم نہ ہوتا تھا۔

اتنے میں آپ کے قبیلہ بنی تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے حضرت ابو بکر کے پاس سے مشرکوں کو ہٹایا اور ان کو کپڑے میں لاد کر ان کے گھر لے گئے ان سب کو یقین تھا کہ اب یہ زندہ نہ رہیں گے پھر بنی تیم کے لوگ لوٹ کر کعبہ میں آئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اگر ابو بکر مر گئے تو ہم ضرور ضرور عتبہ کو مار ڈالیں گے اس کے بعد پھر وہ ابو بکر کے پاس گئے ابو قحافہ اور قبیلہ بنی تیم کے اور لوگ بھی ان کو برابر آواز دیتے رہے مگر آپ پر بے ہوشی طاری تھی جواب نہ دے سکتے تھے یہاں تک کہ شام ہو گئی جب انہیں ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ بات پوچھی کہ حضور ﷺ کیسے ہیں قبیلہ کے لوگوں نے جب یہ سنا تو ان کو برا بھلا کہنے لگے کہ جس شخص کی وجہ سے تم کو یہ تکلیف پہنچی ہے تم اسی کا پوچھ رہے ہو پھر وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے ان کی والدہ ان کے پاس آئیں اور ان کو کھانے پینے پر اصرار کرتی رہیں مگر آپ کا ایک ہی سوال رہا کہ بتاؤ حضور ﷺ کا کیا حال ہے ؟ ماں نے کہا بیٹا مجھے معلوم نہیں کہ وہ اس وقت کس حال میں ہیں آپ نے والدہ سے کہا کہ ام جمیل کے پاس جا کر معلوم کریں والدہ وہاں گئیں انہوں نے بھی بتانے سے انکار کر دیا تاہم وہ حضرت ابو بکر سے ملنے کے لئے آئیں تاکہ ان کو کھانے پینے پر راضی کر سکیں ام جمیل نے حضرت ابو بکر کو دیکھا تو ضبط نہ کر سکیں اور کہا کہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے وہ بڑے ناہنجار قسم کے لوگ ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ ان سے تمہارا انتقام ضرور لے گا حضرت ابو بکر نے کہا کہ یہ باتیں بعد میں کرنا پہلے یہ بتاؤ کہ حضور ﷺ کیسے ہیں ؟ ام جمیل نے آہستہ سے کہا کہ تمہاری والدہ سن رہی ہیں تم ابھی نہ پوچھو حضرت ابو بکر نے کہا کہ میری والدہ سے کچھ فکر نہ کرو تو ام جمیل نے کہا کہ ابو بکر فکر کی بات نہیں ہے وہ صحیح سالم ہیں پوچھا کہ کہاں تشریف رکھتے ہیں ام جمیل نے کہا کہ وہ ارقم کے ہاں ہیں۔ اسکے بعد جب ان دونوں نے آپ کو کھانے پر پھر سے راضی کرنے کی کوشش کی تو حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں نے اللہ سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

عہد کیا ہے کہ جب تک حضور ﷺ کے حضور میں نہ پہنچوں گا اور آپ کو نہ دیکھ لوں گا وہاں تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا چنانچہ جب دن ڈھل گیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو گئے تو آپ کی والدہ اور ام جمیل نے آپ کو ساتھ لیا اور آپ ان دونوں پر ٹیک لگاتے ہوئے چلے یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں جا پہنچے جب آپ کو دیکھا تو حضرت ابو بکر آپ پر جھک پڑے اور آپ کی پیشانی مبارک کو چوم لیا اور سب مسلمان حضرت ابو بکر صدیق پر جھک پڑے خود حضور ﷺ نے جب اپنے دوست کا یہ حال دیکھا تو آپ بھی رو پڑے حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان جو کچھ ان بد بخت لوگوں نے میرے ساتھ کیا ہے اب اس کا کوئی دکھ مجھے نہیں ہے (آپ کی زیارت ہو گئی اس سے سب تکلیفیں دور ہو گئیں) ہاں ایک عرض ضرور ہے کہ یہ میری والدہ ہیں اور بڑی خدمت گذار ہیں اور آپ مورد برکت ہیں حضور آپ انہیں اللہ کی جانب بلایئے اور ان کے بارے میں اللہ سے دعا کیجئے امید ہے کہ اللہ ان کو آپ کی برکت سے جہنم سے بچالے گا چنانچہ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی چنانچہ آپ کی دعوت ودعا کی برکت سے ان کو اسلام کی دولت وسعادت نصیب ہو گئی (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۷۶۔ ازالۃ ج ۱ ص ۱۸۶)

سو جب سے حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کا دامن پکڑا اس دن سے بس آپ ہی کے ہو کر رہ گئے تھے آپ کی خوشی ان کی خوشی آپ کا دکھ ان کا دکھ ہو گیا تھا آپ ہمیشہ اپنے محبوب آقا کے ساتھ ساتھ رہتے اور اسلام کی خاطر ان تکلیفوں کو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت فرماتے رہے شعب ابی طالب میں جب مسلمان محصور کر دئے گئے اس وقت بھی آپ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اس واقعہ کے گواہ خود خواجہ ابو طالب ہیں جس وقت خواجہ ابو طالب اس محاصرہ سے باہر آئے حضرت ابو بکر بھی اسی وقت نکلے تھے خواجہ ابو طالب نے ان دنوں کی یاد میں جو قصیدہ بیان کیا ہے اس میں خود کہتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

هم رجعوا سهل بن بيضاء راضيا وسر ابوبكر بها ومحمد

قریشیوں نے بیضاء کے بیٹے سہل کو خوش کر کے واپس کر دیا اور ابو بکر اور محمد ﷺ دونوں اس پر خوش ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۴۱۶ ناسخ التواریخ ج ۲ از کتاب اول ص ۶۲۲)

شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اربلی (۶۸۷ھ) لکھتے ہیں کفار مکہ میں نوفل بن خویلد حضور ﷺ کی عداوت و دشمنی میں بہت سخت تھا اور یہ وہی ہے جس نے ہجرت سے پہلے مکہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت طلحہ کو ایک رسی میں باندھ دیا تھا اور ایک پورا دن رات ان دونوں کو سخت ظلم کا نشانہ بناتا رہا یہاں تک کہ لوگوں کو پوچھنا پڑا کہ وہ کہاں ہیں

وهو الذى قرن ابابكر بطلحة قبل الهجرة بمكة واوثقهما بحبل وعذبهما يوما الى الليل حتى سئل عن امورهما (كشف الغمہ ص ۲۴۵)

ان تکلیفوں اور دشواریوں کے باوجود حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تبلیغ اسلام کو روز اول سے اپنا فرض جانا۔ یہ حقیقت کسی تشریح کی محتاج نہیں کہ کئی جلیل القدر اصحاب آپؓ ہی کی تلقین اور تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت بلالؓ تو نہ صرف آپ کی تبلیغی مساعی سے ایمان ہی لائے بلکہ آپؓ نے انہیں امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد بھی فرمایا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے خطبہ میں حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغی مساعی اور شجاعت کے واقعات بیان فرما کر حاضرین سے پوچھتے۔ ذرا بتاؤ رجل من آل فرعون بہتر تھے یا ابو بکرؓ؟ کسی نے کچھ جواب نہ دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا، نخد اابو بکرؓ کا ایک لمحہ مومن آل فرعون جیسے شخص کے ہزاروں لمحوں سے بہتر ہے اس لئے کہ وہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور حضرت ابو بکرؓ نے علی الاعلان اپنے ایمان کو ظاہر فرمایا،

ذاك رجل كتم ايمانه وهذا رجل اعلن ايمانه ..... (در السحابة للامام

toobaa-elibrary.blogspot.com

الشوکانی ص ۱۴۹ بحوالہ مسند بزار)

شارح بخاری حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی (۹۲۳ھ) لکھتے ہیں

ان ابابکر رضی الله عنه افضل من مؤمن آل فرعون لان ذاك اقتصر حيث انتصر على اللسان واما ابوبكر فأتبع اللسان يدا ونصر بالقول والفعل محمداﷺ (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۱۹)

علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق آل فرعون کے اس مؤمن سے اسلئے افضل ہیں کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حمایت و نصرت پر اکتفا کیا تھا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضور ﷺ کی زبان اور ہاتھ دونوں سے مدد فرمائی اور آپ کی قولی اور فعلی دونوں طرح حمایت و نصرت کی ہے

یہ بات کون نہیں جانتا کہ بطحا کی وادی میں سب سے پہلی جو نماز پڑھی گئی اس میں آنحضرتؐ کی اقتداء میں حضرت ابوبکرؓ بھی شریک تھے۔ ابتدائی زمانۂ اسلام میں کفار کی ایذا رسانیوں اور جذبۂ انتقام کی وجہ سے آپؓ اپنے گھر کے اندر عبادت فرماتے رہے۔ پھر وفور ایمان کی بدولت اپنے مکان کے برابر کھلے میدان میں ایک مسجد بنالی اور وہیں نماز اور تلاوت قرآن مجید فرمایا کرتے۔ یہ دنیائے اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ قرآن مجید اور پھر حضرت ابوبکرؓ کی زبان مبارک سے اس سے سننے والوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور ناممکن تھا کہ کہ کسی نہ کسی پر اثر نہ ہو روز کا یہ مشغلہ دیکھ کر کفار سخت پریشان ہوتے اور غصہ میں آجاتے تھے اور پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے آپ کی مزاحمت کرنی شروع کردی کہ اب یہ قرآن کریم نہ پڑھنے پائے۔

یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اس دنیا سے رحلت کے بعد آپ صرف دو سال حیات رہے تاہم اس دوران بھی آپ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں پوری سرگرمی سے حصہ لیتے رہے آپ کسی جگہ کوئی فوج روانہ فرماتے تو ان کو یہ تاکید ہوتی کہ اس سفر کا مقصد اللہ کے کلمہ کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

سربلندی اور اسلام کی اشاعت ہونا چاہئیے چنانچہ بہت سے لوگ حلقہ اسلام میں آئے اور جو کسی وجہ سے اسلام سے دور ہو گئے تھے وہ بھی توبہ کر کے واپس آگئے بہت سے بت پرست اور عیسائی اسلام کے حلقہ میں داخل ہوئے اور اللہ نے انہیں راہ ہدایت پر گامزن فرمادیا۔۔

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اسلام کے لئے مالی قربانیاں

حضرت ابو بکر صدیق شروع سے کاروبار اور تجارت کرتے تھے اس میں آپ جو کماتے تھے وہ سب کا سب اسلام کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ کسے معلوم نہیں کہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں مسلمان کن حالات میں مبتلا تھے اس وقت حضرت ابو بکر تھے جنہوں نے اپنا مال حضور ﷺ پر نثار کر دیا یہ چالیس ہزار درہم سے زیادہ کی رقم تھی ہجرت کے موقع پر آپ نے اپنا سب مال اس نیت سے لے لیا کہ معلوم نہیں حضور ﷺ کو کب کہاں اور کتنی کی ضرورت پڑجائے ان کے والد ابو قحافہ نے جب ان کے بچوں سے پوچھا کہ ابو بکر تمہارے لئے کچھ چھوڑ کر بھی گئے ہیں نظر کی کمزوری کو پیش نظر رکھ کر ان سعادت مند بچوں نے ایک تھیلے میں کچھ پتھر وغیرہ باندھ کر دادا کے سامنے یہ کہہ کر رکھ دئے کہ ہمارے لئے رقم چھوڑ گئے ہیں حالانکہ وہاں کچھ بھی نہ تھا آپ حضور ﷺ کی خدمت کے لئے اپنے ساتھ سب کچھ لے کر نکل چکے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق پر اللہ تعالی کا خاص کرم تھا کہ ان کا مال دین اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں ہی لگتا رہا اور ان کے مال سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچا آپ نے بڑی رقمیں دے دے کر ان کئی غلاموں اور باندیوں کو جو اللہ کا نام لینے پر ستائے جارہے تھے آزاد کرایا جن میں حضرت بلال حبشی عامر بن فہیرہ قبیلہ ازد کے حضرت ابو فکیہ حضرت عمر کے گھرانے کی باندی حضرت لبینہ اور حضرت زنیرہ ام عبیس نھدیہ وغیرہم تھیں اور انہیں آپ کی بدولت سکون کا سانس لینا نصیب

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوا ایک دن ان کے والد ابو قحافہ نے ان سے کہا بھی کہ کمزوروں کو آزاد کرانے کے بجائے طاقت ور لوگوں کو آزاد کراؤ کہ وہ آگے چل کر تمہارے کام بھی آئیں اور دشمن کے مقابلہ میں تمہاری مدد بھی کریں تو آپ نے جواباً عرض کیا کہ ابا جان میں یہ کام کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس کا مقصد رضائے الٰہی پانا ہے اور بس۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۵۲)

حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت بلال کو پانچ اوقیہ سونا دے کر خریدا تھا جو لوگ فروخت کرنے والے تھے انہوں نے کہا کہ پانچ اوقیہ سونا تو بڑی رقم ہے اگر آپ ایک اوقیہ سونا پر ہی سودا کرتے تو ہم اسے اس معمولی قیمت پر بھی آپ کے ہاتھ فروخت کر دیتے حضرت ابو بکر صدیق نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا

لو أبیتم الا مأئة أوقیة لأخذته (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۲)

اگر تم لوگ بلال کا سودا سو اوقیہ سونے سے کم کرنے پر بھی تیار نہ ہوتے تب بھی میں اس کو اتنی بڑی رقم دے کر خرید لیتا

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ

ابتدائے اسلام میں اس کی غربت کے زمانہ میں تقویت اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ رسانی اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت پر ابو بکر نے چالیس ہزار درہم تک خرچ کر دئے (ازالۃ الخفاء ص ۳۴)

حضرت ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار سے زیادہ اشرفیاں تھیں وہ سب کی سب انہوں نے حضور ﷺ پر خرچ کر دیں (ازالۃ ج ۳ ص ۳۴۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۵)

سعید الامت رئیس التابعین حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کے مال کو اپنا ہی مال سمجھا اور ان کے مال میں آپ اسی طرح تصرف فرماتے جس

toobaa-elibrary.blogspot.com

طرح کوئی اپنے مال میں تصرف فرماتا ہے

کان رسول اللہ ﷺ یقضی فی مال ابی بکر کما کان یقضی فی مال نفسہ (فیض القدیر ج ۴ ص ۲۵۔ منہاج السنۃ ج ۸ ص ۵۵۰)

حضرت امام ابو نعیم اصبہانی (۴۳۰ھ) نے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کی زبانی نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حج کے موقعہ پر بھی ایسا ہی کیا تھا۔

کانت یدالنبی ﷺ فی مال ابی بکر واحدۃ حین حجا (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۸)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت ابو بکر کے مال نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا ہے تو اس پر حضرت ابو بکر صدیق کی آنکھوں میں آنسو آگئے آپ رو پڑے اور کہا کہ حضور میں اور میرا مال سب کچھ آپ ہی کے لئے تو ہے

فبکی ابوبکر وقال ماأنا ومالی الا لك (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۴)

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی اسلام اور پیغمبر اسلام کیے لئے مالی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول پر قربان کر دیا اور کئی مسلمانوں کو اپنے مال سے ظالموں کی قید سے آزاد کرایا اللہ تعالی نے قرآن میں ان کی تعریف فرمائی ہے بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ زاہد تھے مگر حضرت ابو بکر ان سے بھی آگے ازھد تھے کہ اتنا مال رکھنے کے باوجود سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کر دیا تھا شیخ الاسلام لکھتے ہیں

ومعلوم ان انفاق الصدیق امواله اعظم واحب الی الله ورسوله.....

واما انفاق الصدیق ونحوه فانه کان فی اول الاسلام لتلخیص من آمن والکفار یؤذونه او یریدون قتله مثل اشترائه بماله سبعة کانوا یعذبون فی الله منهم بلال حتی قال عمر ابوبکر سیدنا واعتق

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیدنا یعنی بلالا (منہاج السنۃ ج ۵ ص ۱۸۷)

حضرت موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وما عرف قط ان احدا کانت له ید علی ابی بکر فی الدنیا لا قبل الاسلام ولابعده فهو احق الصحابة ومالاحد عنده من نعمة تجزی فکان احق الناس بالدخول فی الایة ..... فابوبکر رضی الله عنه جاء بماله کله ومع هذا فلم یکن یاکل من احد لاصدقة ولاصلة ولانذرا بل کان یتجر ویاکل من کسبه ولما ولی الناس واشتغل عن التجارة بعمل المسلمین اکل من مال الله ورسوله الذی جعله الله له لم یاکل من مال مخلوق (ایضا ص ۳۸۱)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

قال بعض العلماء علی کان زاهدا ولکن الصدیق أزهد منه لأن أبابکر کان له المال الکثیر فی أول الاسلام والتجارة الواسعة فانفقه فی سبیل الله (ایضاص ۴۸۰)

آج سے پچیس سال قبل راقم الحروف نے استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتھم کی زبانی یہ بات سنی کہ اللہ تعالی نے جن گھرانوں سے ان کی اجازت کے بغیر ان کی چیزوں کو استعمال کرنے کی اجازت دی اور اسے گناہ نہیں بتایا ان میں صدیق (دوست) بھی ہیں اللہ تعالی فرماتے ہیں

لیس علی الاعمی حرج ..... او صدیقکم لیس علیکم ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا (پ ۱۸ النور ۶۱)

(ترجمہ) نہ تو اندھے شخص کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے کے لئے اور نہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بیمار آدمی کے لئے اور نہ خود تمہارے لئے کہ تم اپنے گھروں سے (جن میں بی بی اور اولاد کے گھر بھی آگئے) کھانا کھالو یا اپنے باپ کے گھر سے ..... یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔۔

اس آیت کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ نے اگر اس حق کا کہیں استعمال فرمایا ہے تو وہ صرف حضرت ابو بکر صدیق کا گھرانہ تھا آپ اس طرح کے صدیق (دوست) تھے کہ یہاں اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ آپ صدیق (دوست) تو تھے ہی۔ اعلان نبوت پر تصدیق رسالت میں اولیت کا شرف حاصل کر کے صدیق اکبر بھی بن گئے ۔فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

محدث شہیر حضرت ملا علی قاری اسی ضمن میں لکھتے ہیں

وکانه اشارة الی قوله تعالی أو صدیقکم هذا (مرقات ج۱۱ص۲۸۶)

اسی طرح دیگر مواقع پر بھی حضرت ابو بکرؓ کا مال مسلمانوں کے بہت کام آتا رہا ہے۔ آپ کے مال سے صرف مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کو ہی فائدہ نہیں پہونچا بلکہ ہجرت کے بعد بھی آپ کا مال مسلمانوں کی خدمت کے لئے ہوتا تھا اور آپ اللہ اور اس کے رسول خاتم کی خوشی کے لئے اپنا مال خرچ کر کے بہت خوش ہوتے تھے

فکان یعتق منها ویقوی المسلمین حتی قدم المدینة بخمسة آلاف درهم ثم کان یفعل فیها ماکان یفعل بمکة (طبقات کبری ص۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابو بکر بھی اس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے بدن پر ایک کملی تھی جس کے دونوں کنارے انہوں نے اپنے سینہ کے پاس ایک کانٹے سے ٹانکے ہوئے تھے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابوبکر کی یہ حالت کیوں ہے اور اس کا سبب کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنا سارا مال میرے اوپر خرچ کر دیا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکر کو سلام کہئے اور ان سے پوچھئے کہ اپنے اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش ؟ پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے تم کو سلام فرمایا ہے اور تم سے پوچھتا ہے کہ تم اس حالت میں اس سے خوش ہو یا ناخوش ہو ؟ حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ میری کیا ہستی ہے کہ میں اپنے پروردگار سے ناخوش ہوں میں تو اپنے رب سے خوش ہوں میں تو اپنے رب سے راضی ہوں أنا عن ربی راض أنا عن ربی راض (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۔ ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۸۳)

حضرت ابوبکر صدیق پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہ تھا اور بھوک کی شدت نے آپ کو باہر آنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے ملاقات ہو گئی حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم اس وقت کہاں کے لئے نکلے ہو ؟ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے ہم گھر سے باہر نکلے ہیں حضور ﷺ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے گھر کے نکلنے کا سبب بھی یہی ہے پھر رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے ساتھ قریب ایک انصاری کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے گوشت اور کھجوروں سے آپ کی اور ان دونوں بزرگوں کی تواضع فرمائی (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۷)

ہاں جب آپ پر خلافت کی ذمہ داری آپڑی اور آپ کا سارا وقت اسی میں صرف ہوتا رہا تو پھر آپ نے تجارت ترک کر دی اس لئے آپ اور آپ کے اہل و عیال کا خرچ بیت المال سے ملتا تھا۔ آپ خود اس کا سبب یہ بیان کرتے تھے کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

لقد علم قومی ان حرفتی لم تکن تعجز عن مونة اهلی وشغلت بامر المسلمین فیاکل آل ابی بکر من هذا المال ویحترف للمسلمین فیه---

اخرجه البخاری (ازالۃ ج ۳ ص ۱۴۰)

میری قوم اچھی طرح جانتی ہے کہ میرا پیشہ یعنی میری تجارت میرے اہل وعیال کے مصارف کو برداشت کرنے سے عاجز نہیں تھا اور میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا تو اب آل ابوبکر کو اس مال میں سے یعنی بیت المال سے کھانا ہو گا اور ابوبکر مسلمانوں کی خدمت کرے گا۔۔

نائبِ رسولؐ، خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکرؓ کے خرچ کا حال علامہ ابن سعدؒ نے اس طرح نقل کیا ہے کہ وہ دو چادریں لیتے تھے۔ جب وہ بالکل خستہ ہو جاتی تھیں تو اُنہیں واپس کر دیتے تھے اور دوسری دو چادریں لے لیتے تھے۔

ایک دفعہ دستر خوان پر حلوہ سامنے رکھا گیا تو آپؓ نے اہلیہ محترمہ سے پوچھا، یہ کہاں سے آیا۔ انہوں نے فرمایا۔ مہینہ بھر کفایت کرتی رہی اور جمع کرتی رہی آج اتنی رقم جمع ہو گئی کہ حلوہ بن سکے، آپؓ نے حکم دیا کہ ہمیں بیت المال سے ضرورت سے زیادہ خرچ ملتا ہے لہذا جتنی رقم ہمیں بیت المال سے ماہانہ دی جاتی ہے اس میں سے اتنی رقم کم کر دی جائے جتنے سے حلوہ بنانے میں خرچ ہوئے ہیں۔ حلوہ کھانا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

وفات کے وقت آپؓ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جس روز سے خلافت کا بوجھ اٹھایا ہے اس روز سے میری زندگی انتہا درجہ سادہ گذر رہی ہے یہ میرے پاس مسلمانوں کی امانت ہیں یہ سب مال واپس حضرت عمر کو پہنچا دینا تاکہ وہ بیت المال میں اسے جمع کرا دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق کی اسلام اور مسلمانوں بالخصوص اپنے آقا اور محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت میں اپنا سب مال خدا کی راہ میں قربان کر دینا اور اس طرح دنیا سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

رخصت ہو جانا بتاتا ہے کہ ان کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی کتنی محبت تھی اور مسلمانوں کے لئے ان کا دل کس قدر فراخ اور وسیع تھا۔ اب مسلمانوں کو بھی چاہئیے کہ وہ اپنے دلوں میں حضور اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب ساتھی اور رفیق سے عقیدت و محبت رکھیں ان کے مشکور ہوں اور ان کے بارے میں ہمیشہ کلمہ خیر کہیں اس کی تاکید حضور ﷺ نے خود بھی فرمائی ہے حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ان من امن الناس علی فی صحبته وذات یده ابوبکر الصدیق فحبه وشکره وحفظه واجب علی أمتی (ریاض ج ۱ ص ۱۲۹۔ در السحابة ص ۱۴۴)

آپ ﷺ نے اللہ کے حضور دعا کی ہے کہ وہ آپ کی جانب سے حضرت ابوبکر صدیق کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے ظاہر ہے کہ جب خدا تعالی اپنے پیغمبر کی جانب سے بہترین بدلہ دے گا تو اس کی اہمیت و وقعت اور قدر و قیمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے یہ حضرت ابوبکر صدیق کی کس قدر خوش قسمتی ہے کہ خدا کا آخری اور محبوب رسول اپنے ایک محبوب کے لئے خدا کے حضور درخواست دے رہا ہے حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

أبوبکر أخی فی الدنیا والآخرة رحم الله أبابکر وجزاه عن رسول الله ﷺ خیرا واسانی فی النفس والمال خرجه الحافظ السلفی (ریاض ج ۱ ص ۱۳۲)

حضرت علامہ شہاب الدین تور بشتی فرماتے ہیں

ظاہر ہے کہ سوائے ابوبکر کے اس وقت کوئی بھی اس قابل نہ تھا کہ اپنے اسلام سے حضور ﷺ کو کچھ امداد و تقویت پہنچاتا ابوبکر ہی ایسے شخص تھے جو قوت و شوکت و مرتبت کی حالت میں اسلام لائے اور دعوت اسلام میں آپ کے دست و بازو ثابت

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئے اور کامل تیرہ سال تک ہر طرح کی تکالیف و مصیبت میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا اور تبلیغ و اشاعت میں سعی کامل بجالاتے رہے۔۔(ترجمہ عقائد توربشتی ص ۲۵۳)

حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کا مال خرچ کرنا اور حضور ﷺ کی جانی اور مالی اعانت بجالانا باقی تمام صحابہ کرام کی اعانت و مدد سے افضل و اکمل ہے

ان انفاق أبی بکر أفضل من انفاق غیره وان معاونته بنفسه وماله أکمل من معاونته غیره (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۵۰۲)

مفسر شہیر علامہ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

احرار میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق ہی تھے جن کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچا کیونکہ اس وقت قریش میں سب سے زیادہ صاحب تعظیم و تکریم اور دولت مند شخص وہی تھے انہوں نے لوگوں کو اسلام کی دعوت سب سے زیادہ دی اور وہی اطاعت رسول ﷺ اور آپ کی محبت میں سب سے پیش پیش تھے اور آپ ﷺ کے زیر فرمان اسلام کے لئے اپنا مال خرچ کرتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر۔ ترجمہ البدایہ والنھایۃ ج ۳ ص ۵۷)

حضرت ابوبکر صدیق کی اسلام کے لئے جانی اور مالی خدمات کا غیر مسلم مؤرخین نے بھی اعتراف کیا ہے اور بتایا ہے کہ پیغمبر اسلام اور اسلام کے لئے حضرت ابوبکر کی خدمات قابل تعریف ہیں مشہور مستشرق سر ولیم مور اپنی کتاب ﴿ محمد اور اسلام ﴾ میں لکھتا ہے

جو لوگ اول اول اسلام لائے وہ اکثر جوان ہی تھے مگر ان میں سے ایک شخص ابوبکر نامی جو محمدؐ کا جانی یار اور عمر میں دو سال چھوٹا تھا پختہ عمر کا تھا یہ شخص نہایت سنجیدہ نرم مزاج صاحب تدبیر اور بڑا لائق تھا ابوبکر کی قسمت ازل سے پیغمبر صاحب کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتھ ہی پڑی تھی اور زندگی کے تمام تغیرات میں اخیر تک آپ کی قوت کا مضبوط ستون بنا رہا اور ان کی صاحبزادی عائشہ جو محمدؐ کی گھر والی تھیں کہتی ہیں کہ مجھے وہ وقت یاد نہیں جب میرے ماں باپ مسلمان نہ تھے اور نہ یہ یاد ہے کہ کب پیغمبر صاحب صبح وشام دووقت ہمارے گھر نہ آتے تھے اور خود پیغمبر صاحب ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی طرف دعوت دی ہے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ ابتداء میں اس نے کچھ دیر اور تردد نہ کیا ہو سوائے ابوبکر کے جب میں نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے قبول کرنے میں مطلقا کوئی تردد نہیں کیا ابوبکر اس وقت نہایت اقبال مند اور خوش حال تاجر تھا اور اپنا مال مسلمان غلاموں کے خریدنے اور آزاد کرنے میں خرچ کرتا تھا جو اپنے کافر مالکوں سے بوجہ مسلمان ہو جانے کے ستائے جاتے تھے۔۔ ﴿ Muhammed and Islam ﴾

جناب ایچ جی ویلز اپنی مشہور کتاب "تاریخ دنیا" میں لکھتا ہے کہ

تبلیغ اشاعت اسلام کے روح رواں حضرت محمدؐ نہیں ان کے جانثار اور حقیقی دوست حضرت ابوبکرؓ تھے اگر حضرت محمدؐ گو نئے مذہب اسلام کا ایمان و عزم تھے دونوں کی رفاقت اس طرح گذری تھی کہ حضرت محمدؐ نے جو کچھ کہا، حضرت ابوبکرؓ نے سر تسلیم کر کے اسے عملی جامہ پہنایا۔۔(History of the World)

معروف انگریز مصنف ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی کتاب ﴿ دی پریچنگ آف اسلام ﴾ میں لکھتے ہیں ابوبکر ایک امیر تاجر تھے ان کے اعلی کردار اور قابلیت کی بناء پر لوگ ان کا بہت احترام کرتے تھے اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے مال کا بیشتر حصہ ان غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے پر خرچ کر دیا جن کو کفار اسلام قبول کرنے پر اذیتیں دیتے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہم اس پر الفضل ماشھدت به اعلا مھم کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔

☆..... معراج النبی ﷺ کا واقعہ اور تصدیق صدیق اکبرؓ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ المکرمۃ سے بیت المقدس، ساتوں افلاک اور عرش اعظم کی سیر کے لئے تشریف لے گئے اور ایک مختصر وقت میں واپس آگئے جب دوسرا دن آیا تو آپ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اپنے اس مقدس اور مبارک سفر کے حالات اور واقعات سے آگاہ فرمایا حاضرین اپنی نوع کے انوکھے اور حیرت انگیز واقعات بڑی دلچسپی سے سن رہے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ اس محفل میں موجود نہیں تھے۔ جب اس بات کی خبر کفار اور مشرکین تک پہونچی تو انہیں سرور کائنات کا مذاق اڑانے اور اسلام کو بدنام کرنے کا ایک اور موقع ہاتھ لگ گیا ابو جہل دوڑا دوڑا حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور طنزیہ انداز میں کہا۔ ابوبکر! تم نے کچھ سنا ہے تمہارا دوست کیسی باتیں کر رہا ہے..... ؟" وہ کہتا ہے کہ میں کل رات بیت المقدس روانہ ہوا اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کر کے علی الصبح واپس مکہ پہنچا گیا، تمہارا ان باتوں کے متعلق کیا خیال ہے ؟ آپؓ بڑے پروقار انداز میں جواب دیتے ہیں..... اگر تم یہ باتیں اپنی طرف سے کہہ رہے ہو تو سراسر غلط ہیں اگر فی الواقعہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے ہیں تو وہ بالکل سچ ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے آپؓ نے مزید فرمایا کہ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے میں تو اس سے ایک بہت بڑی بات پر ایمان رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جبرئیل امینؑ ان کے پاس آسمانوں سے خدا کا پیغام لے کر خود آتے ہیں۔ پھر بھلا میں اس بات پر کیوں تعجب کروں ؟ حضرت جبرئیل امین جب خادم ہو کر آپ کے پاس آسکتے ہیں تو پھر مخدوم کائنات اوپر کیوں نہیں جا سکتا ۔اس آسمانی سفر کو پرکھنے اور سمجھنے کے لئے اس عقل و شعور اور اس نظر کی ضرورت ہے جو اس فضا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو سمجھتی ہو اور اس ماحول سے آشنا ہو۔ آپ کا ایمان و یقین سے بھرپور اور خوبصورت جواب ملاحظہ فرمایئے

انی لاصدقه فیما هو ابعد من ذلك فی خبر السماء غدوة وروحة

(ریاض ج ۱ ص ۷۹ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۸۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں

آپ نے ان سے کہا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب بات کی اس سے پیشتر تصدیق کر چکا ہوں کہ آسمان والے یعنی فرشتے خود ان کے پاس آتے ہیں تو یہ بات تو اس سے کم ہے کہ خود آسمان والوں نے ان کو اپنے پاس بلا لیا پھر اس میں تعجب ہی کی کونسی بات ہے؟ (حسن العزیز ج ۱ ص ۱۴)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں

معراج شریف کے قصہ میں کفار حضرت صدیق اکبر کے پاس آئے اور انہیں اطلاع دی کہ تم نے سنا بھی ہے تمہارے دوست نے ایک اور بھی دعوی منکر کیا ہے کہ مجھے آسمان پر بلایا گیا تھا مجھے معراج ہوئی ہے میں سب آسمانوں بلکہ عرش تک کی سیر کر آیا ہوں تم نے سنا بھی ہے؟ یہ ایک اور نئی بات ہوئی ہے اب تک تو صرف نبوت ہی کا دعوی تھا یہ اس سے بھی بڑھ کر ہے

آپ نے ارشاد فرمایا کہ بڑھ کر تو نہیں بلکہ گھٹ کر ہے جب میں اسکی تصدیق کر چکا ہوں کہ آسمان والے یعنی فرشتے انکے پاس آتے ہیں تو یہ اگر آسمان والوں کے پاس پہنچا دئے گئے تو عجب ہی کیا ہے جس کے یہاں بادشاہ آتا ہو اگر اس کو وہ اپنے دربار میں بلا لے تو واللہ کچھ بھی حیرت کی بات نہیں۔ میں جب جبرئیل کی نسبت جو کہ سدرۃ المنتہی کے بسنے والے ہیں اور عرش جنکا نشیمن ہے تصدیق کر چکا ہوں کہ وہ خود حضرت محمد صلی اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہوتے ہیں تو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کے نشیمن پر تشریف لے جانے کا دعوی فرمائیں تو کیا میں ان کی تکذیب کر دوں گا۔ تم لوگ بے وقوف ہو کہ ایسی موٹی بات میں مجھ کو دھوکہ دینے آئے ہو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو مجھے ایمان لانے اور انہیں سچا سمجھنے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا یہ وہ جواب ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفار کے مقابلہ میں پیش کیا تھا.....

(وعظ۔ وہ مضان فی رمضان ص ۲۶)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اپنے آقا اور محبوب سے متعلق پائی جانے والی ہر بات کی صدق دل سے تصدیق کرنا اور بن دیکھے سنے اس پر ایمان لے آنا حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے قلبی تعلق کے ساتھ ساتھ خود آپ کی اپنی عظمت کی بھی دلیل ہے آپ کا صدیق کے معزز لقب سے ملقب ہونا فرشتوں کے ہاں بھی معروف رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت جبرئیل امین سے پوچھا کہ میری قوم میں اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا حضرت جبرئیل نے جواب دیا ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے وہ صدیق ہیں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۷۔ ریاض ص ۸۰)

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ قرآن کی رو سے اس امت میں بہت سے صدیق ہونگے لیکن صدیق اکبر اور اعظم الصدیقین کا تاج صرف حضرت ابو بکر صدیق کے سر ہی سجا ہے اور وہی اس کے لائق بھی تھے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

جب تک سلسلہ ایمان کا جاری ہے صدیقیت کا بھی جاری ہے پس صدیقین کا اس امت میں بھی کثیر ہونا ثابت ہوا البتہ درجات میں تفاوت ہونا اور بات ہے حضرت خلیفہ اول (سیدنا ابو بکر صدیق) اعظم الصدیقین ہیں (حسن العزیز ج ۳ ص ۴۸)

آپ سے بہت پہلے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے آپ کو افضل الصدیقین کہا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کان محمد ﷺ افضل النبیین فصدیقه افضل الصدیقین (منہاج السنۃ ج ا ص ۵۲۴)

یہ ہے وہ اہم ترین واقعہ، یہ ہے وہ عظیم ایمانی جذبہ، یہ ہے وہ عدیم المثال راسخ الاعتقادی، یہ ہے وہ اظہار حقیقت اور یہ ہے وہ اعلان کلمۃ الحق جس نے آپؓ کو مقام صدیقیت تک پہنچادیا اور آپ صدیق اکبر بن کر تمام صدیقوں کے سرخیل کہلائے۔

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پہلی ھجرت

مکہ مکرمہ میں جب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ خداوند قدوس کی عبادت پر بھی روک ٹوک ہونے لگی اور خدا کا نام لینا بھی جرم ہو گیا تو آپؓ بہ اجازت نبوی حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے روانہ ہو گئے (پیش نظر رہے کہ ملک حبش میں نجاشی بادشاہ کی حکومت تھی جو عیسائی تھا پھر ۶ ھجری میں انہوں نے اسلام قبول کیا اس وقت کے بادشاہوں میں قبول اسلام کی یہ عظیم سعادت صرف ان کے حصے میں آئی مگر اسلام سے پہلے بھی مسلمانوں کو ان کی حکومت میں بہت امن ملا تھا) ہجرت حبشہ کے وقت راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق کی ملاقات قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ ہوئی اس نے آپؓ کی مکہ سے روانگی کا سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ میری قوم مجھ کو اپنے وطن میں آرام سے رہنے نہیں دیتی مکہ کی اتنی بڑی زمین مجھ پر تنگ کر دی گئی ہے اسلئے جی چاہتا ہے کہ کہیں الگ جا کر اللہ کی عبادت میں لگ جاؤں۔ کہنے لگا "ابوبکر! آپ جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے۔ چلئے آپ میری امان اور ذمہ داری میں واپس چلئے اور آپ جو چاہتے ہیں آرام سے کریں پھر اس نے رؤسائے قریش سے کہا کہ تم ایک ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتا ہے، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، لوگوں کے قرضے ادا کرتا ہے، اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان کے تاوان اُٹھاتا ہے، مہمان نواز ہے، حق کا مددگار ہے، چنانچہ سب نے ابن الدغنہ کی امان منظور کرلی اور وہ آپ کو لے آئے یہاں جس جگہ آپ کا قیام ہوا آپ نے اس کے کنارے نماز کے لئے ایک جگہ بنالی اور اللہ کی عبادت کرنے لگے حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نقل کرتے ہیں کہ

جب حضرت ابوبکر صدیق نماز میں قرآنی آیات تلاوت کرتے تو آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی ان کی یہ حالت دیکھ کر قریش کے مرد عورتیں اور بچے تک وہاں رک جاتے تھے اور ان کی تلاوت اور حالت دیکھ کر لوگوں کے دل پسیجنے لگے یہ دیکھ کر بہت سے قریش مل کر ابن الدغنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اگر ابوبکر اسی طرح اپنے مکان کے باہر نماز پڑھنے لگے تو خطرہ ہے کہ ان کے مرد وعورتیں بلکہ بچے تک کہیں بہک نہ جائیں اور اپنی تہذیب سے روگردانی نہ کرنے لگیں (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۱۴۵)

سو قریش نے ابن الدغنہ پر سخت دباؤ ڈالا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو وہ پھر ان کی ذمہ داری سے دست بردار ہو جائے چنانچہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق کو جب قریش کی بات سنائی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

فانی ارد الیك جوارك وارضی بجوار الله (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۳)

تمہیں تمہاری پناہ مبارک ہو میں اللہ کی پناہ پر راضی ہوں۔"

حضرت امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (۴۳۰ھ) نے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں ایک بڑے پتہ کی بات اور فرمائی ہے آپ لکھتے ہیں

کان رضی الله عنه یتوصل بعز الوفاء الی اسنی مواقف الصفا وقد قیل ان التصوف تفرد العبد بالصمد الفرد (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۳)

حضرت ابوبکر صدیق عزت ووفا کے پیکر انسان تھے اور کہا گیا ہے کہ تصوف کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حقیقت بندہ کا یکتا اور تنہا ذات کے ساتھ یکتا و تنہا رہ جانا ہے

☆.....خاتم النبیین ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے اخلاق میں مماثلت کی ایک جھلک

ابن الدغنہ نے جو اوصاف حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیان کئے ہیں۔ وہی اوصاف حضور اکرم ﷺ کے ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے بیان کئے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ کے پاس پہلی مرتبہ غار حرا میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور خدا کا پیغام دیا آنحضرت ﷺ خوف و دہشت کے عالم میں گھر پہنچے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ الکبری سے یہ ساری کیفیت بیان فرمائی اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے اس پر حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ میرے آقا گھبرایئے نہیں :

کلا واللہ مایخزیك اللہ ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق (صحیح بخاری ج ا ص ۳)

ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا خدا کی قسم خداوند قدوس کبھی آپ کو رسوانہ فرمائے گا بلاشبہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ ناداروں کا خیال کرتے ہیں آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور آپ ان لوگوں کی ان حادثات پر مدد کرتے ہیں جو حق ہوتے ہیں۔

ابن الدغنہ نے حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے انہیں بھی دیکھئے

اتخرجون رجلا یکسب المعدوم ویصل الرحم ویحمل الکل ویقری الضیف ویعین علی نوائب الحق (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۲)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ اس پر لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

فهذه صفة النبی ﷺ افضل النبیین وصدیقه افضل الصدیقین (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۵۴۹)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) ابن الدغنہ کے اس بیان پر لکھتے ہیں

ومن اعظم مناقبه ان ابن الدغنه سید القارة لما رد علیه جواره بمکة وصفه بنظیر ماوصفت به خدیجة النبی ﷺ لما بعث فتواردا فیهما نعت واحد من غیر ان یتواطأ علی ذلك وهذه غایة فی مدحه لان صفات النبی ﷺ منذ نشأ کانت أکمل الصفات (الاصابہ ج ۲ ص ۳۴۴)

حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم لکھتے ہیں

واقعات کا تتبع کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضور اکرم ﷺ کا مزاج اور انداز طبیعت ایک ہی خمیر سے تیار ہوا تھا عادات و خصائل اور امیال و عواطف کے اعتبار سے ایک دوسرے سے جتنے قریب حضور پر نور اور صدیق اکبر تھے کوئی اور نہیں تھا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ یہاں بحث صرف مزاج کی ہم آہنگی اور ہم رنگی سے ہے نہ کہ شریعت کے اصل احکام و مسائل سے..... (صدیق اکبر ص ۱۳۵)

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ھجرت مدینہ منورہ

حضور اکرم ﷺ تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں خدا کے بندوں کو خدا سے ملانے کے لئے دن رات کوششیں فرماتے رہے جو نیک بخت تھے انہوں نے آپ ﷺ کی بات مانی اور اپنے دلوں کو ایمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی روشنی سے منور کیا جبکہ بد نصیب لوگ واضح دلائل اور معجزات کو دیکھنے کے باوجود اپنے دل کی اندھیری دنیا کو روشن نہ کر سکے اور دن رات اس سازش و سعی میں لگے رہے کہ اللہ کے جلائے چراغ کو کس طرح بجھایا جاسکتا ہے اللہ کے گھر اللہ کا نام لینا جرم تھا ظالم اپنے ظلم میں بہت دور نکل گئے تھے حد تو یہ ہو گئی کہ اب ظلم کا نشانہ صرف عام مسلمان نہ رہے خود سرور دو عالم ﷺ کو شہید کرنے تک کا منصوبہ بن چکا تھا اور اس کی تیاری کی جاچکی تھی۔ ادھر یہ بد بخت تدبیروں میں مصروف و مگن تھے ادھر اللہ کا فیصلہ کچھ اور تھا اور اللہ کا فیصلہ اور حکم ہی ہمیشہ غالب آکر رہتا ہے۔

﴿ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم فرمایا کہ آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جائیں حضور اکرم ﷺ نے اس مقدس سفر کے لئے اپنے تمام صحابہ میں جس شخصیت کو منتخب کیا وہ آپ کے پر اعتماد ساتھی حضرت ابو بکر صدیق کی ذات تھی اور بعد کے حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ نے جن کا انتخاب فرمایا وہ انتخاب لاجواب تھا آپ نے اس سفر میں اپنے محبوب آقا کے لئے جو جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں ہیں عشق و محبت کی بھری ہوئی داستانوں میں کوئی واقعہ اس سے زیادہ مافوق نہیں مل سکتا۔

اس سفرِ ہجرت کے لئے آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنی رفاقت کے لئے منتخب اور مخصوص کر کے یہ بات ہر خاص و عام پر ظاہر کر دی کہ ان کے ایمان و دیانت اور اخلاص و محبت پر آپ کو پورا پورا اعتماد تھا۔ آپؐ سب سے زیادہ عقلمند، تجربہ کار، شجاعت مند اور بہادر تھے اور اس خطرناک سفر کے لئے ایک رفیق میں جن اوصاف کا ہونا ضروری ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ذات میں وہ سب اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضرت ابو بکر نے حضور ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب فرمائی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

لاتعجل لعل الله يجعل لك صاحبا (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۵۳۳)

جلدی نہ کر عنقریب اللہ تعالی تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کر دے گا

پھر اللہ تعالی نے ان کے لئے ایسا ساتھی پیدا کر دیا جس کی نہ آسمانوں میں کوئی نظیر تھی نہ زمینوں میں۔ خدا کی ساری مخلوقات میں اس کے ساتھی کا مقام ورتبہ عزت وعظمت سب سے بلند وبالا اور برتر واعلی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

علامہ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت ابوبکر یہ سوچ کر کہ وہ ساتھی آپ ہی ہو سکتے ہیں خوش ہو جایا کرتے تھے (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۱)

حضرت علی مرتضٰی فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا تو آپ نے حضرت جبرئیل امین سے پوچھا کہ اس سفر میں میرے ساتھ اور کون ہوگا حضرت جبرئیل امین نے کہا کہ حضور (ﷺ).....اس سفر میں حضرت ابوبکر صدیق آپ کے ہمراہ ہونگے

عن علی کرم الله وجهه قال ان النبی ﷺ قال لجبرئیل من یهاجرمعی قال ابوبکر الصدیق (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۶) فقال ابوبکر الصحبة یا رسول الله قال لك الصحبة (طبقات ج ۳ ص ۱۲۹)

شیعہ حضرات کی تفسیر امام حسن عسکری میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت کی رات اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل کی معرفت آپ کو یہ پیغام دیا گیا

ان تستصحب ابابکر فانه ان آنسك وساعدك ووازرك وثبت علی تعاهدك وتعاقدك کان فی الجنة من رفقائك وفی غرفاتها من خلصائك (تفسیر حسن عسکری ص ۲۳۱)

آپ حضرت ابوبکر کو اپنے ساتھ لیں کیونکہ اس نے اگر آپ سے محبت کی آپ کی مدد

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی آپ کا بوجھ اٹھایا آپ کے ساتھ معاہدات اور دیگر کاموں میں ثابت قدم رہا تو یہ جنت میں آپ کے دوستوں میں سے ہوگا اور آپ کے مخلص دوستوں کے ساتھ جنت کے اونچے اونچے محلات میں ہوگا۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت اسلامی تاریخ کا بڑا اہم اور انقلاب انگیز واقعہ ہے۔ ذرا اس سفرِ عظیم پر ایک اجمالی نظر ڈالئے تو پتہ چلے گا کہ یہ سفر کس قدر اہم اور کٹھن تھا اور اس جانب اٹھنے والا ہر قدم اپنی جگہ ایک مستقل امتحان تھا۔

☆..... ذرا سوچئے..... ایک طرف کفارِ مکہ پوری تیاری کے ساتھ اس بات پر جمع ہو چکے تھے کہ آج حضور اکرم ﷺ کو معاذ اللہ شہید ہی کر ڈالیں گے پھر اس ناپاک ارادہ کے ساتھ آپ کے مکان تک کا محاصرہ کر لیا گیا۔ مگر اللہ کا فضل شامل ہوا اور آپ اپنے گھر سے خدا کی حفاظت کے سایہ میں اس طرح نکل کھڑے ہوئے کہ کفار کو پتہ تک نہ چل سکا اور ان کے سارے ناپاک عزائم دھرے کے دھرے رہ گئے

☆..... سوچئے..... حضور ﷺ پر اس وقت کیا کیفیت ہو گی جب آپ اللہ کے مقدس گھر کو اور مکہ مکرمہ کی سرزمین کو خیرباد کہہ رہے ہیں اور ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں کہ

اما واللہ لاخرج منك وانی لاعلم انك احب بلاد اللہ الی واکرمه علی اللہ ولولا ان اهلك اخرجونی ماخرجت (مسند ابی یعلی ج ۳ ص ۱۳۹)

خدا کی قسم میں تجھ سے جا رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو اللہ کی زمین میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت کی جگہ ہے اگر تیرے باسی مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ جاتا

پھر آپ نے یہ بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ آپ نے مجھے میرے محبوب شہر سے نکلنے کا حکم دیا ہے اب آپ مجھے اس جگہ ٹھہرایئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللهم انك اخرجتنی من احب البلاد الی فاسکنی احب البلاد الیك۔
(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۴)

سو اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو مدینہ منورہ کی سکونت عطا فرمائی ﴿ فاسکنه الله المدینة ﴾

☆..... سوچئے..... سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کس قدر خوش ہوئے ہونگے کہ جب ان کو بتایا گیا ہوگا کہ سفر ہجرت میں رفاقت کے لئے قرعہ فال صرف اور صرف ان کے نام نکلا ہے اور خاتم النبیین ﷺ کی نظر انتخاب صرف ان پر ہی پڑی ہے آپ کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے جب یہ خوشخبری سنی تو آپ خوشی کے مارے رو پڑے آپ کہتی ہیں کہ مجھے اس دن سے پہلے کبھی معلوم نہ ہوا تھا کہ کوئی شخص خوشی کے مارے بھی روتا ہے

فوالله ماشعرت قط قبل ذلك اليوم ان احدا يبكى من الفرح حتى رايت ابابكر يومئذ يبكى (البدایہ ج ۳ ص ۱۷۸)

هجم السرور على حتى انه من فرط ماقد سرنى ابكانى
يا عين قد سار البكالك عادة تبكين من فرح ومن احزان

☆..... سوچئے..... حضرت ابوبکر اور ان کا گھرانہ کس قدر خوش قسمت ہوگا کہ اس سفر کے لئے ان کی خدمتیں کام آرہی ہیں حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی ان سب کے لئے کھانے کا انتظام کررہی ہیں ان کی اونٹنیاں اس سفر ہجرت کے لئے تیار ہورہی ہیں اور جہاں قیام فرمایا ہے وہاں تک ان کی بیٹے اور صاحبزادی اور غلام کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا اہتمام کررہے ہیں اور اپنے آپ کو خطرات میں ڈالتے ہوئے ہر ممکن سہولتیں مہیا کرنے کی فکر میں ہیں

معروف شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اربلی (۶۸۷ھ) لکھتے ہیں

از عروہ روایت است کہ ابوبکر را گوسفندی چند بود نماز شام عامر

toobaa-elibrary.blogspot.com

بن فہیرہ آن گوسفنداں را بر در غار را ندی وایشاں از شیر گوسفنداں خوردندی وقتادہ گوید کہ عبدالرحمن در خفیہ بامداد وشبان گاہ آمدے وبرائے ایشان طعام آوردی (تفسیر منہج الصادقین ج ۴ ص ۲۷۰)

حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ

حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر جب مکہ سے نکل پڑے تو اتنے میں ابو جہل اور اس کے دوسرے ساتھی ان کے گھر آگئے اور جب دروازہ کھولا تو ان لوگوں نے حضرت ابوبکر کے بارے میں معلوم کرنا چاہا جب میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ابو جہل نے میرے منہ پر بہت زور کا ایک تھپڑ مارا اور غصہ میں کچھ کہتا ہوا واپس چلا گیا (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۶)

سوچئے..... حضرت ابوبکرؓ پر اس وقت کتنی مسرت کا عالم ہوگا جب حضور اکرم ﷺ زیادہ چلنے کی وجہ سے اپنے پیروں میں تکلیف پاتے ہیں اور پاؤں کسی وجہ سے زخمی ہو جاتے ہیں تو حضرت ابوبکر سرور کائنات فخر موجودات سر تاج نبوت کو اپنے کاندھے پر اٹھا لیتے ہیں اور بلند وبالا پہاڑ تک ان کا کندھا سر تاج نبوت کو اٹھانے کا ایسا شرف پاتا ہے کہ اس کی مثال اور کہیں نظر نہیں آتی

حتی حفیت رجلاہ فلما راھما ابوبکر قد حفیتا حملہ علی کاھلہ وجعل یشتد بہ حتی اتی فم الغار (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۶)

ایک شیعہ شاعر نے اسے اس طرح تسلیم کیا ہے

چوں رفتند چندیں بداماں دشت قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت ولے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ در کس چناں قوت آمد پدید کہ بار نبوت تواند کشید

(حملہ حیدری ص ۲۸ تہران)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... سوچئے ..... حضرت ابوبکر صدیق کا ایمان واخلاص اور محبت و عشق کس قدر بے غبار تھا کہ غار ثور میں ا۔ بنے آقا کے داخل ہونے سے قبل خود داخل ہو جاتے ہیں کہ اگر کہیں سے کوئی تکلیف آئے بھی تو بیشک انہیں پہنچے اور محبوب آقا محفوظ رہیں۔ پھر غار کے اندر جتنے سوراخ ہیں ان کو بند کرنے کا انتظام کرنا کہیں سے کوئی مؤذی چیز نہ نکل آئے۔ اگر کسی سوراخ کے بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو اس میں اپنے انگوٹھا رکھ دینا کہ اپنی ذات پر تو تکلیف کا آنا منظور ہے مگر یہ بات کسی صورت منظور نہیں کہ میرے آقا و محبوب ﷺ کو کسی طرح کا کوئی گزند پہنچے

حضرت انس کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب صبح کے وقت حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق سے ان کی چادر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کیا اس پر حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اللہ کے حضور اٹھائے اور فرمایا

اللهم اجعل أبابكر فی درجتی یوم القیامة فاوحی الله سبحانه الیه ان الله قد استجاب لك (ریاض ج ا ص ۱۰۵۔ حلیہ الاولیاء ج ا ص ۶۷۔ در السحابة ص ۱۴۵ از امام شوکانی)

اے اللہ قیامت کے دن ابوبکر کو میرے ساتھ کردے اللہ تعالی نے آپ پر وحی اتاری کہ آپ کی یہ درخواست ہمارے ہاں قبولیت پا گئی ہے۔

☆..... سوچئے ..... حضرت ابوبکر صدیق کے دل میں اپنے آقا کی محبت کس عروج پر تھی کہ اپنے لئے یہ پسند نہ کیا کہ خود آرام کرلیں بلکہ خود اس طرح بیٹھ گئے کہ ان کے آقا ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرمالیں تاکہ آپ کی تھکاوٹ دور ہو جائے اور پھر اس طرح بیٹھے رہنا کہ زہریلا جانور ڈستا بھی ہے تو پورے صبر اور تحمل سے بیٹھے رہیں ذرا سی حرکت سے بھی آقا کے آرام میں خلل نہ آنے پائے آپ کی حضور ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے

حضرت ابوبکر صدیق کو خود بھی معلوم تھا کہ اللہ تعالی انہیں اس وقت جس نعمت سے سرفراز فرمانا

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہتا ہے وہ ساری کائنات سے افضل و برتر ہے اور اس نعمت میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں ہے وہ اکیلے ہی اس دولت اور نعمت کو لوٹ رہے ہیں آپ غار ثور میں بیٹھے اسی تصور میں فرماتے ہیں

اگر یہ رات گذر جائے تو تو گواہ رہنا کہ یہ رات مجھ پر اللہ کی راہ (اور اسکے رسول کی خدمت) میں کیسے گذری ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۸)

☆..... سوچئے ..... حضرت ابو بکر صدیق اس وقت روحانی دنیا میں کس موج و مستی میں آئے ہونگے جب ان کے آقا نے زہریلے جانور کے ڈسے ہوئے جگہ پر اپنا لعاب مبارک لگایا ہوگا اور فوراً وہ تکلیف دور ہو گئی ہو گی اور اپنے آقا کی فکر میں جب ان کا قلب مضطرب و بے قرار ہوا ہوگا تو رب کریم کے محبوب کریم کی زبانی ان کو پیغام ملا ہوگا کہ اے ابو بکر فکر نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے میرا رب تمہارے ساتھ بھی ہے اس کی جانب سے سکینۃ و طمانیت کا نزول تم پر بھی ہوگا۔ کیونکہ تم اس کے محبوب کے محبوب اور چہیتے ہو۔

لاتحزن ان الله معنا (القرآن) اور ..... ماظنك يا ابابكر باثنين الله ثالثهما

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۶۱۔ مسند احمد ج ۱ ص ۹)

☆..... سوچئے ..... اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کی قدم قدم پر جس طرح مدد فرمائی ہے وہ سب آپ کے سامنے ہے پھر اس سفر میں حضرت ابو بکرؓ کا ایمان و اخلاص قدم قدم پر جس طرح نکھر نکھر کر سامنے آتا رہا ہے اس نے حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان و اخلاص کی اور گواہی دے دی ..... سچ ہے آپ ہی حضور ﷺ کے اس سفر میں مصاحبت و رفاقت کے مستحق تھے کیونکہ اللہ و رسول کی محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور یہ خدا کا انتخاب تھا اور یہ انتخاب لاجواب تھا۔ حضرت ابو محجن الثقفی کہتے ہیں

وبالغار اذ سميت بالغار صاحبا وكنت رفيقا للنبى المطهر

معلوم ہوا کہ یہاں آپ کا صَاحِبِہ ہونا محض رفیق سفر ہونے کے معنی میں نہیں یہ ایک بڑی

toobaa-elibrary.blogspot.com

منقبت کو ساتھ لئے ہوئے ہے اس منقبت کا انکار آپ کے صَاحِبِہ ہونے کا انکار ہے

شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ یہ بات ہر شک و شبہ سے بالا ہے کہ ہجرت کے موقع پر جو فضیلت حضرت ابوبکر صدیق کے نصیب رہی ہے اس میں کوئی دوسرا شریک ان کا نہیں ہوا ہے

لاریب ان الفضیلة التی حصلت لابی بکر فی الهجرة لم تحصل لغیره من الصحابة بالکتاب والسنة والاجماع (منہاج السنۃ ج ۷ ص ۱۲۱)

حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق نکل کھڑے ہوئے تو راستے میں کچھ لوگوں نے غائبانہ طور پر عربوں کے اشعار گانے کی طرح ایک آواز سنی لیکن یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کون ہے لوگ اس آواز پر دھیان لگائے ہوئے تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا

جزاه الله رب الناس خیر جزاء ه رفیقین حلا خیمتی ام معبد

اللہ لوگوں کا پروردگار ان دونوں رفیقوں کو بہترین جزاء عطا فرمائے جو ام معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں

هما نزلا بالبر ثم تروحا فافلح من امسی رفیق محمد

وہ اترے تو نیکی کو ساتھ لئے ہوئے پھر شام ہوتے ہوتے چل دئے ترقی اسی نے پائی اور وہی پھلا پھولا جو محمد ﷺ کا رفیق ہو گیا

لیهن بنی کعب مکان فتاتهم ومقعدها للمؤمنین بمرصد

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہئیے کہ وہ ایمان داروں کے انتظار کرنے اور ٹھہرنے کے مقام ہیں (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۴۸۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کون نہیں جانتا کہ خود ختمی مرتبت ﷺ سب کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق کی ان مخلصانہ خدمات اور ان کی دیگر جانی ومالی قربانیوں اور تبلیغی مساعی کا تذکرہ فرماتے رہے ہیں حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ان من امن الناس علی فی صحبته وماله ابابکر ولوکنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت أبابکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

ابوبکر اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے میرا سب سے بڑا محسن ہے اگر میں خدا کے سوا کسی کو اپنا دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا

کیا یہاں آپ کا محض رفیق سفر ہونا مراد ہے یا آپ ان کی مخلصانہ صحابیت کا ذکر کر رہے ہیں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا

انه لیس من الناس أحدا منَّ علیَّ فی نفسه وماله من أبی بکر (کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۶)

یعنی جان ومال کے لحاظ سے مجھ پر ابوبکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں ہے

آپ ﷺ کا ارشاد ہے

مانفعنی مال قط مانفعنی مال أبی بکر (مسند احمد ج ۳ ص ۶۰۔ مسند الامام الطحاوی ج ۹ ص ۲۲۲) فبکی أبوبکر وقال یا رسول الله ﷺ وهل انا ومالی الا لك (سنن کبری ج ۵ ص ۳۷۔ سنن ابن ماجہ ص ۱۰)

مجھے کسی کے مال سے اتنا فائدہ نہیں پہونچا جتنا ابوبکر کے مال سے پہنچا ہے اس پر حضرت ابوبکر رو پڑے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اور میرا مال تو ہے ہی آپ کیلئے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

جب میں تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر نے میری

toobaa-elibrary.blogspot.com

تصدیق کی اور اپنے جان ومال سے میرا ساتھ دیا

وواسانی بنفسه وماله (صحیح بخاری ج۱ص ۵۱۷)

واسانی .....وہ خیر خواہی ہے جو دل وجان سے ہو۔ دیکھئے یہ روایات بات بات میں آپ کے اخلاص وایمان کا پتہ دے رہی ہیں۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ

مااحد عندی أعظم یدا من أبی بکر وأسانی بنفسه وماله وأنکحنی ابنته (تاریخ الخلفاء ص ۴۰)

ابوبکر کے مجھ پر بے انتہا احسانات ہیں سب سے زیادہ یہ کہ انہوں نے مال وجان سے میری غم خواری کی اور اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کرائی۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا

رحم الله أبوبکر زوجنی ابنته وحملنی الی دار الهجرة وصحبنی فی الغار وأعتق بلالا من ماله ومانفعنی مال فی الاسلام مانفعنی مال أبی بکر (مستدرک ج ۳ ص ۷۶۔ جمع الفوائد ص ۲۷۶)

ابوبکر پر خدا کی رحمت ہو کہ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیا اور مجھے سوار کر کے دار ہجرت لے گیا اور غار میں میرے ساتھ رہا اور اس نے بلال کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا اور مجھے اسلام میں کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا

مالاحد عندنا یدالا وقد کافیناه ماخلا أبابکر فان له عندنا یدا یکافیه الله بها یوم القیامة .....الحدیث (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جس نے کوئی احسان ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس کا بدلہ کر دیا، سوا ابو بکر کے۔ ان کی خدمات کا جزا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دے گا۔

مفسر شہیر حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے حضرت ابو بکر صدیق کے انفاق فی سبیل اللہ پر نہایت ہی شاندار الفاظ میں آپ کو خراج عقیدت پیش فرمایا ہے لیجئے اسے دیکھئے

ولکنه مقدم الامةوسابقهم فی جمیع هذه الاوصاف وسائر الاوصاف الحمیدة فانه کان صدیقا تقیا کریما جوادا بذالا لامواله فی طاعة مولاه ونصرة رسول الله فکم من دراهم ودنانیر بذلها ابتغاء وجه ربه الکریم ولم یکن لاحد من الناس عنده منة یحتاج الی ان یکافئه بها ولکن کان فضله واحسانه علی السادات والرؤساء من سائر القبائل ولهذا قال له عروه بن مسعود وهو سید ثقیف یوم صلح الحدیبیة اما والله لولا یدی لك عندی لم اجزك بها لاجبتك وکان الصدیق قد اغلظ له فی المقابلة فاذا کان هذا حاله مع سادات العرب ورؤساء القبائل فکیف بمن عداهم ولهذا قال تعالی ومالاحد عنده من نعمة تجزی الابتغاء وجه ربه الاعلی ولسوف یرضی (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۱)

آپ سب سے پہلے اس آیت کے مصداق ہیں ان تمام اوصاف میں اور کل کی کل نیکیوں میں سب سے پہلے اور سب سے آگے اور سب سے بڑھے ہوئے آپ ہی تھے آپ صدیق تھے پرہیزگار تھے سخی تھے اپنے مالوں کو اپنے مولا کی اطاعت میں اور حضور اکرم ﷺ کی امداد میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے ہر ایک کے ساتھ احسان وسلوک کرتے اور یہ سب کسی دنیوی لالچ پر نہیں کسی احسان کے بدلے نہیں بلکہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

صرف خدا کی مرضی کے لئے رسول کی فرمانبرداری کے لئے تھا۔ جتنے لوگ تھے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب کے سب پر حضرت ابو بکر کے احسانات کے بار تھے یہاں تک کہ عروہ بن مسعود جو قبیلہ ثقیف کے سردار تھے صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت ابو بکر نے اسے ڈانٹا اور دو باتیں سنائیں تو اس نے کہا کہ اگر آپ کے احسان مجھ پر نہ ہوتے جس کا میں بدلہ نہیں دے سکا تو میں آپ کو اس کا جواب دیتا پس جبکہ عرب کے سردار اور قبائل عرب کے بادشاہ کے اوپر ان کے اس قدر احسانات تھے کہ وہ سر نہیں اٹھا سکتے تو بھلا اور تو کہاں ہیں ؟ (جو ان سے سر اٹھا کر بات کر سکیں)

حضور اکرم ﷺ کے ان ارشادات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں حضرت ابو بکر صدیق سے کس قدر محبت تھی اور نگاہ نبوت نے انہیں کس قدر پیار سے دیکھا ہے شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے آپ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے

آن امن الناس بر مولائے ما　　آن کلید اول سینائے ما

ہمت او کشت ملت را چوں ابر　　ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق سے کس قدر خوش تھے اور حضرت ابو بکر آپ کے کس درجہ کے خادم اور ساتھی تھے اسے آپ کے اس ارشاد میں دیکھئے آپ نے ایک خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

ایھا الناس اعرفوا لابی بکر حقه فانه لم یسؤنی یوما قط (منھاج السنۃ ج ۷ ص ۲۳۵)

اے لوگو..... ابو بکر کا مقام پہچانو اس نے مجھے کبھی بھی کوئی دکھ نہیں پہنچایا

علامہ حافظ ابن حجر مکی (۹۷۲ھ) نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

یا ایھا الناس احفظونی فی ابی بکر فانه لم یسئنی منذ صحبنی (صواعق محرقہ ص ۷۰)

اے لوگو ابو بکر کے بارے میں (کوئی بات کہنے سے پہلے) میرا خیال رکھا کرو جب سے وہ میری مصاحبت میں آیا اس نے مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دی

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ اس قسم کی متعدد روایات نقل کر کے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ان ارشادات سے واضح ہے کہ حضرت ابو بکر آپ کو بہت محبوب تھے اور آپ کے ہاں حضرت ابو بکر کا درجہ سب سے اونچا تھا

فھذہ الاحادیث التی اجمع اھل العلم علی صحتھا وتلقیھا بالقبول ولم یقدح فیھا احد من العلم تبین ان ابابکر کان أحب الیه وأعلی عندہ من جمیع الناس (منہاج السنۃ ج ۵ ص ۲۸۴)

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور اکرمؐ کے قابل اعتماد ساتھی کی حیثیت سے

حضور اکرم ﷺ کو نہ صرف یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق پر پورا اعتماد تھا بلکہ آپ کے سب گھر والوں کے بارے میں بھی آپ کو معلوم تھا کہ ان پر پورا اعتماد کیا جا سکتا ہے آپ ہی بتائیں کہ اگر آپ کو حضرت ابو بکر پر اعتماد نہ ہوتا تو کیا آپ انہیں اس راز (ہجرت) کی خبر کرتے ؟ کیا آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر جاتے ؟ کیا ہجرت کی رات آپ ان کے گھر جاتے ؟ اور آپ کی دونوں بیٹیاں حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے کبھی اپنے راز کی یہ باتیں کرتے ؟ نیز حضور ﷺ نے آپ کے صاحبزادے صاحبزادی اور غلام پر جس طرح اعتماد کیا تھا تو کیا یہ سب حضرات اس پر پورے اترے یا نہیں ؟ آپ بتائیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر حضرت اسماء

toobaa-elibrary.blogspot.com

بنت ابی بکر اور آپ کے غلام عامر بن فہیرہ پر اگر اعتماد نہ ہوتا تو کیا آپ ان کو وہ جگہ بتاتے جہاں آپ پناہ لئے ہوئے تھے ؟ کیا کبھی ان کو بتاتے کہ دن کے وقت مکہ میں جو پلان اور اسکیم تیار ہو رہی ہے وہ ہمیں یہاں شام کو آکر بتا دینا ؟ حضرت عامر نے کس رازداری سے حضور اکرم ﷺ کے لئے دودھ کا انتظام کیا تھا اور حضرت اسماء کس احتیاط سے ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا کرتی تھیں ؟ خدانخواستہ حضور ﷺ کے قلب مبارک میں اگر ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال آتا کہ یہ لوگ قابل اعتبار نہیں تو آپ انہیں کبھی بھی ساتھ نہ لیتے نہ ان پر کبھی یہ راز کھولتے۔ حضور اکرم ﷺ کا اس گھر والوں پر یہ اعتبار در حقیقت اللہ تعالی کی جانب سے اس گھر پر ایک انعام تھا اور اس انعام الہی پر صدیقی گھرانہ جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔

یہ صحیح ہے کہ عصمت صرف انبیاء کے خاص ہے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کو یہ نعمت ودولت نہیں ملی تاہم اللہ تعالی نے اپنے بعض مقربین کو حفاظت کے دائرے میں ضرور لے لیا ہے اور وہ اللہ کی اس طرح کی خاص توجہ کے مستحق رہتے ہیں کہ ان سے پھر کبھی غلطی کا صدور نہیں ہوتا یہ اسلئے کہ اب ان پر اللہ کی حفاظت کا سایہ ہوتا ہے حضرت ابوبکر صدیق ان مقربین میں سے تھے اور اس بات کی خبر خود حضور اکرم ﷺ نے دی تھی آپ نے حضرت ابوبکر کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ان الله يكره فوق سمائه ان يخطأ ابوبكر (الاصابہ ج ۲ ص ۲۴۳)

اللہ تعالی آسمان پر اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر کوئی خطا کر پائیں

حضرت ابوبکر نبی ہیں نہ ہی آپ معصوم ہیں اسکے باوجود حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بتاتا ہے کہ اللہ کے ہاں حضرت ابوبکر کس اونچے مقام پر ہیں یہ آپ کی عصمت نہیں حفاظت کا اعلان ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کو حضرت ابوبکر پر پورا پورا اعتماد تھا اور اسی اعتماد کا نتیجہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے دروازہ اور کھڑکی کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرنے کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

حکم صادر فرمایا تھا آپ نے فرمایا

لایبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر (صحیح بخاری ج ا ص ۵۲۲)

مسجد میں جتنے بھی دروازے مختلف اطراف کے ہیں ان کو بند کر دیا جائے سوائے ابو بکر کے دروازہ کے کہ وہ کھلا رہے

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا

لاتبقین فی المسجد خوخة الا خوخة ابابکر (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲)

مسجد کی طرف کھلنے والی ساری کھڑکیاں بند کر دی جائے سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے کہ وہ کھلی رہے (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۲)

شارح صحیح مسلم حضرت امام ابو زکریا یحی بن شرف نوویؒ (۶۰۶ھ) اس پر لکھتے ہیں

فیه فضیلة خصیصة ظاهرة لابی بکر رضی الله عنه (ایضا)

کیا یہ حضور ﷺ کا اپنے سب سے بہتر دوست سب سے افضل امتی حضرت ابو بکر صدیق پر اعتماد کا کھلا اظہار و اعلان نہیں ہے؟

☆.....اہل مدینہ کا جوشِ مسرت اور سامان استقبال :۔

حضور اکرم ﷺ اپنے ایک عزیز ترین دوست اور ساتھی کے ساتھ غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف چلے ہجرت کا سفر جتنے دنوں کا رہا حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کی قربت و محبت کے بلا شرکت غیرے حامل رہے حضور ﷺ کی خدمت و نصرت میں اب یہاں ان کا کوئی شریک نہ تھا حضور ﷺ امام ہیں تو یہ اکیلے مقتدی ہوتے حضور ﷺ دعا فرماتے تو یہ اکیلے آمین کہتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور ﷺ کو ذرا سی ضرورت ہوتی تو یہ حاضر ہو جاتے حضور ﷺ کو پیاس لگتی تو یہ آپ تھے جنہوں نے ایک چرواہے سے اجازت لے کر دودھ دوہا اور حضور ﷺ کو پلایا اور آپ اس پر بہت زیادہ محظوظ بھی ہوئے (دیکھئے صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۷) حضور ﷺ کی سواری کے ساتھ ان کی سواری ہوتی حضور ﷺ کے کھانا کھاتے تو آپ ان کے ساتھ کھاتے حضور ﷺ آرام فرماتے تو یہ اپنے محبوب کی حفاظت میں ہمہ تن چوکنا رہتے اور دیدار محبوب میں ساری رات گذار دیتے تھے۔ وہ اکیلے تھے اور نگاہ نبوت کا فیض ان کے لئے ہمہ وقت جاری و ساری تھا اور حضور ﷺ کا یہ غلام اپنے محبوب اور سرور کائنات کو دیکھ دیکھ کر اپنی آنکھوں کو روشن اور اپنے دل کو ٹھنڈا کرتا تھا ۔فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

آپ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کی تشریف آوری کی خبر مدینہ منورہ میں پہلے ہی پہنچ چکی تھی، تمام شہر ہمہ تن چشم انتظار میں تھا، معصوم بچے فخر اور جوش میں کہتے کہ پیغمبر ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ ایک یہودی نے دیکھا اور قرائن سے پہچان کر پکارا:

"اہل عرب! لو تم جس کا انتظار کرتے تھے آگیا۔"

تو انصار ہر طرف سے جوش میں اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے اور جوق در جوق زیارت و ملاقات کے لئے جوش و عقیدت سے آتے لیکن حضرت ابو بکرؓ کی محبت، جانبازی و جانثاری کہ حضور اکرم ﷺ کو کثرتِ ملاقات کی وجہ سے تکلیف نہ ہو خود آگے رہتے اور لوگ ان کو پیغمبر اسلام سمجھتے اور ملاقات کرتے۔ اس طرح آپؓ نے حضور ﷺ کی ہر تکلیف و پریشانی سے حفاظت فرمائی لیکن جب لوگ شش و پنج میں پڑ گئے کہ دونوں میں کون آقا ہے تو آپؓ حضور ﷺ کو دھوپ سے بچانے کے لئے آپ کے سر مبارک پر چادر تان کر کھڑے ہو گئے۔ تب لوگوں کو پتہ چلا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۹۔ تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۳۶)

مدینہ منورہ کی آب و ہوا ہجرت کر کے آنے والوں کے لئے کچھ ناموافق رہی حضرت عائشہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

صدیقہ سخت بیمار ہو گئیں حضرت ابوبکر اپنی بیٹی کی خیر خیریت دریافت کرتے اور ان کو پیار کرتے اور پوچھتے کہ بیٹی کیسی ہو (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۷)

پھر خود حضرت ابوبکر صدیق بھی سخت بخار کی لپیٹ میں آگئے اور اس قدر بیمار ہوئے کہ زندگی کی بھی امید نہ رہی آپ پر بخار کی شدت کا یہ عالم تھا کہ آپ یہ کہہ پڑے

كل امرى مصبح فى أهله والموت أدنى من شراك نعله

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۸۔ سیرت ابن ہشام ج ا ص ۶۷۷)

حضرت عائشہ صدیقہ نے باپ کی یہ حالت دیکھی تو بارگاہ رسالت میں آئیں اور ان کے لئے دعا کی درخواست کی حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کی محبت اور اس میں برکت نیز اس کو بیماریوں سے پاک رکھنے کی دعا فرمائی

اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او أشد حبا وصححها وبارك لنا فى صاعها ومدها وأنقل حماها فاجعلها بالجحفة (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۹)

اے اللہ آپ مکہ مکرمہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ مدینہ منورہ کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے اس کو بیماریوں سے پاک فرما دے اس کے صاع اور مد میں برکت اتار دے اور اس کے بخار (وبائی امراض وغیرہ) کو جحفہ میں منتقل کر دے

اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ دعا فوراً شرف قبولیت پا گئی حضرت ابوبکر صدیق صحت یاب ہو گئے پھر آنحضرت ﷺ کی دعا کا یہ صدقہ ہے کہ آج مدینہ منورہ پورے حجاز میں آب و ہوا کے اعتبار سے سب سے اچھی جگہ بن گیا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر کچھ دنوں بعد آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی رخصتی کرائی اور مہر کی رقم بھی آپ نے حضور ﷺ کو عطا فرمائی۔ (دیکھئے مستدرک حاکم۔ شیعہ کی کتاب تاریخ ائمہ ص ۱۴۷ میں ہے کہ یہ رقم ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی تھی جو ابو بکر نے آپ کو دی تھی)

مسجد نبوی کے لئے جو زمین خریدی گئی تھی حافظ ابن حجر علامہ ابن سعد اور بلاذری وغیرہم کے بقول ان کی قیمت بھی حضرت ابو بکر صدیق نے ادا کی تھی اور پھر اس کی تعمیر میں بھی آپ برابر حصہ لیتے رہے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خود حضرت ابو بکر صدیق کو اس بات کا حکم فرمایا کہ اس مسجد نبوی کے لئے لی جانے والی زمین کی قیمت تم ادا کرو۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر ابابکر ان یعطیھما ثمنہ

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۳۱ ۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۵)

پھر آپ نے دس دینار دے کر یہ زمین خریدی اور اسے حضور ﷺ کے حضور پیش کر دیا۔ شارح مسلم امام نووی لکھتے ہیں

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتراہ منھم بعشرۃ دنانیر دفعھا عنہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۰)

اب اس زمین (مسجد نبوی) پر پندرہ سو سالوں سے جتنے لوگ بھی اللہ کی عبادت کرتے رہے اور اب کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے ان سب کا ثواب سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے حصہ میں بھی آیا اور یہ آپ کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ ہو گیا ہے۔۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی غزوات میں شرکت :۔

حضور اکرم ﷺ کو اپنی عمر مبارک میں جتنے بھی غزوات پیش آئے اور اسلام کی سربلندی کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لئے جس جس میدان میں اترنا پڑا حضرت ابو بکر صدیق ہمیشہ آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور ہر میدان میں پیش پیش رہے ہیں اسلام اور مسلمانوں کے لئے جن قربانیوں کی ضرورت پڑی آپ نے پورے خلوص سے وہ قربانیاں پیش فرمائیں اس میں مال و متاع تو کیا اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کی اور اس راہ میں اگر کبھی کوئی عزیز چیز سامنے آئی بھی تو آپ کے نزدیک اس کی حیثیت ہمیشہ ثانوی رہی اولیت ہمیشہ سے اللہ اور اس کے رسول مقبول کو حاصل رہی ہے اور اس کے لئے کسی چھوٹے بڑے اپنے اور غیر کی تمیز نہ تھی۔ آیئے چند غزوات میں آپ کی عظیم الشان مالی اور جانی خدمات پر ایک سرسری نظر ڈالیں۔

☆☆☆.....**غزوہ بدر** (سن ۲..... ھجری)

کون نہیں جانتا کہ اسلام میں غزوہ بدر کتنا اہم اور تاریخی معرکہ تھا یہ اسلام کی پہلی فتح تھی اور اس کی فضیلت بھی تمام غزوات سے بڑھی ہوئی تھی حضرت ابو بکر صدیق اس غزوہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے ہیں اور آپ نے جب جنگ بدر کے متعلق مشورہ کیا تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق ہی نے جانثاری کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۲) حضرت ابو بکر صدیق کو اس غزوہ میں دوسرے صحابہ کی بہ نسبت کچھ خصوصی فضیلتیں بھی نصیب ہوئی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے قیام کے لئے جو خیمہ نما کمرہ بنایا گیا اس میں حضور اکرم ﷺ کی معیت اور قربت کا شرف صرف حضرت ابو بکر کو نصیب ہوا وہاں اور کوئی دوسرا نہیں تھا یہ ایسا ہی ہے جیسے ہجرت کی رات حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صرف آپ تھے کوئی اور ساتھ نہ تھا۔

اس غزوہ میں جب حضور ﷺ عریش سے نکل کر جنگ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ نے لشکر کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

میمنہ حضرت صدیق اکبر کے حوالہ کیا اس طرح کہ حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے ساتھ تھے اور لشکر کا میسرہ حضرت علی مرتضٰی کو عطا فرمایا اس طرح کہ ان کو حضرت اسرافیل کی معیت نصیب تھی

اللہ تعالی نے اس غزوہ کے موقع پر حضرت ابوبکر کو بذریعہ الہام ایک بشارت دی تھی اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تصویب بھی فرمائی تھی حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر میں یہ دعا کی تھی کہ

اللھم انشدك عھدك ووعدك اللھم تشاء ان لاتعبد بعد ھذا الیوم(ریاض ج ا ص ۱۳۹)

اے اللہ آپ نے جو وعدہ مجھ سے فرمایا ہے اسے پورا فرمایئے اے اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آج کے بعد آپ کی عبادت نہ کی جائے؟

آپ اللہ کے حضور ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کر رہے تھے اور فرط بے قراری میں آپ کی چادر آپ کے کندھے سے اتر جاتی تھی حضرت ابوبکر نے وہ چادر اٹھائی اور آپ کے کندھے پر ڈالی اور آپ کی پشت مبارک سے لپٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول بس کافی ہے آپ بہت منت والحاح سے دعا فرما چکے ہیں بیشک جو وعدہ اللہ نے آپ سے فرمایا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا (صحیح بخاری ج ا ص ۴۰۹ صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۳)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے اور آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے ﴿ سیھزم الجمع ویولون الدبر﴾ عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست سے دوچار ہونے والی ہے اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۴)

چنانچہ ابھی بات پوری طرح ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

خوشخبری دی اور فرمایا کہ اے ابوبکر تمہارے لئے اللہ کی مدد آچکی ہے اور یہ دیکھو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لا چکے ہیں

ابشر یا ابابکر اتاك نصر الله هذا جبرئیل آخذ بعنان فرسه یقوده علی ثنایاه النقع یعنی الغبار (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۷۲۰۔ ریاض ج ا ص ۱۴۰)

اے ابوبکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی مدد آگئی ہے یہ (دیکھو) جبرئیل ہیں گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اسے کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

اس کلام کے معنی فقیر کے نزدیک یہ ہیں کہ ابوبکر صدیق کو یہ الہام ہو گیا کہ آپ کی دعا مقرون باجابت ہو چکی ہے اور یہ ان واقعات میں سے ہے جن میں کہ صحابہ کا الہام کسی واقعہ میں وحی پر سبقت کر گیا اور پھر ان کے الہام کے مطابق وحی نازل ہوئی بلکہ در حقیقت وہی الہام وحی ہے آنحضرت ﷺ کی طرف۔ اس وجہ سے کہ جب وہ ملہم ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنی فراست صادقہ سے سمجھ لیا کہ (ان کے قلب پر) یہ اترنے والا خیال مدبر السموات والارض کی جانب سے ہے اور یہ فراست وحی باطنی ہے جیسا کہ اذان کے واقعہ میں عبداللہ بن زید کے خواب اور عمر فاروق کے قیاس کی تصویب فرمائی اور لیلۃ القدر میں صحابہ کی ایک جماعت کے خواب پر اعتماد فرمایا اور ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۴۵)

حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ بدر والے دن حضرت ابوبکر اپنی تلوار نیام سے باہر نکالے حضور ﷺ کا پہرہ دے رہے تھے جب کوئی حضور ﷺ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا حضرت ابوبکر

toobaa-elibrary.blogspot.com

تلوار اٹھا کر اس پر پل پڑتے تھے حضرت علی اس منظر کو دیکھ کر اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ آپ یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ حضرت ابو بکر تو سب سے زیادہ بہادر انسان ہیں

فھو اشجع الناس (ریاض ج ۱ ص ۱۳۸۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۵)

حضرت علی مرتضٰی نے ایک مرتبہ واقعہ بدر کے سلسلہ میں فرمایا

غزوہ بدر میں جب تک آنحضرت ﷺ عریش میں تشریف فرما رہے ابو بکر ہی آپ کے پیچھے شمشیر برہنہ لے کر بطور محافظ کھڑے رہتے تھے اور جب میدان جنگ میں قریش نے یہ کہتے ہوئے کہ تم ہی اللہ کی وحدانیت اور اس کی طرف سے خود کو نبی کہتے ہو آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالنے کی کوشش کی تو وہاں بھی ابو بکر نے ہی انہیں للکار کر کہا کہ کیا تم اس شخص کو جو خدا کو اکیلا اور تنہا کہتا ہے قتل کرنے کی جرات کر سکتے ہو اور یہ کہہ کر دشمنوں سے لڑنے میں لگ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کا بطور آپ کے ذاتی محافظ کے پورا پورا حق ادا کر دیا (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۳۵۱)

حضرت علی مرتضٰی جب یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اس وقت حضرت علی مرتضٰی کی داڑھی مبارک اور وہ چادر جو آپ کے بدن پر تھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی (ایضا)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ حضرت ابو بکر صدیق کی شجاعت کے بارے میں لکھتے ہیں

لاریب ان ابابکر کان اشجع من عمر وعمر اشجع من عثمان وعلی وطلحه والزبیر وھذا یعرفه من یعرف سیرھم واخبارھم فان ابابکر رضی الله عنه باشر الاھوال التی کان یباشرھا النبی ﷺ من اول الاسلام الی آخره ولم یجبن ولم یحرج ولم یفشل وکان یقدم علی المخاوف یقی النبی ﷺ بنفسه یجاھد المشرکین تارة بیده وتارة

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلسانه وتارة بماله (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۷۹)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے زیادہ بہادر تھے اور حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی حضرت زبیر اور حضرت طلحہ سے زیادہ شجاع تھے جو لوگ ان حضرات کی سیرت وحالات سے واقف ہیں وہ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شروع سے آخر تک ہر مشکل حالات کا مقابلہ کیا ہے اور ان حالات میں آپ نے کبھی کوئی کم ہمتی کمزوری نہیں دکھائی ہمیشہ آگے بڑھ کر ان حالات کا مقابلہ کیا حضور ﷺ کی ہر موڑ پر حفاظت فرمائی اسلام دشمنوں کے خلاف مالی جانی اور زبانی ہر پہلو سے داد شجاعت دی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کی یہ شجاعت صرف جسمانی طاقت کا مظاہرہ نہ تھا یوں تو آپ جسمانی طور پر کمزور تھے مگر ایمانی اور روحانی طاقت میں آپ باقی سب سے ممتاز تھے اور یہ دولت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو ایمان ویقین کی قوت میں بہت بلندی پر پرواز کرتے ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

كان ابى بكر مع الشجاعة الطبيعية شجاعة دينية وهى قوة يقينية بالله عزوجل وثقة بأن الله ينصره والمؤمنين وهذه الشجاعة لاتحصل لكل من كان قوى القلب لكن هذه تزيد بزيادة الايمان واليقين وتنقص بنقص ذلك (ایضاص ۸۴)

پھر جب بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے ان کے بارے میں مشورہ طلب کیا سب نے مشورہ دیا مگر آخر کار حضرت ابوبکر صدیق کے مشورہ پر عمل فرمایا (دیکھئے صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ جنگ بدر ہی ہے جس میں آپؓ کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن (جو اس وقت دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور دین کی بے لوث خدمات انجام دیں) مشرکین کی طرف سے لڑ رہے تھے اور بڑے زوروں پر مبارزت کر رہے تھے اس وقت ان کی مبارزت قبول کرنے اور عملی طور پر میدان میں اترنے میں پہل کرنے والے کوئی اور نہیں حضرت ابوبکر صدیق تھے آپ آگے بڑھنا چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں روک دیا کہ تم میرے پاس رہو۔ اسے علامہ ابن سعد سے سنئے آپ لکھتے ہیں

فقام اليه ابوبكر ليبارزه فقال رسول الله ﷺ متعنى بنفسك (اسد الغابہ ج ۳ ص ۴۶۳)

جنگ کے ایک مرحلے پر حضرت ابوبکرؓ ان کی تلوار کی زد میں آگئے لیکن حضرت عبدالرحمٰن نے باپ کا پاس اور ادب رکھتے ہوئے ہاتھ ہٹالیا تھا۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد جب اس بات کا ذکر ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو دینِ اسلام کی خاطر تم کو قتل کر ڈالتا۔"

حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ کے الفاظ أو أبناء هم کے ذیل میں لکھتے ہیں

أوأبناء هم فى الصديق هو يومئذ بقتل ابنه عبدالرحمن (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۹)

حافظ اسلم جیراج پوری نے اس واقعہ کو اس طرح منظوم کیا ہے

بزم اصحاب رسول عربی میں اک روز غزوہ بدر کا کچھ تذکرہ آیا جو نکل
بولے یہ حضرت صدیق سے عبدالرحمٰن حملہ آور جو ہوئی بدر میں صف اول
اک بار آپ وہاں آگئے میری زد پر سخت موقع تھا جو نیت میں کہیں آئے خلل
پاس ناموس حقوق پدری نے روکا دوسری سمت کو رخ اپنا لیا میں نے بدل

toobaa-elibrary.blogspot.com

سن کے یہ حضرت صدیق نے ارشاد کیا راہ حق میں نہیں رشتہ کی رعایت کا محل
تو مری زد پر جو آتا تو نہ بچ کر جاتا یہ مری تیغ تھی تیرے لئے پیغام اجل
دشمن حق سے مسلمان کی قرابت کیسی اس کا رشتہ ہے فقط حب خدا عزوجل

یہ تھی دین کی سچی محبت کہ اولاد تک دین کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی۔

☆☆☆.....**غزوہ احد** (شوال سن ۳ ہجری)

غزوہ احد کے موقع پر بھی حضرت ابو بکر صدیق نے پورے جوش و جذبے کے ساتھ شرکت فرمائی ہے اور حضور ﷺ کی حفاظت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی خود فرماتے ہیں کہ جب لوگ افرا تفری کے عالم میں حضور ﷺ سے ذرا دور ہو گئے تو میں پہلا آدمی تھا جو لوٹ کر آیا اور حضور ﷺ کے قریب آگیا اتنے میں کسی نے پیچھے سے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح تھے (مستدرک ج ۳ ص ۲۹۸)

یہ وہی معرکہ ہے جس میں کافروں کی جانب سے حضور ﷺ کا نام لے کر آپ کو آواز دی گئی حضور ﷺ نے منع فرمادیا تھا کہ کوئی جواب نہ دے ابو سفیان نے تین مرتبہ آواز لگائی مگر ادھر سے خاموشی تھی تو اس نے پوچھا کہ کیا تم میں ابو قحافہ کا بیٹا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس کا بھی جواب نہ دو پھر اس نے عمر فاروق کے بارے میں آواز لگائی.....الخ

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کفار کے ہاں حضور ﷺ کے بعد اگر کسی کو اس لائق سمجھا جاتا تھا کہ وہ مسلمانوں کی قیادت کر سکتا ہے اور خدا کے دین کی سربلندی کے لئے آگے بڑھ سکتا ہے اور اس دین پر ایک حرف آجانے پر اس کی غیرت برداشت نہیں کرے گی وہ حضرت ابو بکر صدیق تھے جبھی تو اس نے حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کا نام لے کر پکارا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس غزوہ میں کفار کے تعاقب میں جو لوگ نکلے ان میں حضرت ابوبکر پیش پیش رہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

الذین استجابوا لله والرسول من بعد ماصابهم القرح للذین احسنوا منهم واتقوا اجر عظیم (پ ۴ آل عمران ۱۷۲)

(ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ ان کو پہنچ چکے تھے زخم جوان میں نیک ہیں اور پرہیزگار ان کو بڑا ثواب ہے

حضرت عائشہ نے حضرت عروہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے تیرے ابوین یعنی حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر ان میں سے تھے

قالت لعروة یابن اختی کان ابوك منهم الزبیر وابوبکر ..... الحدیث

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۸۴۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲)

(نوٹ) شیعہ حضرات کی معروف کتاب کشف الغمہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق کی اس استقامت کا ذکر موجود ہے (کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۸۸ نیز دیکھئے مجمع البیان ج ۱ ص ۵۲۴۔ روضۃ الصفاج ۲ ص ۳۳۲۔ شرح نہج البلاغۃ ج ۳ ص ۳۹۶ لابن الحدید) بلکہ یہاں تک تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے احد کے دن اسلام کی خاطر اپنے باپ کو قتل کرنے تک کا ارادہ کر لیا تھا سابق شیعہ مبلغ محسن الملک نواب سید محمد مہدی علی خان اپنی معروف کتاب آیات بینات میں لکھتے ہیں

شیعہ کے امام اعظم شیخ حلی تذکرۃ الفقہاء کی چھٹی فصل میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے احد کے دن اپنے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضرت ﷺ نے انہیں روک دیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کر لے گا۔

پس اے بھائیو خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم شیخ حلی کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر کی کیسی تصدیق کرتے ہیں اور جو کچھ تورات میں کفار پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

شدت کرنے کا ذکر ہے اس کو شان میں حضرت صدیق کی کیسا تسلیم کرتے ہیں۔
کیوں یارو أشداء علی الکفار کا مصداق کیا سوائے اس کے کوئی دوسرا ہو گا جو اپنے
باپ کے قتل پر آمادہ ہو۔ (آیات بینات ج ا ص ۲۰)

☆☆☆..... **غزوہ خندق** (شوال سن ۵ ہجری)

غزوہ خندق کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اور آپ ﷺ نے ایک لشکر کی قیادت کی ذمہ داری بھی آپ پر ڈالی تھی اور یہ لشکر خندق کے ایک حصہ کی حفاظت پر مامور تھا کفار نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح وہ شہر کے اندر داخل ہو جائیں مگر حضور ﷺ کے جانثاروں نے ان کی کوشش کو ناکام بنادیا یہیں حضرت ابو بکر صدیق کا ایک خیمہ لگایا لیا تھا جہاں آپ قیام فرماتے تھے اور یہیں اور اللہ کی عبادت بجالاتے تھے اور اللہ کی یاد میں لگے رہتے تھے بعد میں یہ جگہ مسجد صدیق کے نام سے معروف ہوئی اور آج بھی حرمین کے زائرین ان مقامات کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں اور وہاں دوگانہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر کے حضرت ابو بکر صدیق کی اسلامی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اللہ کے حضور ان کے لئے دعا گو رہتے ہیں

☆.....**معرکہ حدیبیہ** (ذی القعدہ سن ۶ ہجری)

صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی آپ نہ صرف یہ کہ حضور کے قریب قریب رہے بلکہ آپ ان میں بہت نمایاں بھی رہے ہیں یہاں طائف کے قبیلہ ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود کے ساتھ آپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا ایک مکالمہ ہوا تھا جس میں آپ نے انہیں ہر پہلو سے لاجواب کر دیا تھا اور انہیں وہاں دو ٹوک اور کھری کھری باتیں سنائی تھیں ان کی اور دیگر صحابہ کرام کی اسلام پر استقامت اور حضور ﷺ کے ساتھ وابستگی اور شدید محبت کو دیکھتے ہوئے عروہ بن مسعود نے قریش کے سامنے حضور ﷺ کے صحابہ کرام کا اس طرح ذکر کیا کہ قریش کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی پھر وہی صلح کا سبب بھی بنا تھا اور پھر حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کو قبول اسلام کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی نیز اس موقعہ پر آپ کا جو جواب تھا وہ وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ تھا حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس بارے میں بہت خوب لکھا ہے کہ

درجواب سوال او قدم بر قدم آنحضرت ﷺ رفت ازیں جا دانستہ شد کہ حضرت صدیق را با پیغام بر چہ نسبت بود وعلوم پیغمبر در نفس وے رضی اللہ عنہ چہ گونہ منطبع می شد

حضرت صدیق اکبر ان کے سوال کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم چلے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کو پیغمبر ﷺ کے ساتھ کیا نسبت تھی اور پیغمبر کے علوم صدیق کے (آئینہ) نفس میں کیونکر جلوہ گر ہوتے تھے (ازالۃ ج ۳ ص ۵۳)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ واقعہ حدیبیہ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ اس واقعہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دو طرح فضل و کمال ظاہر ہوا اول تو اس طرح سے کہ اس صلح سے تمام صحابہ حتی کہ فاروق اعظم بھی مغموم و رنجیدہ تھے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی طرح مطمئن تھے (۲) دوم یہ کہ جب حضرت عمر نے اپنا اضطراب حضرت ابو بکر سے جا کر بیان کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے حرف بحرف لفظ بلفظ وہی جواب دیا جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نکلا تھا (سیرۃ المصطفی ج ۲ ص ۳۶۹)

☆☆☆.....**فتح مکہ** (رمضان المبارک سن ۸ ہجری)

فتح مکہ کے موقع پر بھی حضرت ابوبکر صدیق کو نمایاں طور پر کچھ خصوصیات نصیب ہوئیں ہیں جن میں سے ایک ابوسفیان کا صلح کے لئے آپ کے پاس آکر درخواست کرنا ہے اور یہ بات آپ سے اس لئے کہی گئی کہ اسے معلوم تھا کہ حضرت ابوبکر کو مسلمانوں میں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا اور وہ حضور اکرم ﷺ کے بہت قریب تھے تاہم حضرت ابوبکر نے اس کی درخواست منظور نہ کی اور پھر اسے مایوس ہو کر جانا پڑا

جب حضور اکرم ﷺ فتح کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ابوبکر بتاؤ کہ حسان بن ثابت نے کس طرح کہا تھا؟ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت حسان کی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا کہ جدھر سے حضرت حسان نے کہا ہے ادھر سے ہی مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاؤ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۶)

فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ آپ اپنے والد کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے آپ ﷺ نے ان کے سینہ پر دست مبارک پھیرا اور اسلام کی تلقین فرمائی اور انہوں نے اسلام قبول فرمایا۔ یہ حضور اکرم ﷺ کا ان کے سینہ پر تصرف تھا علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ

جب ابو قحافہ اسلام لے آئے تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو مبارک باد بھی دی حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ابو طالب اگر اسلام لے آتے تو میری آنکھیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

زیادہ ٹھنڈی ہوتیں (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۱۲)

☆☆☆.....غزوہ طائف (شوال سن ۸ ہجری)

غزوہ طائف کے موقع پر بھی حضرت ابو بکر صدیق کے حصہ میں بہت شاندار فضیلتیں آئی ہیں ان میں سے طائف کے قلعہ سے محاصرہ اٹھا کر بغیر فتح کئے واپس ہو جانا در حقیقت حضرت ابو بکر کے مشورہ اور ایک خواب میں ان کی تعبیر بتلانے پر ہوا تھا اور حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کے اس بیان کی تائید فرمائی تھی

اس غزوہ میں آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بھی آپ کے ساتھ شریک تھے ان کو دشمن کا ایک تیر لگا مگر چند دنوں میں ان کا وہ زخم مندمل ہو گیا تاہم حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانہ میں ان کا یہی زخم دوبارہ لوٹ کر آیا اور اسی سے حضرت عبداللہ کی وفات ہوئی چونکہ یہ زخم آپ کو طائف کے غزوہ میں پیش آیا تھا اور اسی زخم اور اس کی تکلیف میں ان کا انتقال بھی ہوا تھا اسلئے ان کا شمار شہدائے طائف میں ہوتا ہے۔

☆☆☆.....غزوہ تبوک (رجب المرجب سن ۹ ہجری)

غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو آواز دی اور جانی و مالی معاونت کی اپیل کی تو آپ جان اور پورے مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں حاضر ہو گئے آپ نے اس سفر میں سب سے بڑھ چڑھ کر مالی خدمت کا مظاہرہ فرمایا اس پر سیدنا حضرت عمر فاروق بھی حیران رہ گئے..... ابقیت لھم اللہ ورسولہ (گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں) آپ کا یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

وہ ایمانی اور تاریخی جملہ ہے جس پر آسمان کے فرشتے بھی محو حیرت ہونگے
آنحضرت ﷺ نے جب صحابہ کرام کو اس موقع پر مالی معاونت کا حکم دیا تو صحابہ کرام حسب توفیق اپنا اپنا حصہ لے آئے حضرت عمر فاروق نے یہ سوچ کر کہ آج موقع ہے میں ابوبکر سے سبقت کر جاؤں اپنا آدھا مال لے کر حضور ﷺ کے پاس آگئے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے عرض کیا حضور اتنا ہی گھر چھوڑ کر آیا ہوں ادھر حضرت ابوبکر صدیق بھی اپنا حصہ لے آئے آپ ﷺ نے جب ان سے پوچھا کہ گھر میں اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا ہے عرض کیا ان کے لئے تو اللہ اور اس کا رسول ہے۔ اس پر حضرت عمر فاروق حیرت میں آگئے ان کی آنکھیں کھلیں اور فرمایا کہ میں کبھی بھی ابوبکر سے آگے نہیں بڑھ سکتا

لا اسبقه الی شئی ابدا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

امام حافظ ابو نعیم اصفہانی (۴۳۰ھ) اس پر لکھتے ہیں

کان رضی الله عنه یقدم الحقیر مفتادا للخطیروقد قیل ان التصوف وقف الهمم علی مولی النعم (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۶)

حضرت ابوبکر صدیق بڑی چیز (یعنی آخرت) کے بدلے حقیر چیز (یعنی دنیا) کو قربان کر دیا کرتے تھے کہا گیا ہے کہ تصوف اپنی تمام کوششوں کو نعمتوں کے مالک کے لئے وقف کر دینا ہے۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صاحبؒ اس پر لکھتے ہیں

حضرت عمر کا نصف مال صدقہ اگرچہ مقدار میں ابوبکر کے کل مال سے زیادہ تھا مگر اللہ ورسول کی یہ محبت جس نے پیغمبر کے ایک اشارہ پر گھر کی ساری پونجی لا رکھوائی حضرت صدیق ہی کے لئے مخصوص تھی اور اس کا مقابلہ حضرت عمر بھی نہ کر سکے پھر دوسروں کا کیا پوچھنا (درر فرائد شرح جمع الفوائد ص ۲۸۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے اس واقعہ سے حضرت ابوبکر صدیق کے شان توکل اور قوت توکل کے کامل ہونے پر استدلال فرمایا ہے حضرت قدس سرہ ایک وعظ میں فرماتے ہیں

جن پر حضور ﷺ کو پورا اطمینان تھا کہ ان کی قوت توکل کی کامل ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق۔ حضور ﷺ نے ان کا کل سرمایہ قبول فرمالیا۔ (وعظ۔ تجارت آخرت ص ۲۸)

نیز غزوہ تبوک کے لئے لشکر کی تشکیل و تنظیم بھی حضرت ابوبکر صدیق کے سپرد کی گئی تھی اور مسلمانوں کے اس لشکر کی امامت بھی آپ کے ذمہ ڈالی گئی آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کا جھنڈا بھی آپ کے ہاتھ دیا تھا۔

غزوہ خیبر سے لوٹتے ہوئے حضور ﷺ اپنے لشکر سے دور رہ گئے اور آپ کے ساتھ چھ سات صحابہ تھے جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے لوگوں نے کیا کیا ہوگا پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جب لوگوں نے صبح کی تو اپنے نبی ﷺ کو نہ پایا اس وقت ابوبکر اور عمر نے کہا رسول اللہ تمہارے پیچھے ہوں گے آپ ﷺ ایسے نہیں کہ تمہیں پیچھے چھوڑ کر چلے جائیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے آگے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ اگر لشکر کے لوگ صدیق وفاروق کی بات مانتے تو سیدھی راہ پاجاتے۔

فان یطیعو أبابکر وعمر رضی الله عنهما یرشدوا (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۹)

مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی تھی

وان یطع الناس أبابکر وعمر یرشدوا قالها ثلاثا (منهاج السنۃ ج ۵ ص ۲۹۸ حاشیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کے سوا اور بھی بہت سے غزوات اور معرکے ایسے پیش آئے جس کے لئے حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو نہ صرف یہ کہ ان کے مقابلے کے لئے بھیجا بلکہ آپ کو لشکر کا امیر بھی مقرر فرمایا تھا خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) ایک بحث میں لکھتے ہیں کہ

احد کی شکست کے بعد جب یہ خبر ملی کہ ابو سفیان پسپائی پر بہت نادم ہے اور مدینۃ النبی ﷺ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو متعین کر کے آپ کو روانہ فرمایا..... ہجرت کے چوتھے سال غزوہ بنی نضیر میں حضرت ابو بکر صدیق کو امیر لشکر مقرر فرمایا تھا..... چھٹے سال جب حضور ﷺ غزوہ بنی لحیان کے لئے نکلے تو وہاں کے لوگ آپ کی خبر پا کر چھپ گئے آپ وہاں دو روز ٹھہرے اور پھر آپ نے مختلف اطراف میں فوجی دستے بھیجے ان میں سب سے اچھا دستہ حضرت صدیق اکبر کے زیر کمان تھا جو کراع الغمیم کی جانب روانہ ہوا تھا..... غزوہ تبوک کے وقت حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ لشکر کے لوگ مدینہ منورہ سے نکل کر ثنیۃ الوداع میں جمع ہو جائیں اور ان کے امیر حضرت ابو بکر صدیق ہوں پھر آپ ﷺ کی صواب دید پر ہی سارے کام سر انجام پائے..... غزوہ خیبر کے موقع پر حضور کو درد شقیقہ لاحق ہوا وہاں قلعہ کا محاصرہ در پیش تھا اس وقت حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو اپنا نائب بنایا اور قلعہ پر حملہ کا حکم دیا اس دن حضرت صدیق اکبر نے بڑے جوہر دکھائے تھے..... حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر کو بنی کلاب کی سرکوبی کے لئے ہجرت کے ساتویں سال روانہ فرمایا تھا..... بنو فرازہ کے ساتھ جنگ کے موقع پر بھی حضرت صدیق اکبر ہی امیر لشکر تھے..... غزوہ تبوک کے بعد ایک دیہاتی نے جب کہا کہ مخالفین وادی الرمل میں جمع ہیں اور شب خون مارنے کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ارادہ رکھتے ہیں تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر کو امیر لشکر بنایا اور اپنا نشان دے کر ان سے جنگ کے لئے بھیجا تھا..... (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۲۴)

اس سے واضح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق جہاد و غزوات اور دیگر معرکوں میں ہمیشہ نمایاں رہے ہیں اور اسلام کی سربلندی کے لئے آپ نے کسی قسم کی قربانی سے کبھی دریغ نہیں کیا، دشمنوں کے مقابلے میں آپ ہمیشہ سینہ تان کر میدان میں نکلے اور ہر موقعہ پر آپ نے شجاعت کے بے نظیر جوہر دکھائے ہیں اسلامی تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ آپؓ نے کبھی کمزوری نہیں دکھائی اور نہ کبھی آپ کے پائے استقلال میں کوئی لغزش آئی حافظ جمال الدین ابی الفرج ابن الجوزی (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں

ذکر اهل العلم بالتواریخ والسیر ان ابابکر شهد مع رسول الله بدرا وجمیع المشاهد و لم یفته منهامشهد وثبت مع رسول الله ﷺ یوم احد حین انهزم الناس ودفع الیه رسول الله رایته العظمی یوم تبوك (صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۲۶)

حضرت علامہ علی بن محمد جزری (۶۳۰ھ) نے سچ کہا ہے

ولم یختلف اهل السیر فی ان ابابکر الصدیق رضی الله عنه لم یتخلف عن رسول الله ﷺ فی مشهد من مشاهده کلها (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۸)

حضرت علامہ محمود بن عمر زمخشری (۵۲۸ھ) کا بیان ملاحظہ کیجئے

انه (یعنی ابابکر) کان مضافا لرسول الله ﷺ الی الابد فانه صحب صغیرا وانفق ماله کبیرا وحمله الی المدینة براحلته وزاده ولم یزل ینفق علیه ماله فی حیاته وزوجه ابنته ولم یزل ملازما له سفرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

وحضرا فلما توفی دفنه فی حجرة عائشة احب النساء الیه ﷺ
(خصائص العشرۃ البررۃ ص ۴۱)

حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے ساتھ ہمیشہ رہے ہیں آپ نے ان کے ساتھ وقت گذارا بڑے ہوئے تو اپنا سارا مال ان پر خرچ کیا اور انہیں اپنی سواری پر مدینہ منورہ لے گئے اور ہمیشہ ان پر اپنا مال لٹاتے رہے اپنی صاحبزادی سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کرائی حضرت ابو بکر سفر و حضر میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی تدفین حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں ہوئی جنہیں حضور ﷺ بہت چاہتے تھے۔

نیز حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو کئی غزوات میں فوج کا امیر اور سپہ سالار بنا کر بھی روانہ فرمایا ہے (دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۲)

☆..... حضور ﷺ کی زندگی میں قیادت و امامت کا شرف پانا

حضرت ابو بکر صدیق کی عمر کا بیشتر حصہ رسول مقبول ﷺ کی محبت و عقیدت اور صحبت و خدمت میں گزرا ہے آپ نے جب سے حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے اس دن سے لے کر آخر تک آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کو کبھی اکیلا نہ چھوڑا اس دوران آپ نے ہادی برحق حضور ﷺ سے بہترین اور سب سے زیادہ استفادہ حاصل کیا، ایمان و ایقان کی بہترین دولت پائی عقل و دانش کے موتی چنے، علم کی باتیں سیکھیں، دینی نکتے سمجھے، شریعت کے دقیق مسائل حل کے لئے دریافت فرمائے، قرآن کے معارف پر غور و تدبر کیا، اس سے بڑھ کر آپ کی شرافت و فضیلت اور کیا ہو گی کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی علالت کے دوران آپ کو مسلمانوں کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

امامت کرنے کی ذمہ داری عطا فرمائی اور اس امامت پر آپ ﷺ نے بیحد فرحت و خوشی محسوس کی تھی ﴿ ثم تبسم یضحك ﴾ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۰)۔ یہ تمام واقعات صاف بتا رہے ہیں کہ قدرت کاملہ اپنی لطیف حکمتوں کے تحت آپ کو عظیم امانت کی ذمہ داری اٹھانے کی تیاری کرا رہی تھی۔

کون نہیں جانتا کہ حضور ﷺ نے ہجرت کے نویں سال تین سو کے قریب مسلمانوں کا ایک قافلہ حج کے لئے بھیجا اس قافلے کی امارت کے لئے جس شخصیت کا انتخاب ہوا وہ حضرت ابوبکر صدیق تھے اور آپ اسلام میں سب سے پہلے امیر الحج ہوئے ہیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۰) آپ نے لوگوں کو حج کے طریقے بتائے اور سکھائے اور سب مسلمانوں نے آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق حج کا فریضہ ادا کیا آپ نے ہی امیر الحج ہونے کی حیثیت سے وہاں خطبات بھی دئے تھے۔

اس کے اگلے سال جب حضور ﷺ حج کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر نے آپ کی ہمراہی میں پھر سے حج کی سعادت پائی ہے۔ آپ اپنے ساتھ قربانی (ھدی) کا جانور بھی لے کر گئے تھے (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۸۹)

پھر یہ بات کس پر مخفی ہو گی کہ آنحضرت ﷺ نے مرض وصال میں حضرت ابوبکرؓ ہی کو نماز کے لئے امام مقرر فرمایا اور آپؓ کے اس حکم کے مطابق وصال نبوی تک سترہ نمازیں آپؓ نے پڑھائی تھیں۔ ان ابابکر صلی بھم سبع عشرة صلاة (البدایہ والنھایہ ج ۵ ص ۲۳۵ عن ابی بکر بن ابی سبرة) اور تمام صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق کو امامت کے لئے آگے کرنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ نگاہ نبوت میں آپ تمام صحابہ میں علم و فضل کے اعتبار سے سب سے آگے تھے

خود حضور ﷺ نے بھی آپ کے پیچھے نماز ادا کی تھی سو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپؐ نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

جناب صدیقؓ کے پیچھے نماز ادا فرمائی تھی

ثبت انه صلی الله علیه وسلم صلی خلف ابی بکر مقتدیا به فی مرضه الذی مات فیه ثلاث مرات ولم ینکر هذا الا رجل لا علم به بالروایة (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۸۷)

بلکہ ایک نماز میں تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر کی پڑھی سورت فاتحہ پر اپنی اگلی قرات مرتب فرمائی یہ ایک نماز میں اشتراک حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان واخلاص کی ایک بڑی شہادت ہے

قال ابن عباس واخذ رسول الله ﷺ من القرأة من حیث کان بلغ ابوبکر (سنن ابن ماجہ ص ۸۸ مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۲)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں

فاستفتح رسول الله ﷺ من حیث انتهی ابوبکر من القرأة (التمہید لابن عبدالبر ج ۲۲ ص ۳۲۲)

علامہ ابن سعد نے طبقات کبری میں نقل کیا ہے کہ آپ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے بھی ایک نماز ادا کی ہے

وقال النبی ﷺ حین صلی خلف عبد الرحمن بن عوف ما قبض نبی قط حین یصلی خلف رجل صالح من امته (طبقات کبری ج ۳ ص ۹۵)

شیعہ کی کتاب شرح نہج البلاغہ درہ نجفیہ میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو نماز کی امامت کرانے کا حکم بذات خود حضور ﷺ نے دیا تھا

فلما اشتد به المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس..... وان ابابکر صلی بالناس بعد ذلك یومین (درہ نجفیہ ص ۲۲۵ طبع ایران)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضور خاتم النبیین ﷺ کا سفر آخرت اور حضرت صدیق اکبر کی استقامت

حضرت ابو بکرؓ سے بڑھ کر قرب نبوت کسی کو حاصل نہ تھا نہ آپ سے بڑھ کر کوئی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شناس تھا۔ حضرت ابو سعیدؓ خدری بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے (اپنے ایک) بندے کو دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے دونوں میں سے (ایک کو) پسند کر لینے کا اختیار دیا۔ اس میں سے بندے نے اس چیز کو پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ رونے لگے، ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو (ایک) بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اس نے پسند یہ کر لیا (مگر) یہ پسند کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہی تھے (یعنی) آپ نے بجائے دنیا کے اللہ کو قبول فرمالیا۔

حضرت ابو بکرؓ ہم میں سب سے بڑے (اسرار نبوی کے) جاننے والے تھے اس لئے وہ سمجھ گئے کہ اب حضور ﷺ ہم میں زیادہ دن نہیں رہیں گے آپ ہم سے اب رخصت ہونے والے ہیں حضرت ابو سعید اس پر فرماتے ہیں۔

وکان ابوبکر اعلمنا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

بعض علماء نے حضرت ابو بکر صدیق کے اس بیان سے ان کے اعلم الامت ہونے پر استدلال فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آپ حضور ﷺ کی امت میں سب سے زیادہ علم کی دولت پائے ہوئے تھے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان اهل السنة..... يقولون ماتفق عليه علماؤهم ان اعلم الناس بعد رسول الله ﷺ ابوبكر ثم عمر وقد ذكر غير واحد الاجماع على ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

ابابکر اعلم الصحابة کلهم ودلائل ذلك مبسوطة فی موضعها (منهاج السنہ ج ۷ ص ۵۰۰)

اہل سنت کے علماء کا بالاتفاق موقف یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ عالم حضرت ابو بکر تھے پھر عمر فاروق ہیں اور بہت سے علماء نے اس بات پر اجماع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے تھے۔

شیخ الاسلام نے ایک اور بحث میں اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے کہ بہت سے ایسے معاملات پیش آئے جن میں حضرت ابو بکر کا تمام صحابہ کرام سے زیادہ عالم ہونا بہت کھل کر سامنے آیا جن میں آنحضرت ﷺ کی رحلت کے مسئلہ اور آپ ﷺ کی تدفین کا مسئلہ پھر مانعین زکوۃ کے خلاف قتال کا مسئلہ اٹھا پھر آپ کا یہ بیان کہ خلیفہ قریش میں ہو وغیرہ (کسے معلوم نہیں کہ) حضور ﷺ نے مدینہ منورہ سے سب سے پہلے آپ کو ہی امیر حج بنایا اور یہ بھی معلوم ہے کہ حج کے مسائل اور اس کا علم بہت دقیق ہوتا ہے اگر آپ علمی طور پر دیگر صحابہ پر فائق نہ ہوتے تو آپ کو حج کا امیر نہ بنایا جاتا اسی طرح اگر آپ نماز کے مسائل میں سب سے اعلم نہ ہوتے تو نماز کی امامت آپ کے سپرد نہ کی جاتی زکوۃ وصدقات کے مسائل حضرت انس نے حضرت ابو بکر سے ہی حاصل کئے ہیں اور فقہاء امت ان کی روشنی میں یہ مسائل طے کرتے ہیں شیخ الاسلام کا بیان ملاحظہ فرمائیں

وقد ذکر غیر واحد مثل منصور بن عبدالجبار السمعانی وغیره اجماع اهل العلم علی ان الصدیق اعلم الامة وهذا بین فان الامة لم تختلف فی ولایته فی مسالة الا فصلها هو بعلم یبینه لهم وحجة یذکرها لهم من الکتاب والسنة کما بین لهم موت النبی ﷺ وتثبیتهم علی الایمان وقراته علیهم الایة ثم بین لهم موضع دفنه

toobaa-elibrary.blogspot.com

وبين لهم قتال مانعى الزكوة وبين لهم ان الخلافة فى قريش فى سقيفة بنى ساعدة لما ظن من ظن انها تكون فى غير قريش .وقد استعمله النبى ﷺ على اول حجة حجت من مدينة النبى ﷺ وعلم المناسك ادق ما فى العبادات ولولاسعة علمه بها لم يستعمله وكذلك الصلاة استخلفه فيها ولولا علمه بها لم يستخلفه ولم يستخلف غيره لافى حج ولا فى صلاة وكتاب الصدقة التى فرضها رسول الله ﷺ اخذه انس من ابى بكر وهو اصح ماروى فيها وعليه اعتمد الفقهاء (منہاج ج ۵ ص ۴۹۷)

بہر حال حضور اکرم جب بیمار ہوئے اور یہ بیماری جب بڑھی تو آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا

مروا ابابكر فليصل بالناس (صحیح بخاری ج ا ص ۹۱)

کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں

حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے والد کی رقت قلبی بیان کی تاہم حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہی سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں نمازیں پڑھاتے رہے اور سب صحابہ آپ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے پھر آپ نے خود بھی حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز ادا فرمائی ہے اور لوگوں کو آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ کر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا آخری نماز جو آپ نے پڑھائی وہ نماز فجر تھی نماز پڑھا کر آپ حضور ﷺ کے حجرہ میں آئے چونکہ آپ کو قدرے افاقہ تھا اسلئے آپ اجازت لے کر مقام السنح روانہ ہوئے جہاں آپ کی اہلیہ حضرت حبیبہ رہتی تھیں وہاں آپ چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ حضور اکرم ﷺ رفیق اعلی سے جا ملے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلی آله واصحابه اجمعین

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو جیسے ہی اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع پہونچی اپنی سواری پر سوار ہوئے اور سیدھے مسجد نبوی تشریف لے آئے یہاں صحابہ کرام ایک عجب حال سے دوچار تھے مسلمانوں میں سخت اضطراب تھا ان میں سے بہت سے لوگ مدہوش تھے جو بیٹھے تھے اب ان میں اٹھنے تک کی سکت نہ تھی کچھ حضرات بالکل گم سم ہو گئے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہیں ابھی تک یہ یقین نہیں آرہا تھا کہ ان کے محبوب آقا ان سے رخصت ہو چکے ہیں حضرت ابوبکر صدیق حضور ﷺ کے مکان کی طرف نہایت غمزدہ اور رنجیدہ حالت میں پہونچے۔ دروازہ پر پہنچ کر اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ نے آپؓ کو داخلہ کی اجازت دے دی، آپ اندر تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی اور آپؐ اپنے بستر پر تھے، آپؐ کی ازواج مطہرات آپؐ کے اردگرد تھیں۔ حضرت ابوبکر کو دیکھ کر سب ازواج مطہرات نے اپنی چادروں میں اپنا منہ چھپالیا۔ مگر حضرت عائشہ نے نہیں ۔اس لئے کہ وہ آپ کی صاحبزادی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضور انور کے چہرۂ منور سے چادر ہٹائی اور دوزانو بیٹھ کر آپ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا اور آپ ﷺ کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

وانبیاہ .....واصفیاہ .....واخلیلاہ (شمائل ترمذی ص ۲۸)

حضرت امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے سر اقدس کی طرف سے تشریف لائے اور چہرہ انور پر سر جھکایا اور پیشانی مبارک کو چوما پھر فرمایا وانبیاہ ..... اسکے بعد سر اٹھایا اور پھر روئے مبارک پر پھر سر جھکایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پھر فرمایا واصفیاہ..... پھر سر اٹھایا اور پھر روئے انور پر سر جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر فرمایا واخلیلاہ. (جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۶۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جس وقت آپ یہ فرما رہے تھے آپ کی آنکھ سے آنسوؤں کی ایک قطار لگی ہوئی تھی (ایضا)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضور ﷺ کا جو بوسہ لیا ہے وہ الوداعی بوسہ تھا کہ محبوب کی (ڈھائی سال کے لئے) دائمی مفارقت ہو رہی تھی (خصائل نبوی شرح شمائل نبوی ص ۴۲۴)

پھر حضرت ابو بکر صدیق نے حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھ دیکھ کر فرمایا۔

بابی أنت وامی طبت حیا ومیتا والذی نفسی بیده لایذیقك الله الموتتین أبدا أما الموتة التی کتب الله علیك فقد متها (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندگی میں بھی پاک صاف رہے اور اب موت کے بعد بھی پاک صاف ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ آپ کو کبھی دو موتوں کا مزہ نہیں چکھائے گا وہ موت جو اللہ نے آپ کے لئے مقدر کی تھی وہ تو آپ کو آگئی ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) نے حضرت انس سے مروی روایت میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا آپ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ باکرامت ہیں

ماکان الله لیذیقك الموت مرتین انت اکرم علی الله من ذلك (مسند امام اعظم ابو حنیفہ ص ۳۱۶)

اس کے بعد آپ کو چادر سے دوبارہ ڈھانپ دیا اور پھر مسجد کی طرف آئے، اور ممبر پر تشریف لے گئے۔ حضرت عمر فاروق نے جب آپؓ کو دیکھا تو سامنے آکر بیٹھ گئے پھر دوسرے لوگ بھی خاموشی سے ممبر کے قریب آگئے۔ آپؓ نے سب سے پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثناء بیان کیا اور اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بعد ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کو وفات کی خبر اس وقت دے دی تھی جب کہ آپ تم لوگوں کے درمیان زندہ تھے، اور تم لوگوں کو وفات کی اطلاع دے دی تھی یعنی موت کی (اس طرح خبر دے دی تھی)

ومامحمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفان مات أوقتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزى الله الشاكرين (پ ٤ آل عمران)

"اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں، آپ سے قبل بہت سے رسول گذر گئے۔ اگر آپ کی وفات ہو جائے یا آپ شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل الٹا پھر جائے گا کچھ بھی اللہ پاک کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور بہت جلد اللہ پاک شکر ادا کرنے والوں کو جزا دے گا"

پھر آپ نے قرآن کریم کی یہ آیتیں پڑھیں

انك ميت وانهم ميتون (پ ۲۳ الزمر)

(ترجمہ).....(اے محمد ﷺ) آپ کو بھی موت آنی ہے اور بلا شبہ وہ بھی مرنے والے ہیں (دیکھئے تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۴۲۴)

حضرت ابوبکر صدیق کے درد بھرے لہجے میں قرآن کریم کی آیتیں سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے مگر انہیں ساتھ ہی ایسا لگا کہ یہ آیت انہیں معلوم ہی نہیں تھی جب حضرت ابوبکر نے تلاوت کیں تو اب ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا اور اب ہر شخص کی زبان پر یہ آیت تھی

لقد بصر أبوبكر الناس الهدى وعرفهم الحق الذى عليهم وخرجوا

toobaa-elibrary.blogspot.com

به یتلون (صحیح بخاری ج ا ص ۵۱۸)

حضرت امام حافظ ابو نعیم الاصفہانی (۴۳۰ھ) نے اس واقعہ سے حضرت ابو بکر صدیق کی انتظامی قابلیت اور مستقل مزاجی پر استدلال کیا ہے آپ فرماتے ہیں

ان التصوف الاعتصام بالحقائق عند اختلاف الطرائق (حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۶۲)

یعنی تصوف یہ ہے کہ لوگ جب اختلاف کے راستوں پر پڑ جائیں تو صوفی ان کی راہ نہ اپنالے بلکہ اس کے بر عکس وہ حقیقت کی راہ چلے اور صحیح راستہ اپنائے ہمت اور دلیری کے ساتھ ان کو صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کرے یعنی عوام وخواص کی صحیح رہنمائی کرے۔ نہ یہ کہ عوام کی خواہشات کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کرے

کسی نے حضرت ابو العباس بن عطاء سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کونوا ربانیین (ربانی بن جاؤ) کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا کہ

اس کا معنی یہ ہے کہ ابو بکر کی طرح ہو جاؤ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو تمام مسلمانوں کے دل لرز گئے لیکن حضرت ابو بکر کے دل کو جنبش نہ ہوئی اور انہوں نے بڑے حوصلہ سے خطبہ دیا..... اور ربانی کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ حوادث عالم بھی جو مشرق و مغرب میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں ان سے اس کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑتا (کتاب اللمع فی التصوف ص ۱۹۴۔ اسوہ صحابہ ص ۲۷۲)

حضرت امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (۶۷۱ھ) نے آپ کے اس بیان سے آپ کی شجاعت وجرات اور آپ کے علم وفہم پر استدلال فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں

هذه الاية أدل دليل على شجاعة الصديق وجرأته فان الشجاعة والجرأة حدهما ثبوت القلب عند حلول المصائب ولا مصيبة أعظم

toobaa-elibrary.blogspot.com

من موت النبی ﷺ فظهرت شجاعته وعلمه (تفسیر القرطبی ج ۴ ص ۲۲۲)

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی جرات و شجاعت کی سب سے مضبوط دلیل ہے اسلئے کہ شجاعت اور جرات در حقیقت مصائب کے وقت دل کی استقامت کا نام ہے اور حضور ﷺ کی وفات سے بڑھ کر اور کونسی مصیبت ہو سکتی ہے سو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق کی نہ صرف یہ کہ شجاعت واضح ہوئی بلکہ ان کے علم کی وسعت بھی سب نے دیکھی ہے۔

حضرت امام محمد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے اس خطبہ کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ان الله عزوجل عمر محمدا وابقاه حتى اقام دين الله واظهر امر الله وبلغ رسالة الله وجاهد اعداء الله حتى توفاه الله وهو على ذلك وترككم على الطريقه فلا يهلك هالك الا من بعد البينة والشفاء والنور فمن كان الله ربه فان الله حى لا يموت فليعبده ومن كان ربه محمدا ويراه الها فقد هلك الهه فاقبلوا ايها الناس واعتصموا بدينكم وتوكلوا على ربكم فان دين الله قائم وكلمته باقية وان الله ناصر دينه ومعز اهله وان كتاب الله عزوجل بين اظهرنا هو النور والشفاء به هدى الله محمدا ﷺ وفيه حلال الله وحرامه ولا والله مانبالى من اجلب علينامن خلق الله ان سيوفنالمسلولة ماوضعناها بعد ولنجاهدن من خالفنا كما جاهدنا مع رسول الله ﷺ فلا ينعين احد الا نفسه (ریاض ج ۱ ص ۱۴۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اے لوگو..... اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ایک عمر عطا فرمائی اور آپ کو ہم میں اتنی دیر تک باقی رکھا کہ آپ نے اللہ کے دین کو قائم اور اللہ کے حکم کے ظاہر و واضح کر دیا اور آپ نے اللہ کے پیغام کو ہم تک پہنچا دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا ۔ حضور ﷺ نے تمہیں ایک سیدھے اور صاف رستہ پر چھوڑا ہے اب اس کے بعد جو ہلاک و گمراہ ہو گا وہ حق و ہدایت کے کھل جانے کے بعد گمراہ ہو گا پس اللہ جس کا رب ہے اسے جان لینا چاہئیے کہ اس کا رب زندہ سلامت ہے اس کو کبھی موت نہیں آسکتی اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اور ان کو معبود سمجھتا تھا تو اسے بھی معلوم ہو جانا چاہئیے کہ اس کا معبود مر چکا ہے۔ اے لوگو اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو تحقیق اللہ کا دین قائم و دائم رہے گا اور اللہ کا کلمہ باقی رہے گا (اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا) اور اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا اور اپنے اہل دین کو عزت دے گا اور اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے اور وہی نور اور دل کی شفاء ہے اسی کے ذریعہ اللہ نے حضور ﷺ کو راستہ بتلایا اور اس میں اللہ کے حلال و حرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے اللہ کی قسم ہمیں اس آدمی کی کوئی پرواہ نہیں جو ہم پر حملہ کریں (مراد اس سے اسلام دشمن قوتیں ہیں) تحقیق ہماری تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور وہ اس کے دشمنوں پر تیار ہیں ہم نے اسے ابھی تک ہاتھوں سے نہیں چھوڑا اور ہم اب بھی اپنے مخالفوں سے اسی طرح لڑیں گے جیسا کہ حضور ﷺ کے ساتھ ہو کر ہم جہاد کرتے رہے پس مخالفوں کو خوب سمجھ لینا چاہئیے اور انہیں اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا چاہئیے (کہ ہم نے ان کے خلاف کاروائی کی تو اس میں خود ان کا قصور ہو گا)

حضور ﷺ کی وفات شریف کے بعد مہاجرین و انصار کے درمیان حضور اکرم ﷺ کی جانشینی کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بحث شروع ہو گئی کہ اب حضور کی جانشینی کون کرے دونوں جماعتیں اپنے اپنے دلائل کی رو سے حضور ﷺ کی جانشینی کے دعویدار تھے جب حضرت ابو بکر صدیق کو یہ خبر ملی کہ لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں تو آپ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو اپنے ساتھ لے کر وہاں پہونچے تو دیکھا کہ انصار کا ایک مقرر تقریر کر رہا ہے اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ خدانخواستہ مہاجرین ان کے حق کا خیال نہیں رکھتے جب اس مقرر نے تقریر ختم کی تو حضرت عمر نے چاہا کہ اٹھ کر کچھ بولیں مگر حضرت ابو بکر نے انہیں روک دیا اور خود کھڑے گئے اور ایسی جامع تقریر کی کہ حضرت عمر دیکھتے رہ گئے تاہم تھوڑی دیر میں یہ معاملہ نہایت خوش فہمی سے حل ہو گیا اور یہاں موجود سب نے حضرت ابو بکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کا جانشین دل و جان سے تسلیم کر لیا اور پھر جب دوسرے دن بیعت عامہ ہوئی تو آپ کے ہاتھ پر کیا مہاجرین اور کیا انصار سب نے بیعت کر لی اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ علامہ حافظ ابن عبد البر (۴۳۶ھ) الاستیعاب میں قیس بن عبادہ سے نقل کرتے ہیں کہ

مجھ سے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کئی شب و روز بیمار رہے ان دنوں میں جب نماز کے لئے اذان ہوتی تھی تو آپؐ فرماتے کہ ابو بکرؓ کو حکم پہنچا دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا جھنڈا ہے اور دین کا رکن ہے لہذا میں نے اپنی دنیا کی پیشوائی کے لئے اس شخص کو پسند کر لیا جس کو رسول خداؐ نے ہمارے دین کی پیشوائی کے لئے پسند فرمایا۔ پس آپؓ نے ابو بکرؓ سے بیعت کر لی۔ (الاستیعاب ج ۲ ص ۲۵۱)

علامہ محمد ابن سعد (۲۳۰ھ) نے بھی اسے نقل کیا ہے

قال علی لما قبض النبی ﷺ نظرنا فی امرنا فوجدنا النبی ﷺ قد

toobaa-elibrary.blogspot.com

قدم ابابکر فی الصلوۃ فرضینا لدنیانا من رضی رسول اللہ ﷺ لدیننا فقدمنا ابابکر (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۸۳)

(ترجمہ) حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی روح مبارک قبض کرلی گئی تو ہم نے امر خلافت کے بارے میں غور کیا پس آپ ﷺ نے ابوبکر کو نماز کے لئے آگے کیا تھا وہ ہمیں اس مسئلہ میں رہنمائی کا ذریعہ بن گیا پس رسول ﷺ نے جس کو ہمارے دین کا پیشوا (نماز کا امام) بنایا تھا ہم نے اس کو اپنی دنیا کا پیشوا بنالیا اور ابوبکر کو ہم نے اس باب میں آگے کرلیا۔

حضرت علی مرتضیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم دیا میں اس وقت کہیں غائب نہ تھا وہیں موجود تھا اور میں تندرست تھا بیمار نہ تھا اگر آپ چاہتے تو مجھے آگے کرسکتے تھے مگر آپ نے حضرت ابوبکر کو آگے کردیا

قدم رسول اللہ ﷺ ابابکر فصلی بالناس وانی لشاھد غیر غائب وانی لصحیح غیر مریض ولوشاء ان یقدمنی لقدمنی فرضینا لدنیانا من رضیہ اللہ ورسولہ لدیننا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۸ ۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۰)

حضرت علی مرتضیٰ اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں

أترانی أکذب علی رسول اللہ ﷺ واللہ لانا أول من صدقه فلااکون أول من کذب علیه فنظرت فی أمری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی واذاالمیثاق فی عنقی (نہج البلاغۃ ص ۸۱ خطبہ ۳۷)

کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں حضور ﷺ پر کوئی غلط بات منسوب کردوں گا قسم خدا کی جب میں آپ کی تصدیق کرنے والوں میں پہلا ہوں تو میں کس طرح پہلا جھٹلانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

والا بن جاؤں میں نے اپنے معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر کیا تو میں نے جانا کہ میرا ابوبکر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت کرنا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے اور میری گردن میں دوسرے کی بیعت کرنے کا عہد بندھا ہوا ہے۔

معروف شیعہ عالم علامہ محمد بن مرتضٰی المعروف فیض کاشانی اپنی تفسیر میں حضرت امام باقرؑ کے حوالہ سے حضرت علی مرتضٰی کا برسر عام یہ بیان نقل فرماتے ہیں کہ

انه استخلف فنشهد على رسول الله ﷺ انه استخلف ابابكر (تفسیر صافی ج ۲ ص ۵۶۲۔ تفسیر قمی ص ۶۲۴)

سو جب یہ بات خود حضرت علی مرتضٰی کی زبانی بیان ہو چکی ہے تو اب خوامخواہ اس میں شک وشبہ پیدا کرنا کہاں کی شرافت ہے۔ علاوہ ازیں خود حضرت ابوبکر صدیق نے بھی سب لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا کہ

والله ماكنت حريصا على الامارة يوما ولاليلة قط ولاكنت فيها راغبا ولا سألتها الله عزوجل فى سر وعلانية ولكنى أشفقت من الفتنة ومالى فى الامارة من راحة ولكن قلدت أمرا عظيما مالى به من طاقة ولايد الا بتقوية الله عزوجل ولوددت ان أقوى الناس عليها مكانى اليوم (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۰)

خدا کی قسم میں امارت کا کبھی لالچی نہیں ہوا کسی دن میں اور نہ رات میں کبھی اور میں کبھی بھی اس کی طرف راغب نہیں ہوا اور نہ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ اور ظاہر میں اس کا سوال کیا لیکن میں فتنے کے پیدا ہونے سے ڈرا اور حال یہ ہے کہ مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں لیکن مجھے ایک امر عظیم کا مکلّف کیا گیا جس کی مجھ میں قوت اور طاقت نہیں ہے مگر اللہ کے قوت بخشنے سے اور میں تو اس کو پسند کر رہا تھا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میرے آج کے مقام پر سب لوگوں سے زیادہ قوی شخص ہو (یعنی عمرؓ اس ذمہ داری کو اٹھا لیتے تو اچھا تھا)

آپ کی یہ بات سن کر مہاجرین نے آپ کی تائید کی اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت علی مرتضٰی نے کہا کہ حضرت ہم ناراض نہیں ہیں البتہ اچھا ہو تا کہ آپ ہمیں بھی مشاورت میں شامل کر لیتے

وانا نری أبابکر أحق الناس بهابعد رسول الله ﷺ انه لصاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعلم بشرفه وکبره ولقد أمره رسول الله ﷺ بالصلاة بالناس وهو حی (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۰)

بیشک ہم کو معلوم ہے کہ حضرت ابو بکر بلا شبہ خلافت کے حقدار ہیں اسلئے کہ آپ حضور ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں آپ ثانی اثنین ہیں اور ہم آپ کے شرف اور بزرگی کو جانتے ہیں بیشک حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں آپ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

جن روایات سے حضرت علی کا دیر میں بیعت کرنے کا ذکر ہے اولا تو وہ روایت منقطع ہے (دیکھئے سنن کبری للبیھقی ج ۶ ص ۳۰۰) اس لئے درست بات یہی ہے کہ اس وقت جن لوگوں نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت فرمائی ان میں حضرت علی مرتضٰی اور حضرت زبیر بھی موجود تھے (البدایہ ج ۵ ص ۲۴۹) اور اگر چھ ماہ تاخیر والی روایت کو تسلیم کیا جائے تو وہ در حقیقت تاکید بیعت تھی اور یہ بیعت اسلئے کی گئی تا کہ ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے جو سمجھتے تھے کہ حضرت علی مرتضٰیؓ نے ابھی تک بیعت نہیں کی ہے یا ان کے دل میں کوئی بوجھ اور تکدر ہے۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

انه بایعه بیعة ثانیة مؤکدة للاولی (فتح الباری ج ۷ ص ۳۷۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ہی بتائیں کہ اگر حضرت علی مرتضیٰؓ شروع دن سے ہی آپ سے ناراض ہوتے اور اپنے دل میں کسی قسم کا کوئی بوجھ لئے ہوتے تو کیا وہ آپ کے پیچھے کبھی نماز ادا کرتے آپ کے بہت سے معاملات میں کیا کبھی مشاورت کرتے ؟ نہیں۔ جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کے مشیر ووزیر کی حیثیت سے آپ کی معاونت فرماتے رہے اور ہمیشہ آپ کا ادب واحترام فرماتے رہے ہیں حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

وهذا حق فان علی ابن أبی طالب لم یفارق الصدیق فی وقت من الاوقات ولم ینقطع فی صلوة من الصلوات خلفه (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۴۹)

اور یہ حق ہے بیشک حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابوبکر کو کسی وقت بھی نہیں چھوڑا ہمیشہ ساتھ رہے اور آپ نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نمازوں میں کبھی علیحدگی اختیار نہیں کی۔

یہ صحیح ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سب صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں ہر صحابی اپنے اندر روشنی لئے ہوئے ہے ان میں سے کسی کے پاس اندھیرا نہیں مگر ان سب نے حضرت ابوبکر صدیق کو بالاتفاق اس لئے خلافت کے لئے آگے کیا کہ ان کے نزدیک آپ سے بڑھ کر اور کوئی نہ تھا اگر ان کے ہاں آپ سے بڑھ کر کوئی بھی ہوتا تو وہ ضرور انہیں ہی آگے کرتے اور انہیں حضور ﷺ کا نائب اور جانشین بنادیتے حضرت امام شافعی (۲۰۴ھ) نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے آپ فرماتے ہیں

اجمع الناس علی خلافة ابی بکر رضی الله عنه لانهم لم یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من أبی بکر (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۹۱)

تمام صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت پر اسلئے اتفاق واجماع کر لیا تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ آسمان کے نیچے حضرت ابوبکر صدیق سے بہتر اور کوئی آدمی نہ تھا جسے وہ خلیفہ بناتے۔

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر قرآن کے اشارات

معلوم ہونا چاہئیے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے لئے قرآن کریم کی بعض آیات میں اشارے پائے گئے ہیں اور وہ واقعات بعد میں پیش آئے جس نے اس بات کی تصدیق کردی کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا واضح اشارہ دے رہی تھیں شیخ بخاری حضرت امام ابوبکر بن عیاش (۱۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ

ابوبکر الصدیق خلیفة رسول الله فی القرآن لان الله تعالی یقول للفقراء المهاجرین الذین ..... الی قوله.....أولئك هم الصادقون فمن سماه الله صادقا فلیس یکذب وهم قالوا یا خلیفة رسول الله قال ابن کثیر استنباط حسن (تاریخ الخلفاء ص ٦٦)

حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا (پ ۲۸ الحشر آیت ۸) اس میں اللہ نے صحابہ کی جماعت کو صادقون فرمایا ہے سو جن کو اللہ سچے کہیں وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے اور صحابہ سب کے سب حضرت ابوبکر صدیق کو اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کہہ کر بلاتے تھے امام حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ استنباط خلافت نہایت ہی عمدہ ہے۔

علاوہ ازیں دیگر علماء نے بھی واضح کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے قرآن کریم میں اشارے پائے جاتے ہیں نیز قرآن کریم کی روشنی میں آپ کی خلافت بالکل برحق اور صحیح ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ

علامہ جویبر نے قرآن کریم کی سورہ فتح کی آیت (قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید ..... پ۲۶ الفتح آیت نمبر ۱۶) میں مخلفین سے قبیلہ بنو حنیفہ مراد لیا ہے جبکہ امام ابن ابی حاتم اور امام قتیبہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کی واضح دلیل ہے اسلئے کہ آپ ہی نے مرتدین سے جنگ کی ہے

هذه الاية حجة على خلافة الصديق لانه الذى دعا الى قتالهم (تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

حضرت امام ابوالحسن الاشعری (۳۳۴ھ) فرماتے ہیں میں نے شیخ ابوالعباس بن شریح کو فرماتے سنا ہے کہ

خلافة الصديق فى القرآن فى هذه الاية قال لان أهل العلم أجمعوا على انه لم يكن بعد نزولها قتال دعوا اليه الا دعاء أبى بكر لهم وللناس الى قتال أهل الردة ومن منع الزكوة قال فدل ذلك على وجوب خلافة أبى بكر وافتراض طاعته اذ أخبر الله ان المتولى عن ذلك يعذب عذابا اليما قال ابن كثير ومن فسر القوم بانهم فارس والروم فالصديق هو الذى جهز الجيوش اليهم وتمام أمرهم كان على يد عمر وعثمان وهما فرع الصديق ۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا ثبوت قرآن کی اس آیت سے بالکل واضح ہے کیونکہ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے دور کے علاوہ کوئی وقت ایسا نہ آیا کہ جہاں لوگوں کو قتال کے لئے آواز دی جائے کہ وہ مرتدین اور ان لوگوں کے خلاف

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنگ کریں جنہوں نے زکوۃ دینے سے اپنے آپ کو روک رکھا ہے نیز اس آیت سے حضرت ابوبکر کی خلافت کے واجب ہونے اور ان کی اطاعت کے ضروری ہونے کی دلیل واضح ہو گئی ہے اور اللہ تعالی نے اس میں یہ بھی بتادیا کہ جو اس سے منہ موڑے گا اسے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا حافظ ابن کثیر نے لکھتے ہیں کہ بعض حضرات نے اس سے روم اور فارس کے لوگ مراد لئے ہیں جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے لشکر تیار کیا اور فوج کشی کی اور اس کی فتح کا سہرا حضرت عمر اور حضرت عثمان کے سر رہا اور یہ دونوں حضرت صدیق کی خلافت اول ہی کے پر توہی تو تھے۔ ﴿ فجزاه الله تعالى عنا وعن سائر المسلمين احسن الجزاء ﴾

☆..... حضور اکرم ﷺ کی جانب سے خلافت صدیقی کے اشارات

یہ صحیح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی کا نام لے کر یہ نہیں بتایا کہ میرے بعد میرا جانشین فلاں اور فلاں ہوگا۔ اگر آپ اپنی حیات میں یہ بات فرمادیتے اور کسی کو متعین کردیتے تو ظاہر ہے کہ آپ کے وصال پر کسی قسم کے مشورہ کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہی خلافت کے لئے صحابہ کرام کا کہیں اجتماع ہوتا۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی حیات میں کچھ ایسے اشارات ضرور دئے ہیں جن سے پتہ چل رہا تھا کہ آپ اپنے بعد کس کے بارے میں زیادہ خواہش رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میرے بعد میری امت کی قیادت وہی کرے۔ حضور اکرم ﷺ کی احادیث اور آپ کے عملی پیغامات بتاتے ہیں کہ آپ اپنے بعد جس کے بارے میں تمنا رکھتے تھے وہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی ذات والا صفات ہے جو شروع سے لے کر آخر تک حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چلے ہیں اور کوئی ایسا موقع نہیں آیا جہاں آپ حضور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ﷺ سے کبھی علیحدہ رہے ہوں یہی وجہ ہے خود حضور ﷺ کو بھی ان پر کامل اعتماد رہا ہے علامہ حافظ ابن عبدالبر مالکی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

واستخلفه رسول الله ﷺ على امته من بعده بما اظهر من الدلائل البينة على محبته فى ذلك وبالتعريض الذى يقوم مقام التصريح لم يصرح بذلك لانه لم يؤمر فيه بشئى وكان لايصنع شيئا فى دين الله الا بوحى والخلافة ركن من اركان الدين ومن الدلائل الواضحة على ماقلنا.....الخ (استیعاب ج ۲ ص ۲۴۹)

حضرت امام حافظ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں قرآن کریم کی سورہ المائدہ کی آیت (۵۴) کی رو سے بتایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت اپنے وقت پر بالکل برحق ہے اور قرآن کی یہ آیت اس پر پہلے ہی اشارہ دے چکی ہے۔ پھر آپ نے چند احادیث اور ائمہ کے اقوال سے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے (دیکھئے تاریخ الخلفاء ص ۶۱)

آیئے ہم یہاں حضور اکرم ﷺ کی احادیث سے یہ معلوم کریں کہ آپ نے اپنے بعد کس کی خلافت کے اشارے دیئے ہیں

☆..... حضرت ابوبکر صدیق کو نماز کی امامت کا حکم دینا

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ جب بیمار ہوئے تو آپ نے مسلمانوں کی امامت کے لئے حضرت ابوبکر صدیق کو منتخب فرمایا اور آپ حضور ﷺ کے حکم اور حسب خواہش مسلمانوں کی امامت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے آپ نے سترہ نمازوں کی امامت فرمائی ہے (البدایہ ج ۵ ص ۲۳۵) ایک مرتبہ آپ کے آنے میں کچھ دیر ہوگئی تو لوگوں نے حضرت عمر

toobaa-elibrary.blogspot.com

فاروق سے نماز پڑھانے کی گذارش کی حضرت عمر آگے بڑھنے لگے حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ ابوبکر ہی نماز پڑھائیں گے اللہ تعالیٰ اور اہل اسلام کو ابوبکر کے سوا کسی کی امامت منظور نہیں وہی نماز پڑھائیں۔

لا لا لایابی اللہ والمسلمون الا ابابکر یصلی بالناس ابوبکر (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

علامہ مجد الدین مبارک بن محمد الجزری (۶۰۶ھ) اس قسم کی روایات پر لکھتے ہیں کہ یہاں مسئلہ حضرت عمر فاروق کے نماز پڑھنے پڑھانے کا نہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد میں در حقیقت حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت اور آپ کی نیابت وجانشینی کی طرف اشارہ فرمایا ہے یا پھر آنحضرت ﷺ یہ بھی بتانا چاہتے ہوں کہ حضرت ابوبکر تمام لوگوں میں قدر و منزلت اور علم و عمل کے اعتبار سے سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور مسلمان نہیں چاہیں گے کہ کوئی دوسرا نماز کی امامت کرائے۔ آپ لکھتے ہیں

فیه نوع دلالة علی خلافة ابی بکر رضی الله عنه لان هذا القول یعلم منه ۔ ان المراد به لیس نفی جواز الصلوة خلف عمر کیف وهی جائزة خلف غیره منْ احاد المسلمین ممن هو دون عمر؟ وانما اراد به الامامة التی هی الخلافة والنیابة عن النبی ﷺ فلذلك قال فیه یابی الله والمسلمون وعلی انه یجوز ان یکون اراد بهذا القول ان الله یابی والمسلمون ان یتقدم فی الصلوة احد علی جماعة فیهم ابوبکر حیث هو اکبرهم قدرا ومنزلة وعلما فان التقدم علیه فی مثل الصلاة التی هی اکبر اعمال الاسلام واشرفها مما یاباه الله

toobaa-elibrary.blogspot.com

والمسلمون وهذا صريح الدلالة والاول مفهوم من اللفظ (جامع الاصول فی احادیث الرسول ج ۸ ص ۵۹۴)

حضرت امام ابو جعفر احمد محب الطبری (۶۹۴ھ) ان روایات پر لکھتے ہیں

وهذا مما یؤدی ماذکرناه من الاستدلال بتقدیمه اما ما فی الصلوة علی الاشارة الی الخلافة وان رضاهم به خلیفة انما کان لکونه ﷺ رضیه لامامة الصلاة (ریاض النضرة ج ۱ ص ۲۱۹)

حضرت علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان (۷۳۹ھ) نے ارشاد نبوی ﴿مروا أبابکر فلیصل بالناس﴾ پر یہ باب باندھا ہے

ذکر خبر فیه دلیل علی أن الخلیفة بعد رسول الله ﷺ کان ابوبکر رضی الله عنه دون غیره من أصحابه (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۳)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) اس پر لکھتے ہیں

قال العلماء فی هذ الحدیث اوضح دلالة علی ان الصدیق افضل الصحابة علی الاطلاق واحقهم بالخلافة واولاهم بالامامة (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

علماء کرام فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ میں افضل ترین اور خلافت کے زیادہ مستحق اور امامت کے لئے سزاوار ہیں

خود حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت ابوبکر نماز کی امامت فرمایا کرتے تھے ان دنوں میں وہیں حاضر تھا بیمار بھی نہ تھا تاہم رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو مسلمانوں کی امامت کے لئے حکم فرمایا سو جب آپ نے انہیں ہمارے دین کی امامت کے لئے منتخب و پسند

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمالیا تو ہم نے بھی اپنی دنیا یعنی خلافت و حکومت کے لئے آپ کو پسند کرلیا (دیکھئے اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۶۴)

حضور ﷺ کی جانشینی کے اس نازک موقع پر جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا گیا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو انہوں نے بھی حضور ﷺ کی زندگی میں حضرت ابوبکر کی امامت سے استدلال کیا اور کہا کہ ان کے ہوتے ہوئے میں کس طرح آگے بڑھ سکتا ہوں۔

ماکنت لأتقدم بینه یدی رجل امره رسول الله ﷺ ان یومنا فأمنا حتی مات (ریاض ج ۱ ص ۲۱۹)

آپ نے کہا کہ یہ بات کرنے سے پہلے کچھ سوچ تو لیا ہوتا کیا تم لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کروگے حالانکہ تم میں ابوبکر صدیق ہیں جو ثانی اثنین ہیں

أتبایعنی وفیکم الصدیق وثانی اثنین (صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۳۳)

پھر ایک مرتبہ حضرت علی نے یہ فرماکر حضرت ابوبکر کے مقام کو سب پر واضح فرمادیا کہ

لاینبغی لقوم فیهم ابوبکر ان یومهم غیره (جامع ترمذی ج ۲ ۲۰۷)

جس قوم میں ابوبکر جیسی شخصیت موجود ہو اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور شخص امامت کرے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق یوں تو اولیت ایمان قوت و ثقاہت اور بصیرت و فراست کے اعلیٰ مقام پر تو تھے ہی آپ علم میں بھی بہت اونچے مقام پر کھڑے تھے اور یہ علم قرآن و سنت کا ہی علم تھا امام شیخ ابوالحسن اشعری (۳۳۴ھ) لکھتے ہیں

تقدیمه له دلیل علی انه أعلم الصحابة وأقراهم (البدایہ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۳۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور ﷺ کا ابو بکر کو نماز میں آگے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے اور قرآن کے ساتھ سب سے زیادہ مشتغل تھے

غور کیجئے کہ حضور اکرم وحی الٰہی کی رو سے اپنے تمام احکام مرتب اور صادر فرماتے تھے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ابو بکر کو امامت کے شرف سے مشرف کریں اور اللہ تعالیٰ کی اس میں مرضی و رضاء شامل نہ ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ پر نماز کے لئے اگر کسی کو مقرر فرمائیں تو وہ ابو بکر صدیق ہی ہوں۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ..... آپ نے اپنی بیماری میں ابو بکر کو امام (کس لئے) بنایا ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے اللہ کا حکم تھا کہ اس کو آگے کیا جائے

انت اذا مرضت قدمت ابابکر قال لست انا اقدمه ولکن الله یقدمه (تاریخ الخلفاء ص ۶۴)

پھر یہ صرف ایک دو نماز کی بات نہیں ہے جتنے دن آپ ﷺ بیمار رہے آپ کے حکم سے حضرت ابو بکر صدیق نماز پڑھاتے رہے یہاں تک حضور ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

یہ بات کس سے پوشیدہ ہو گی کہ دینی کاموں میں سب سے اہم نماز کا مقام ہے آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے حضرت ابو بکر صدیق کو منتخب فرمایا کہ اس اہم ذمہ داری کو وہ نبھائیں اور آپ کے دوسرے صحابہ ان کے پیچھے رہیں اور نماز ادا کریں کیا آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نماز کی امامت فرماتے ہوں گے حضرت علی مرتضیٰ ان نمازوں میں آتے ہی نہ ہوں گے؟ یقین مانئے کہ حضرت علی مرتضیٰ اسی طرح آپ کے پیچھے نماز ادا فرماتے تھے جس طرح دوسرے صحابہ ادا کرتے تھے اور ان سب کو یہ بات معلوم تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق کو امامت کا حکم حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے۔ سو اس سے صاف

toobaa-elibrary.blogspot.com

ظاہر ہے کہ آپ چاہتے تھے کہ دوسرے امور (دینی ہو یا دنیوی) میں بھی حضرت ابو بکر صدیق اس امت کی قیادت کریں اور دوسرے سب لوگ ان کے پیچھے چلیں آپ کا کہنا اللہ ہی کا کہنا ہے اور اللہ ہی نے آپ کی اس دلی خواہش کو عملا پورا فرمادیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا

ماقدمت ابابکر وعمر ولکن اللہ قدمھما (جامع صغیر ص ۴۸۶)

میں نے ابو بکر اور عمر کو آگے نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالی نے ان کو آگے رکھا ہے

جامع صغیر کے شارح حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی اس پر لکھتے ہیں

ای مااشرت بتقدیھما للخلافۃ او مااخبرکم بانھما افضل من غیرھما او ماقدمتھما علی غیرھما فی المشورۃ او فی صدور المحافل او نحو ذلک ولکن اللہ قدمھما (فیض القدیر ج ۵ ص ۵۸۸ ۔ سراج المنیر ج ۴ ص ۲۰۶)

یعنی یہ صرف میں نے ان دونوں کی خلافت کا اشارہ نہیں دیا یا میں نے صرف نہیں بتلایا کہ یہ دونوں سب سے افضل ہیں یا میں نے ان دونوں کو مشورہ لینے اسی طرح دوسری مجالس و محافل وغیرہ میں سب پر مقدم نہیں کیا بلکہ یہ اللہ تعالی کا حکم تھا اور اسی کے حکم سے میں نے ان دونوں کو ہر معاملے میں سب سے آگے رکھا ہے

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لئے وصیت تحریر فرمانے کی خواہش

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جن دنوں بیمار تھے تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادعی لی اباك واخاك حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمنی ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳)

اے عائشہ جاؤ اپنے والد اور اپنے بھائی کو بلا لاؤ تاکہ میں ان کو ایک تحریر لکھ دوں میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا (خلافت کی) آرزو نہ کرے اور کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں اور اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اور اہل ایمان بھی انکار کرتے ہیں سوا ابوبکر کے (اور کسی کی خلافت کے)

کنز العمال کی روایت میں حضرت ابوبکر صدیق کے نام کی صراحت بھی ملتی ہے آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا

ایتنی بکتف حتی أکتب لابی بکر کتابا لایختلف علیه من بعدی فلما قام عبدالرحمن قال رسول اللہ ﷺ أبی اللہ والمؤمنون أن یختلف علی أبی بکر الصدیق (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۹)

اس سے واضح ہے کہ حضور ﷺ اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر آپ کے نائب ہوں اسی خواہش کے پیش نظر آپ نے ایک تحریر لکھنے کا بھی ارادہ فرمالیا تھا مگر جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع مل گئی کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی یہی ہے اور اہل ایمان بھی ان کی خلافت کے سوا اور کسی کی خلافت قبول نہ کریں گے تو آپ مطمئن ہو گئے اور اب کسی تحریر کی ضرورت باقی نہ رہی شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

وعلم ان اللہ یجمعهم علی ماعزم علیه کما قال ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۲۵)

آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

والتحقيق أن النبی ﷺ دل المسلمين على استخلاف أبی بكر وأرشدهم اليه بأمور متعددة من أقواله وأفعاله وأخبر بخلافته اخبار راض بذلك حامد له وعزم على أن يكتب بذلك عهدا ثم علم من المسلمين يجتمعون عليه فترك الكتاب اكتفاء بذلك ثم عزم على ذلك فی مرضه يوم الخميس ثم لما حصل لبعضهم شك هل ذلك القول من جهة المرض أوهو قول يجب اتباعه ؟ ترك الكتابة اكتفاء بما علم ان الله يختاره والمؤمنون من خلافة أبی بكرؓ (منهاج ج ا ص ۵۱۷)

ایک اور روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ لکھوانے کا ارادہ فرما چکے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ رہنے دو خدا نہ کرے کہ ابو بکر کی خلافت کے بارے میں کسی کو اعتراض و اختلاف ہو

دعيه معاذ الله ان يختلف المؤمنون فی ابی بكر (رواہ احمد تاریخ الخلفاء ص ۶۲)

معروف حنفی عالم حضرت علامہ صدر الدین علی بن علی (۷۹۲ھ) نے حضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد کی رو سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت نص خفی سے ثابت ہے اور یہ حدیث ان میں سے ایک ہے۔ (دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ ص ۴۰۳)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ ربہ الباری (۱۰۱۴ھ) بھی لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد اور آپ کی عملی تعلیم سے صحابہ کرام نے آپ کو خلیفہ قبول فرمایا ان کو معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ آپ کی خلافت پر راضی ہیں اور آپ نے عزم کیا تھا کہ اس بات پر تحریر بھی لکھ دی جائے لیکن جب آپ ﷺ کو پتہ چلا کہ اہل اسلام حضرت ابو بکر کی خلافت پر متفق ہو جائیں گے اور اللہ کی منشاء بھی یہی ہے تو پھر آپ نے تحریر نہ لکھی

فانه دل المسلمين على استخلاف ابی بكر بالفعل والقول واختاره

toobaa-elibrary.blogspot.com

لخلافته اختيار راض بذلك وعزم على أن يكتب بذلك عهدا هنالك ثم علم أن المسلمون يجتمعون عليه فترك الكتابة اكتفاء بارادة الله تعالى ..... (شرح الفقہ الاکبر ص ۹۷)

حضرت امام سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) نے یہی بات بہت سے اہل علم سے بھی نقل فرمائی ہے حضرت ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں

وقد حكى سفيان بن عيينه عن اهل العلم قبله انه ﷺ اراد ان يكتب استخلاف ابى بكر رضى الله عنه ثم ترك ذلك اعتمادا على علمه من تقدير الله تعالى ذلك كما هم بالكتابة فى أول مرضه حين قال واراساه ثم ترك الكتابة وقال يابى الله والمؤمنون الا ابابكر وذلك بسبب استخلافه ابابكر فى الصلوة (مرقات شرح مشکوۃ ج۹ ص ۳۸۵۱)

سو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کہ میں حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے لئے ایک تحریر لکھ دوں بتاتا ہے کہ آپ حضرت ابو بکر کی خلافت بلا فصل چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس پر مختلف پیرائے میں اشارے دئے ہیں۔

☆..... سائلین کو اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آنے کی اطلاع دینا

حضرت جبیر بن معظم کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بیمار تھے ان دنوں ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کوئی بات کرنا چاہی آپ نے اسے پھر آنے کے لئے فرمایا وہ کہنے لگی کہ اگر میں پھر آؤں اور آپ نہ ملیں تو میں کیا کروں آپ ﷺ نے اس پر فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو پھر حضرت ابو بکر کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

پاس چلی آنا

ان لم تجدینی فاتی ابابکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳)

(نوٹ) شیعہ حضرات کی کتاب تلخیص الشافی کے ج ۳ ص ۳۹ میں بھی یہ واقعہ منقول ہے اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے کہ وہ خاتون حضور ﷺ سے کوئی دینی مسئلہ پوچھنے کے لئے نہ آئی تھی اگر مسئلہ دینی ہوتا تو آپ اسے اسی وقت مسئلہ بتادیتے اور اس کی مشکل کا حل نکل آتا یہ اس طرح کا ایک معاملہ تھا کہ جس میں سربراہ کے پاس آنے کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف آنے کا حکم دے کر کیا یہ اشارہ نہیں دے دیا تھا کہ میرے بعد جانشین ابوبکر ہوں گے ؟ اگر آپ کے ذہن مبارک میں کسی اور کا نام ہوتا تو آپ کبھی یہ نہ فرماتے کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی آنا۔ آپ کا یہ ارشاد حضرت ابوبکر کی خلافت بلکہ خلافت بلا فصل کی خبر دے رہا ہے۔ حضرت امام شافعی (۲۰۴ھ) اس حدیث پر فرماتے ہیں

فی هذاالحدیث دلیل علی ان الخلیفة بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم أبوبکر (الاستیعاب ج ۲ ص ۲۴۹ لابن عبدالبر)

علامہ امیر الدین علی بن بلبان (۷۳۹ھ) نے اس حدیث پر درج ذیل باب باندھا ہے اور بتایا ہے کہ اس سے حضرت ابوبکر کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا ہے

ذکر الخبر الدال علی أن الخلیفة بعد رسول الله کان ابوبکر الصدیق رضی الله عنه (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۰)

علامہ ابو جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری (۶۹۴ھ) نے بھی اس روایت پر یہ باب باندھا ہے اور انہوں نے بھی اس سے ابوبکر صدیق کی خلافت مراد لی ہے۔

ذکر اختصاصه بالحوالة علیه بعد وفاته تنبیها علی خلافته وانه

toobaa-elibrary.blogspot.com

القائم بعده (ریاض النضرۃ ج ا ص ۱۷۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

اس میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت پر اشارہ ہے (بلکہ قریب بصراحت ہے) (وعظ۔اجر الصیام من غیر انصرام ص ۱۶)

امام ابن حزم (۴۵۸ھ) نے تو اس بیان سے حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کو نص جلی سے ثابت کہا ہے

وهذا نص جلی علی استخلاف أبی بکر (الفصل فی الملل والاهواء والنحل ج ۴ ص ۱۷۶۔ منہاج السنۃ ج ا ص ۴۹۶)

حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ حضور ﷺ کے مرض الوفات یعنی آخری دنوں کا ہے

والظاهر والله اعلم انها انما قالت ذلك له علیه السلام فی مرضه الذی مات فیه صلوات الله وسلامه علیه (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۲۸)

سو آنحضرت ﷺ نے بتادیا تھا کہ آپ کے بعد لوگ کس کی طرف رجوع کریں اور اپنے مسائل کے سلسلے میں وہ کن کے پاس آیا کریں حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ مجھے قبیلہ بنو مصطلق کے لوگوں نے حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ پوچھو ہم اپنی زکوۃ آپ کے بعد کس کو بھیجا کریں آپ کے بعد اس کا ذمہ دار پھر کون ہوگا حضرت انس کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ وہ اپنی زکوۃ حضرت ابو بکر کو بھیجیں

فقالو سل لنا رسول الله ﷺ الی من ندفع صدقاتنا بعدك؟ قال فاتیته فسالته فقال الی ابی بکر فاتیتهم فاخبرتهم فقالوا ارجع الیه فسئله فان حدث بأبی بکر حدث فإلی من ؟ فاتیته فسالته فقال الی

toobaa-elibrary.blogspot.com

عمر فاتیتهم فاخبرتهم فقالوا ارجع الیه فسله فان حدث بعمر حدث فالی من ؟فاتیته فسالته فقال الی عثمان فقالوا ارجع الیه فسله فان حدث بعثمان حدث فالی من فاتیته فسالته فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لکم الدهر تبا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۸۲)

میرے بعد اپنی زکوۃ ابوبکر کو بھیجنا میں نے جاکر ان کو خبر کردی انہوں نے کہا کہ حضور سے پوچھیں کہ اگر ابوبکر نہ رہیں تو پھر کس کو ہم بھیجا کریں انس بن مالک نے حضور ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عمر کے پاس بھیجنا.....الحدیث

امام اسماعیلی نے معجم میں سہل بن ابی حثمہ سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے بیعت کی بعد ازاں اس نے پوچھا کہ اب اگر میں کسی کام کے لئے آؤں تو میرا کام کون پورا کرے گا آپ نے فرمایا ابوبکر۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر ابوبکر نہ ہوں تو ان کے بعد کس کے پاس جاؤں آپ نے فرمایا عمر کے پاس آنا۔

فساله إن اتی علیه أجله من یقضیه فقال أبوبکر ثم ساله من یقضیه بعده قال عمر رضی الله عنه ..... الحدیث (عمدۃ القاری بشرح البخاری ج ۱۶ ص ۱۷۹)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں

شواہد النبوت میں ایک شخص کا واقعہ مذکور ہے کہ جس کو حضور ﷺ نے چند اونٹوں کے بوجھ کی مقدار کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر اور ابوبکر کے بعد عمر اور عمر کے بعد عثمان تجھے دیتے رہیں گے

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ کسی نے چند اونٹ حضور ﷺ کے ہاتھ فروخت کئے اور حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو ابوبکر ان کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

قیمت دے گا اور اگر ابو بکر پر حادثہ پڑ جائے تو عمر دے گا (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۰۵)

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ حضرت جبیر بن مطعم سے مروی حدیث پر لکھتے ہیں

یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے خلافت حضرت صدیق کی طرف راجع ہو گی کیونکہ بیت المال میں تصرف اور پیغمبر کے وعدوں کو پورا کرنا خلیفہ کے خواص میں سے ہے (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۰۳)

اس سے واضح ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کو مختلف پیرائے میں بیان فرمایا ہے اور سوال کرنے والوں کو بھی آپ نے اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا تھا کیا اس میں حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت بلکہ خلافت بلا فصل کا واضح بیان نہیں ہے ؟

☆..... حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کی اقتداء کا نبوی حکم

☆..... حضرت حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں تم لوگوں میں کب تک (زندہ) رہوں سو تم ان کی (آپ نے ایک جانب اشارہ کیا) پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۵۵۳)

یہ کون ہیں ؟ جن کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں

واشار إلى أبى بكر وعمر (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷ مسند احمد ج ۶ ص ۵۵۸)

آپ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی جانب اشارہ کیا

آپ ﷺ نے فرمایا

اقتدوا بالذين بعدى أبوبكر وعمر (مسند الامام الطحاوی ج ۲ ص ۲۴۳)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا

فانهما حبل الله الممدود فمن تمسك بهما تمسك بالعروة الوثقى لانفصام لها (مرقات ج۱۱ص۳۱۶)

اسلئے کہ یہ دونوں اللہ کی لمبی (پھیلائی ہوئی مضبوط) رسی ہیں سو جس نے ان دونوں سے تمسک کیا اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں

شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ اس پر لکھتے ہیں

اخبر انهمامن بعده وأمر بالاقتداء بهما فلوكانا ظالمين أوكافرين فى كونهما بعده لم يامر الاقتداء بهما فانه لايامر بالاقتداء بالظالم فان الظالم لايكون قدوة يؤتم به بدليل قوله تعالى لاينال عهدى الظالمين فدل على ان الظالم لايؤتم به والائتمام هو الاقتداء فلما أمربالاقتداء بمن بعده والاقتداء هوالائتمام مع اخباره انهما يكونان بعده دل على أنهما إمامان بعده (منهاج السنۃ ج۸ ص۳۶۲)

جامع صغیر کے شارح حضرت علامہ علی بن احمد عزیزی (۱۰۷۰ھ) اس حدیث پر لکھتے ہیں

اى اقتدوا بالخليفتين الذين يقومان من بعدى لحسن سيرتهما وفيه إشارة الى الخلافة وان أبابكر مقدم على عمر (السراج المنیر ج۱ ص۲۶۷)

ان دونوں خلفاء کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے ان کی اچھی سیرتوں کی وجہ سے اور اس میں خلافت کا اشارہ کیا گیا اور حضرت ابوبکر کو حضرت عمر پر مقدم کرکے بتایا گیا کہ حضرت ابوبکر پہلے خلیفہ ہوں گے

جامع صغیر کے شارح علامہ عبدالرؤف مناوی (۱۰۳۱ھ) بھی لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

وإيماء لكونهما الخليفتين بعده (فیض القدیر ج ۲ ص ۷۲)

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے یہاں ایک بڑے گہرے نکتے کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور بتایا کہ حضور ﷺ کے ارشاد اقتدوا میں خلافت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں۔

مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی جو میرے بعد میرے قائم مقام ہوں گے اس لئے کہ صلہ تخصیص اور تعیین کیا کرتا ہے موصول کی۔ اور حضور ﷺ کے قائم مقام ہوئے بغیر صرف ان دو حضرات کا وجود ان دونوں کا مخصص اور معین نہیں ہو سکتا اور صلہ کو ایسا ہونا چاہئیے کہ اس کے ذریعہ سے مخاطبین موصول کو پہچان لیں تو معلوم ہو گیا کہ (اقتدوا کا حکم سننے سے پہلے) مخاطبین رؤیائی قلیب اور اس جیسی باتیں سن چکے تھے اور (امر اقتدوا میں) اقتداء سے مراد امور خلافت میں اقتداء ہے کیونکہ اقتداء کو متعلق کرنا ایسے لفظ کے ساتھ جو خلافت کی جانب اشارہ کرتا ہو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں اقتداء سے وہ اقتداء مراد ہے جو رعیت خلیفہ کی کرتی ہے اسی حدیث میں تعلیم قرآن وغیرہ کو دوسروں کے حوالہ کیا گیا ہے پس ان کی اقتداء سے جو مراد ہے وہ تعلیم اور فتوی کی اقتداء سے الگ ہے اور وہ استخلاف کے سوا اور کچھ نہیں اس لئے یہ حدیث اس پر دلالت کر رہی ہے کہ قوم پر ان کی انقیاد واطاعت بجہت خلافت واجب ہے (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۰۱)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے آپ کی اس خواہش کا پتہ چلتا ہے کہ حضور اپنے بعد کس کو اور کس ترتیب سے اپنا جانشین دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے جس بات کی تمنا فرمائی اللہ تعالی نے اسی طرح آپ کی تمنا پوری کی پہلے حضرت ابوبکر آپ کے جانشین ہوئے پھر حضرت عمر نے خلافت کی اور اس کا حق ادا کر دیا فجزاهما الله احسن الجزاء

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حضور ﷺ کے بعد کنویں سے ڈول کھینچنا

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک کنویں پر تھا پانی نکال رہا تھا اتنے میں ابو بکر اور عمر آئے اور ابو بکر نے ڈول لیا ایک دو ڈول کھینچے وہ بھی کمزوری کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب نے ابو بکر کے ہاتھ سے ڈول لے لیا وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ہو کر چرسہ سا بن گیا پھر میں نے تو ایسا طاقت ور آدمی لوگوں میں نہیں دیکھا جو ان کا سا کام کرے (یعنی اتنا پانی کھینچا اور لوگوں کو پلایا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو خوب پلا کر بٹھلانے کی جگہ میں لے گئے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۹)

اس حدیث میں حضور ﷺ کے ہاتھوں حضرت ابو بکر صدیق کا ڈول لینے اور ان کے ہاتھوں پھر حضرت عمر فاروق کا ڈول لینا اور اس سے ایک بڑی مخلوق خدا کا نفع پانا میں بھی اس جانب اشارہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق حضور اکرم ﷺ کے پہلے جانشین ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عمر مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ حضور ﷺ نے صراحتاً تو حضرت ابو بکر کے بارے میں نہیں فرمایا لیکن حضرت عمر کا حضرت ابو بکر کے ہاتھوں ڈول لینا ضرور بتایا ہے ظاہر ہے کہ اس میں حضرت عمر کی خلافت کا ہی اشارہ نہیں بلکہ حضرت ابو بکر کی خلافت بلا فصل کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے نیز اس میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق سے افضل ہیں محدث حضرت علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) اس پر لکھتے ہیں

فیه اشارة الی ان الخلافة بعده ﷺ لابی بکر رضی الله عنه وتقدیمه علی عمر وغیره یدل علی انه افضل منه (عمدۃ القاری بشرح

toobaa-elibrary.blogspot.com

البخاری ج۱۶ص۱۹۱)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

فیه اشارة الی ان عمر ولی الخلافه بعهد من ابی بکر بخلاف ابی بکر فان خلافته لم تکن بعهد صریح من النبی ﷺ ولکن وقعت عدت اشارات الی ذلك فیها مایقرب من الصریح قوله فاستحالت ای تحولت فی ید عمر رضی الله عنه (عمدۃ القاری ج۲۴ص۱۵۶)

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی قدس سرہ اس پر لکھتے ہیں

اس حدیث میں صریح اشارہ شیخین کے خلافت کی طرف ہے اور حضرت عمر کی خلافت کی قوت اور کثرت فتوحات کا بھی بیان ہے (تفسیر آیت استخلاف ص۱۷)

☆..... حضور ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب شخصیت حضرت ابوبکرؓ تھے

حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ آپ کو مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے۔ پوچھا پھر کس سے۔ ارشاد فرمایا کہ عمرؓ سے۔ پھر آپ نے اس کے بعد اور بھی نام لئے۔

ای الناس احب الیك قال عائشه فقلت من الرجال قال ابوها قلت ثم من قال ثم عمر بن الخطاب فعد رجالا (صحیح بخاری ج۱ص ۵۱۶)

شارح مسلم حضرت امام نووی (۶۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں

هذا التصریح بعظیم فضائل ابی بکر وعمر وعائشة رضی الله عنهم وفیه دلالة بینة لاهل السنة فی تفضیل ابی بکر ثم عمر علی جمیع

toobaa-elibrary.blogspot.com

الصحابة (نووی ج۲ص ۲۷۳)

یعنی اس میں حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ کے بڑے فضائل کی تصریح تو ہے ہی ساتھ ہی اہل سنت والجماعت کے اس عقیدے کی کھلی دلیل موجود ہے کہ حضرت ابوبکر تمام صحابہ میں سب سے افضل ہیں ان کے بعد پھر عمر فاروق ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ہم لوگ زمانہ نبوی میں یہ بات عام طور پر کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں

کنا نتحدث فی زمن رسول الله ﷺ ان رسول الله ﷺ قال خیر الناس ابوبکر ثم عمر (مسند الامام الطحاوی ج ۵ ص ۲۱۱)

خود سیدنا حضرت علی مرتضیٰ نے بھی یہ بات برسر منبر فرمائی ہے عبد خیر ہمدانی کہتے ہیں

سمعت علیا یقول علی المنبر ألاأخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیها ﷺ قال فذکر ابابکر ..... الحدیث (الفتح الربانی ج ۲۲ ص ۱۸۰)

ایک مرتبہ حضرت علی نے خطبہ میں پوچھا کہ حضور ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر کون ہے ؟ وھب شوائی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ابوبکر ہیں پھر ان کے بعد عمر ہیں۔

من خیر هذه الامة بعد نبیها فقلت انت یا امیر المؤمنین قال لا خیر هذه بعد نبیها ابوبکر ثم عمر رضی الله عنهما (الفتح الربانی ج ۲۲ ص ۱۸۱)

بلکہ آپ نے فرمایا کہ یہ تو عطائے الٰہی ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اس کو بہتر بنا دیتا ہے

قال یجعل الله تعالی الخیر حیث احب (ایضاص ۱۸۲)

آپ کے صاحبزادے امام محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ

میں نے حضرت علی مرتضٰی سے پوچھا کہ سب لوگوں میں حضور ﷺ کے نزدیک کون بہتر ہے آپ فرمایا کہ ابوبکر۔ میں نے پوچھا کہ پھر کون۔ فرمایا کہ عمر۔ میں ڈرا کہ اب اگر میں پوچھوں گا تو وہ عثمان کا نام لیں گے اسلئے خود ہی کہہ دیا کہ ان کے بعد پھر آپ۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ میں تو مسلمانوں کا ایک فرد ہوں ﴿ ما انا الا رجل من المسلمین ﴾ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۱۸)

حضرت علی مرتضٰی کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی اس بات کو جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر سب صحابہ میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کے منظور نظر تھے ان کے بعد پھر حضرت عمر کو چاہتے تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ حضرت عثمان اور حضرت علی کو نہ چاہتے ہوں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ حضور ﷺ سب کو چاہتے تھے اور آپ نے ان سب پر اپنی خوشی اور محبت کی خبر بھی دی ہے تاہم ان میں اولیت کا شرف حضرت ابوبکر کا ہی نصیب رہا اور وہی یہ نعمت عظمی پائے ہوئے تھے۔

حضرت علی مرتضٰیؓ نے یہ بات اپنے بیٹے سے کہی ہے اب آپ ہی بتائیں کہ کیا اس میں ذرا بھی شک کیا جاسکتا ہے کہ آپ یہ بات دل سے نہیں کہہ رہے تھے یہ صرف زبانی خرچ تھا آپ اپنے بیٹے سے بھی خوف محسوس کرتے تھے کہ کہیں یہ جاکر لوگوں کو نہ بتادے اسلئے آپ نے ان کے سامنے بھی یہ بات تقیہ کے طور پر کہی تھی ؟ نہیں ہرگز نہیں ..... آپ کا کھل کر اپنے بیٹے کو حضرت ابوبکر کا خیر الامت بتانا واضح کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر حضور ﷺ کے ہاں سب سے اونچا مقام رکھتے تھے اور آپ کی ساری امت سے آپ بہتر و برتر تھے جب حضرت ابوبکر صدیق نے خلافت کے لئے حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ کو آگے کرنے کی کوشش کی تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے کون آگے ہو سکتا ہے اس وقت وہاں موجود سب حاضرین پکار اٹھے کہ اے ابوبکر آپ ہم میں سب سے بہتر سب سے افضل اور حضور ﷺ کے سب سے محبوب تھے کسی ایک نے بھی حضرت عمر فاروق کے اس بیان سے اختلاف نہ فرمایا

انت خیرنا وافضلنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولم ینکر ذلک احد (منہاج ج ۲ ص ۵۱ وج ۶ ص ۴۵۵)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ رحمہ اللہ تعالی نے علماء عظام سے یہ بات بالکل درست نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو فضائل میں کچھ ایسے خصوصی امتیازات حاصل ہیں جن میں کوئی دوسرا ان کا ہم پلہ نہیں ہے

ان فضائل الصدیق خصائص لم یشرکہ فیھا غیرہ (منہاج ج ۸ ص ۴۱۷)

☆..... حضور ﷺ کی امت میں سب سے زیادہ رحم دل والے حضرت ابوبکرؓ تھے

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی ایک خصوصی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں

أرحم امتی بامتی ابوبکر (مسند الامام الطحاوی ج ۱ ص ۲۴۵۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰)

حضور اکرم ﷺ نے اپنے تمام صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے لئے أرحم کی امتیازی صفت بیان فرمائی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ آپ کی امتیازی صفت تھی اور آپ کی أرحم کی شان سب نے دیکھی بھی ہے تاہم اس میں آپ کی خلافت کا اشارہ بھی ملتا ہے آپ کی شان رافت ورحم سے خلافت کا کیا تعلق ہے ؟ اسے استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی درج ذیل تحریر میں دیکھئے آپ لکھتے ہیں

حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر کو سب سے زیادہ رحم کرنے والا فرمایا۔ رحم کون کرتا ہے ؟ بڑا چھوٹے پر یا چھوٹا بڑے پر ؟ راعی رعایا پر یا رعایا راعی پر ؟ باپ بچوں پر یا بچے باپ پر ؟ ظاہر ہے کہ بڑا ہی چھوٹوں پر رحم کرے گا جسے کوئی قوت اور اختیار حاصل

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ ہو وہ کیا کسی پر رحم کرے گا بالادست ہی زیر دستوں کے لئے راحم یا ظالم ہوتے ہیں احادیث سے یہی پتہ چلتا ہے کہ رحم کی محنت چھوٹوں پر کی جاتی ہے۔ حضرت انس بن مالک نے حضور ﷺ کا ارشاد بیان فرمایا

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۳)

جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے جو بڑے ہیں ان کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (ایضاً ص ۳۲)

تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا

پھر یہ دعا بھی کسی سے بھولی نہیں ﴿ اللھم لاتسلط علینا من لا یرحمنا ﴾

اے اللہ ہم پر وہ حکمران مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کر سکیں

ان روایات کی روشنی میں جب ہم سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں یہ بیان پڑھتے ہیں ﴿ أرحم امتی بامتی ابوبکر ﴾ تو کسی کو انکار کی گنجائش نہیں رہتی کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کے اس مقام کی خبر دے رہے ہیں جب حضور ﷺ کی امت ان کے ہاتھ میں ہو گی ان کا نظام ان کے سپرد ہو گا آپ اپنے زیر دستوں پر رحم کا معاملہ کریں گے کیا یہ آپ کی خلافت کی خبر نہیں ؟ حضور ﷺ نے اس حدیث میں حضرت ابوبکر کی خلافت کی خبر دی ہے امت کا اگر ایک فرد بھی حضرت ابوبکر صدیق کی رعیت سے باہر ہو تو آپ حضور ﷺ کی ساری امت (ایک ایک فرد) کے لئے راحم نہیں ٹھہرے سو ﴿ ارحم امتی بامتی ابوبکر ﴾ میں صرف آپ کی خلافت کی خبر نہیں خلافت بلا فصل کا پتہ دیا گیا ہے۔۔ (خلفائے راشدین ج ۱ ص ۱۶۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر کے گھر کے سوسب کے دروازے بند کرنے کا حکم نبوی

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ

لایبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۲)

ابو بکر کے دروازہ کے سوا سب کے دروازے بند کر دئے جائیں

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسجد کے راستہ میں کھلنے والی سب کی کھڑکیاں بند کر دی جائے سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے۔

حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسجد صرف نماز باجماعت کے لئے نہ تھی اس میں بہت سے دیگر دینی معاملات بھی حل کے لئے لائے جاتے اور یہاں ان مشکل معاملات اور دینی سوالات کا حل پیش کیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ جس آدمی کی ان کاموں کے سلسلے میں بار بار ضرورت رہتی ہو اور اسے بار بار آنا پڑتا ہو اس کو یہ حق ملنا چاہئیے کہ اس کے گھر کا دروازہ مسجد میں کھلتا ہو حضرت ابو بکر صدیق کو چونکہ اس سلسلے میں اکثر آنے جانے کی ضرورت پیش آتی تھی اسلئے آپ ﷺ نے صرف ان کے گھر کے دروازے کھلے رکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث پر لکھتے ہیں

یہ حدیث دلالت کرتی ہے صدیق کی خلافت پر اور علماء نے اس دلالت کی دو وجہ بیان کی ہیں کہا گیا ہے کہ اس وجہ سے کہ خلیفہ کو بکثرت مسجد میں داخل ہونے کی ضرورت واقع ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان میں امر و نہی کرے اور ان میں فیصلے کرے اور پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ مقدمات کے فیصلے مسجد کی سوا اور کسی جگہ نہیں کرتے تھے اور کہا گیا کہ اس لئے یہ حکم دیا تھا کہ اس سے خلافت کی طرف لوگوں کی رغبتوں کا انسداد مقصود تھا (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۰۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت امام محمد بن ادریس المعروف ابو حاتم الرازی (۲۷۷ھ) اس حدیث پر لکھتے ہیں

فیه دلیل علی ان الخلیفة بعد رسول الله ﷺ کان ابوبکر اذ المصطفی ﷺ حسم عن الناس کلهم اطماعهم فی ان یکونوا خلفاء بعده غیر ابی بکر بقوله سدو عنی کل خوخة فی المسجد غیر خوخة ابوبکرؓ ۔ الحدیث۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج۹ ص ۵)

حضرت علامہ علی بن احمد العزیزی (۱۰۷۰ھ) بھی لکھتے ہیں

استثناها تکریما له واظهار الفضله وفیه ایماء بانه الخلیفة بعده (السراج المنیر ج۱ ص ۲۵)

حضرت ابو بکر کے دروازے کو کھلا رکھنا آپ کی عزت و تکریم اور فضیلت کے اظہار کے لئے ہے اور اس میں اس بات کا بھی اشارہ دیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر آپ کے بعد خلیفہ ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں یہ بات کھول دی کہ حضور ﷺ کی نگاہ میں حضرت ابو بکر کس بلند مرتبہ پر فائز ہیں حضرت ابو بکر کے دروازہ اور ان کی کھڑکی کھلے رکھنے میں کیا اس طرف اشارہ نہیں کہ حضور ﷺ کے ہاں ان کو کس قدر تقرب حاصل ہے اور آپ ان سے کتنے مانوس ہیں اور خود ان پر کس قدر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور یہ بات ایک روایت میں موجود ہے آپ نے فرمایا

فسدوها الا ماکان من بیت (فی الاصل باب) ابی بکر فانی لااعلم أحدا کان أفضل عندی فی الصحبة منه (المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی ج ۳ ص ۱۶۸)

حافظ ابن کثیر نے البدایہ میں یہ روایت نقل کی ہے اور لکھا ہے

هذا مرسل له شواهد کثیرة (البدایہ ج ۵ ص ۲۲۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور ﷺ کے ارشادات واشارات ہی تھے جس کی وجہ سے صحابہ کرام کے ہاں یہ بات عام تھی کہ حضور ﷺ کے بعد سب سے افضل و محترم شخصیت سوائے صدیق کے اور کوئی نہیں ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ

کنا نقول فی زمن النبی ﷺ لانعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ۔ الحدیث (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۶)

ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں ہی یہ کہتے تھے کہ ہم حضرت ابوبکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے اور ان کے بعد اگر کسی کا درجہ تھا تو وہ عمرؓ تھے

آپ فرماتے ہیں

کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حی افضل امۃ النبی ﷺ بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان (ایضا)

طبرانی کی روایت میں ہے کہ یہ بات حضور ﷺ کے کانوں میں بھی پڑتی تھی مگر کبھی آپ نے ہم لوگوں کو ایسا کہنے سے نہیں ٹوکا تھا

یسمع ذلک رسول اللہ فلا ینکرہ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۷)

یعنی یہ بات حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی عام تھی ظاہر ہے کہ حضور ﷺ اس سے واقف ہی ہوں گے آپ کا اس پر نہ ٹوکنا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس میں خود حضور ﷺ کی رضا بھی شامل تھی۔ یہ بات صرف حضرت عبداللہ بن عمر ہی نہیں کہتے حضرت ابوہریرہ بھی اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں

کنا معشر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن متوافرون نقول افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان..... (صواعق محرقہ ص ۶۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اگر کسی دوست کو حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ کی اس بات سے اتفاق نہ ہو تو اسے پھر حضرت علی مرتضیٰ کے اس ارشاد سے اختلاف نہ کرنا چاہئیے آپ کا ارشاد ہے

كان أفضلهم فى الاسلام (شرح نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۴۸۶)

حضرت ابو بکر اسلام میں تمام صحابہ سے افضل تھے

ابن مزاحم نے اپنی کتاب وقعۃ الصفین میں حضرت علی مرتضیٰ کا ایک ارشاد گرامی نقل کیا ہے جو آپ نے حضرت امیر معاویہ کو لکھا تھا اس میں حضرت ابو بکر کے بارے میں آپ کا عقیدہ آپ کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے

فكان أفضلهم فى اسلامه وأنصحهم لله ولرسوله الخليفة من بعده .....الخ (واقعۃ الصفین ص ۶۲ بیروت)

اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر سب سے زیادہ دھیان رکھنے والے حضور ﷺ کے خلیفہ (حضرت ابو بکرؓ) تھے۔

حضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد سے امت کے جلیل القدر علماء نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے اسے دیکھئے حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

سدوا عنى كل خوخة..... إشارة إلى الخلافة اى ليخرج منها إلى الصلوة المسلمين (البدایہ ج ۵ ص ۲۳۰)

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) اس حدیث پر لکھتے ہیں

قال العلماء هذا إشارة إلى الخلافة لانه يخرج منها الى الصلاة بالمسلمين وقد ورد هذااللفظ من حديث انس ولفظه سدوا هذه الابواب الشارعة فى المسجد الا باب أبى بكر (تاریخ ص ۶۱)

علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت ابو بکر کی خلافت کا واضح اشارہ پایا جاتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیونکہ آپ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں کھڑکی کی راہ سے آتے تھے حضرت انس کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابوبکر کے دروازہ کے سوا مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کردو

حضرت علامہ حافظ محبّ الدین الطبری (۶۹۴ھ) لکھتے ہیں

فی قوله علیه السلام سدو عنی کل خوخة الا خوخة ابی بکر دلیل علی حسم اطماع الناس کلهم من الخلافة الا ابابکر وهذا القول وحده لاینهض فی الدلالة وانما بانهضام القرائن الحالیة الیه حصلت وذلك بارتقائه المنبر فی حال المرض وموجهة الناس بذلك وتعریفهم بحق ابی بکر وبفضله بذکر الخلة وذلك تنبیه علی انه الخلیفة من بعده وکان هذاالقول کالتوصیة لهم به لانه قرب الموت ولذلك فهمه الصحابة من القال والحال (ریاض النضرة ج۱ص ۱۲۸)

حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارک میں تمام لوگوں کے لئے خلافت کے متعلق ان کی خواہش و طمع کو ختم کرنے کی واضح دلیل ہے سوائے حضرت ابوبکر کے۔ اور پھر صرف یہ ارشاد ہی مقصد پر دلالت نہیں کرتا بلکہ دوسرے قرائن بھی موجود ہیں کہ حضور ﷺ نے بیماری کی حالت میں منبر پر تشریف لاکر لوگوں کو حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت و شرف کو بیان فرمایا اور ان کے احسانات کو ذکر فرمایا یہ سب باتیں اس بات پر تنبیہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر ہی خلیفہ ہیں اور یہ حضور ﷺ کے وصال کے قریب ہونے کی وجہ سے صحابہ کے لئے بطور وصیت کے ہیں اسی لئے انہوں نے حضور ﷺ قال وحال سے اس بات کو سمجھ لیا۔

شارح بخاری حضرت علامہ بدر الدین العینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں کہ بعض محدثین نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دروازہ سے خلافت مراد لی ہے اور اس کی بندش کا معنی اس کے حاصل اور طلب کرنے سے روک دیا جانا ہے گویا آپ ﷺ بتانا چاہتے ہیں کہ تم میں سے سوائے ابوبکر کے کوئی بھی خلافت کو حاصل نہ کرے ان کے لئے خلافت کا حصول اور طلب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے نیز محدث ابن حبان نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث میں حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر کی خلافت کے لئے دلیل موجود ہے۔

وادعی بعضهم ان الباب کنایة عن الخلافة والامر بالسد کنایة عن طلبها کانه قال لایطلبن احد الخلافة الا ابابکر فانه لاحرج علیه فی طلبها والی هذا مال ابن حبان فقال بعد ان اخرج هذا الحدیث فیه دلیل علی ان الخلافة له بعد النبی علیه الصلوة والسلام لانه حسم بقوله سدوا عنی کل خوخة فی المسجد اطماع الناس کلهم عن ان یکونوا خلفاء بعده (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۶۔ فتح الباری بشرح البخاری ج ۷ ص ۱۷)

☆.....ایک شبہ اور اسکا ازالہ

روایات سے یہ بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت علی مرتضٰی کے دروازے کو بھی کھلا رکھنے کا حکم دیا تھا تو پھر اس سے صرف حضرت ابوبکر کی خصوصیت تو نہیں رہی؟

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے لئے دروازہ اور کھڑکی کے کھلا رکھنے کا حکم دینے اور حضرت علی مرتضٰی کیلئے دروازہ کھلا رکھنے رہنے میں ایک بدیہی فرق پایا جاتا ہے۔ معلوم ہونا چاہئیے کہ حضرت ابوبکر کے گھر کا دروازہ مسجد سے باہر تھا جبکہ آپ کے گھر کی کھڑکی کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

راستہ مسجد سے بالکل لگا ہوا تھا بلکہ اس کے اندر تھا اس کے برعکس حضرت علی مرتضٰی کے گھر میں آنے جانے کے لئے مسجد میں سے آنے کے علاوہ اور کوئی دروازہ نہیں تھا اگر اسے بند کر دیا جاتا تو ان کا گھر میں داخل ہونا ہی مشکل ہو جاتا یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے ہر ایک کو جنبی ہونے کی حالت میں مسجد سے گزرنے سے منع فرمادیا تھا مگر حضرت علی مرتضٰی کو اس حکم سے مستثنی رکھا گیا کیونکہ آپ کا وہاں سے گزرے بغیر گھر جانا مشکل تھا

اس کے برعکس حضرت ابوبکر صدیق کے لئے ایسا کوئی مسئلہ نہ تھا اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے دروازہ اور کھڑکی کو کھلا رکھنے کا حکم دیا اور ان کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرادیا تھا

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

وقال الطحاوی فی مشکل الاثار بیت ابی بکر کان له باب من خارج المسجد وخوخة الی داخله وبیت علی لم یکن له باب الا من داخل المسجد قلت فلذلك لم یاذن النبی ﷺ لاحد ان یمر من المسجد وهو جنب الا لعلی بن ابی طالب رضی الله عنه لان بیته کان فی المسجد رواه اسماعیل القاضی فی احکام القرآن وقال الخطابی وابن بطال وغیرهما فی هذا الحدیث اختصاص ظاهر لابی بکر رضی الله عنه وفیه اشارة قویة الی استحقاقه للخلافة ۔(عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۶)

شیخ الاسلام شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

حقیقت میں ان دونوں روایتوں میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ دوسرے صحابہ کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم اور حضرت علی مرتضٰی کے دروازے کو کھلا رکھنے کی اجازت اس ابتدائی دور کا واقعہ ہے جب مسجد نبوی نئی نئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعمیر ہوئی تھی حضرت علی کا مکان بھی اس مسجد سے ملحق تھا اور اس مکان کا دروازہ مسجد کی طرف اس طرح کا تھا کہ حضرت علی مسجد میں سے گزر کر اپنے مکان میں آتے جاتے تھے اور بطریق صحت منقول ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی کے سامنے فرمایا کہ اس مسجد میں کوئی جنبی نہ آئے البتہ مجھے اور تمہیں اس مسجد سے گزر کر اپنے گھر میں آنے کی اجازت ہے

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں

فکان یدخل فی المسجد وھو جنب وھو طریقه لیس له طریق غیره

(مسند الامام الطحاوی ج ۴ ص ۲۸۳)

حضرت علی کے لئے دیئے گئے حکم کا ابتدائی دور کا ہونا اس سے واضح ہے کہ اس پر حضرت حمزہ نے آنحضرت ﷺ سے اپنے لئے اجازت چاہی تھی تو آپ کی جانب سے انہیں اس کی اجازت نہ مل سکی تھی اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت حمزہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے جو ۳ ہجری میں ہوا تھا

رہی وہ حدیث جس میں حضرت ابوبکر کے علاوہ اور گھر کی کھڑکیوں اور روشن دانوں کو بند کرنے کا حکم منقول ہے تو آپ کا یہ ارشاد اس آخری زمانہ کا ہے جب آنحضرت ﷺ مرض وفات میں تھے اور انتقال سے دو یا تین دن پہلے آپ نے یہ حکم صادر فرمایا تھا (مظاہر حق ترتیب جدید ج ۵ ص ۶۵۲)

اور یہ بات صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس بھی بتاتے ہیں

عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال فی مرضه الذی مات فیه سدوا عنی کل خوخة فی المسجد غیر خوخة ابی بکر (مسند الامام الطحاوی ج ۴ ص ۲۷۸ البدایہ ج ۵ ص ۲۳۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

معروف محدث علامہ تورپشتی فرماتے ہیں

وهذ الكلام فى مرضه الذى توفى فى آخر خطبة خطبها ولاخفاء بأن ذلك تعريض بأن ابابكر هو المستخلف بعده (مرقات ج۱۱ص ۲۸۲)

سو آنحضرت ﷺ نے دور آخر میں حضرت ابوبکر کیلئے یہ اجازت مرحمت فرما کر آپ کی خلافت کا واضح طور پر اشارہ مرحمت فرمادیا تھا اور بتادیا تھا کہ حضرت ابوبکر آپ کے جانشین ہوں گے۔

ہم نے ان چند مثالوں سے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے بعد کسے اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے ؟اگر آپ ﷺ کو حضرت ابوبکر کی امامت وقیادت میں ذرا سا بھی خدشہ ہوتا تو لسان نبوت کبھی اس طرح ان کے حق میں نہ بولتی۔ حضور ﷺ کا مختلف عنوانات اور پیرائے میں حضرت ابوبکر صدیق کو باقی تمام صحابہ سے افضل وبرتر بتانا ظاہر کرتا ہے کہ آپ اپنے بعد اپنے دوست اور زندگی بھر کے ساتھی کو اپنا جانشین بنانا پسند فرماتے تھے کیونکہ یہ آپ ہی تھے جو آپ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب اور مزاج شناس تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق کا زمانۂ خلافت اگرچہ بہت مختصر رہا اور ایک ایسے نازک وقت میں آپ نے مسلمانوں کی باگ دوڑ سنبھالی کہ جہاں ذرا سی بے احتیاطی تک سے اہل اسلام مبتلائے آزمائش ہوسکتے تھے مگر آپ پر اللہ تعالی کی مدد ونصرت اتری اور آپ کی قیادت نے ان نازک ترین مراحل میں بھی نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو انتشار وافتراق سے بچایا بلکہ تاریخ ساز کارنامے سرانجام دے کر پوری دنیا کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچادیا کہ پیغمبر جس کی تربیت فرماتا ہے وہ پیغمبر کے بعد پیغمبر کی امت کو کس طرح سنبھالتا ہے اور کس طرح اس کے لائے دین کی نہ صرف یہ کہ حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کی اشاعت میں بھی اپنا سب کچھ تج دیتا ہے خود صحابہ کرام نے جب آپ کی قوت ایمانی اور حمیت دینی دیکھی تو ان سب کا سر فخر سے بلند ہوگیا اور ان کے دل سے حضرت ابوبکر

toobaa-elibrary.blogspot.com

صدیق کے لئے بیحد دعائیں نکلیں اور آپ کو زبردست اور بھرپور خراج تحسین پیش فرمایا۔

مری نظریں بچھی ہیں اس کے رستے میں عقیدت سے
کھڑے ہیں باادب جس کے لئے کرنوں کے لشکر تک

☆..... سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ برحق ماننے کے دینی اثرات .....☆

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی نہ صرف خلافت بلکہ خلافت بلا فصل کو اگر تسلیم نہ کیا جائے تو اس کے وہ سنگین نتائج سامنے آئیں گے جنہیں کوئی مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا کیا آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے جو اشارے دئے ہیں وہ ہرگز ان کے حق میں نہ تھے کسی اور کے لئے تھے اگر آپ کی یہ بات صحیح ہے تو پھر حضرت ابوبکر صدیق کی یہ خلافت خلافت نہ رہے گی ایک بغاوت سمجھی جائے گی اور پھر یہ بغاوت بھی ایک دو سال کے لئے نہیں مسلسل ۲۴ سال ۸ ماہ ۲۵ دن تک چلی مانی جائے گی اور اس بغاوت میں ایک دو افراد نہیں وہ ہزاروں افراد بھی تھے جن کی تعلیم و تربیت خود سرور عالم ﷺ نے فرمائی تھی۔ کیا آپ اس نتیجہ سے کسی صورت اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق تسلیم نہ کریں تو کیا ہم اس پورے دین پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ ہمیں یہ کیسے اطمینان ہوگا کہ یہ دین جو ہم تک پہنچا ہے وہ صحیح طریقے سے پہنچا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی خیانت وکتر و بیونت نہیں ہوئی ہے۔ اس دین کی حقانیت اور اس پر اعتماد کا اظہار اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق جانیں اس کے بغیر اس دین پر اعتماد ممکن نہیں رہتا۔

جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت بلا فصل کے منکر ہیں اور اس پر نہایت سخت زبان تک

استعمال کرتے ہیں وہ گویا اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے نہ صرف یہ کہ خلافت غصب کر لی بلکہ حضور ﷺ کے تمام صحابہ نے بھی اس غصب وزیادتی میں ان کا ساتھ دیا تھا اور ان کی حمایت و تائید کی تھی وہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا دور جب تک رہا دور رسالت تو رہا اب آپ کے بعد خلافت کا دور تقریبا ۲۵ سال کے بعد آیا درمیانی مدت (حضور ﷺ کی رحلت سے لے کر حضرت علی مرتضٰی کے خلیفہ برحق ہونے تک) بغاوت کا دور رہا اور اس بغاوت میں پیغمبر کے اونچے درجہ کے ساتھی شریک رہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان اور ان کے تمام معاونین اور ان کو خلیفہ برحق ماننے والے غاصب تھے اور معاذ اللہ غلط کار تھے اور جب یہ لوگ ایسے تھے تو قرآن وسنت کے بارے میں یہ کیسے یقین کر لیا جائے کہ وہ اپنی صحیح صورت میں ہم تک پہنچا ہے اس لئے اب نہ تو قرآن پر پوری طرح اطمینان ہو سکتا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی تعلیم وہدایت پر اطمینان ہو سکتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کو خلیفہ برحق تسلیم نہ کر کے کیا ہم یہ نتیجہ تسلیم کرنے اور اس پورے دین کو مشکوک ماننے کے لئے تیار ہیں؟ تضلیل امت کے عقیدہ سے سیدنا حضرت وعلی مرتضٰیؓ نے بہت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

غور کیجئے کہ ضد اور قلبی عناد انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے سو اس دین کو شک کی نگاہ سے دیکھنے اور اس میں شبہات کی فضا پیدا کر کے آخرت کی بربادی اور تباہی حاصل کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ ہم سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کا خلیفہ برحق اور جانشین مان لیں اور یہ صرف ہماری عقیدت کی بات نہیں ہے اس پر قرآن وحدیث گواہ ہیں کہ جس سے بڑھ کی اور کسی کی گواہی نہیں ہو سکتی۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضور ﷺ کی نیابت کا حق کس طرح ادا کیا ہے اور حق یہ ہے کہ آپ ہی اس کے حق دار تھے ؎

تیری سیرت کا ہر اک پہلو گلاب اندر گلاب　　روشنی میں تجھ سے کم تر دوپہر کا آفتاب

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی تاریخ ساز اور جلیل القدر خدمات .....☆

حضور انور ﷺ کی رحلت سے اہل اسلام جن نازک مراحل میں داخل ہوئے اس سے اسلامی تاریخ کا طالب علم ناواقف نہیں ان نازک ترین لمحات میں حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے خلیفہ ہوئے اور اللہ تعالی کی مدد اور اس کی نصرت آپ کے ساتھ رہی چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے مشکل ترین معاملات کو نہایت آسانی سے حل فرمالیا اور مسلمانوں کی جمعیت کو باقی رکھا کسی لمحے بھی اسے بکھرنے نہ دیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہر طوفان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ جب تک زندہ رہے اسلام کے پرچم کو بلند کئے رکھا۔ ہم یہاں ان میں سے چند ایک کا ذکر کئے دیتے ہیں ان میں آپ کی غیرت اسلامی حمیت دینی علمی اور فکری بصیرت اور ہمت و جرات کی ایک ہلکی سی جھلک دیکھئے۔

☆..... حضور اکرم ﷺ کی تدفین کا معاملہ :

حضور اکرم ﷺ کی رحلت پر سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ پہلے حضور ﷺ کی تدفین ہو یا پہلے مسلمانوں کا کوئی امیر مقرر کیا جائے کہ جس کی نگرانی میں پھر یہ سارے امور طے پائیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے خلافت کے نظام کو اولیت دی کہ اس نظام کے تحت جو امور بھی طے پائیں گے اس میں برکت بھی ہو گی اور مسلمانوں کی انتشار سے حفاظت بھی ہو گی چنانچہ جب حضرت ابو بکر صدیق کو سب مسلمانوں نے حضور ﷺ کا جانشین بنالیا اس کے بعد سب نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی تدفین کا مسئلہ بھی بڑے اطمینان سے حل ہو گیا چونکہ اس موقع پر بعض حضرات کی طرف سے مختلف آراء سامنے آنے لگیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ فرما کر ایک

toobaa-elibrary.blogspot.com

بڑے انتشار کو ختم کر دیا کہ اس بات کی خبر اور اس کا علم میرے پاس ہے

فجاء ابوبکر فقال ان عندی من هذا خبرا وعلما سمعت النبی ﷺ یقول (الوفاء باحوال المصطفی ص ۸۱۳)

میں نے حضور ﷺ سے ایک بات سنی ہے جو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اللہ اپنے نبی کی روح اس جگہ قبض فرماتا ہے جہاں اس کو دفن ہونا محبوب ہوتا ہے اسلئے آپ ﷺ کو وہیں دفن فرمایا جائے جہاں آپ کا وصال مبارک ہوا ہے

ماقبض الله نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیه (شمائل ترمذی ص ۳۰)

قالوا یا صاحب رسول الله این یدفن قال فی البقعة التی قبضه الله عزوجل فیها لم یقبضه الا فی احب البقاع الیه (ریاض ج ۱ ص ۱۴۴)

قال ابوبکر عهد الی رسول الله ﷺ انه لیس من نبی یموت الا دفن حیث یقبض (ایضا ص ۲۰۹)

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ خدا کے رسول جہاں انتقال فرماتے ہیں وہ وہاں ہی دفن کئے جاتے ہیں (موطا امام مالک ص ۱۵۴)

اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی حضور ﷺ کو آپ کی اسی خوابگاہ میں دفن کر دو

ادفنوه فی موضع فراشه (شمائل ترمذی ص ۲۸ مسند احمد ج ۱ ص ۱۳)

چنانچہ سب صحابہ کرام نے آپ کے اس بیان پر اپنی رائے ترک کر دی اور حضور ﷺ کو اپنے گھر یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مبارکہ میں دفن کیا گیا۔

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ نے بھی اسکی تائید فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں

انه لیس فی الارض بقعة اکرم علی الله من بقعة قبض فیها نفس

toobaa-elibrary.blogspot.com

نبیہ (الوفاء باحوال المصطفی ص ۸۱۳۔ سراج المنیر ج ۲ ص ۲۷۲)

اللہ کے نزدیک روئے زمین پر اس جگہ سے افضل کوئی مقام نہیں جہاں اس کے نبی کا وصال شریف ہوا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور ﷺ کی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ تین چاند ان کے حجرہ میں گرے ہیں چونکہ حضرت ابوبکر صدیق تعبیر میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے تو آپ نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق سے اس کا تذکرہ کیا حضرت ابوبکر نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہے جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ آپ کا مدفن اور روضہ بنا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ

هذا احد اقمارك وهو خيرها (مؤطا امام مالک ص ۱۵۴)

اے عائشہ یہ تمہارے حجرہ کا پہلا اور سب سے بہتر چاند ہے

پھر بعد میں جب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی آخری آرام گاہ بھی یہیں بن گئیں تو یہ تینوں چاند حضرت عائشہ کے حجرہ مبارکہ میں آگئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کس قدر خوش قسمت اور اللہ کے ہاں اعلیٰ منزلت پائی ہوئی ہیں کہ ان کا گھر حضور ﷺ کی آخری آرام گاہ بنا اسلئے کہ یہ جگہ اللہ کے ہاں بھی سب سے زیادہ مقدس و محترم ہے اور اللہ نے اپنے محبوب اور سب سے آخری پیغمبر ﷺ کے ابدی آرام کے لئے اسی حصہ زمین کو منتخب فرمایا جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا گھر ہے حضرت علامہ سمھودی فرماتے ہیں کہ

فهذا اصل الاجماع على تفضيل البقعة التى ضمت اعضائه على جميع الارض حتى الكعبة (شرح شمائل ج ۲ ص ۵۸۹)

یہ (مذکورہ) حدیث اجماع امت کی اصل ہے کہ تمام روئے زمین حتی کہ کعبۃ اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے بھی وہ جگہ افضل ہے جہاں حضور اقدس نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کے اعضائے شریفہ لگے ہوئے ہیں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اکابر علماء دیوبند کا بھی وہ اجماعی عقیدہ نقل کر دیا جائے جسے وقت کے جلیل القدر محدث حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی نے سب علماء دیوبند کی نمائندگی کرتے ہوئے لکھا تھا اور جس پر سب اکابر علماء دیوبند نے دستخط فرمائے ہیں آپ اس بقعہ مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں

فان البقعة الشريفة والرحبة المنيفة التى ضم أعضائه ﷺ أفضل مطلقا حتى من الكعبة ومن العرش والكرسى كما صرح به فقهائنا (المهند على المفند ص ۳۵)

وہ حصہ زمین جو حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش ولرسی سے بھی افضل ہے چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ (عقائد علماء دیوبند ص ۳۵)

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کا بیان ملاحظہ فرمایئے

وأجمعوا على أن الموضع الذى ضم أعضائه الشريفة ﷺ أفضل بقاع الارض حتى موضع الكعبة كما قاله ابن عساكر والباجى وابوالوليد سليمان ابن خلف الحافظ الفقيه والقاضى عياض (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹)

اب یہاں اللہ کے سب سے محبوب رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں حضرت ابوبکر صدیق ہیں حضرت عمر فاروق ہیں اور قرب قیامت یہاں حضرت عیسی علیہ السلام دفن ہو کر ان دونوں کو دو پیغمبروں کے مابین جگہ پانے کا شرف دیں گے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کا پہلا خطبہ :

صحابہ کرامؓ پر اس قیامت صغریٰ یعنی حضور اکرم ﷺ کی وفات کا جو اثر تھا اسے ہم کسی طرح تحریر میں لا ہی نہیں سکتے۔ شدت غم میں کوئی یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ ان کا محبوب اپنے رب کے پاس جا چکا ہے پھر کسی کے منہ پر مہر خاموشی لگ گئی تو کوئی بے تاب و بے قرار تھا۔ حضرت عمرؓ جیسی عبقری شخصیت کا حال یہ تھا کہ ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ حضورؐ وفات پا گئے تو اسے میری تلوار ہی ٹھیک کر دے گی سو ایک طرف آنحضرت ﷺ کے وصال کا غم ہے دوسری طرف دشمنان اسلام کی یلغار کا خطرہ ہے ادھر منافقین خوش ہیں کہ اب ان کو کھل کر کھیل کھیلنے کا موقع ملے گا۔ ان حالات میں حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور جانشین بن کر سامنے آتے ہیں اور مسلمانوں کے مجمع عام سے ایک نہایت ہی اہم اور تاریخی خطاب فرماتے ہیں محترم مولانا جعفر شاہ پھلواڑی صاحب نے اس خطبہ مبارکہ کے اہم حصہ کو اپنے ایک مضمون میں نقل کیا ہے جسے درج ذیل کیا جاتا ہے آپ لکھتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے پہلے خطبۂ خلافت کو تاریخ اسلام میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کیوں کہ اس میں جناب صدیقؓ نے سیاست، معاشرت، قانون اور اخلاق کے جن اصولوں کی تشریح فرمائی ہے وہ اسلامی معاشرے اور اسلامی حکومت کی تشکیل میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

جناب صدیق اکبرؓ کے اس خطبے کی عمرانی تشریح سننے سے پہلے ایک ضروری بات ذہن نشین کر لینی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ عملی اور فعال قسم کے لوگوں کے خطبے طویل ہوا کرتے ہیں۔ اور قرون اولیٰ کے خطبات تو اتنے مختصر ہوتے تھے کہ اہم سے اہم خطبے بھی دو ایک منٹ سے زیادہ نہ لیتے۔ اس اختصار کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس دور کا تمدن آج کی طرح شاخ در شاخ پھیلا ہوا نہ تھا۔ جس کے تمام گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لئے تقریر کو طول دینا پڑے دوسرا سبب اس اختصار کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ ہے کہ ان کے سامنے کام زیادہ اور باتیں کم تھیں۔ آج بعض اوقات ہم یہ سنتے ہیں کہ فلاں صاحب نے نوے منٹ تقریر کی، فلاں شخص نے چھ گھنٹے کا خطبۂ صدارت پڑھا اور فلاں نو گھنٹے مسلسل خطابت دکھاتا رہا، تو ہمیں زیادہ تعجب نہیں ہوتا، ممکن ہے ہمیں قرون اول کے رہنماؤں کے متعلق بھی ایسا ہی گمان ہو کہ وہ بڑے فصیح و بلیغ عرب تھے۔ لہذا وہ بھی اس طرح گھنٹوں اپنے فن خطابت کے کمالات دکھایا کرتے ہوں گے۔ لیکن واقعہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ خلفائے راشدین نمونہ تھے۔ نبویؐ زندگی کا۔ اور خود نبوی زندگی میں ہمیں کوئی طویل خطبہ نہیں ملتا، خلفائے راشدین بھی اس معاملے میں حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلے۔ وہ اپنی عملی زندگی کے خلا کو تقریری حاشیوں سے پر کرنے کے قائل نہ تھے، بے ضرورت اور غیر مفید گفتگوؤں کے لئے ان کے پاس وقت ہی نہ تھا۔ اسی لئے وہ جو کچھ بھی کہتے۔ وہ "ماقل و دل" کا نمونہ ہوتا۔ یعنی تھوڑے وقت اور کم سے الفاظ میں اپنے مطالب سمجھا دیتے۔ اس کے باوجود ان کے چند جملوں میں خطابت کے تمام شرائط سمٹ کر آجاتے تھے جناب صدیقؓ اکبر کے خطبۂ خلافت کو بھی اسی نگاہ سے دیکھنا چاہئے کہ ایک سو فی صد عملی رہنما تھوڑے وقت میں چند ایسے بنیادی حقائق کو سمجھا رہا ہے جن کے بغیر نہ کوئی اعلیٰ سوسائٹی بن سکتی ہے۔ نہ کسی ستھرے نظام مملکت کا تصور کیا جاسکتا ہے پھر مخاطب وہ امت ہے جسے نبوی تربیت نے ذہن رسا بخشا ہے ایسا ذہن رسا جو طوالت بیان کا محتاج ہی نہیں ہوتا۔

اب جناب صدیق اکبرؓ کے اس خطبے کو سنئے جو آپ نے انتخاب خلافت کے بعد پہلی مرتبہ دیا۔ ہم اس کے ایک ایک ٹکڑے کو نقل کر کے الگ الگ بتائیں گے کہ معاشرتی زندگی کے لئے یہ کس قدر ضروری اور اساسی باتیں ہیں

محمد بن اسحاق بن یسار نے حضرت انس بن مالک سے یہ خطبۂ صدیقی یوں نقل کیا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ اسلامی اور غیر اسلامی نظام زندگی میں سب سے بڑا بنیادی

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرق یہی ہے کہ اسلام میں اس کا آغاز و انجام سب کچھ ہدایت خداوندی سے وابستہ ہوتا ہے اور غیر اسلامی نظام میں خدا سے بے تعلقی ہوتی ہے۔ حمد خداوندی کے بعد آپ نے پہلی بات فرمائی کہ :

﴿ أيها الناس فانی قدولیت علیکم و لست بخیرکم ﴾

اے لوگو! میں تمہارا والی اور امیر بنایا گیا ہوں لیکن میں تم سے برتر نہیں ہوں۔

ایک اسلامی معاشرے میں جس انداز کا نظام مملکت ہونا چاہئے اس کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اس میں قانون کے آگے ہر فرد یکساں ہے کوئی کسی سے برتر و بہتر نہیں امیر یا خلیفہ بننے سے کوئی شخص قانون سے بالاتر نہیں ہو جاتا۔ وہ صرف افراد مملکت کی نگرانی کی خدمت انجام دیتا ہے ورنہ اس میں اور عوام میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ یہ تو آپ جانتے ہیں ذرا سی حکومت ہاتھ آجائے تو انسان کا دماغ اڑنے لگتا ہے اس میں تعلّی آجاتی ہے وہ اپنے آپ کو عوام سے بالاتر سمجھنے لگتا ہے۔ یہی وہ رعونت ہے جو انسانی معاشرے کو حاکم و محکوم کے دو طبقوں میں بانٹ دیتی ہے۔ اور یہ خلیج زیادہ وسیع ہوتی جارہی ہے اسی قدر سوسائٹی میں گھن لگتا جاتا ہے۔ جناب صدیق اکبرؓ نے اسی حقیقت کو واشگاف کیا ہے کہ اسلامی معاشرے میں آقا و غلام، بادشاہ و رعایا اور حاکم و محکوم کا کوئی تصور نہیں۔ یہاں سب بھائی بھائی ہیں۔ اور سب مساوی حقوق رکھتے ہیں۔ ذرا بتایئے ایک اعلیٰ سوسائٹی کا کیا اس سے بھی کوئی بہتر تصور ہو سکتا ہے ؟

اس کے بعد آپ نے فرمایا :

﴿ فان أحسنت فاعینونی و ان زغت فقومونی ﴾

اگر میں اچھے کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں کج روئی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو

ذرا یہ ذہن میں رکھئے کہ ایک فرماں روا یہ باتیں اس عہد میں کر رہا ہے جب کہ فرماں روائی کا مطلب قیصری و کسری، جبر و استبداد تھا۔ افراد مملکت کو ضمیر کی یہ آزادی اور کس نے دی ہے ؟ اب تو یہ مسلم ہو گیا ہے کہ اعلیٰ معاشرہ وہی ہے جہاں حریت ضمیر کی نعمت حاصل ہو اور اپنی ہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

صحیح وغلط باتوں کو جبر واستبداد سے منوانے کا فرعونی جذبہ نہ ہو، یورپ کے بادشاہوں میں آج بھی یہ اصول تسلیم شدہ ہے کہ بادشاہ غلطی نہیں کرتا لیکن صدیق اکبرؓ کی راست بازی اور فراخ حوصلگی کو دیکھئے وہ کیسی صاف گوئی سے فرمارہے ہیں کہ غلطی مجھ سے بھی ہو سکتی ہے لہذا جب ایسا کروں تو مجھے سیدھا کردو اور امداد نیک ہی کاموں میں کرو.... پھر فرمایا:

﴿ الصدق امانة والكذب خيانة ﴾ سچائی امانت اور دروغ خیانت ہے

یہ ایک ایسی صحیح حقیقت ہے جو ہمیشہ تسلیم شدہ رہے گی اور کبھی اس میں ترمیم واضافہ نہ ہو سکے گا یہ ایسا اخلاق درس ہے جو ہر اعلیٰ سوسائٹی کی جان ہے جس معاشرے میں صدق کی محافظت کی جائے اس کے سنورنے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور جس سوسائٹی میں دروغ پایا جائے اس کی بربادی میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ پھر آپ نے فرمایا

﴿ الضعيف فيكم قوى عندى حتىٰ ارجع عليه حقه ان شاء الله والقوى فيكم ضعيف حتىٰ اخذ الحق منه ان شاء الله ﴾

یہاں تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے، تاآں کہ اس کا حق اسے واپس دلوادوں انشاء اللہ۔ اور جو تم میں طاقت ور ہے وہ بے زور ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے حق اگلوالوں، انشاء اللہ۔

یہاں ذرا غور سے کام لیجئے۔ ایک اعلیٰ معاشرے کا تصور کیا ہو سکتا ہے؟ یہی کہ اس میں عدل کے تقاضے پورے ہوتے ہوں کوئی طاقتور، کمزور کا حق نہ چھین سکے۔ اور اگر ایسا کرے تو بے بس مظلوم کی دادرسی ہو، اور اس کا غصب کیا ہوا حق اسے واپس دلوادیا جائے۔ وہ مملکت اور سوسائٹی ہی کیا جہاں قانون کمزوروں کو تو اپنی گرفت میں لے لے اور طاقتوروں سے چشم پوشی کر جائے؟ جہاں ان ظالموں کا ظلم دور نہ کیا جائے اور مظلوم کمزوروں کی کوئی حمایت نہ کی جائے؟ یہی تو ہے وہ مخصوص صفت جو ایک ریاست کو عادلانہ ریاست اور ایک معاشرے کو اعلیٰ معاشرہ بناتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہی ہے وہ اصل فریضۂ امیر و خلیفہ، جس کا اعلان جنابِ صدیقؓ اکبر نے اپنے پہلے خطبۂ خلافت میں فرمایا۔

یہاں آگے چلنے سے پہلے ایک اور نکتے کو بھی سمجھ لیجئے وہ یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا یہ فریضہ بیان کرتے ہوئے دو جگہ لفظ "انشاء اللہ" فرمایا ہے۔ ہمارے ہاں اس لفظ کا استعمال عزم کی ناپختگی اور ارادے کے ڈھیلے پن کی غمازی کرتا ہے۔ یعنی کوئی وعدہ مشکوک ہو یا ارادہ پختہ نہ ہو تو "انشاء اللہ" کہہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں فی الجملہ آزادی حاصل ہو گئی یا یہ کہ اب اتنی زیادہ پابندی نہیں رہی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ انشاء اللہ کا مفہوم نہیں۔ اس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ اپنی طرف سے تو تکمیل کار کی ہر ممکن کوشش ہوگی اور کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر اچانک مشیت الٰہی کوئی ایسی رکاوٹ پیدا کردے، جس کو دور کرنا اپنے بس کی بات نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اسے کوتاہی، غفلت، بے اعتنائی یا ترک کوشش نہیں کہا جائے گا۔ انشاء اللہ کا صرف یہی مفہوم ہے، نہ کہ ارادے کا ڈھیلا پن۔ یہ حکم قرآنی بھی ہے کہ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہ یعنی "بغیر انشاء اللہ کہے یہ دعویٰ مت کرو کہ میں فلاں کام کل ضرور کروں گا۔" یہ لفظ انسان کے اِدّعا اور تکبر کو دور کرنے کے لئے نہ کہ ارادے کو کمزور کرنے کے لئے ہے

اس کے بعد جناب صدیق اکبرؓ نے زندگی کا ایک ایسا گر بتایا جس کے بغیر کوئی معاشرہ پنپ نہیں سکتا۔ ارشاد فرمایا:۔

﴿ لا یدع قوم الجهاد فی سبیل اللّٰہ الا خذلهم اللّٰہ بالذل ﴾

ترجمہ:۔ جو قوم بھی جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ بیٹھے اُسے اللہ ذلت میں ڈال دیتا ہے۔

جہاد سے مراد قتال و جنگ نہیں۔ جہاد کہتے ہیں سعی و بلیغ اور انتہائی کوشش کو..... جان و مال،

وجاہت نسب، علم، عزت، وقت، دل، دماغ، ہاتھ، پاؤں غرض جس چیز کو بھی آپ اعلیٰ اقدار کے لئے پوری طرح لگادیں گے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہوگا۔ مردہ قوموں میں یہ صلاحیت بھی مردہ ہو جاتی ہے اور وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہتی ہیں۔ اور جاندار قوموں میں یہی اہتمامِ باہمت کمال ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے معاشرے کی بقاء کے لئے ایک اور اعلیٰ اخلاقی درس دیا:۔

﴿ ولا يشيع الفاحشة فى قوم الاعمّهم اللّٰه بالبلاء ﴾

ترجمہ:۔ جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے، اس میں وبائیں اترتی ہیں۔

کسی سوسائٹی کے لئے بے حیائی کی باتوں سے زیادہ اور کوئی چیز تباہ کن نہیں ہوتی، آپ نے اس سے قوم کو خبردار کیا۔

اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے ایک ایسی بات فرمائی جو ایک خداپرست کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا۔ خداپرست بھی ایسا جس کے دل کے کسی گوشے میں ہوسِ اقتدار اور سودائے حکومت کی کوئی رمق موجود نہ ہو۔ فرماں روا ایانِ ملک اپنی اطاعت کس طرح کراتے ہیں۔ اور اپنی ہر جائز و ناجائز خواہش کی تعمیل کیوں کر کراتے ہیں؟ اور اس مقصد کیلئے کید و مکر اور ظلم و جور کے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں فنِ تاریخ کے مبتدی طالبعلم سے بھی پوشیدہ نہیں۔ لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ کیا چاہتے ہیں۔ اسے بھی سنئے۔ فرماتے ہیں:۔

﴿ أطيعونى ما اطعت اللّٰه ورسوله، فاذا عصيت اللّٰه ورسوله، فلا طاعة لى عليكم۔ ﴾

ترجمہ:۔ جب تک میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا رہوں تم بھی میری اطاعت کرو۔ اور اگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری

toobaa-elibrary.blogspot.com

اطاعت درست نہیں۔

اللہ اکبر! طاعت الٰہی کی پابندی کی شرط کے ساتھ حریتِ ضمیر کا یہ کتنا شاندار پروانہ ہے۔ آج دنیا کا کوئی "چارٹر" پیش کیا جاسکتا ہے جو قانون کی بالاتری کی تائید میں اور شخصیت پرستی کی نفی میں اس سے زیادہ واضح اور مبنی بر صداقت ہو؟ کیا ایک معاشرے کے جمہوری نظام کو اعلیٰ ترین منزل پر پہنچانے کے لئے اس سے برتر ہدایت واُصول کی تلاش بھی ممکن ہے؟ یہی ہے ایک اسلامی ریاست کی وہ اساس جس کی طرف دنیا کی متمدن قوتیں خود بخود کشاں کشاں چلی آرہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ جنہوں نے قانونِ الٰہی کی اساسی برتری کو ابھی تسلیم نہیں کیا ہے انہوں نے بھی نفس قانون کی بالاتری کو مان لیا ہے۔ اگرچہ ابھی تک عملاً ان کے ہاں اس کے کئی گوشے تشنہ ہیں۔ جناب صدیق اکبرؓ نے اپنے اس اعلان میں ایک بڑی بنیادی حقیقت کی پرچم کشائی فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک اچھا معاشرہ غیر مسلم قوم کا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک اعلیٰ اسلامی سوسائٹی بنیادی طور پر اس سے مختلف ہوتی ہے۔ وہاں اطاعت صرف قانون کی ہوتی ہے جو انسان ہی وضع کرتے ہیں اور یہاں اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت ہوتی ہے اور امیر یا خلیفہ اسی کی اطاعت کراتا ہے اور خود بھی اسی کا پابند رہتا ہے!

اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے جو آخری بات فرمائی وہ یہ تھی:۔

﴿ قُوْمُوْا اِلٰی صلوٰتکم یرحمکم اللّٰہ۔ ﴾

ترجمہ:۔ اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

ممکن ہے یہ کسی نماز کا وقت ہو، یا شکرانے کی نماز ادا کرنی مقصود ہو، لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صرف دو رکعت کی امامت نہ تھی۔ صلوٰۃ تو اہل اسلام کے اجتماعی نظام کا ایک عملی نمونہ اور اس کی لگاتار ٹریننگ یا تربیت یا مشق ہے۔ جس میں ایک ذہنی ہم آہنگی کے لئے منتشر قوتوں کو یکجاء و منظم کیا جاتا ہے۔ بلند و پست کی تفریق کو ختم کیا جاتا ہے۔ اطاعت امیر کی عادت ڈالی جاتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ اگر وہ غلطی کرے تو اسے لقمہ دے دیا جاتا ہے اور ان تمام قدروں کو صرف مسجد کی چار دیواری تک محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ ساری انفرادی و اجتماعی زندگی پر پھیلانا مقصود ہوتا ہے۔ غرض نظام صلوٰۃ تمام روحانی و سیاسی اقدار کا جامع ہے۔ یہی اسلام کی عمرانی زندگی کی ابتداء اور یہی انتہاء ہے۔ جس کی طرف سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے قوم کو توجہ دلائی ہے۔

غرض آپؓ کا یہ پہلا خطبۂ خلافت ایک اعلیٰ عمرانی زندگی کے لئے ایسا جامع ہدایت نامہ ہے۔ جس سے زیادہ اور کسی امر کی دعوت نہیں دی جاسکتی۔

خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اور مسئلہ خلافت طے ہو جانے کے بعد آپ نے جو خطبہ دیا اس میں یہ بھی فرمایا

اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیو..... میں پیغمبر ﷺ کا خلیفہ تو ہوں لیکن دو باتوں کی مجھ سے امید نہ رکھنا ایک وحی کی اور دوسرے شیطان سے عصمت کی ..... (اس خطبہ کے آخر میں یہ بھی ہے) میں معصوم نہیں ہوں پس تم پر میری اطاعت انہیں امور میں فرض ہے جو خدا کی شریعت اور پیغمبر کی سنت کے موافق ہوں ان کے خلاف میں کچھ کہوں تو اسے نہ مانو بلکہ مجھے ٹوکنا۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۲۹)

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ اس پر لکھتے ہیں

یہ وہ عقیدہ ہے جس پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے جو سراسر انصاف ہے چونکہ لوگ پیغمبر ﷺ کی ریاست کے عادی تھے اور اپنی ہر مشکل وحی الٰہی کی طرف رجوع کر کے حل کرتے تھے اور پیغمبر کی معصومیت کے سبب آپ کی ہر بات بلا چوں وچرا قبول کیا کرتے تھے اس لئے اب بدلے ہوئے حالات میں خلفائے رسول ﷺ کے لئے یہ ضروری تھا کہ لوگوں کو بتائیں کہ یہ دونوں خصلتیں پیغمبر کے ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مخصوص ہوتی ہیں انہی میں پائی جاتی ہیں ان کے علاوہ کسی میں نہیں چاہے وہ ان کا نائب ہی ہو اور وہ نائب چاہے خود رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہو یا امت نے انہیں اپنا امیر اور نائب رسول منتخب کیا ہو (ایضا)

۲..... حضرت اُسامہ بن زیدؓ کا لشکر بھیجنے کا مسئلہ :۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کی خبر ملتے ہی عرب کے بعض قبائل دین اسلام سے منحرف ہونے لگے، اور طرح طرح بغاوتیں رونما ہوئیں۔ کئی مدعیان نبوت اُٹھ کھڑے ہوئے جن میں ایک مسیلمہ کذاب تھا، جس نے حضور ﷺ کے آخر وقت میں سر اُٹھایا، اور اس بد بخت نے آپ کو بھی ایک خط بھیجا اُنہی مدعیان نبوت میں اسود عنسی بھی تھا۔ اور سجاح نامی ایک عورت بھی نبوت کی دعویدار تھی حضرت ابو بکر صدیق کی ایمانی غیرت اور ملی حمیت کیسے برداشت کرتی کہ اسلام پر کوئی شب خون مارے اور ان کے جیتے جی اسلام کے دامن پر کوئی دھبہ آجائے آپ نے حکم دیا کہ اسلام کے خلاف جتنی بھی بغاوتیں اور تحریکیں اٹھ رہی ہیں ان کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اور جب تک وہ راہ راست پر نہیں آجاتے اس وقت تک ان کے ساتھ کسی قسم کی نرمی کا معاملہ نہ برتا جائے آپ نے صرف حکم ہی نہیں دیا بنفس نفیس میدان میں اتر آئے۔

کون نہیں جانتا کہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اس بات کی وصیت فرمائی تھی کہ اسامہ کا لشکر ملک شام کی طرف روانہ کر دیا جائے، ابھی یہ لشکر قریب ہی تھا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ اس وقت حالات چونکہ پہلے سے بہت مختلف ہیں اس لئے لشکر کو فی الحال کوچ کرنے سے روک دیا جائے اور حالات کے قابو میں آجانے پر یہ لشکر روانہ کیا جائے مگر آپ نے صحابہ کرام کے اس مشورہ کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

قبول نہ فرمایا بلکہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اسامہ کے لشکر کو کسی صورت روکنے والا نہیں ہوں کیونکہ یہ حضور ﷺ کا حکم ہے اگرچہ مجھے جنگل کے درندے چیر پھاڑ کر رکھ دیں

لوأنی علمت أن السباع تاکلنی فی هذه المدینة لانفذن جیش أسامة کما قال ﷺ امضوا جیش اسامة فلن یصیبنا الا ماکتب الله لنا (ریاض ج ۱ ص ۱۴۹)

حضرت امام سیوطی لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

واللہ۔ اگر مجھے جانور اچک کر لے جائیں تو یہ مجھے اس بات سے محبوب ہو گا کہ میں حضور اکرم ﷺ کے دئے کسی حکم میں تبدیلی کر لوں (تاریخ الخلفاء ص ۷۴)

یہ فرما کر آپ نے حضرت اسامہ کو روانگی کا حکم دے دیا اور خود بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور کہا کہ جاؤ اللہ ہماری مدد کرے گا

امض فان الله سیعیننا (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۳۱۹)

بعض ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضرت اسامہ کی بجائے کسی ایسے آدمی کو بھیجیں جو اس معاملے میں زیادہ تجربہ کار ہو حضرت عمر فاروق ان کی یہ درخواست سنانے لگے تو آپ نے حضرت عمر فاروق کی داڑھی پکڑی اور فرمایا اے عمر کچھ تو سوچ کیا کہہ رہا ہے اسامہ کو تو حضور ﷺ نے امیر و عامل بنایا ہے اور تم لوگ کہہ رہو کہ میں اسے ہٹا کر کسی دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر دوں ایسا نہیں ہو سکتا

استعمله رسول الله صلی الله علیه وسلم وتامرنی ان اعزله (تاریخ طبری ج ۴ ص ۴۶)

یہ فرما کر آپ چلنے لگے حضرت اسامہ نے عرض کی کہ آپ سواری پر آجائیں یا پھر مجھے اجازت دیں کہ میں سواری سے اتر آؤں آپ نے فرمایا نہ تو سواری سے اترے گا اور نہ میں سوار ہوں گا

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں پیدل اس لئے چل رہا ہوں کہ اللہ کے رستے میں چلنے کا جو اجر ہے وہ مجھے مل جائے اور میرے قدم بھی اللہ کی راہ میں مٹی سے آلودہ ہو جائیں

یا خلیفة رسول الله والله لترکبن اولانزلن فقال والله لاتنزل ووالله لاارکب وماعلی ان اغبر قدمی فی سبیل الله (ایضا)

یہ در حقیقت حضور اکرم ﷺ کے اس فعل مبارک کی اتباع ہے جو حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی جانب روانہ کرتے ہوئے اختیار کیا تھا کہ حضرت معاذ سواری پر تھے اور حضور ﷺ پیدل ساتھ ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ چنانچہ آپ پیدل چلتے رہے اور ساتھ ساتھ انہیں قیمتی نصیحتیں بھی فرماتے تھے

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے یہی مسئلہ آپ کے سامنے آیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس نازک موڑ پر مدد فرمائی اور آپ اپنے موقف پر پوری ہمت اور ثابت قدمی کے ساتھ جمے رہے علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے سب سے پہلے اسامہ کے لشکر کو روانہ کیا تھا

وکان اول ما اعتمده انفاذ بعث اسامة (مقدمہ ابن خلدون ص ۶۵)

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) بھی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے کہا

والله لااحل رایة عقدها النبی ﷺ وکان انفاذه من اعظم المصالح التی فعلها ابوبکر رضی الله عنه فی اول خلافته (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۳۱۹)

اس سے حضرت ابو بکر کے عزم و ارادہ کی پختگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ اس گمان میں تھے کہ حضور ﷺ کے بعد اس امت کی زمام کار سنبھالنے والا کوئی نہ ہوگا انہیں یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی اور ان کے مکروہ عزائم آپ کے اس فرمان پر دھرے کے دھرے رہ گئے۔ پھر سب نے

دیکھا کہ حضرت اسامہ جس مہم پر تشریف لے گئے تھے تقریباً چالیس یا ستر دن کے بعد آپ اس اہم مہم میں پوری طرح کامیاب ہو کر لوٹے یہ حضرت ابوبکر تھے جنہوں نے صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ سے باہر نکل کر اس قافلہ کا نہایت جوش وخروش سے استقبال کیا اور سب نے آپ کو خراج تحسین پیش فرمایا شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

واشار علیه غیر واحد ان یرد الجیش خوفا علیهم فانهم خافوا ان یطمع الناس فی الجیش بموت النبی ﷺ فامتنع ابوبکر من ردالجیش وامر بانفاذه فلما راهم الناس یغزون عقب موت النبی ﷺ کان ذلك مما اید الله به الدین وشد به قلوب المؤمنین وأذل به الکفار والمنافقین وکان ذلك من کمال معرفة ابی بکر الصدیق وایمانه ویقینه وتدبیره (منہاج السنۃ ج ۵ ص ۴۸۹)

۳..... انبیاء کرام کی وارثت کا مسئلہ:۔

حضور ﷺ کے ترکہ کا مسئلہ سامنے آیا کہ جس طرح ایک شخص کے انتقال کے بعد اولاد میں اس کی وراثت جاری ہوتی ہے تو کیا حضور اکرم ﷺ کے انتقال پر بھی ایسا ہوگا؟ جب حضرت ابوبکر کو اس کی اطلاع ملی تو آپؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی وراثت کا مسئلہ عام لوگوں سے بالکل جدا ہے اور یہ بات خود جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمائی ہے کہ انبیائے کرام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوا کرتی خدا کا نبی جو کچھ بھی چھوڑ کر جاتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

قال ابوبکر ان رسول الله ﷺ قال لانورث ماترکناه صدقة (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

منصبِ نبوت کی تقدیس اس مسئلہ میراث سے خوب ظاہر ہوئی اور یہ بہت بڑی خدمت دین پاک کی تھی جو خداوندِ قدوس نے حضرت صدیق اکبرؓ سے لی۔

حضور اکرم ﷺ کی سب سے پیاری صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے پاس اس مسئلہ کی تفصیل موجود نہ تھی اسلئے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں کسی کو بھیجا اور اس موضوع پر گفتگو کی حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے بھی یہی بات فرمائی کہ انبیاء کرام کی میراث ان کی اولاد میں جاری نہیں ہوتی وہ جو کچھ بھی چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے حضور ﷺ کے اہل بیشک اس سے مستفید ہوتے رہیں گے اور میں ہر وہ کام کروں گا جس کو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے ایسا نہیں ہوگا کہ حضور ﷺ نے کوئی عمل یا امر فرمایا ہو اور ابوبکر اس پر عمل پیرا نہ ہو

لانورث ماترکنا صدقة انما یاکل آل محمد فی هذا المال وانی ادع امرا رایت رسول الله یصنعه فیه الا صنعته (مسند احمد ج۱ ص۸)

یقول ان النبی ﷺ لایورث. ولکنی اعول من کان رسول الله ﷺ یعول وانفق علی من کان رسول الله ﷺ ینفق (مسند احمد ج۱ ص۱۹)

وانی والله لأغیر صدقات النبی ﷺ عن حالها التی کانت علیه فی عهد النبی ﷺ ولأعملن فیها بما عمل رسول الله ﷺ فیها (دلائل النبوة ج۷ ص۲۸۰)

واما الذی شجر بینی وبینکم من هذه الاموال فانی لم آل فیها عن الحق ولم اترك امرا رایت رسول الله ﷺ یصنعه فیها الا صنعته (مسند احمد ج۱ ص۱۸)

اور رہا یہ اختلاف جو میرے اور تمہارے درمیان ان اموال کے بارے میں ہوا تو میں اس میں حق سے نہیں ہٹا ہوں اور میں نے کسی ایسے امر و عمل کو نہیں چھوڑا جس پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عمل کرتے دیکھا (جو عمل آپ کرتے رہے میں وہی کروں گا)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ صورت حال معلوم ہونے پر کچھ دم بخود سی ہو گئیں لیکن جب بات پوری طرح آپ پر کھل گئی تو آپ کی ناراضگی جاتی رہی اور پھر یہ مسئلہ کہیں بھی زیر بحث نہ آیا حضرت علی مرتضٰی نے بھی اپنے دور خلافت میں اس کے خلاف کوئی فیصلہ نہ دیا آپ نے اسے اسی طرح تسلیم کیے رکھا جس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے واضح فرمادیا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق کے اس بیان کو معروف امامی شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بھی نقل کیا ہے کہ اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق نے پہلے حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس بیان فرمائی پھر آپ نے حضرت علی مرتضٰی اور حضرت فاطمہ الزھراء کی منقبت بیان کی پھر کہا

وکسے تورا از حق خود بیروں نمی گرداند بخدا سوگند کہ من از رائی رسول خدا تجاوز نہ کردہ ام و آنچہ کردہ ام باذن او کردہ ام وخدارا گواہ میکردم کہ شنیدہ ام از رسول خدا کہ گفت ماگروہ انبیاء میراث نمی ازاریم نہ طلاء ونہ نقرہ ونہ خانہ ونہ عقار ونیست میراث ما..... وایں را باتفاق مسلماناں کردہ ام ودریں امر منفرد و تنہا نبودہ ام (حق الیقین ص ۱۲۶)

(ترجمہ) اے رسول خدا کی صاحبزادی۔ آپ کو کوئی بھی آپ کے حق سے محروم نہیں کر سکتا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ کے فرمان سے ذرا بھی تجاوز نہیں کیا ہے اور جو کچھ بھی کیا ہے ان کے حکم سے ہی کیا ہے اور میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء میراث چھوڑ کر نہیں جاتے نہ سونا چاندی اور گھر زمین ہماری وراثت ہوتی ہے ہماری وراثت پیغمبرانہ علم ہوتا ہے اور جو کچھ ہماری خوراک ہوتی ہے اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ولی امر ہمارے بعد ہمارا جانشین ہوتا ہے اور اس سے متعلق وہی فیصلہ کرتا ہے سو میں نے بھی اسی طرح فیصلہ کیا ہے اور جو کچھ آپ (حضرت فاطمہ الزہراء) نے مجھ سے طلب کیا ہے وہ مسلمانوں کے بیت المال میں جائے گا اہل اسلام اس سے سامان حرب خریدیں گے اور کافروں سے (بوقت ضرورت) جہاد کریں گے۔ اور یہ فیصلہ میں نے مسلمانوں کے اتفاق سے کیا ہے اس فیصلہ میں میں اکیلا نہیں ہوں۔

حضرت علی مرتضٰی کے خطبات پر مشتمل کتاب نہج البلاغۃ کے شارح علامہ میثم بن علی بحرانی (۶۷۹ھ) نے تسلیم کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق دوبارہ ان سے گفتگو کے لئے آئے اور حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح حضور ﷺ آپ کا خیال رکھتے تھے ابوبکر بھی اسی طرح خیال رکھے گا اور اس پر خدا کو گواہ بنایا تو ان کی بات سن کر حضرت فاطمہ الزہراء راضی ہو گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق سے اس بات پر عہد بھی لے لیا چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق جب فدک کا غلہ وصول کرتے تو اہلبیت کی ضرورت کے مطابق ان کو اس کا حصہ پہنچا دیتے یہ سلسلہ حضرت امیر معاویہؓ تک اسی طرح چلتا رہا۔

ولك على الله ان اصنع بها كما كان يصنع فرضيت بذلك واخذت العهد عليه به وكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها مايكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك الى ان ولى معاوية (شرح نہج البلاغۃ ج ۵ ص ۱۰۷ خط نمبر ۴۴)

حضرت علی مرتضٰی کے دور خلافت میں جب آپ سے فدک کے موضوع پر گفتگو کی گئی کہ آپ اپنا حق کیوں وصول نہیں کر لیتے تو آپ نے فرمایا

انی لاستحی من الله ان أرد شيئا منع منه ابوبكر وأمضاه عمر (شرح نہج البلاغۃ لابن حدید ج ۴ ص ۹۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجھے اللہ سے حیاء آتی ہے کہ میں اس چیز کو واپس لے لوں جس کو حضرت ابوبکر نے نہیں لوٹایا اور حضرت عمر فاروق اس فیصلے پر عمل کرتے رہے۔

فقال انی لأاستحیی من الله ان أنقض شیئا فعله ابوبکر وعمر
(ریاض ج ۱ ص ۱۹۱)

قال علی ابن ابی طالب انی أستحی من ربی أن أخالف ابابکر
(فضائل ابی ابکر ص ۴ لابی طالب العشاری (۴۴۶ھ) کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۴)

مجھے حضرت ابوبکر کی مخالفت کرنے سے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

ایک مرتبہ اسی طرح کے ایک دوسرے موقع (مسئلہ کلالہ) پر حضرت عمر فاروق نے بھی فرمایا کہ مجھے اس مسئلہ میں حضرت ابوبکر کی مخالفت کرنے پر اللہ سے شرم آتی ہے

انی لاستحی من الله ان أخالف ابابکر (المصنف لابن ابی شیبه۔
موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۱ ص ۴۴)

حضرت امام حسین کے پوتے حضرت زید بن علی (۱۲۱ھ) سے ایک مرتبہ کسی نے باغ فدک کے بارے میں کہا تو آپ نے اس کی تردید فرمادی حافظ عمر بن شبہ کہتے ہیں

ان زیدا هذا الامام الجلیل قیل له ان ابابکر انتزع من فاطمة فدك فقال انه کان رحیما وکان یکره ان یغیر شیئا ترکه رسول الله ﷺ
(صواعق محرقہ ص ۵۳)

جلیل القدر امام حضرت زید سے کہا گیا کہ حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ سے باغ فدک چھین لیا تھا تو آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر تو بہت رحم دل انسان تھے (آپ ایسا نہیں کر سکتے تھے بلکہ) آپ تو ان تمام چیزوں میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا کسی بھی تبدیلی کو پسند نہیں فرماتے تھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق کا فیصلہ صحیح تھا اگر یہ معاملہ میرے پاس آتا تو میں بھی یہی فیصلہ کرتا

قال زید وایم الله لو رجع الامر الی لقضیت فیه بقضاء ابی بکر (شرح نہج البلاغۃ لابن الحدید ج ۴ ص ۸۲) اما انا فلو کنت مکان ابی بکر لحکمت بمثل بما حکم به ابوبکر فی فدك (دلائل النبوۃ للامام البیہقی ج ۷ ص ۲۸۱۔ البدایہ ج ۵ ص ۲۹۰)

حضرت ابو بکر صدیق کی فہم و فراست نے اس بڑے مسئلہ کا حل اس طرح پیش فرمایا کہ وقتی طور پر اگر ناراضگی ہوئی بھی تو وہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی اور کبھی کسی کے دل میں پھر کوئی خلش باقی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔ اور سب سے راضی ہو۔

☆..... جمع قرآن کی سعادت کا شرف پانا

حضور اکرم ﷺ پر اللہ کا کلام تدریجاً اترتا رہا اور آپ اسے لکھواتے رہے اور پھر فرماتے کہ مجھے پڑھ کر سنادو تاکہ کوئی غلطی نہ رہ جائے آپ کو وہ نازل شدہ حصہ سنایا جاتا اور پھر قرآن کا وہ حصہ لوگوں کو بتایا جاتا تھا قرآن کریم کے کاتبین کی تعداد چالیس کے قریب بتائی جاتی ہے جن میں خلفائے راشدین کے علاوہ حضرت ابی بن کعب حضرت زید بن ثابت حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسی بلند پایہ شخصیات تھیں

حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن کریم کے جتنے نسخے لکھے گئے ان کی کیفیت یہ تھی کہ یا تو وہ متفرق اشیاء پر لکھے گئے تھے کوئی آیت چمڑے پر..... یا درخت کے پتے پر..... یا کسی ہڈی پر۔ زیادہ مکمل نسخے نہیں تھے کسی صحابی کے پاس کوئی سورت تھی کسی کے پاس قرآن کا کوئی حصہ تھا بعض صحابہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے پاس آیات کے ساتھ تفسیری جملے بھی لکھے ہوئے تھے۔ تاہم قرآن کریم شروع سے آخر تک اپنی اصل صورت میں محفوظ تھا حضور ﷺ نے اپنی عمر کے آخری سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دو مرتبہ اس قرآن کا دور فرمایا تھا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۸ البدایہ ج ۵ ص ۲۲۳) اور آپ ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام قرآن کریم کے حافظ تھے سیدنا ابوبکر صدیق خود ان حفاظ میں سے ایک تھے اور بہت اچھے حافظ قرآن تھے (تاریخ الخلفاء ص ۵۴)

حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں جو مختلف فتنے اٹھے ان واقعات وحالات میں سے ایک جنگ یمامہ بھی ہے یہ فتنہ ارتداد اور مرتدین کے خلاف اہل اسلام کی جنگ تھی اور یہ مسلمانوں کے لئے بڑا سخت معرکہ تھا اس جنگ میں بہت سے صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا جن میں قرآن کریم کے حفاظ کی بھی ایک بڑی تعداد تھی اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور مرتدین کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا

اس جنگ میں چونکہ ان صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی تھی جو حفاظ اور قراء تھے اس لئے حضرت عمر فاروق کو فکر پیدا ہوئی کہ اگر خدانخواستہ جنگوں میں حفاظ صحابہ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے تو قرآن کریم کا کوئی حصہ کوئی آیت کوئی سورت نقل ہونے سے کہیں رہ نہ جائے چنانچہ آپ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور انہیں اپنی بے چینی اور فکر سے مطلع کیا اور کہا کہ آپ حکم فرمائیں کہ قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے حضرت ابوبکر نے انہیں کہا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو حضور ﷺ نے نہیں فرمایا تاہم حضرت عمر فاروق کا اصرار بڑھتا رہا اور عرض کیا کہ واللہ یہ عمل بہتر ہی بہتر ہے حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ آخر کار مجھے بھی اس پر اطمینان ہو گیا اور اس کام کے لئے میرا بھی شرح صدر ہو گیا اور آپ بھی حضرت عمر فاروق کی اس رائے سے متفق ہو گئے

واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلک

toobaa-elibrary.blogspot.com

ورایت فی ذلك الذی رای عمر (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۵۔ مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۳)

چنانچہ آپ نے حضرت زید بن ثابت جو نوجوان اور سمجھ دار تھے نیز انہیں کاتب وحی ہونے کا شرف بھی ملا تھا کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ

انك رجل شاب عاقل لانتهمك فی دینك قد كنت تكتب الوحی لرسول الله ﷺ فتتبع القرآن فاجمعه (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۵۔ مسند احمد ج ۱ ص ۱۹)

اے زید۔ یقیناً تم ایک سمجھ دار اور نوجوان شخص ہو ہم تمہارے دین اور دیانت داری کو کسی بھی تہمت سے متہم نہیں کر سکتے اور تم حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی وحی کی کتابت کی خدمت سر انجام دیتے رہے ہو اسلئے تم قرآن کریم کی آیات تلاش کرو اور اسے جمع کرنا شروع کرو۔

حضرت زید کہتے ہیں حضرت ابو بکر نے مجھے جس ذمہ داری کو اٹھانے کا حکم فرمایا اس کی جگہ اگر مجھے ایک پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو زیادہ آسان تھا اور مجھے اس پر کچھ تامل تھا اور میں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمائی تھی تاہم حضرت ابو بکر کا اصرار بڑھتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ پر واضح ہو گیا کہ یہ کام خیر اور نیکی کا ہے۔ چنانچہ پھر میں اس خدمت میں لگ گیا اور جہاں جہاں لکھا ہوا یا زبانی طور پر قرآن محفوظ تھا اسے جمع کرنے لگ گیا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے جمع قرآن کا حکم دیتے ہوئے حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن ثابت کو اس بات کی بھی تاکید فرمائی تھی کہ جو شخص تمہارے پاس قرآن کی کوئی آیت سورت وغیرہ لے کر آئے تو دو گواہ بھی ساتھ ہوں تاکہ ہر آیت پورے اطمینان اور وثوق کے ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مصحف میں لکھی جائے۔ حضرت علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ تھا کہ وہ دونوں اس بات پر گواہی دیں کہ یہ آیت حضور ﷺ کے سامنے آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی (الاتقان ج۱ص ۱۵۷)

امر ابوبکر الصدیق عمر ابن الخطاب وزید بن ثابت فقال اجلسا علی باب المسجد فلایاتینکما احد بشئی من القرآن تنکرانه یشهد علیه رجلان الا اثبتماه (موسوعۃ آثار الصحابہ ج۱ص ۲۵)

اقعدا علی باب المسجد فمن جاء کما بشاهدین علی شئی من کتاب الله فاکتباه (ایضا ص ۳۱)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں

حضرت زید بن ثابت خود حافظ قرآن تھے لہذا وہ اپنی یادداشت سے پورا قرآن لکھ سکتے تھے اس کے علاوہ سینکڑوں حفاظ اس وقت موجود تھے ان کی ایک جماعت بنا کر بھی قرآن کریم لکھا جاسکتا تھا نیز قرآن کریم کے مکمل نسخے حضور ﷺ کے زمانے میں لکھ لئے گئے تھے حضرت زید ان سے بھی نقل فرماسکتے تھے لیکن انہوں نے احتیاط کے پیش نظر ان میں سے کسی ایک طریقہ پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ان تمام ذرائع سے بیک وقت کام لے کر اس وقت تک کوئی آیت اپنے صحیفوں میں درج نہیں کی جب تک اس کے متواتر ہونے کی تحریری اور زبانی شہادتیں نہیں مل گئیں اسکے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے قرآن کی جو آیات اپنی نگرانی میں لکھوائی تھیں وہ مختلف صحابہ کے پاس محفوظ تھیں حضرت زید نے انہیں یکجا فرمایا تاکہ نیا نسخہ ان سے بھی نقل کیا جائے چنانچہ یہ اعلان عام کردیا گیا کہ جس کے پاس قرآن کریم کی کوئی آیات لکھی ہوئی موجود ہیں وہ حضرت زید کے پاس لے آئے (فتح الباری ج۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

ص ۱۱) اور جب کوئی شخص ان کے پاس قرآن کریم کی کوئی لکھی ہوئی آیت لے کر آتا تو وہ مندرجہ ذیل چار طریقوں سے اس کی تصدیق کرتے تھے

۱..... سب سے پہلے اپنی یادداشت سے اس کی توثیق کرتے تھے

۲..... حضرت عمر حافظ قرآن تھے جب کوئی شخص کوئی آیت لے کر آتا تو حضرت زید اور حضرت عمر دونوں مشترک طور پر اسے وصول کرتے تھے لہذا حضرت زید کے علاوہ حضرت عمر بھی اپنے حافظہ سے اس کی توثیق فرماتے تھے۔

۳..... کوئی لکھی ہوئی آیت اس وقت قبول نہ کی جاتی تھی جب تک دو قابل اعتبار گواہوں نے اس بات کی گواہی نہ دے دی ہو کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کے سامنے لکھی گئی تھی۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ گواہیاں اس بات پر لی جاتی تھیں کہ یہ لکھی ہوئی آیت آنحضرت کی وفات کے سال آپ پر پیش کر دی گئی تھی اور آپ نے اس بات کی تصدیق فرمادی تھی کہ یہ ان حروف سبعہ کے مطابق ہے جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے (الاتقان ج ۱ ص ۶۰) علامہ سیوطی کی اس بات کی تائید متعدد روایات سے بھی ہوتی ہے

۴..... ان لکھی ہوئی آیتوں کا ان مجموعوں سے مقابلہ کیا جاتا تھا جو مختلف صحابہ نے تیار کر رکھے تھے (البرہان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۲۳۸) امام ابو شامہ فرماتے ہیں کہ اس طریق کار کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کریم کی کتابت میں زیادہ سے زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے اور صرف حافظہ پر اکتفا کرنے کے بجائے بعینہ ان آیات کو نقل کیا جائے جو آنحضرت ﷺ کے سامنے لکھی گئی تھیں۔..... حضرت زید بن ثابت نے اس زبردست احتیاط کے ساتھ آیات قرآنی کو جمع کر کے انہیں کاغذ کے صحیفوں پر مرتب شکل میں تحریر فرمایا لیکن ہر سورت علیحدہ صفحے میں لکھی اسلئے یہ

نسخہ بہت سے صحیفوں پر مشتمل تھا اصطلاح میں اس نسخہ کو ام کہا جاتا ہے اور اس کی خصوصیات یہ تھیں

☆.....اس نسخہ میں آیات قرآنی تو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق مرتب تھیں لیکن سورتیں مرتب نہ تھیں ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی

☆.....اس نسخہ میں ساتوں حروف جمع تھے

☆.....اس میں صرف وہ آیتیں درج کی گئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی

☆..... اس کو لکھوانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک مرتب نسخہ تمام امت کی اجماعی تصدیق کے ساتھ تیار ہو جائے تاکہ ضرورت پڑنے پر اس کی طرف رجوع کیا جاسکے (علوم القرآن ص ۱۸۶)

استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت ﷺ کے زمانے کی تمام قرآنی دستاویزات کو جو اس وقت تک متعدد صورتوں میں تھیں بڑے اہتمام سے یکجا کرایا نئے سرے سے لکھوایا اور قرآن پاک آنحضرت ﷺ کی اختیار کردہ ترتیب کے مطابق یکجا جمع ہو گیا (آثار التنزیل ج ۱ ص ۲۴۹)

ہمیں اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا کہ حضرت عثمان غنی کے دور میں قرآن کریم کے جمع کی کیا صورت پیش آئی تھی اور اس کا طریقہ کار کیا تھا اس وقت یہ بات عرض کرنی مقصود ہے کہ حضور ﷺ کے بعد قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کی خدمت اور اس کی سعادت کا شرف سب سے پہلے کسی کو حاصل ہوا ہے تو وہ حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور اس خدمت میں حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن ثابت ان کے ساتھ رہے اور ان کی بھرپور معاونت آپ کو حاصل

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہی ہے تاہم اس کا سہرا حضرت ابو بکر کے سر ہی رہا۔ حضرت علی مرتضٰی ان سارے حالات کے چشم دید گواہ ہیں آپ نے اس پر حضرت ابو بکر صدیق کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے خدا سے ان کے لئے رحمتیں نازل فرمانے کی پر خلوص دعائیں کیں ہیں آپ نے فرمایا

رحمة الله علی ابی بکر هو اول من جمع کتاب الله (عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری ج ۲۰ ص ۱۶)

ابو بکر پر اللہ کی رحمتیں ہوں جمع قرآن کے باب میں ان کا اجر سب سے زیادہ ہے کیونکہ پہل انہوں نے ہی کی تھی (الاتقان ج ۱ ص ۱۵۵ بحوالہ کتاب المصاحف ابن ابی داؤد ص۔ صدیق اکبر ص ۳۷۴)

حضرت امام سیوطی نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا

اعظم الناس اجرا فی المصاحف ابوبکر ان ابابکر کان اول من جمع القرآن بین اللوحین (تاریخ الخلفاء ص ۷۷۔ عمدۃ القاری بشرح البخاری ج ۲۰ ص ۱۶)

قرآن کے سلسلہ میں تمام لوگوں سے زیادہ اجر کے مستحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں کیونکہ آپ نے سب سے پہلے قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع فرمایا ہے

حضرت امام ابو نعیم الاصبہانی (۴۳۰ھ) اور علامہ ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

انه اول من جمع القرآن (معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۵۸۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۳۱)

اللہ تعالی نے اس قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے آنحضرت ﷺ کے حیات مبارک میں جمع قرآن کا عمل اسلئے نہ ہو سکا کہ ابھی وحی خداوندی کا سلسلہ جاری تھا کسی نئی آیت اور نئے حکم کے آنے کا یا کسی آیت کے منسوخ التلاوت ہونے کا احتمال موجود تھا جب حضور اکرم ﷺ کا وصال

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو گیا تو اب چونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اور اب کسی آیت کے اترنے اور منسوخ ہونے کا کوئی احتمال نہ تھا اللہ تعالی نے خلفائے راشدین پر الہام فرمایا کہ اب اسے حضور ﷺ کی امت کے لئے محفوظ کر دیا جائے اور ان کے ہاتھوں قرآن کی حفاظت کا خدائی وعدہ پورا ہو جائے اللہ تعالی نے یہ سعادت سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق کو نصیب فرمائی اور ان کے ہاتھوں حضرت عمر فاروق کے مشورہ سے جمع قرآن کی ابتداء ہوئی۔ شیخ الاسلام علامہ بدر الدین العینی (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں

الهم الله الخلفاء الراشدين ذلك وفاء لوعده الصادق لضمان حفظه على هذه الامة المحمدية فكان ابتداء ذلك على يد الصديق بمشورة عمر (عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری ج ۲۰ ص ۱۶)

حضرت امام خطابی نے بھی اسی کی جانب توجہ دلائی ہے (دیکھئے الاتقان ج ۱ ص ۱۵۳)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں

اور یہ قرآن کا مصاحف میں جمع کرنا وہی ہے جس پر اللہ کا ارشاد انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون منطبق ہے اور جس کی بشارت ان علینا جمعه وقرآنه اسی کی بشارت دینے والا ارشاد ہے اس بارے میں پہلی کوشش حضرت صدیق اکبر سے واقع ہوئی جو حضرت فاروق کے عرض کرنے سے جس پر ان کو اسی درجہ کا شرح صدر ہوا تھا جو ان کے ساتھ مخصوص تھا انہوں نے شروع کر دی تھی (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۹)

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

سب سے پہلے دو لوح کے درمیان جمع کرنے کی جس نے کوشش کی وہ صدیق اکبر تھے جنہوں نے فاروق اعظم کے التماس سے یہ عظیم کام کیا اور آپ کی کوشش کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

نتیجہ ظاہر ہو گیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرق و مغرب میں شائع ہو گیا (ایضا ج ۳ ص ۸۷)

قرآن کریم کی خدمت اور اس کی حفاظت کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جس پر پوری امت حضرت ابو بکر کے احسان مند ہے اور ہمیشہ رہے گی اللہ تعالی ان پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے آمین

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ مانعین زکوۃ کے مقابلہ پر

حضور اکرم ﷺ کے وصال پر جن لوگوں نے اسلام اور اسلامی قوانین سے بغاوت کی راہ اپنائی ان میں سے ایک وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا اور مختلف تاویلات کا سہارا لے کر اس سے جان چھڑانی چاہی۔ حضرت ابو بکر صدیق کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ نے کسی کی پروا کئے بغیر ان کے ساتھ مقابلہ کی ٹھان لی تاہم بعض صحابہ اس معاملہ میں حضرت صدیقؓ کی رائے سے متفق نہ تھے، ان کا کہنا تھا کہ ایسے پر آشوب وقت میں، جب کہ اندرون ملک میں متعدد قبائل سے بغاوت کے شعلے بلند ہو رہے ہیں، لڑائی میں پیش قدمی کرنا مناسب نہیں جبکہ وہ لوگ کلمہ بھی پڑھتے ہیں حتی کہ صحابہ کرام میں قتال کے سب سے زیادہ حامی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ ہو سکتے تھے مگر یہ دونوں بھی حالات کی نزاکت سے متاثر تھے، اور لڑائی کو مصلحت نہ سمجھتے تھے، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ کے خلیفہ..... یہ سختی کا وقت نہیں۔ اس وقت تالیف سے کام لیجئے، حضرت عمرؓ کی اس بات پر آپ جلال میں آگئے اور فرمایا ﴿ أجبار فی الجاهلّية وخوار فی الاِسلام ﴾ یعنی "اے عمرؓ! تم جاہلیت میں تو بڑے تند خو تھے، مگر اسلام میں آکر ایسے نرم ہو گئے۔" سنو!

﴿ تم الدين وانقطع الوحی أينقص وأناحی ﴾

یعنی "دین کامل ہو چکا، وحی کا اترنا بند ہو چکا، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میری زندگی میں دین میں کتر بیونیت ہو جائے۔" ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بکری کا ایک بچہ یا رسی بھی اس باب میں دیتے تھے اور آج انہوں نے اس کو روکا تو میں ان کے خلاف قتال کر کے رہوں گا خواہ اس کے لئے مجھے اکیلا ہی جانا پڑے

حضرت صدیقؓ نے کسی کی کچھ نہ سنی، اور کسی مخالفت و ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی، اور حکم دیا کہ میری سواری لاؤ، میں خود قتالِ مرتدین کیلئے جاتا ہوں

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر اس مقصد کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے تو حضرت علی مرتضٰی نے گھوڑے کی لگام تھام لی اور کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے جانشین..... کہاں کا ارادہ ہے؟ میں آپ سے وہی بات کہنا چاہتا ہوں جو حضور ﷺ نے جنگ احد میں آپ سے فرمایا تھا کہ تلوار نیام میں کیجئے اب آپ خدا کے لئے اپنے آپ کو کسی تکلیف میں نہ ڈالئے اور مدینہ لوٹ چلئے اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو خدا کی قسم اسلام کا نظام کبھی باقی نہ رہے گا (تاریخ الخلفاء ص ۸۰)

شم سیفك لاتفجعنا بنفسك وارجع الی المدینة والله لئن اصبنا بك لایکون بعدك نظام ابدا (ریاض ج ۱ ص ۱۴۸)

حضرت عمر فاروق جو پہلے مرحلے میں آپ کی رائے سے متفق نہ تھے آپ کی اس جرات ایمانی اور استقلال و استقامت پر پکار اٹھے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق پر خدا کا کوئی خاص کرم ہے ورنہ یہ ہر کسی کے بس کی بات نہ تھی

(یہ موضوع پوری تفصیل کے ساتھ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ)

چنانچہ قتالِ مرتدین کے لئے آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی نگرانی میں فوجیں تیار کیں اور انہیں قیمتی نصائح سے سرفراز فرما کر روانہ کیا، پھر جو فوج جس طرف جاتی فتح و نصرت ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتھ رہتی، اقبال ہمرکاب رہتا ہر طرف سے تھوڑے ہی دنوں میں فتح و کامرانی کی خبریں آنے لگیں اور اسلام میں ان ارتداد اور بغاوتوں کی وجہ سے جو ایک مہلک وبا پھیلنے کو تھی وہ آپ کے اس جرات مندانہ فیصلے کی وجہ سے ایک دم فنا ہو گئی، ایک سال کے اندر ہی اندر مدعیان نبوت بھی راہی جہنم کر دیئے گئے۔ مرتدین کا بھی قلع و قمع ہو گیا، مانعین زکوۃ کا گروہ بھی راہ راست پر آگیا۔ ادھر حضرت اُسامہ بن زید کا لشکر بھی دشمن کی طاقتور فوجوں کو تہہ وبالا کر کے بڑی کامیابی کے ساتھ واپس آگیا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

فعمر وافق أبابكر على قتال أهل الردة مانعى الزكوة وكذلك سائر الصحابة وأقراولئك بالزكاة بعد امتناعهم منها(منهاج السنة ج۶ ص ۳۴۸)

جب مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق کے عزم و ہمت اور استقلال و استقامت کا نتیجہ دیکھا تو سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کہنے لگے کہ کیا یہ وہی معرکہ تو نہیں ہے جس کی پیش گوئی قرآن کریم کی آیت (یا ایها الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه (پ۶ المائدہ ۵۴) میں دی گئی ہے کیا یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کی افواج نہیں جن کو آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ﴿ بقوم یحبهم ویحبونه ﴾ فرمایا، یعنی یہ جماعت خدا کی محبوب اور محبّ جماعت ہے، اور پھر یہ رمز بھی سب کی سمجھ میں آگیا کہ ان لڑائیوں کے بارے میں حضرت صدیقؓ سے اختلاف کیوں ہوا؟ اور اپنے مخلص دوستوں کی ملامت اُنہیں کیوں سننا پڑی؟ اس لئے کہ آیت مذکورہ میں اس جماعت کا طرۂ امتیاز اس چیز کو قرار دیا گیا تھا کہ ﴿ لایخافون لومة لائم ﴾ یعنی ”وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کریں گے۔“

حضرت صدیقؓ کے اس کارنامے کی ہر صحابی نے اپنے اپنے طرزِ بیاں میں تعریف و توصیف کی، حضرت ابوہریرہؓ نے جب یہ کہا کہ ﴿ فراینا ذلك رشدا ﴾ تو ساتھ ہی فرمایا:۔

﴿ قام فی الردة مقام الانبیاء ﴾

ترجمہ :۔ حضرت صدیقؓ مرتدوں کے معاملہ میں اس مقام پر کھڑے ہوئے جو نبیوں کے کھڑے ہونے کا تھا۔"

سیدنا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا :۔

کرهناه ذلك فی الابتداء ثم حمدناه علی الانتهاء وراینا ه رشیدا لولا مافعل ابوبکر لألحد الناس فی الزکوة الی یوم القیامة (ریاض ج ا ص ۱۴۸)

ترجمہ :۔ ہم نے شروع میں تو اُن کی کاروائی کو ناپسند کیا تھا مگر آخر میں ہم سب نے اُن کی شکر گذاری کی اور ہم نے آپ کو درست راہ پر ہی پایا۔ اور ابوبکر اس وقت جرات سے کام نہ لیتے تو لوگ ہمیشہ کے لئے زکوۃ ادا کرنے میں لیت و لعل سے کام لیتے اور کج روی پر اتر آتے"

یہ صرف ایک معرکہ نہیں اس کے سوا کئی اور اہم واقعات تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور جس نے بھی حضرت ابوبکر صدیق کی سیرت و سوانح پر نظر کی ہے وہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے تاریخ کے انتہائی اہم اور نازک موڑ پر کس جرات و ہمت سے اسلام کا پرچم بلند کئے رکھا اور اسلامی تعلیمات و قوانین کو اسی شکل میں محفوظ رکھنے کی کوشش کی جس شکل میں وہ پہلے سے چلا آرہا تھا اگر آپ ان حالات میں ذرہ بھر بھی نرمی دکھاتے تو اسلام کو جو نقصان پہنچتا ہم اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہندوستان کے معروف عالم اور مؤرخ جناب مولانا قاضی اطہر مبارک پوری مرحوم لکھتے ہیں

عہد صدیقی کی ابتداء فتنہ ارتداد کی شدید بحرانی کی حالت میں ہوئی جس میں بہت سے عرب خصوصا مشرقی سواحل اور صحراؤں کے قبائل اسلام سے منحرف ہو گئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھے حضرت ابوبکر نے نہایت جرات وبہادری سے کام لیتے ہوئے مرتدوں پر فوج کشی کرائی اور اس فتنہ عظیم کا کلیۃ استیصال فرمایا خلافت صدیقی کا بیشتر زمانہ قتال مرتدین میں صرف ہوا اور ہندوستان وفارس کی طرف توجہ کی فرصت نہیں ملی البتہ ان ممالک میں غزوات وفتوحات کی سلسلہ جنبانی کی ابتداء یوں ہوئی کہ ابتدائے خلافت ہی میں ہندوستان کے جاٹ اور رسیاجہ نے مشرقی عرب کے ارتداد وانحراف میں مرتدوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کیا اور اپنے آدمیوں کی طرح اپنے اسلحہ سے بھی ان کی مدد کی اور جب اسلامی فوج فتح یاب ہوئی تو یہ جاٹ اور رسیاجہ بھاگ کر اپنے ملک چلے آئے ..... دوسری اہم بات جو عہد صدیقی کے آخر میں ہوئی یہ کہ عربوں میں فارس کی حکومت سے ٹکر لینے کا حوصلہ پیدا ہونا شروع ہوا اور جو لوگ اس حکومت کے خلاف ہزاروں سال سے کچھ سوچ نہیں سکتے تھے اس دور میں وہ اس کے خلاف معمولی معمولی جمعیت کے ساتھ اقدام کرنے لگے اور خلافت کی سطح سے دور رہ کر رضاکارانہ اور فدائیانہ طور پر شمالی عرب سے متصل ایرانی سرحدوں پر حضرت مثنی بن حارثہ شیبانی حرہ کی سمت سے ..... اور حضرت سوید بن قطنہ عجلی ابلہ کی طرف سے اپنی جماعت کے ساتھ حملہ آور ہوتے اور ایرانیوں سے چھیڑ چھاڑ کر کے عرب کے صحراؤں میں چلے آتے تھے بعد میں حضرت ابوبکر نے مثنی بن حارثہ اور ان کی جمعیت کو حضرت خالد بن الولید کی ماتحتی میں ایران کے جہاد پر روانہ کر دیا حضرت ابوبکر کے بعد مثنی نے حضرت عمر کو لکھ کر ایران کے اندرونی حالات کی خبر دی اور حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی جس کے نتیجہ میں ۱۶ ہجری میں قادسیہ فتح ہوا بالفاظ دیگر عربوں میں باب مملکت الفرس کھل گیا بعد میں ایران کا یہی دروازہ مشرقی ممالک میں ان کے اثر و نفوذ کا ذریعہ بنا اور وہ اسی راہ سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک طرف جنوب مشرق میں مکران اور سندھ تک پہنچے تو دوسری طرف شمال مشرق میں بلاد ماوراء النھر میں سمرقند وبخارا کو اپنے زیر تصرف لائے اس طرح عہد فاروقی میں ہندوستان کی فتوحات کے ابتدائی اسباب عہد صدیقی ہی سے پیدا ہو رہے تھے.....الخ (خلافت راشدہ اور ہندوستان ص ۵۲)

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق نے بڑے ہی نازک مراحل پر مسلمانوں کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی اور جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو مسلمانوں کے خلاف برپا کئے جانے والے سارے فتنے دم توڑ چکے تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) کے اس بیان سے کس کو اختلاف ہو سکتا ہے کہ

باید دانست که بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم هر معضلے که پیش آمد صدیق اکبر آن راحل کرد ومسلمین را از حیرت وتردد خلاص ساخت ایں معنی مکرر واقع شد تاآنکه تقدم وے رضی الله عنه درعلم وتربیت انبیاء روشن گشت وشبه نماند (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۹۲)

جاننا چاہئیے کہ حضور ﷺ کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیق اکبر نے اسے حل کر کے مسلمانوں کو حیرت اور تردد سے رہا کیا ایسی باتیں بار بار واقع ہوئیں ہیں یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا علم میں اور اپنی رعیت کی تربیت میں تربیت انبیاء کے طریق پر سب سے آگے ہونا روشن ہو گیا

☆.....حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات حسرت آیات :

آنحضرت ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی دنیا تاریک

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو چکی تھی اپنے محبوب ترین ہستی اور رسول پاک کی جدائی کا غم اندر ہی اندر آپ کو کھائے جارہا تھا آپ کی طبیعت دن بدن کمزور ہو رہی تھی آپ بیشک حضور کی امت اور آپ کے صحابہ کرام کو تسلیاں دیتے رہے اور ان کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن خود وہ محبوب کی جدائی میں اندر سے ٹوٹ چکے تھے اور دل بے قرار کو کسی پہلو قرار نہ آتا تھا۔ آخری دنوں میں آپ سخت بیمار ہو گئے بعض نے اس کی وجہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا قرار دیا ہے تو بعض نے اس کی وجہ کسی زہر آلود گوشت کا کھانا بتایا ہے۔ سخت بخار کی حالت میں بھی آپ مسجد نبوی برابر تشریف لاتے رہے اور نماز کی امامت فرماتے رہے

جب بیماری اپنے پورے عروج پر جا پہنچی تو بعض صحابہ کرام نے آپ سے کہا کہ ہم کسی طبیب کو بلا کر آپ کے اس مرض کا علاج کیوں نہ کرالیں آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ طبیب دیکھ چکا ہے انہوں نے پوچھا کہ طبیب نے کیا کہا ہے ؟ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس نے کہا ﴿ انی فعال لما ارید ﴾ میں جو چاہتا ہوں کر ڈالتا ہوں۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۴)

حضرت ابو بکر صدیق بہت پہلے حضور ﷺ کے ایک خواب کی رو سے یہ سمجھ چکے تھے کہ وہ حضور ﷺ کی وفات سے دو ڈھائی سال بعد اس دنیا سے کوچ کر جائیں گے شیخ عبد الغنی النابلسی (۱۱۴۳ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دن ابو بکر صدیق سے فرمایا

یا ابابکر رایت کانی انا وانت نرقی فی درجة فسبقتك بمرقاتین فقال یارسول الله یقبضك الله تعالی الی رحمته وأعیش بعدك سنتین ونصفا (تعطیر الانام فی تعبیر المنام ص ۷)

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم دونوں ایک بلندی کی جانب جارہے ہیں تو میں تم سے دو زینے آگے بڑھ گیا ہوں یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ یارسول اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے اپنے پاس بلالیں گے اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا

چنانچہ آپ سفر آخرت کے لئے گویا پابہ رکاب ہو چکے تھے تاہم آپ اس فکر میں تھے کہ میرے جانے کے بعد مسلمانوں کی زمام کار کس کے ہاتھ رہے اور کون اس بوجھ کو اٹھا سکے گا آپ کے نزدیک سب سے زیادہ اس کے لائق اور سب پر فائق حضرت عمر فاروقؓ کی ذات گرامی تھی تاہم آپ نے بڑے صحابہ کو بلایا اور ان سے اس بارے میں ان کی رائے دریافت کیں۔ بعض دوستوں نے حضرت عمر فاروق کے مزاج کی سختی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب ذمہ داری آئے گی تو خود ہی نرم ہو جائیں گے اور ایک سوال کے جواب میں پورے یقین سے فرمایا کہ

أ بربی تخوفوننی اقول اللهم أستخلفت علیهم خیر خلقك (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۴۹)

کیا تم مجھے اپنے رب سے ڈراتے ہو میں خدا تعالیٰ سے جاکر یہ کہہ دوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر بنایا ہے جو ان میں سب سے بہترین ہے

جب آپ کی رائے اس باب میں پختہ ہو گئی تو پھر آپ نے صحابہ کرام کے مجمع میں جاکر اس کا اعلان فرمایا سب مسلمانوں نے آپ کی بات قبول فرمائی پھر آپ نے حضرت عثمان غنی کو بلایا اور ان سے یہ وصیت نامہ لکھوایا

بسم الله الرحمن الرحیم

هذا ماوصی به ابوبکر الصدیق اوصی فی مرضه عند آخر عهده بالدنیا خارجا منها واول عهده بالاخرة داخلا فیها حین یصدق الکاذب ویودی الخائن ویومن الکافر انی استخلفت بعدی عمر بن الخطاب فان عدل فذلك ظنی به ورجائی فیه وان بدل وجار فلا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اعلم الغیب ولکل امری ء مااکتسب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (کنزالعمال ج ۱۲ص ۲۴۱۔ طبقات کبری ج ۳ ص ۱۴۹)

یہ وصیت نامہ ابو بکر بن ابی قحافہ کی آخر زندگی کا ہے جبکہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہا ہے اور آخرت میں داخل ہونے کی یہ پہلی منزل ہے جہاں جھوٹا سچا ہو جاتا ہے خائن امانت دار ہو جاتا ہے کافر ایمان لے آتا ہے سنو میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا ہے اگر وہ عدل وانصاف سے کام کریں گے تو ان کے بارے میں میرا ظن یہی ہے اور ان سے امید بھی یہی ہے اور اگر وہ بدل گئے اور ظلم کیا تو میں عالم الغیب نہیں ہوں ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ ضرور پائے گا اور عنقریب ظلم کرنے والے دیکھ لیں گے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے

بعد ازاں آپ نے حضرت عمر فاورق کو بلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں اگر تم نے میری اس نصیحت ووصیت کا خیال رکھا تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ آپ نے فرمایا

اے عمر ..... یقین جانو کہ اللہ کا ہر وہ حق جو رات میں ہے وہ اسے دن میں قبول نہیں فرمائے گا اور جو حق دن سے متعلق ہے اللہ اس کو رات میں قبول نہیں کرے گا (یعنی ہر عمل اس کے وقت پر کرنا چاہئیے) اور اللہ نفل کو اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک تم فرض ادا نہ کرو۔

اے عمر ..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دراصل ترازو انہی لوگوں کی بھاری ہے جن کی ترازو قیامت کے دن حق کی پیروی کی وجہ سے بھاری ہو گی اور حق بھی یہی ہے کہ کل قیامت کے دن جس ترازو میں حق کے سوا کچھ اور نہ ہو اس کو ہی بھاری ہونا چاہئیے اس کے برعکس اتباع باطل کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی ترازو ہلکی ہو گی اور جس ترازو میں باطل کے سوا کچھ اور نہ ہو اس کو ہلکا ہی ہونا چاہئیے

اے عمر..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں تنگی اور فراخی کی آیات ایک ساتھ اتری ہیں تاکہ مؤمن میں خوف بھی ہو اور امید بھی ہو مگر ہاں مومن کو اللہ سے ایسی ہی چیز کی تمنا اور اس کی رغبت کرنی چاہئیے جو اس کا حق ہو اور اسی طرح اس کو ایسا خوف نہیں کرنا چاہئیے کہ پھر وہ خود ہی اپنے ہاتھوں اس میں واقع ہو جائے (یعنی آدمی خوف کرے تو اسے چاہئیے کہ اس سے بچے بھی)

اے عمر..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اہل دوزخ کا ذکر ان کے بدترین اعمال کے ساتھ کیا جب تم ان کو یاد کرو گے تو کہو گے میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں گا اور اللہ نے اہل جنت کا ذکر ان کے بہترین اعمال کے ساتھ کیا ہے کیونکہ ان کے جو برے اعمال تھے اللہ نے ان سے درگذر فرمایا جب تم ان لوگوں کو یاد کرو گے تو کہو گے میرا عمل ان جیسا کہاں ہے اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو ایسا غائب جو تم کو حاضر کی نسبت زیادہ محبوب ہو موت کے سوا اور کچھ نہ ہوگا (یعنی موت تم کو سب سے زیادہ محبوب ہوگی) درآنحالیکہ تم موت کو روک نہیں سکتے (کتاب الزھد والرقاق ص ۱۲۸ از عبداللہ بن مبارک۔ صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۳۸۔ ریاض ج ۱ ص ۲۶۰۔ معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۶۰)

آپ نے حضرت عمر فاروق کو وصیت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا

اے عمر..... خدا کی قسم میں سویا نہیں کہ پریشان خواب دیکھتا اور نہ شبہ میں پڑا کہ توہمات میں الجھتا میں یقیناً سیدھے رستے پر ہوں میں بہک نہیں گیا ہوں میں نے کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے اور میں تم کو بھی اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۲۹)

آپ نے حضرت عمر فاروق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

اے عمر..... اللہ پاک کی فرمانبرداری کرنے میں اللہ سے ڈرنا اور اس کی اطاعت کرنا اور اطاعت کرنے میں انتہائی تقوی سے کام لینا تقوی قابل حفاظت امر ہے اس کے بعد یہ ہے کہ خلافت پیش کی جارہی ہے اس کو وہی آدمی اپنے ذمہ لیتا ہے جو اس پر عمل کر سکے پس جس نے حق بات کا حکم دیا اور خود باطل کام کیا اور جس نے بھلی بات کا حکم دیا اور خود منکرات پر عمل پیرا رہا وہ دن دور نہیں کہ اس کی آرزو ختم ہو جائے اور اس کا عمل ضائع ہو جائے پس اگر تم لوگوں کے امور کے لئے ان کے خلیفہ ہوئے ہو تو تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے روکنا اور اپنے پیٹ کو ان کے مالوں سے خالی رکھنا اور اپنی زبان کو ان کی آبروریزی سے بچانا اگر تم سے ایسا ہو سکے تو کر لینا اور کسی کام پر قوت بغیر اللہ کی امداد کے نہیں ہے (حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۱۲۳)

آپ نے حضرت عمر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

اے عمر..... میں نے تمہیں خلیفہ مقرر کیا ہے اس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے بعد قائم مقام ہو کر کیا تھا اور اس لئے بھی کہ تم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے تم نے حضور ﷺ کا ہمارے نفسوں کو اپنے نفس پر اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے اہل و عیال پر ترجیح دینا دیکھا ہے یہاں تک کہ ہم ہمیشہ ان کے اہل کے پاس جو کچھ ہمارے پاس آپ کے پاس سے آنے کے بعد بچا کھچا ہوتا تھا وہ پہنچایا کرتے تھے اور تم میری صحبت میں بھی رہے ہو میں بھی اسی راستہ پر چلا ہوں جو مجھ سے پہلے تھا (یعنی حضور ﷺ کے طریقہ پر) واللہ اس اندیشہ سے کہ کہیں اس راستہ سے میں ہٹ تو نہیں گیا میں نہیں سویا کہ پریشان خواب دیکھنے لگا اور جب اس وہم میں مبتلا ہوا تو مجھ سے سہو ہونے لگا

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابوبکر صدیق نے ارشاد فرمایا

اے عمر ..... جس چیز سے میں تم کو ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور ہر نفس میں کوئی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر جب تم اس کی خواہش پوری کر دو گے تو وہ بڑھ کر دوسری کی طرف پہنچے گا اور میں تم کو ان لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور ان کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ اور یہ بات جان لو کہ ہمیشہ لوگ تم سے خائف رہیں گے جب تک کہ تم اللہ سے خائف رہو گے اور لوگ تم سے سیدھے رہیں گے جب تک تمہارا طریقہ سیدھا رہے گا یہ میری وصیت ہے اب میں تم کو سلام کہتا ہوں هذه وصيتي واقراء عليك السلام

(اخرجه ابويوسفؒ۔ازالۃ ص ۱۲۴ ج ۳)

اور پھر اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر مسلمانوں اور حضرت عمر فاروق کے حق میں دعا فرمائی اور فرمایا

اے میرے اللہ ..... میں نے اس کو (یعنی حضرت عمر کو) مسلمانوں پر خلیفہ بنایا اور اس کام میں بجز مسلمانوں کے حال کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا اور میں ایک ایسا عمل بجالایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور میں نے پورا غور و خوض کیا اور مسلمانوں میں جو سب سے بہتر دیکھا اس کو ان پر والی بنا دیا اور سب کاموں میں میں نے اے اللہ آپ کے سپرد کیا اے اللہ آپ غیب کے بہت جاننے والے ہیں میں نے اس بات میں حضرت عمر کی کوئی طرف داری نہیں کی اور میں دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں آپ ان کے محافظ رہیئے کیونکہ وہ آپ کے بندے ہیں اور ان کے والی (یعنی حضرت عمر) کی بھلائی کے واسطے آپ اصلاح (رہنمائی) فرماتے رہیئے اور ان کو خلفائے راشدین میں سے بنایئے کہ وہ اپنے پیغمبر

ﷺ اور صالحین کی سیرت کی پیروی کریں اور ان کی رعیت کے کاموں کو سنوار دیجئے ۔۔ (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۵۰)

حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر فاروق کو جب خلافت کے لئے منتخب کر دیا اور ان کو قیمتی نصیحتیں فرما کر ان کے لئے خوب دعائیں فرمائیں تو اس کے اثرات و ثمرات پوری دنیا نے دیکھے تھے یہ حضرت ابوبکر صدیق کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ رحمہ اللہ تعالیٰ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

وکان مافعله ابوبکر رضی الله عنه من تعیین عمر وفضله واستحقاقه للأمر مالم یحتج معه الی الشوری وظهر اثر هذا الرای المبارك المیمون علی المسلمین (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۱۴۲)

بعد ازاں آپ نے اپنی عزیز ترین صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بلا کر ان کو بھی کچھ وصیتیں کیں پھر ان سے کہا کہ

مجھے کفن دینے کے لئے نئے کپڑوں کی ضرورت نہیں یہ دو میری استعمال شدہ چادریں ہیں انہیں دھو کر مجھے کفن پہنا دینا مجھے نئے اور عمدہ کپڑوں میں کفن دینے سے نہ میں بڑھ جاؤں گا اور پرانے کپڑوں میں کفن دینے پر نہ میں گھٹ جاؤں گا

آپ نے حضرت عائشہ سے پوچھا۔ رسول اللہ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا بولیں تین کپڑوں میں حضرت ابوبکر نے انہی دو کپڑوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

بس میرے یہ دونوں کپڑے ہیں ایک تیسرا کپڑا بازار سے خرید کر مجھے کفن دے دینا

حضرت عائشہ نے کہا ابا جان! ہم تین نئے کپڑے بازار سے خرید سکتے ہیں فرمایا۔

بیٹی مُردوں کی نسبت زندہ لوگ نئے کپڑوں کے زیادہ مستحق ہیں یہ کفن کے دونوں کپڑے تو لہو اور پیپ کے لئے ہیں (یعنی خراب ہونے کے لئے)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ألحی احوج الی الجدید من المیت وانما ھذا للمھلة (مؤطاامام مالک ص ۱۴۹)

حضرت ابوبکر کے گھر کے کام کاج کے منتظم معیقب بن فاطمہ الدوسی کہتے ہیں کہ میں مرض الوفات میں حاضر ہوا تو میں نے سلام کیا اس وقت آپ خلافت کے معاملے میں مصروف تھے اس سے فارغ ہو کر مجھ سے فرمایا تم ہمارے گھر کے منتظم ہو بتاؤ میرا تمہارا کیا حساب ہے میں نے عرض کیا میرے پچیس درہم آپ کے ذمہ باقی ہیں وہ میں نے معاف کئے فرمایا چپ رہو اور میرے توشۂ آخرت کو قرض سے مت تیار کرو میں یہ سن کر رونے لگا تو فرمایا آنسو نہ بہاؤ اور گھبراؤ نہیں صبر کرو! میں امید کرتا ہوں کہ میں اس جگہ جارہا ہوں جو میرے لئے زیادہ بہتر اور پائے دار ہے اس کے بعد حضرت عائشہ کو بلا کر پچیس درہم دلوادیئے۔ (ازالۃ الخفاء)

حضرت ابوبکر صدیق کی حالت دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ پر ایک عجب حال طاری تھا آپ اپنے والد کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں پھر آپ نے یہ شعر پڑھے

وکل ذی ابل موروث وکل ذی سلب مسلوب

وکل ذی غیبة یؤوب وغائب الموت لایؤوب

ہر اونٹ والے کو ایک روز اپنا مال وارث کے سونپنا ہے اور ہر لوٹنے والے کو خود لٹنا ہے اور ہر غائب ہونے والا واپس آجاتا ہے لیکن موت کے ہاتھوں غائب ہونے والا کبھی واپس نہیں آتا

حضرت عائشہ صدیقہ نے اس وقت یہ شعر بھی پڑھا

لعمرك مایغنی الثراء عن الفتی اذا حشرجت یوما وضاق بھا الصدر

تیری عمر کی قسم تہ زمین (یعنی مکان) جوان کو اس وقت بے پروائی نہیں بخش سکتی جس دن کہ جان گلے میں بول رہی ہو اور سینہ روح کے روکنے سے تنگ آگیا ہو۔۔

حضرت ابوبکر صدیق نے یہ سن کر آنکھیں کھولیں اور کہا کہ بیٹی یہ بات ایسی نہیں ہے بلکہ حقیقت وہی ہے جو اللہ نے فرمائی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

وجاء ت سکرۃ الموت بالحق ذلك ماکنت منه تحید (پ۲۶ سورہ ق)

(ترجمہ) اور موت کی سختی (قریب) آپہنچی یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا

حضرت عائشہ صدیقہ نے شدت غم کی وجہ سے ایک شعر پڑھا

وابیض یستقی الغمام بوجهه ثمال الیتامی عصمة للارامل

وہ نورانی صورت جس کے چہرے کا واسطہ دے کر بادلوں سے بارش مانگی جائے جو یتیموں کی پناہ اور بیواؤں کے محافظ تھے۔

تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ بیٹا۔ یہ شان تو رسول اللہ ﷺ کی تھی ابوبکر اس کا مستحق نہیں ہے۔ فقال ابوبکر ذاك رسول الله ﷺ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۸)

آپ نے پوچھا کہ بیٹی آج کون سا دن ہے عرض کیا کہ پیر کا دن ہے ارشاد فرمایا کہ بیٹی اگر میں رات کو سفر آخرت پر چل دوں تو رات ہی کو دفن کر دینا دن کا انتظار نہ کرنا میں چاہتا ہوں کہ جتنا جلدی ہو سکے میں حضور ﷺ کے پاس پہنچ جاؤں

فان احب الأیام واللیالی الی اقربها من رسول الله ﷺ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۶)

مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کا آخری وقت آیا تو ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیے کچھ روح کی غذا عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ سنو۔

جو شخص یہ کلمات کہے گا اور پھر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو افق مبین میں پہنچا دے گا لوگوں نے کہا کہ یہ افق مبین کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک میدان ہے عرش کے سامنے اس میں باغ نہریں اور درخت ہیں اس کو روزانہ سو رحمتیں ڈھانپ لیتی ہیں سو جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالیٰ اسے اس مکان میں داخل فرمائے گا اور وہ کلمات یہ ہیں (اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(ترجمہ) اے اللہ بیشک آپ نے خلق کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ آپ کو ان کی طرف کوئی حاجت ہو پھر آپ نے ان کے دو گروہ بنائے ایک فریق جنت کے لئے ایک فریق دوزخ کے لئے۔ اے اللہ آپ مجھے جنت کے لئے تجویز کر لیجئے اور دوزخ کے لئے نہ کیجئے۔ اے میرے اللہ آپ نے مخلوق کو مختلف گروہوں پر پیدا کیا اور پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کو متمیز کر دیا ان میں سے بعض کو آپ نے شقی بنا دیا اور بعض کو سعید تو مجھے سعید بنا دیجئے اپنی فرمانبرداری سے اور مجھ کو شقی نہ بنایئے اپنی نافرمانیوں سے۔ اے اللہ بیشک آپ کو سب معلوم ہے جو ہر ایک نفس کرتا ہے قبل اس کے کہ آپ اس کو پیدا کریں تو جس چیز کا آپ کو علم ہے اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں سو آپ مجھ کو ان لوگوں میں داخل کر لیجئے جن کو آپ نے اپنی طاعت میں مشغول رکھا ہے اے اللہ بیشک کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک آپ نہ چاہیں تو آپ اپنی مشیت کو اس امر سے متعلق کر دیجئے کہ میں وہ بات چاہوں جو مجھے آپ سے قریب کر دیجئے اے اللہ آپ نے سب بندوں کی حرکات کا اندازہ مقرر کر دیا ہے تو کوئی شئے حرکت نہیں کرتی بغیر آپ کے ارادے کے سو آپ میری حرکات اپنے سے تقوی کیلئے بنا دیجئے اے اللہ آپ نے ہی خیر اور شر کو پیدا کیا اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمل کرنے والے آپ نے بنائے تو مجھے دونوں قسموں میں سے بہتر قسم والا بنا دیجئے اے اللہ آپ نے پیدا کیا جنت اور دوزخ کو پھر دونوں میں سے ہر ایک کیلئے آپ نے اہل بنا دئے تو مجھے آپ اپنی جنت کے رہنے والوں میں سے بنا دیجئے اے اللہ آپ نے جس قوم کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا تو ان کے سینوں کو اس کے لئے کشادہ کر دیا اور آپ نے کسی قوم کو گمراہ رکھنے کا ارادہ کیا تو ان کے سینوں کو گمراہی سے تنگ کر دیا (کہ اس میں) ہدایت نہ داخل ہو سکے سو میرے سینہ کو آپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسلام کے لئے کھول دیجئے اور اس کو میرے قلب میں زینت والا بنا دیجئے اے اللہ آپ ہی نے جملہ امور کی تدبیر کی اور تمام امور کا مرجع اپنی ہی ذات کو رکھا سو آپ مجھے بعد موت کے پاکیزہ زندگی عطا فرمایئے اور مجھے اپنا تقرب دائمی بخش دیجئے اے اللہ کسی نے صبح اور شام اس طرح کی کہ اس کا بھروسہ اور امید آپ کے غیر پر ہے لیکن میرا بھروسہ اور امید آپ ہی کی ذات پر ہے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کسی میں کوئی طاقت نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔۔۔(ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۳۴ بحوالہ احیاء العلوم ۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۱ ص ۱۷)

(نوٹ) اگر کوئی دوست اس دعا کو عربی میں پڑھنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ وہ حضرت شاہ ولی اللہ کی کتاب ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۱۳۴ میں اسے دیکھ لے۔)

۲۲ جمادی الثانی دوشنبہ کا دن گذرا سورج غروب ہو گیا ابھی عشاء کا وقت نہیں آیا تھا کہ آسمان ہدایت کا یہ اولین روشن ستارہ اس دار فانی سے دار باقی پہنچ گیا آخری وقت میں حضرت ابو بکر صدیق کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی

رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

اے میرے پروردگار تو مجھ کو مسلمان اٹھا اور صالحین کے ساتھ مجھے ملا دے

اور اسی الفاظ پر آپ نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (پ ۳۰ الفجر)

(ترجمہ) اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف چل

اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش (ادھر چل کر) تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا (کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے) اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کتنا خوب ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اے ابو بکر جب اس دنیا سے تمہاری رخصتی کا وقت آئے گا تو اس وقت حضرت جبرئیل امین تم سے یہی کہیں گے

اما ان الملك سيقولها لك عندالموت (تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کو شہادت کی موت نصیب ہونا

حضرت عمر فاروق کے ایک بیان سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو غار ثور میں جس زہریلے جانور نے کاٹا تھا آنحضرت ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت سے اس کا اثر ختم ہو گیا تھا اور آپ کی وہ تکلیف جاتی رہی تاہم اللہ کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ آپ کو شہادت کا مرتبہ بھی عطا فرمائے سو آپ کے انتقال کے وقت اس زہر کا اثر عود کر آیا اور اس نے اپنا کام کر دکھایا اور آپ کی وفات کا سبب یہ زہر بھی بنا حضرت عمر فاورق فرماتے ہیں

فتفل رسول الله ﷺ فذهب مايجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته (مشکوۃ ص ۵۵۶۔ ریاض ج ۱ ص ۱۰۵۔ ازالۃ ج ۱ ص ۲۳۹)

ایک دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک یہودی نے آپ کو کھانے میں زہر ملا کر کھلا دیا تھا اس کھانے میں چونکہ حضرت حارث بن کلدہ طبیب بھی آپ کے شریک تھے اسلئے آپ اور حضرت حارث دونوں پر اس زہر نے اثر کیا تھا حضرت حارث کی بینائی جاتی رہی اور سال نہ گزرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھا کہ دونوں کا ایک ہی روز انتقال ہو گیا (طبری ج ۲ ص ۱۱۶)

فقال الحارث ارفع يدك يا خليفة رسول الله والله ان فيها لسم سنة وانا وانت نموت فی یوم واحد قال فرفع یدیه فلم یزالا علیلین حتی ماتا فی یوم واحد عند انقضاء السنة (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۳۱ مستدرک ج ۳ ص ۶۷)

(نوٹ) حضرت ابو بکر صدیق کے لئے آخری وقت میں زہر کے اثر کا لوٹ آنا ایسا ہی ہے جیسے حضور اکرم ﷺ کو کھانے میں دئے جانے والے زہر کا اثر آخری وقت لوٹ آیا تھا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت حضور ﷺ کے پاس بکری کا گوشت لے کر آئی جس میں زہر تھا آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا جب پتہ چلا کہ آپ کو زہر دیا گیا ہے تو اس عورت کو گرفتار کیا گیا اور اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ نے اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میرا مقصد آپ کو قتل کرنا تھا (ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے کہا میں نے دراصل آپ کا امتحان کرنا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو یہ زہر آپ پر اثر نہ کرے گا اور اگر آپ نبی نہیں تو پھر آپ سے ہم لوگ چھٹکارا پالیں گے۔)۔.....الحدیث

حضرت انس کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ اس زہر کا اثر آپ ﷺ کے مسوڑھوں میں دیکھا کرتا تھا۔ (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۷۵)

حضور ﷺ پر ان دنوں زہر کا اثر تو تھا مگر یہ اثر شدید نہ تھا اور نہ ہی آپ اسے شدت سے محسوس فرماتے تھے تاہم بالکل آخری لمحات میں بڑی شدت سے اس کا اثر محسوس ہونے لگا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ جو آخری دنوں اور آخری لمحات میں آپ کے ساتھ ساتھ رہیں ہیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں فرمایا کرتے تھے کہ

اے عائشہ میں ہمیشہ اس زہر ملے گوشت کھالینے کی تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جسے میں نے خیبر

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں کھایا تھا اور اس وقت مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر سے میرا اندرونہ کٹ گیا ہے

فی مرضه الذی مات فیه یا عائشة ماازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فهذا اوان وجدت انقطاع ابهری من ذلك السم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۷۔ تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۳۹۶)

حضور اکرم ﷺ کے آخری وقت میں اس زہر کے اثر کا لوٹ آنا اور آپ کا اس تکلیف میں دنیا سے جانا در حقیقت آپ کو شہادت کے مرتبہ علیا پر فائز کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضور ﷺ کو وہ تمام مراتبہ عالیہ اور مدارج قدسیہ عطا فرمائے جو آپ کی امت کے مختلف لوگوں کو نصیب ہوں گے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ

لئن أحلف تسعا ان رسول الله ﷺ قتل قتلا أحب الی من ان أحلف واحدة انه لم یقتل وذلك ان الله اتخذه نبیا واتخذه شهیدا (البدایہ ج ۵ ص ۲۲۷)

اگر میں نو قسمیں کھاؤں کہ حضور ﷺ شہید ہوئے ہیں تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں ایک قسم کھاؤں کہ آپ شہید نہیں ہوئے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنایا ہے اور شہید بنایا ہے (تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۳۹۷)

حضرت جابر فرماتے ہیں

فتوفی رسول الله ﷺ شهیدا (البدایہ ج ۴ ص ۲۱۰)

ابن ھشام فرماتے ہیں

کان المسلمون لیرون ان رسول الله ﷺ مات شهیدا مع ما اکرمه الله به النبوة (البدایہ ج ۴ ص ۲۱۱)

حضرت امام شعبی اس پر فرماتے ہیں کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حقیر دنیا سے اب کس بات کی امید رکھی جائے کہ یہاں حضور ﷺ کو زہر دیا گیا حضرت ابو بکر صدیق کو زہر دیا گیا حضرت عمر فاروق کو شہید کیا گیا ایسے ہی حضرت عثمان کو شہید کیا گیا حضرت امام حسن کو زہر دیا گیا اور حضرت امام حسین کو شہید کیا گیا (مستدرک ج ۳ ص ۶۷)

تابعی جلیل حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال پر مدینہ منورہ کانپ اٹھا اور ہر جانب ایک کہرام مچ گیا تھا (تاریخ الخلفاء)

آپ کے والد محترم حضرت ابو قحافہ ابھی حیات تھے ان کو جب آپ کے انتقال کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حادثہ بڑا زبردست ہے اور سخت مصیبت کا وقت ہے۔ آپ کے والد محترم حضرت ابو قحافہ آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ۹۷ سال کی عمر میں (۱۴ محرم ۱۴ ھجری) کو انتقال کر گئے تھے۔

☆..... جلیل القدر صحابہ کرام کا حضرت ابو بکر صدیق کو خراج تحسین پیش کرنا

حضرت علی مرتضیٰ کو جب آپ کے انتقال کی خبر پہونچی تو انا للہ پڑھتے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ الیوم انقطعت خلافة النبوة آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور پھر آپ کے گھر کے دروازے پر تشریف لائے یہاں لوگ غمزدہ کھڑے تھے حضرت علی مرتضیٰ نے وہیں کھڑے ہو کر آپ کی شان میں ایک نہایت ہی عمدہ اور بہترین خطبہ دیا جو اپنی جگہ فصاحت وبلاغت کا شاہکار تو ہے ہی۔ آپ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق کی عظمت کا اقرار واعتراف بھی ہے۔ (حضرت علی مرتضیٰ کا یہ تعزیتی خطبہ آگے ملاحظہ کریں) ایک عجیب سماں تھا سب کے سب خاموش کھڑے آپ کا خطبہ سن رہے تھے جب آپ نے عقیدت ومحبت سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھر پور خطبہ ختم فرمایا تو سب سامعین بے تحاشا اس طرح روئے کہ چیخیں نکل گئیں اور سب نے بیک آواز کہا کہ اے حضور ﷺ کے داماد آپ نے حضرت ابوبکر کے بارے میں جو کچھ بھی فرمایا ہے سچ ہی فرمایا ہے

قالوا صدقت یا ختن رسول اللہ ﷺ (ریاض النضرۃ ج ا ص ۲۶۴)

آپ کی سب سے چہیتی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ کو اس طرح خراج عقیدت پیش فرمایا ہے

نضر الله وجهك وشكر لك صالح سعيك فلقد كنت للدنيا مذلا باعراضك عنها وللآخرة معزا باقبالك عليها ولئن كان اجل بعد رسول الله ﷺ رزؤك واعظمها فقدك ان كتاب الله ليعد بالعزاء عنك حسن العوض منك فانا انتجز من الله موعدك فيك بالصبر عليك واستعيضه منك بالدعاء لك فانا لله وانا اليه راجعون وعليك السلام ورحمة الله توديع غير قالية لحياتك ولا زارية على القضاء فيك ۔ (ریاض النضرۃ ج ا ص ۲۶۵)

اے میرے ابا جان..... اللہ آپ کو سر سبز و شاداب کرے اور آپ کو آپ کی بہترین کوششوں کا بدلہ عطا فرمائے آپ نے دنیا سے منہ موڑا تو اس کو ذلیل کر دیا اور آخرت کا رخ کیا تو آپ نے اس کو عزت بخش دی اگرچہ حضور ﷺ کے بعد آپ کا حادثہ وفات سب سے بڑا حادثہ ہے لیکن بہر حال اللہ کی کتاب ہم کو حکم کرتی ہے کہ ہم صبر کریں اور یہ صبر ہی آپ کی وفات کا سب سے اچھا عوض ہے اور میں اللہ سے امید کرتی ہوں کہ وہ مجھ کو میرے صبر کا بدلہ دے کر اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اے ابا جان..... آپ اپنی اس بیٹی کا آخری سلام قبول کیجئے جس نے آپ کی زندگی میں کبھی آپ کے ساتھ پرخاش نہیں رکھی اور اب آپ کے فوت ہونے پر وہ جزع فزع نہیں کر رہی ہے (صدیق اکبر ص ۹۳۱۳)

حضرت عمر فاروق بھی تشریف لے لائے اور آپ کے جسد مبارک کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا

اے خلیفۃ الرسول ﷺ آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو سخت محنت و مشقت میں مبتلا کر دیا آپ کا سا ہونا تو درکنار اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کے گرد تک پہنچ سکے۔

حسب وصیت حضرت ابو بکر صدیق کو ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس نے غسل دیا اور آپ کے بیٹے نے آپ کا ہاتھ بٹایا۔ پھر ہزاروں صحابہ کرام نے حضرت عمر فاروق کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ ریاض الجنۃ میں ادا فرمائی پھر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت طلحہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے رات کے وقت آپ کو قبر میں اتارا جو اور حضور ﷺ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا۔

یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مبارکہ تھا اور یہ آپ کا خواب میں دیکھا دوسرا چاند تھا جو اس حجرہ مقدسہ میں داخل ہوا وہاں آپ کے لئے قبر اس طرح بنائی گئی کہ آپ کا سر مبارک حضور اکرم ﷺ کے شانہ مبارک کے برابر رہے جہاں ساتھ ہی آپ کے محبوب سرور دو عالم سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہلے سے آرام فرما ہیں وفات کے وقت حضرت ابو بکر صدیق کی عمر ۶۳ سال کی تھی آپ نے صرف دو برس تین مہینے اور ۱۱ دن خلافت کی۔ انا اللہ و انا الہ راجعون فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آنحضرت ﷺ کی طرف سے بعد از موت اپنے قریب دفن ہونے کی پیشن گوئی

سیدنا حضرت ابو بکر اور سیدنا حضرت عمر جس طرح حضور ﷺ کی حیات مبارک میں آپ کے قریب اور ساتھ رہے اور آپ نے بھی ہمیشہ جس طرح ان دونوں کو ساتھ ساتھ رکھا حضور ﷺ کی خواہش ہوئی کہ اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ کے یہ دونوں ساتھی آپ کے بالکل قریب قریب رہیں آپ نے اللہ تعالی سے اس کی دعا مانگی ہو گی اور اللہ نے آپ کو یہ بشارت دی کہ ایسا ہی ہو گا چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں نہ صرف یہ کہ بعد از موت اپنے قریب رہنے کا اشارہ دیا بلکہ آپ نے اس کی پیش گوئی بھی فرما دی اور یہ اللہ کے بتلائے بغیر نہیں ہو سکتی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ و کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ینزل عیسی بن مریم الی الارض فتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوۃ ص ۴۸۰)

(ترجمہ) حضرت عیسی علیہ السلام زمین پر اتریں گے آپ شادی کریں گے ان کے ہاں اولاد ہو گی آپ پینتالیس سال زمین پر رہیں گے پھر ان کا انتقال ہو گا اور میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن ہونگے پھر قیامت کے دن میں اور عیسی ایک مقبرے سے اٹھیں گے ابو بکر اور عمر کے درمیان سے۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے قیامت کے دن بالکل قریب بلکہ ساتھ ہی اٹھنے کی خبر میں اس بات کی پیش گوئی موجود ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی قبریں حضور ﷺ کے بالکل قریب قریب بنیں گی اور یہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ ہی آرام فرمائیں گے۔ حضور ﷺ نے اس کی خبر ام

toobaa-elibrary.blogspot.com

المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بھی دے دی تھی آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے کہا

یارسول الله انی اری اعیش بعدك فتاذن لی ان ادفن الی جنبك فقال وانی لك بذلك الموضع ومافیه الاموضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسی بن مریم (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۲۰۔ وابن عساکر ج ۲۰ ص ۱۵۴)

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول مجھے لگتا ہے کہ (آپ مجھ سے پہلے دنیا سے روانہ ہو جائیں گے اور) میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی اگر اجازت ہو تو میں (جب فوت ہو جاؤں تو) آپ کے پاس ہی دفن ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو ابو بکر اور عمر اور عیسی بن مریم کے علاوہ اور جگہ نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں یہ پیش گوئی فرمادی تھی کہ وہ جب بھی فوت ہوں گے ان کی قبر حضور ﷺ کے قریب ہی ہو گی۔ نیز سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کی پیشگوئی قادیانیت کے دام تزویر میں آئے ہوئے لوگوں کے لئے نہایت ہی قابل غور و فکر ہے وہ ایمانداری سے بتائیں کہ کیا ان کا پیشوا اپنے دعوی میں کاذب ثابت نہیں ہوا؟

حضرت ابو موسی اشعری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے کسی کام کے سلسلے میں مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے چلا گیا جب آپ باغ میں داخل ہو گئے تو میں دروازہ کے پاس بیٹھ گیا میں نے کہا کہ آج میں حضور کا دربان ہوں حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہ دیا تھا حضور ﷺ جب فارغ ہوئے تو وہاں ایک کنویں کی منڈھ پر بیٹھ گئے اور اپنے پیر کنویں میں لٹکا دئے اتنے میں حضرت ابو بکر تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی میں نے کہا کہ ٹھہرو میں پہلے اجازت لے لوں پھر داخل ہونا میں نے جا کر حضور ﷺ سے ان کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لئے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ ان کو جنت کی بھی بشارت دے دو حضرت ابو بکر اندر تشریف لے آئے اور جاکر حضور ﷺ کی دا □ جانب بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے پیر کنویں میں لٹکا دئے پھر کچھ دیر بعد حضرت عمر فاروق تشریف لائے میں نے ان سے کہا کہ ٹھہرو پہلے اجازت لے لوں چنانچہ آپ کو اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ ان کو جنت کی خوشخبری دے دو چنانچہ وہ اندر تشریف لے آئے اور حضور ﷺ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اب یہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ اتنے میں حضرت عثمان غنی تشریف لے آئے میں نے ان سے بھی کہا کہ پہلے اجازت لے آؤں حضور ﷺ نے ان کو اجازت دی اور جنت کی خوشخبری دیتے ہوئے ایک آزمائش میں مبتلا ہونے کا بھی ذکر فرمایا ﴿ وبشره بالجنة معها بلاء يصيبه ﴾ حضرت عثمان اندر تشریف لے گئے مگر اب اس کنویں پر ان کے لئے بیٹھنے کی جگہ نہ تھی چنانچہ وہ دوسری جانب حضور ﷺ کے سامنے جاکر بیٹھ گئے۔ اور اپنے پیر کنویں میں لٹکا دئے۔.....(الحدیث)

سعید الامت رئیس التابعین حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ

میں نے اس واقعہ سے یہ تعبیر نکالی ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی قبریں ایک جگہ ہونگی (کیونکہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ساتھ ہی ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے) اور حضرت عثمان اکیلے ایک علیحدہ جگہ میں دفن ہونگے (کیونکہ آپ ان سے تھوڑی دور اکیلے بیٹھے تھے)

قال ابن المسيب فتاولت ذلك قبورهم اجتمعت ههنا وانفرد عثمان

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۵۲)

حضرت امام طحاوی (۳۲۱ھ) نے یہ روایت حضرت انس بن مالک سے بھی نقل فرمائی ہے (دیکھئے مسند الامام الطحاوی ج ۱ ص ۲۴۳ طبع دبئی)

toobaa-elibrary.blogspot.com

چنانچہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ پیش گوئی اسی طرح پوری ہوئی جس طرح آپ نے فرمائی۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ پیش گوئی کا جو حصہ حضرت عیسی علیہ السلام سے متعلق ہے وہ بھی اسی طرح پورا ہو کر رہے گا جس طرح حضرات شیخین کریمین کے بارے میں پورا ہو کر رہا

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی جنت کے ٹکڑے میں آرام فرما ہونے کی سعادت

حضور اکرم ﷺ کے بالکل قریب بلکہ ساتھ ہی آپ کی آخری آرام گاہ کا ہونا خود اپنی جگہ ایک بہت بڑی فضیلت اور سعادت ہے یہ شرف صرف آپ اور آپ کے دوست حضرت عمر فاروق کے نصیب میں آیا ہے حضرات شیخین اس شرف پر جتنا بھی ناز کریں کم ہے حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة ومنبری علی حوضی

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۵)

حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں مابین قبری ومنبری کے الفاظ بھی ملتے ہیں (مسند الامام طحاوی ج ۷ ص ۵۵)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو ٹکڑا ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے

جامع صغیر کے شارح حضرت علامہ علی بن احمد العزیزی (۱۰۷۰ھ) لکھتے ہیں

المراد بالبیت بیت عائشة رضی الله تعالی عنها الذی صار فی قبره

(السراج المنیر ج ۴ ص ۱۹۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور ﷺ کے ارشاد بیتی میں بیت سے مراد حضرت عائشہ کا گھر ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کی قبر اطہر ہے۔

معروف محدث امام ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) ارشاد نبوی ﴿ مابین بیتی ﴾ پر لکھتے ہیں کہ

والمراد فی بیت بیت سکناہ وقیل قبرہ لما جاء فی حدیث آخر مابین قبری ومنبری ولامنافاۃ بینھما لان قبرہ فی بیتہ (مرقات ج ۲ ص ۵۹۰)

یہاں بیت سے مراد وہ گھر ہے جس میں آپ ﷺ رہائش پذیر تھے اور بعض نے کہا کہ مراد قبر ہے اور ان دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ قبر نبوی آپ کے گھر میں ہے

پھر آپ نے حضرت امام مالک (۱۷۹ھ) اور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) کے حوالہ سے یہاں ایک بڑی عجیب اور لطیف بات فرمائی ہے کہ

الروضۃ قطعۃ نقلت من الجنۃ وستعود الیھا ولیست کسائر الارض تفنی وتذھب قال ابن حجر وھذا علیہ الاکثر وھی من الجنۃ الان حقیقۃ وان لم تمنع نحو الجوع لاتصافھا بصفۃ دار الدنیا (مرقات شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۵۹۰)

یہ روضہ جنت سے لایا جانے والا ٹکڑا ہے اور پھر جنت میں واپس لوٹ جائے گا اور یہ ٹکڑا زمین کے دوسرے ٹکڑوں کی طرح نہیں ہے کہ ختم ہو جائے حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اکثر کا یہی قول ہے اور یہ ٹکڑا حقیقت میں جنت کا ہے اور گو جنت میں کسی کو بھوک پیاس نہیں لگے گی لیکن زمین پر یہ جگہ بھوک پیاس کو نہیں روکتی کیونکہ یہاں اس ٹکڑے کو زمین کی صفت اور تاثیر عطا کر دی گئی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ

جس طرح کعبۃ اللہ میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے (حجر اسود) جو جنت سے لایا گیا ہے اور پھر قیامت کے دن یہ دوبارہ جنت میں چلا جائے گا۔ اسی طرح مسجد نبوی میں بھی ایک ایسا ٹکڑا ہے جو حقیقت میں جنت کی زمین کا ایک ٹکڑا ہے (اور وہ روضہ مقدسہ ہے جس میں حضور اکرم ﷺ اور حضرات شیخین آرام فرما ہیں) (ایضا)

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق (اور حضرت عمر فاروق) کس قدر خوش قسمت ہیں کہ ان کو جنت کے ایک ٹکڑے میں آرام کرنے کی سعادت قیامت تک حاصل ہو رہی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خود ان کے محبوب آقا حضور اکرم ﷺ ان کے ساتھ ساتھ موجود ہیں جو اپنی قبر مبارک میں حیات ہیں اور وقت آئے گا کہ اللہ کے ایک اور جلیل القدر رسول سیدنا حضرت عیسی علیہ السلام ان کے دوسری جانب آرام فرمائیں گے۔

فیدفن فی الحجرة الشریفة الی جنب عمر فیبقی هذان الصحابیان الکریمان مصحوبین بین هذین النبیین العظیمین علیهما الصلاة والسلام ورضی الله عنهما الی یوم القیامة (مرقات ج ۱۱ ص ۶۸)

انسانی تاریخ میں کبھی کسی کو یہ سعادت حاصل نہ ہو سکی اور نہ آئندہ ہو گی جو حضور ﷺ کے دو جلیل القدر صحابی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو حاصل ہوئی ہے۔ محدث شہیر حضرت امام ملا علی قاری نے کس قدر عمدہ اور محبت بھرے لفظوں میں حضرات شیخین کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کو مبارک باد دی ہے اسے دیکھئے

فهنیئا للشیخین حیث اکتفا بالنبیین (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۳۶)

پس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو مبارک ہو کہ وہ خدا کے دو جلیل القدر پیغمبروں کے درمیان میں ہیں۔۔

☆..... حضرت ابوبکر صدیق کا روضہ مبارکہ کی مٹی سے خصوصی تعلق تھا

حضرات شیخین کا روضہ اطہر میں آرام فرمانا اور ان کے بدن کا روضہ مبارکہ کی مٹی سے مس ہو جانا بتاتا ہے کہ اس مبارک مٹی سے ان کا خاص طور پر تعلق رہا ہے۔ حضرت امام محمد بن سیرین (۱۰۱ھ) فرماتے ہیں کہ

لوحلفت حلفت صادقا بارا غير شاك ولا مستثن ان الله تعالى ماخلق محمدا ﷺ ولاابابكر ولا عمر الا من طينة واحدة ثم ردهم الى تلك الطينة

اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچی ہو گی بالکل یقینی جس میں شک کرنے والے کیلئے کوئی گنجائش نہیں اور نہ استثناء کی ضرورت۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا محمد ﷺ کو اور نہ ابوبکر کو اور نہ عمر کو مگر ایک مٹی سے پھر اسی مٹی کی طرف ان سب کو لوٹا دیا۔

علامہ سمھودی نے امام ابن سیرین کے اس بیان کو ایک اور بات پر منطبق فرمایا انہوں نے کہا کہ مدفن اسی جگہ ہوتا ہے جس جگہ کی خاک نطفہ کے ساتھ گندھی ہوئی ہوتی ہے۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ

فقیر کہتا ہے (کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان کا ہو) اس کلمہ کا صحیح محمل یہ ہے کہ طینت میں (یعنی اس مٹی میں جس میں آپ کو دفن کیا گیا) مستعار طور پر اصل کی (یعنی ارواح کی) صفت پیدا ہو گئی اور اس اثر کے معنی اسی کے مشابہ ہیں جو کہ حدیث میں آیا ہے کہ (ابتدائے خلقت میں) ارواح فوجوں کے دستے تھے (یعنی جھنڈ کے جھنڈ) تو جو روحیں آپس میں باہم جان پہچان رکھتی تھیں وہ (دنیا میں آکر) ایک دوسرے سے میل جول رکھنے لگیں یعنی وجود خارجی سے پہلے ان کی ارواح ایک محل

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں تھیں اور بعد انتقال کے بھی ایک ہی محل میں رہیں۔ (ازالۃ ج ۳ ص ۱۷)

مفکر اسلام استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

حدیث میں حضور ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ایک ہی مٹی سے پیدا ہونے اور پھر ایک ہی مٹی میں دفن ہونے کا بیان ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں ان دونوں بزرگوں کی وہ فضیلت نکلتی ہے کہ اس میں ان کا کوئی سہیم اور برابر نہیں.....

خطیب بغدادی (۴۶۲ھ) نے کتاب المتفق والمفترق میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

مامن مولود الا وفی سرته من تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وانا وابوبکر وعمر خلقنا من تربة واحدة وفیها ندفن

ہر بچہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اس میں وہ دفن ہو جائے اور میں اور ابوبکر اور عمر ایک ہی مٹی سے بنے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے

مولانا احمد رضا خان نے اپنے فتاوی افریقہ میں بھی یہ حدیث نقل کی ہے بلکہ اس کے ساتھ حکیم ترمذی کی نوادر الاصول سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں

ویاخذ التراب الذی یدفن فی بقعة وتعجن به نطفته فذلك قوله تعالی منها خلقناکم وفیها نعیدکم (فتاوی افریقہ ص ۸۵)

فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہوتا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے یہ ہے اللہ کا ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں پھر تمہیں ہم لے جائیں گے

شیعہ کے مشہور پیشوا ملا مقبول دہلوی نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ

نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالی ایک فرشتے کو بھیج دیتا ہے کہ وہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے چنانچہ وہ فرشتہ لاکر اس نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اسی مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک کہ اس میں دفن نہ ہو جائے..... (ترجمہ مقبول ص ۶۲۷)

پس اس یقین سے چارہ نہیں کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا خمیر طیب ایک ہی پاک مٹی سے اٹھایا گیا تھا (عبقات ص ۴۱)

سو اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق کو اسی پاک مٹی میں لوٹا دیا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی جگہ مقدس و محترم نہیں ہے حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق کی ایک بہت بڑی فضیلت جو آپ کے انتقال کے بعد سامنے آئی وہ ان کا آنحضرت ﷺ کے برابر دفن ہونا ہے جس طرح کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر مبارک کو ملا ہوا رکھنا اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ عظیم الشان بزرگی ہے (حضور ﷺ کے لئے) اس کا ذکر کیا حضرت ابن عباس نے اللہ تعالی کے ارشاد ورفعنا لك ذكرك کی تفسیر میں۔ آنحضرت ﷺ کے برابر دفن ہونا اس قدر باعظمت بزرگی ہے جس سے کہ صدیق و فاروق تمام اصحاب میں ممتاز ہیں یہ حضرت صدیق کی اس اعانت کی شرح ہے جو تحمل بار نبوت کے سلسلہ میں وہ آنحضرت ﷺ کی کرتے رہے ہیں

یہاں دو نکتے سمجھنے چاہئیں ..... پہلا نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ بعثت کے بعد دو قرن کے قریب دنیا میں رہے تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔ مکہ میں جو

toobaa-elibrary.blogspot.com

تیرہ سال گزرے ان میں کفار سے آپ جھگڑتے رہے اور اسلام کا اعلان اور کفار کی ایذاؤں کا آپ تحمل کرتے رہے اور دس سال تک جو آپ نے مدینہ میں اقامت فرمائی تعلیم علم میں گزرے اور ان میں سے آپ کلمہ اسلام کا اعلاء کبھی صلح کے ساتھ اور کبھی جنگ کے ساتھ کرتے رہے جس طرح وہ شخص جس نے حضور ﷺ کے ساتھ صحبت رکھی اور آپ کے ساتھ ہم نشینی اور ہم کلامی سے مشرف ہوا افضل ہے اس شخص سے جس کو آپ کی صحبت میسر نہیں ہوئی اسی طرح جس شخص نے قرن اول میں حضور ﷺ کی اعانت کی ہے اور ان واقعات کو دیکھا اور ان واقعات میں آپ کے ساتھ رہا اور ان برکات سے اثر قبول کرتا رہا وہ افضل ہے ہر اس شخص سے جس سے کہ وہ اعانتیں صادر نہ ہوئی ہوں اور اس نے وہ صحبتیں نہ دیکھی ہوں اسی وجہ سے قرآن کریم وحدیث شریف میں ہر جگہ مہاجرین اولین کی شان میں تعظیم وتکریم وارد ہوئی ہے (لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح.....الی آخر الایة) اور یہی وجہ ہے کہ مہاجرین اولین خلافت کے مستحق ہوئے ان کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں اور صدیق اکبر اس امر میں منفرد ہیں اور ان کی فضیلت سب پر ثابت ہے.....

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ان اعانتوں اور خدمتوں کا شاہد حضور ﷺ کا کلام مبارک ہے جو آپ نے آخر زمانہ میں فرمایا اور بروایت مستفیضہ ابو ہریرہ وابو سعید خدری وابن عباس وابن مسعود وجندب (رضی اللہ عنھم) کی سندوں سے ثابت ہے کہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہوا جس کا بدلہ ہم نے نہ دے دیا ہو بجز ابو بکر صدیق کے کہ ان کے ہم پر بہت احسانات ہیں اللہ تعالی ان کا بدلہ قیامت کے دن ان کو دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکر کے مال نے پہنچایا اور اگر میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا یاد رکھو کہ تمہارا ساتھی (یعنی خود رسول) اللہ کا خلیل ہے دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ابو بکر ہے اور حضرت جندب کہتے ہیں کہ میں نے اس خطبہ کو حضور ﷺ کی وفات سے پانچ رات پہلے سنا ہے اور ابو سعید خدری نے یہ کہا ہے کہ یہ کلام حضور ﷺ کے اپنی وفات کی خبر دینے کے بعد کا ہے کہ اللہ تعالی نے ایک بندے کو اختیار دیا در میان دنیا کے اور در میان اس عالم (آخرت یا نعمتوں) کے جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے اور یہ کلمات مبارکہ (ان امن الناس ..... الحدیث) ان واقعات کا اجمال اور ان مفصل قصوں کی تصدیق اور ان تمام اعمال کی حق تعالی کے حضور میں مقبول ہونے کی تصریح ہے

یہاں ایک باریک نکتہ اور ہے جس کو پہچاننا چاہئیے کہ مدح کا مدار صرف ان اعمال کا وجود نہیں ہے بلکہ حقیقت مدح کا مدار اس بات پر ہے کہ حضرت صدیق ان اعمال سے اپنے بلند ترین مقاصد پر کامیاب ہو گئے اور جو چاہتے تھے مل گیا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے (ازالۃ ج ۳ ص ۶۹)

جن دنوں حضرت ابو بکر صدیق بیمار تھے آپ نے دریافت کیا کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں اس وقت سے اب تک مجھ کو بیت المال سے کتنا وظیفہ ملا ہے؟ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ چھ یا آٹھ ہزار درہم ہوئے ہیں فرمایا کہ میری فلاں زمین فروخت کر کے یہ رقم واپس بیت المال میں جمع کرا دی جائے چنانچہ اس کی تعمیل کر دی گئی۔

پھر آپ نے پوچھا کہ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد میرے مال میں کس قدر اضافہ ہوا ہے پتہ چلا کہ ایک غلام ہے جو بچوں کو کھلاتا ہے ایک اونٹنی ہے جو پانی لانے کے لئے استعمال میں آتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے بعض روایتوں میں ایک غلام ایک لونڈی اور دو اونٹنیاں بتایا گیا آپ نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد یہ تمام چیزیں میرے جانشین حضرت عمر کو پہنچا دینا۔ آپ کی وفات کے بعد جب یہ چیزیں حضرت عمر کی خدمت میں پہنچائی گئیں تو حضرت عمر انہیں دیکھ کر رو پڑے اور کہا کہ اللہ ابوبکر پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے اس نے اپنے بعد والے کے لئے کام بہت دشوار کر دیا

رحم الله ابابكر لقد اتعب من بعده تعبا شديدا (طبقات ج ۳ ص ۱۴۳)

امام دارمی نے حضرت عبداللہ بن الاھتم کے حوالہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ بیان بھی نقل کیا ہے حضرت ابوبکر کی وصیت کے مطابق جب یہ سامان حضرت عمر فاروق کے پاس بھیجا گیا تو آپ نے مذکورہ ارشاد فرما کر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ

وفارق الدنيا تقيا نقيا على منهاج صاحبه (سنن دارمی ج ۱ ص ۵۵)

حضرت ابوبکر دنیا سے پاک صاف اور تقوی و پرہیز کی حالت میں تشریف لے گئے اپنے دوست (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) کے طریقہ پر۔ رضی الله تعالى عنه وارضاه۔

حضرت ابوبکر نے جس وقت حضور ﷺ کے ساتھ چلنے کا عہد فرمایا آپ بہت مالدار تھے آپ کے پاس چالیس ہزار سے زیادہ درہم تھے مگر آپ نے اپنا مال اللہ کی خوشنودی اور اپنے محبوب کی مرضی کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت پر سب کا سب لٹا دیا آپ جب اس دنیا سے گئے تو اس وقت آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ ان کے پاس نہ درہم تھا نہ دینار۔ کچھ بھی نہ چھوڑا سب اللہ کی راہ میں دے گئے۔

انه لما مات ابوبكر ماترك دينارا ولا درهما (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۵)

سیدنا حضرت ابوبکر شروع سے آخر تک حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے آپ نے کبھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور ﷺ کو اکیلا چھوڑا اور نہ حضور ﷺ نے اپنے دوست اور ساتھی کو کبھی اکیلا رہنے دیا ہمیشہ ساتھ لے کر چلے یہ صرف دو سال تھے جس میں آپ ظاہری طور پر حضور اکرم ﷺ سے علیحدہ رہے کیونکہ حضور ﷺ رفیق اعلی سے جا ملے تھے آپ جس طرح زندگی بھر کے ساتھی رہے اللہ نے چاہا کہ آپ کو قبر میں بھی حضور کا ساتھی بنا دیں پھر حضور ﷺ نے آپ کو اپنی زندگی میں اس بات کی بشارت بھی دے دی تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ روز محشر حضور ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے بلکہ حوض کوثر پر بھی وہ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں گے

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ساتھ اس طرح مسجد میں داخل ہوئے کہ دونوں آپ کے دائیں اور بائیں جانب تھے اور حضور ﷺ نے دونوں کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھیں گے

وھو آخذ بایدیھما وقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار (ایضاص ۲۰۸)

آپ حوض کوثر اور غار میں میرے ساتھی ہیں

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں

انت اخی وصاحبی فی الغار (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۳۔ ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲۷)

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر زندگی میں بھی کبھی ایک دوسرے سے دور نہ رہے اور بعد از وصال بھی ایک دوسرے سے دور نہ ہوئے اور کل قیامت میں بھی وہ ایک دوسرے سے دور نہ ہونگے ساتھ ساتھ رہیں گے

toobaa-elibrary.blogspot.com

فلن یفترقا حیین ولن یفترقا میتین ولن یفترقا غداعنداللہ تعالی
(کنزالعمال ج ۱۲ص ۲۲۷)

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو حضور ﷺ کے ساتھ زندگی بھر رہا اور کسی موڑ پر بھی اس نے اپنے محبوب کا دامن نہ چھوڑا ہو اسے حضور ﷺ اپنے قریب نہ بلائیں اور اپنے ساتھ ساتھ نہ رکھیں حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ روضہ اطہر کے باہر رکھ دینا اور آواز دینا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا خادم آپ کے ساتھ دفن ہونے کی تمنا رکھتا ہے اگر اجازت مل جائے تو مجھے حجرہ مقدسہ میں دفن کرنا ورنہ عام مسلمانوں کے ساتھ دفن کر دینا۔ پھر کیا ہوا اسے مفسر کبیر حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) سے سنئے آپ لکھتے ہیں

لما حملت جنازته الی باب قبر النبی ﷺ ونودی السلام علیك یارسول الله هذا أبوبكر بالباب فاذا الباب قد انفتح واذا بهاتف یهتف من القبر أدخلوا الحبیب الی الحبیب (تفسیر کبیر ج ۲۱ص ۷۴)

جب حضرت ابوبکر کے جنازہ کو حضور ﷺ کے روضہ اطہر کے دروازہ کے قریب رکھا گیا اور آپ کو سلام پیش فرما کر کہا گیا کہ ابوبکر دروازہ پر حاضر ہے تو روضہ اطہر کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر مبارک سے آواز آئی کہ حبیب کو اپنے حبیب کے پاس پہنچا دو۔

☆.....بارگاہ ایزدی میں حضرت ابوبکر صدیق کی قدر.....☆

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی حیات مبارکہ پر نظر کرنے سے یہ بات بہت کھل کر سامنے آتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے کہ آپ اللہ تعالی کے نہایت ہی مقبولین میں سے ایک تھے اور اللہ تعالی کا آپ پر خصوصی انعام و فضل تھا آپ کو شروع سے پاک طبیعت پر رکھا گیا اور آپ کی طبیعت ہر اس بات سے اباء کرتی تھی جس سے کسی طرح بھی شرف انسانیت کو داغ لگ جائے آپ ہر اس ظاہری اور معنوی باتوں اور کاموں سے طبعا متنفر تھے جن سے شرف انسانیت مجروح ہو جائے

اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو گی کہ سرور دو عالم ﷺ آپ کے بچپن کے دوست اور جوانی کے ساتھی تھے یہ اللہ تعالی کا انتخاب تھا کہ آپ کو شروع سے اپنے محبوب کا دوست اور ساتھی بنادیں کہ جونہی اللہ کا نبی اپنی نبوت کا اعلان کرے تو اس کا یہ ساتھی تصدیق میں اتنا آگے بڑھ جائے کہ رب العزت اس کا نام صدیق رکھے اور جبرئیل امین کی معرفت حضور ﷺ کو اس کی خبر دے اور خود پیغمبر بھی اپنے لسان مبارک سے اسے یہ لقب عطا کر دے اور اسے اس نام سے بلائے اور قیامت تک یہ اس کے نام کا حصہ بن جائے۔

آیئے ہم قرآن کریم کی روشنی میں دیکھیں کہ اللہ تعالی نے اپنے محبوب کے ساتھی اور سب سے عزیز دوست سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کو کس کس طرح یاد فرمایا ہے اور کن کن عنوانوں سے ان کی تعریف فرمائی ہے اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتایا کہ خدا کے ہاں حضرت ابو بکر کا مقام و مرتبہ کس قدر اونچا ہے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے صاحب رسول ہونے کی شہادت

☆..... ہجرت کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کفار غار ثور کے بالکل قریب آگئے حضرت ابو بکر صدیق کو فکر پیدا ہوئی کہ اگر انہوں نے ہمیں دیکھ لیا اور تلاش کر لیا تو کہیں یہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ معاذ اللہ بد سلوکی نہ کریں آپ کہتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ونحن فی الغار لو ان احدھم ینظر الی قدمیه لابصرنا تحت قدمیه قال فقال یا ابابکر ماظنك باثنین الله ثالثھما (مسند احمد ج۱ ص ۸ طبقات ۱۲۹ ج ۳)

اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت اتاری

الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا فانزل الله سکینته علیه وایده بجنود لم تروھا وجعل کلمة الذین کفروا السفلی وکلمة الله ھی العلیا والله عزیز حکیم (پ۱۰ التوبۃ ۴۰)

(ترجمہ) اگر تم لوگ ان کی (یعنی رسول پاک ﷺ کی) مدد نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب آپ کو کافروں نے جلاوطن کردیا تھا جبکہ دو آدمیوں میں سے ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے صحابی سے فرمارہے تھے تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کردی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تالیف لطیف ﴿ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء﴾ کے مترجم حضرت مولانا اشتیاق احمد دیوبندی مرحوم لکھتے ہیں

یہ آیت حضرت صدیق اکبر کے عدیم المثال فضائل پر دلالت کرتی ہے اس آیت میں حضور ﷺ کے حق میں ثانی اثنین (یعنی دو میں سے دوسرا) فرما کر صدیق اکبر کے بے نظیر اخلاص اور عدیم المثال کردار کی طرف تعریض فرمائی ہے کیونکہ لفظ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ثانی اثنین سامنے آنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو ثانی فرمایا گیا ترتیب میں پہلا صدیق اکبر کو کیوں قرار دیا گیا ترتیب بیان میں اس کا عکس بھی ہو سکتا تھا یعنی اول آنحضرت ﷺ اور ثانی حضرت صدیق اکبر۔ اور ظاہر قیاس بھی اسی کا متقاضی ہے کہ بلحاظ مرتبہ اولیت کا حق حضور ﷺ کا تھا یہ ترتیب بیان دعوت فکر دیتی ہے اور غار میں داخل ہونے کا نقشہ قاری کو مستحضر کرنا چاہتی ہے کہ احادیث میں اور کتب سیر میں جو کچھ منضبط ہے وہ آنکھوں کے سامنے آجائے کہ غار میں اول حضرت ابوبکر صدیق داخل ہوئے آپ کے لئے جگہ بنائی اس میں جس قدر سوراخ تھے سب کو اپنی چادر پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے بند کیا پھر حضور ﷺ کو اندر بلایا اور ایک سوراخ جو بند نہ ہو سکا تھا تو ذات اقدس کی حفاظت کے لئے اس پر اپنی ایڑی رکھ لی اور اپنے زانو کو آپ کا تکیہ بنایا کہ آپ کچھ آرام فرمالیں پھر ایڑی میں سانپ نے کاٹا تو محبوب کی راحت کو پھر بھی مقدم رکھا الغرض غار میں داخل ہونے کے لحاظ سے حضور ﷺ ثانی تھے اس لئے آپ کو ثانی اثنین فرمایا گیا جس سے کمال بلاغت کے ساتھ اول اثنین کی جانب تعریض مقصود ہے۔ اس آیت میں حق تعالی نے حضور ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے ﴿ لاتحزن ان الله معنا ﴾ آنحضرت ﷺ کا ارشاد فرمانا ہی معیت کے تحقق کے لئے برہان قاطع تھا پھر حق تعالی کا آپ کے قول کو نقل کرنا تو اس امر کی قطعیت کو بہت ہی مؤکد کر رہا ہے اس وقت اللہ تعالی کی خصوصی معیت رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے صدیق اکبر کو بھی حاصل ہوئی۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۹۲ حاشیہ)

سو اس آیت کریمہ میں حضرت ابوبکر صدیق کا مقام و رتبہ بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے پھر اس آیت کا شان نزول بھی خاص اسی واقعہ ہجرت سے متعلق ہے جس سے حضور اکرم ﷺ اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابوبکر صدیق دوچار ہوئے تھے۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کا صاحب کے نام سے یاد فرمایا ہے کہ آپ صحابی رسول تھے اور ہیں خود سیدنا حضرت ابوبکر صدیق نے بھی اپنے آپ کو اس کا مصداق بتایا ہے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جو سورہ توبہ کی تلاوت کرے ایک شخص نے کہا کہ جی میں تلاوت کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ پڑھو چنانچہ جب وہ اس آیت ﴿ اذ یقول لصاحبه ﴾ پر پہنچا تو آپ رو پڑے اور فرمایا کہ بخدا یہ صاحب جس کا ذکر قرآن کی اس آیت میں ہوا ہے وہ خود میں ہی تو ہوں۔

فلما بلغ ﴿ اذ یقول لصاحبه لاتحزن ﴾ بکی وقال انی والله صاحبه ..... رواه ابن ابی حاتم (تفسیر طبری ج ۶ ص ۳۷۵۔ موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۱ ص ۴۶۔ ازالۃ ج ۲ ص ۱۰۶)

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت علی مرتضیٰ کی شان میں نہایت ہی محبت بھرے الفاظ کہے اور آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا جب یہ بات حضرت علی مرتضیٰ کو معلوم ہوئی تو فرمایا کہ حضرت ابوبکر کی شان کیا کچھ کم ہے؟ وہ تو اواہ (رحیم المزاج) ہیں غار میں حضور ﷺ کے صاحب و ساتھی رہنے کا شرف پائے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ پر جان و مال لٹانے میں ان سے آگے کوئی نہیں ہو سکا ہے

انه لاواه وانه لصاحب رسول الله فی الغار وانه لاعظم الناس غناء عن نبیه فی ذات یده (مستدرک حاکم ۔ موسوعۃ ج ۱ ص ۸۴)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

ومن اعظم مناقبه قول الله تعالی الا تنصروه ..... فان المراد بصاحبه هنا ابوبکر بلامنازع والاحادیث فی کونه کان معه فی

toobaa-elibrary.blogspot.com

الغار كثيرة شهيرة ولم يشركه فى المنقبة غيره (الاصابہ ج ۳ ص ۳۴۳)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ

اجمع المسلمون على ان الصاحب المذكور ابوبكر (تاریخ الخلفاء ص ۴۸)

تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں جیساکہ نفس واقعہ سے بھی ظاہر وباہر ہے (تاریخ الخلفاء)

شافعی مسلک کے جلیل القدر عالم حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہاں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر ہیں اور جو شخص آپ کی صحبت کا انکار کرے اجماعی طور پر اس کی تکفیر کی جائے گی (صواعق محرقہ ص ۲۳۱)

یہ بات صرف حافظ ابن حجر نہیں کہتے آپ سے بہت پہلے اکابر علماء یہ بات علی الاعلان کہہ چکے ہیں حضرت امام سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) دوسری صدی کے معروف محدث اور امام ہیں حضرت امام ابو حنیفہ کے معاصر ہیں آپ کا یہ ایمان افروز بیان دیکھیں جسے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے اپنی معروف کتاب منہاج السنۃ میں نقل کیا ہے

قال سفيان بن عيينه وغيره ان الله عاتب الخلق جميعهم فى نبيه الاابابكر وقال من انكر صحبة ابى بكر فهو كافر لانه كذب القرآن (منہاج ج ۸ ص ۳۸۱)

حضرت علامہ علی بن محمد الجزری (۶۳۰ھ) علماء سے نقل کر چکے ہیں

ان قال قائل .....ان ابابكر لم يكن صاحب رسول الله ﷺ كفر

toobaa-elibrary.blogspot.com

فان القرآن العزیز قد نطق انه صاحبه (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۴)

شارح بخاری شیخ الاسلام حضرت علامہ بدر الدین العینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

من انکر صحبة ابی بکر فقد کفر لانکاره کلام الله ولیس ذلك لسائر الصحابة (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۳)

حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

اجمع المسلمون علی ان المراد بالصاحب هنا ابوبکر ومن ثم من انکر صحبته کفر اجماعا (صواعق محرقہ ص ۶۶)

مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہاں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر کی ذات گرامی ہے اور جس نے بھی آپ کی صحبت نبوی کا انکار کرے تو اجماعی طور پر اس کی تکفیر کی جائے گی۔

شارح جامع صغیر حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں

من انکر صحبة الصدیق کفر لانکاره النص الجلی (فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱۹)

سویں صدی کے مجدد اور محدث حضرت امام ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

اجمع المفسرون علی ان المراد بصاحبه فی الایة هو ابوبکر وقد قالوا من انکر صحبة ابی بکر کفر لانه انکر النص الجلی (مرقات شرح مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۶)

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ قرآن کی آیت لصا □ میں حضرت ابوبکر مراد ہیں اور وہ سب فرماتے ہیں کہ جس نے بھی حضرت ابوبکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے نص جلی (یعنی آیت قرآنی) کا انکار کیا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا کہ ابوبکر کو ہمیشہ سکون واطمینان رہے گا کیونکہ اللہ نے ان پر سکینت وسکون کو لازم کر دیا ہے (تاریخ الخلفاء ۵۷)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بارگاہ ایزدی میں صدیق اکبر کا مقام کس قدر بلند ہے کہ آپ ہر وقت اللہ تعالی کی رحمت اور سکینت میں ہیں

☆..... حضرت ابوبکر صدیق اور ان کی جماعت کے حزب اللہ ہونے کی شہادت

☆..... قرآن کریم کی سورہ المائدہ کی آیت کریمہ ﴿ ۵۴ تا ۵۶ ﴾ ملاحظہ فرمایئے اللہ تعالی فرماتے ہیں

یا ایها الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه ..... فان حزب الله هم الغالبون

یہ آیات کریمہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اور ان کی جماعت کی تعریف میں نازل ہوئیں ہیں اور اس آیت کی حقیقت اس وقت سامنے آئی جب حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت کی ابتداء میں اسلام دشمن گروہ پوری قوت سے اٹھنے کی تیاری کر رہے تھے کہ آپ کی غیرت ایمانی نے ان تمام تحریکات کا پوری قوت سے نہ صرف یہ کہ مقابلہ کیا بلکہ انہیں ختم کر کے ہی چھوڑا تا کہ کسی اور کو پھر سے اسلام کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ ہو۔ یہ وہ اللہ کا گروہ تھا جسے اللہ نے چاہا اور جس نے اللہ سے محبت کی اس جماعت کے رئیس اور امیر کون تھے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ..... امام طبری نے حضرت علی مرتضیٰ سے نقل کیا ہے

بقوم یحبهم ویحبونه بابی بکر واصحابه رضی الله عنهم (منہاج

toobaa-elibrary.blogspot.com

السنۃ ج ۷ ص ۲۱۳)

فقد نقل الثعلبی ان علیا فسر هذه الایة بانهم ابوبکر واصحابه (منہاج ج ۷ ص ۲۱۲)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

مصداق اس وعدہ کا حضرت ابوبکر صدیق کی فوج ہے جو مرتدوں سے جہاد کرنے کے لئے نکلی تھی پھر جس نے اللہ کی مدد سے بہت جلد اور نہایت عمدہ طریقہ سے اتنے بڑے کام کو انجام دیا۔..... یہ بھی سمجھ لینا چاہئیے کہ من یتول الله ورسوله والذین .....الایۃ میں خلیفہ راشد سے محبت کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ صدیق اکبر اس آیت کے مصداق ہیں (لہذا اس آیت میں ان سے محبت کرنے کا حکم واضح ہوا) اور خلیفہ راشد سے محبت رکھنا اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے وقوع کی دلالت ہے.....اور یہ بھی جان لینا چاہئیے کہ آیت انما ولیکم الله میں گو الفاظ عام ہیں مگر چونکہ مصداق آیت کے صدیق اکبر ہیں اور آیت کے مصداق کا حکم آیت میں داخل ہونا قطعی ہے لہذا صدیق اکبر مسلمانوں کے ولی اور کارساز ہوئے ---(ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۴۶)

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم آپس میں اس پر گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکر اور ان کے اصحاب کے بارے میں ہے.....امام ضحاک بھی یہی کہتے ہیں اور حضرت حسن سے بھی یہی منقول ہے (ازالۃ ج ۲ ص ۵۷)

حضرت امام بیہقی (۴۵۸ھ) اس آیت پر لکھتے ہیں

فارتد من ارتد بعد وفاة النبی ﷺ فقاتلهم ابوبکر الصدیق رضی

الله عنه بمن اطاعه من المهاجرين والانصار وبمن ثبت على الاسلام من سائر القبائل ولم تاخذهم فى الله لومة لائم حتى قهروهم ورجع من بقى منهم الى الاسلام ولذلك قال الحسن البصرى رحمه الله فى تفسير الاية..... قال ابوبكر واصحابه (دلائل النبوة ج٦ ص ٣٦٢)

سو قرآن کریم کی اس آیت میں جس جماعت سے اللہ نے محبت فرمانے کی خبر دی ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق کا تیار کردہ لشکر اور جماعت ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ جماعت سے تو محبت فرمائے اور اس جماعت کے امیر و سربراہ سے محبت نہ کرے۔ وہ جماعت کس قدر خوش نصیب ہو گی جس کی سربراہی حضرت ابوبکر صدیق نے فرمائی اور ان کی بدولت پوری جماعت کو اللہ نے اپنی محبت سے سرفراز فرمایا اور ان کی قرآن کریم میں تعریف فرمائی۔

☆..... حضرت ابوبکر صدیق کی شان تصدیق کی تعریف

☆..... حضور اکرم ﷺ نے جب اللہ کی توحید کا پرچم بلند فرمایا اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو حضرت ابوبکر نے آپ کی تصدیق میں ذرا دیر نہیں لگائی نہ کوئی سوچ بچار کے لئے وقت مانگا آپ نے جس شان سے تصدیق فرمائی اللہ کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی اور اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی

والذى جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون (پ ۲۴ الزمر آیت نمبر ۳۳)

اور جو سچی بات لے کر آئے اور جس نے اس کو سچ مانا وہی لوگ ہیں ڈرنے والے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک مرتبہ حضرت علی مرتضٰی نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ

قسم ہے اللہ کی جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ابوبکر نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی تو یہ آیت (مذکورہ) نازل ہوئی (تاریخ الخلفاء ص ۵۸ صواعق محرقہ ص ۲۳۲)

حضرات مفسرین حضرت علی مرتضٰی سے نقل فرماتے ہیں کہ یہاں تصدیق کرنے والے سے مراد حضرت ابوبکر کی ذات گرامی ہے علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) لکھتے ہیں

عن علی والذی جاء بالصدق ..... محمد ﷺ وصدق به ..... ابوبکر رضی الله عنه (تفسیر طبری ج ۱۱ ص ۴)

والذی صدق به هو ابوبکر وهذا القول مروی من علی علیه السلام وجماعة من المفسرین رضی الله عنهم (تفسیر کبیر ج ۲۵ ص ۲۴۳)

بعض حضرات نے اس سے حضرت علی مرتضٰی کی ذات مراد لی ہے امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ بات زیادہ مناسب نہیں ہے۔ ہاں اس بات پر سب متفق ہیں کہ جس نے اسلام میں سبقت فرمائی ہے وہ سب سے افضل ہے چاہے وہ حضرت ابوبکر صدیق ہوں خواہ حضرت علی مرتضٰی ہوں تاہم زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر لئے جائیں اسلئے کہ جس وقت حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تھی حضرت علی چھوٹے بچے تھے آپ ان بچوں کی طرح تھے جو گھروں میں ہوتے ہیں اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ ان کی تصدیق کچھ اس قدر شان و شوکت نہیں دکھائے گی اور نہ اس سے اسلام کی قوت اور شوکت بڑھے گی (کیونکہ اولاد وہ گھر کے آدمی ہیں اور پھر بچے بھی ہیں) رہے حضرت ابوبکر تو وہ عمر میں بڑے آدمی تھے اور ان کا پوری قوم میں ایک مقام بھی تھا ان کا حضور ﷺ کی تصدیق کرنا ظاہر ہے کہ اسلام کی قوت و شوکت میں اضافہ کا باعث ہے اسلئے یہاں حضرت ابوبکر کی ذات مراد لینا اولی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فحمل هذا اللفظ الی ابی بکر اولی (ایضا)

مشہور شیعہ عالم علامہ طبرسی نے بھی اس سے حضرت ابوبکر صدیق کی ذات مراد لی ہے موصوف لکھتے ہیں

الذی جاء بالصدق رسول الله ﷺ وصدق به ابوبکر

(تفسیر مجمع البیان ج ۳ ص ۶۵)

سو قرآن کریم نے حضرت ابوبکر صدیق کی شان تصدیق کی اس طرح تعریف فرمائی ہے کہ مخالفین کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے اور یہ وہ سچائی ہے جسے ماننا ہی پڑا ہے اللہ تعالی نے قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتادیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضور ﷺ کی کس شان سے تصدیق فرمائی تھی اور اللہ کے ہاں ان کی یہ تصدیق کس قدر قبولیت کا شرف و مقام رکھتی ہے۔

☆..... حضرت ابوبکر صدیق کے صاحب فضیلت ہونے کی شہادت

☆..... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر منافقین کی طرف سے لگائے گئے بہتان عظیم کی قرآن کریم نے خبر دی ہے اور اللہ نے ان کے اس الزام کی نہ صرف سختی سے تردید فرمائی بلکہ اسکے ساتھ ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ کی برات بیان کی اور پراپیگنڈہ باز لوگوں کو دنیا و آخرت میں عذاب الیم کی وعید بھی سنادی ہے اس بہتان سے چونکہ حضرت مسطح بھی متاثر ہو گئے تھے اور وہ بھی اس پروپیگنڈے میں محفوظ نہ رہ سکے ادھر حضرت ابوبکر صدیق پہلے سے ان کی بہت مالی امداد فرماتے تھے چونکہ آپ کو اس واقعہ سے دکھ پہنچا تھا کہ انہوں نے میری کسی بھی بات کا لحاظ تک نہ کیا سو آپ نے حضرت مسطح کی مالی امداد سے ہاتھ ہٹالیا۔ اللہ تعالی نے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت اتاری۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ولایأتل اولوالفضل منکم والسعۃأن یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل الله والیعفوا والیصفحوا ألا تحبون أن یغفر الله لکم والله غفور رحیم (پ ۱۸ النور ۲۲)

(ترجمہ)اور جولوگ تم میں (دینی)بزرگی اور دنیوی وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہئیے کہ معاف کردیں اور درگذر کریں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کردے بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔

اللہ رب العزت نے اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق کے صاحب فضلیت ہونے کی گواہی دی ہے اور بتایا کہ آپ صاحب فضل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب وسعت بھی ہیں اور غرباء کی خدمت اور ان کی خبر گیری آپ کا شیوہ رہا ہے چونکہ آپ بڑے ہیں اسلئے ان سے درگذر کیجئے اور ان کو معاف کردیجئے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے نہ صرف انہیں معاف کردیا بلکہ اس کے بعد انہیں دوگنا دینے لگے۔ مفسر کبیر حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں

نزلت هذه الاية فی ابی بکر حیث حلف ان لا ینفق علی مسطح وهو ابن خالة ابی بکر ..... وجعل له مثلی ماکان له قبل ذلك الیوم (تفسیر کبیر ج ۲۳ص ۱۶۲)

مفسر شہیر حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

هذه الاية نزلت فی الصدیق رضی الله تعالی عنه حین حلف ان لاینفع مسطح بن اثاثة بنافعة ابدا بعد ماقال فی عائشة (تفسیر ابن کثیر ج ۴ص ۲۸۴)

حضرت علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی (۱۲۹۱ھ) لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

انه صار يعطيه ضعفى ماكان يعطيه اولا (روح المعانی ج۹ ص ۳۲۱)

حضرت امام رازی نے اللہ کے ارشاد ﴿أولوا الفضل﴾ سے حضرت ابوبکر کی افضلیت پر بھی استدلال فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں

هذه الاية تدل على انه رضى الله عنه كان أفضل الناس بعد رسول الله ..... واعلم أن الله تعالى وصف ابابكر في هذه الاية بصفات عجيبة دلت على علو شانه فى الدين (ایضا ص ۱۶۳)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

کلمہ اولوا الفضل والسعۃ میں تعریض ظاہر ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف ہے سیاق وسباق (انداز کلام اور واقعات پیش آمدہ) اور سبب نزول کی شہادت سے اور ظاہر یہ ہے کہ فضل سے دینی فضیلت مراد ہوگی تاکہ تکرار لازم نہ آئے (کیونکہ دنیوی فضیلت لفظ السعۃ سے مفہوم ہو رہی ہے) (ازالۃ ج ۲ ص ۱۸۱)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة یہاں حضرت صدیق ہی مراد ہیں مگر لفظ جمع لایا گیا جیسا کہ قاعدہ تعریض کا ہے۔ (ازالۃ ج ۱ ص ۱۴۶)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق نے (قصہ افک کے متعلق) حضرت مسطح کی امداد بند کرنے کا ارادہ فرمایا تھا کیونکہ حضرت صدیق کے قریبی عزیز بھی تھے اور حضرت صدیق ان کی مالی امداد بھی کرتے تھے اسلئے یہ آپ نے قسم کھالی کہ اب سے مسطح کی امداد نہ کروں گا تو حق تعالی نے آیت ولا یاتل اولوا الفضل منکم میں حضرت صدیقؓ کو اس ارادہ سے منع فرمایا کہ روزی بند کرنے کی قسم نہ کھانا چاہئیے گو بظاہر اس آیت میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت صدیقؓ پر نکیر ہے کہ اصحاب فضل کو یعنی جن کو فضیلت دینیہ حاصل ہے اور اصحاب وسعت کو یعنی جن کو خدا نے مالی وسعت دی ہے اپنے قرابت دار اور مہاجر مسکینوں کی امداد بند کرنے کی قسم نہ کھانا چاہئیے اس میں حضرت صدیق کی یہ تعریف بھی ہے کہ ان کو خدا تعالی نے دینی فضیلت بھی عطا کی ہے اور دنیوی وسعت بھی عنایت کی ہے (وعظ۔۔السبر بالصبر ص ۲۸)

مشہور شیعہ عالم علامہ طبرسی نے تسلیم کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے حق میں اتری ہے

نزلت فی ابی بکر ومسطح بن اثاثة (تفسیر مجمع البیان ج ۴ ص ۱۳۳)

سو حضرت ابو بکر صدیق کی دینی فضیلت اور افضلیت کا اعلان اللہ تعالی نے فرمایا ہے اب اگر کوئی اس اعلان سے اختلاف کرتا ہے تو اسے غور کرنا چاہئیے کہ کیا اس نے اس قرآنی اعلان کے بارے میں اپنی دل میں کوئی بوجھ تو پیدا نہیں کیا ہے ؟

یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں کہ مکلّف بالفروع مؤمن ہی ہوتا ہے کافر نہیں جو ایمان ہی نہ لایا ہو اسے فروع کا مکلّف کیسے بنایا جا سکتا ہے اسے پہلے ایمان کی دعوت دی جاتی ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ تراویح کی جماعت مستحب ہے اسے اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ حضرت ابو بکر صدیق کو اللہ تعالی نے (ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة) میں قسم نہ اٹھانے کی ہدایت فرمائی جس کا تعلق فروع سے ہے اس سے واضح ہے کہ حضرت ابو بکر دولت ایمان سے پوری طرح مالا مال تھے اور قرآن کی یہ آیت ان کے حق میں ایک وزنی اور آسمانی شہادت ہے

☆.....والدین سے حسن سلوک کی تاکید میں اتری آیات کے مصداق

حضرت علی مرتضٰی فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت ﴿ ووصینا الانسان بوالدیه

toobaa-elibrary.blogspot.com

حسنا .....الی آخر الایة (پ ۲۶ الاحقاف ۱۵۔۱۶) حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی ہے (ازالۃ ج ۳ ص ۶۱)

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق کی مدح میں نازل ہوئی ہیں

(نقلہ الامام السیوطی فی التاریخ ص ۵۸)

اس آیت میں آپ کو کہا گیا ہے کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک فرمائیں (جو مسلمان ہوئے ہیں) پھر ان کے واسطے سے سب مسلمانوں کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی یہ بھی آپ کی فروع میں ایک اصلاح تھی یہ بھی آپ کے ایمان کی ایک آسمانی شہادت ہے

☆.....اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت ابوبکر کو شریک مشورہ رکھنے کا حکم

☆..... مفسر قرآن حبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس قرآن کریم کی سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۹۔

وشاورھم فی الامر (ترجمہ) اور ان سے کام میں مشورہ کرلے

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوبکر و عمر سے مشورہ کیا کرو (یعنی یہاں ھم سے مراد ابوبکر و عمر ہیں) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آیت ابوبکر و عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ابوبکر و عمر سے فرمایا

لواجتمعتما فی مشورۃ ماخالفتکما (الفتح الربانی ج ۲۲ ص ۱۸۲)

جب تم دونوں کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ گے تو میں تمہارے خلاف نہ کروں گا (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۳۳)

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

واذا اتفقتما علی شئی لم اخالفکما (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۲)

لولا انکما تختلفان علی ماخالفتکما (منہاج ج ۶ ص ۱۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے آکر مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر سے مشورہ کرلیا کریں

اتانی جبرئیل علیہ السلام فقال یامحمد ان اللہ تعالی امرک ان تستشیر ابابکر (ریاض ج ۱ ص ۱۶۱)

☆..... اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مال خرچ کرنے والے

☆..... آپ پچھلے صفحات میں تفصیلا پڑھ آئے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا سب مال جس طرح اسلام اور پیغمبر اسلام کے لئے وقف کردیا اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی قرآن کریم نے اس طرح اس کا تذکرہ فرمایا ہے

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعدا اللہ الحسنی (پ ۲۷ سورہ الحدید آیت ۱۰)

(ترجمہ) جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (اللہ کے راستے میں) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے جو بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالی نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) امام کلبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں اتری ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نزلت هذه الاية فی ابی بکر لانه کان اول من انفق المال علی رسول الله ﷺ فی سبیل الله (تفسیر کبیر ج ۲۹ ص ۱۹۱۔ روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۷۳)

حکیم الامت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

محمد بن فضیل کلبی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف میں نازل ہوئی ہے اسلئے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور انہوں نے ہی سب سے پہلے اللہ کی راہ میں اپنا مال صرف کر دیا (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۸)

امام رازی خود بھی لکھتے ہیں کہ یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے اپنا مال لٹانے والے ابوبکر کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں

ومعلوم ان صاحب الانفاق ابوبکر (تفسیر کبیر ج ۲۹ ص ۱۹۱)

حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

ولاشك عند اهل الايمان ان الصديق ابابكر رضی الله عنه له الحظ الاوفر من هذه الاية فانه سيد من عمل بها من سائر امم الانبياء فانه انفق ماله كله ابتغاء وجه الله عزوجل ولم يكن لاحد عنده نعمة يجزيه بها (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۰۷)

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل ایمان کے نزدیک اس آیت کریمہ میں فضیلت کا بڑا حصہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہے اسلئے کہ اس پر عمل کرنے والے تمام پیغمبروں کی امت کے سردار آپ (یعنی حضرت ابوبکر) ہیں آپ نے ابتدائی تنگی کے دنوں میں اپنا کل مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا جس کا بدلہ بجز اللہ کے اور کسی سے مطلوب نہ تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وکان الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ معروفا بالمعروف لہ الفضل والایادی علی الاقارب والاجانب (تفسیر ج ۳ ص ۲۸۴)

حضرت ابوبکر کی نیکیاں فضائل اور سخاوت بہت معروف تھی کیا اپنے اور کیا دوسرے سب ہی اس سخاوت سے فیض پاتے تھے آپ کا سب کے ساتھ سلوک عام تھا

سو اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر صدیق کے انفاق پر ان کی تعریف فرمائی ہے اور ان کو انعام الہی دینے کی بشارت سنائی ہے

☆..... حضرت ابوبکر صدیق دو جنتیں لے اڑے

☆..... سورہ رحمٰن کی یہ آیت دیکھئے

ولمن خاف مقام ربہ جنتن (پ ۲۷ الرحمٰن ۴۶)

(ترجمہ) اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہتا ہے اس کے لئے دو باغ ہیں

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق نے قیامت کا ذکر فرمایا اور اس دن اعمال کے تلنے اور جنت و جہنم اور فرشتوں کی صفوں کا نیز آسمانوں کے لپیٹے جانے اور پہاڑوں کے ریزے ریزے ہو جانے اور سورج کے بے نور ہو جانے اور ستاروں کے بکھیرے جانے پر غور و فکر کیا تو فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان سبزیوں میں سے کوئی سبزہ ہوتا اور کوئی چوپایہ آکر مجھے چر لیتا اور میں پیدا نہ ہوا ہوتا تو اس پر یہ آیت اتری۔ (لباب النقول ص ۲۰۳ از امام

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیوطی ازالۃ ج ۲ ص ۲۷۵)

ابن ابی حاتم نے عبداللہ ابن شوذب نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف میں اتری ہے (ایضا)

اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالی نے قیامت تک آنے والے مؤمنوں کو حضرت ابوبکر صدیق کے لئے دو جنتیں تیار فرمانے کی خبر دی ہے اور ان کا مقام بتایا ہے کہ آپ خدا کے نزدیک کس قدر اونچا مرتبہ پائے ہوئے ہیں

☆..... حضرت ابوبکر کے لئے رحمت الٰہی اترنے کی بشارت

☆..... مشہور مفسر اور تابعی حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں ہے (صواعق محرقہ ص ۲۳۳)

هو الذی یصلی علیکم وملائکته لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمؤمنین رحیما (پ ۲۲ الاحزاب ۴۳)

(ترجمہ) وہ ایسا (رحیم) ہے کہ وہ (خود بھی) اور اس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالی تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آوے اور اللہ تعالی مؤمنین پر بہت مہربان ہے۔

حضرت امام مجاہد سے مروی ہے کہ جب آیت (ان الله وملائکته یصلون علی النبی) اتری تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ جو خیر بھی اللہ نے آپ پر نازل کی ہم اس میں آپ کے شریک ہوگئے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اخرجه الترمذی وحسنه والحاکم وصححه (لباب النقول ص ۷۵ للامام السیوطی۔ ازالۃ ج ۲ ص ۲۰۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت ابو بکر پر اپنی رحمت اترنے کی خبر دی ہے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی رائے کی آسمانی تصویب

حضرت خباب بن المنذر نے حضور ﷺ سے گذارش کی تھی کہ یہود کے کھجوروں کے باغ کاٹ دئے جائیں تو یہ ان کے لئے اور حسرت کا سامان ہوگا وہ جلد ہتھیار ڈال دیں گے کچھ صحابہ اس کام میں لگ گئے اور چار سو کے قریب درخت کاٹ ڈالے حضرت ابو بکر صدیق نے اسی وقت حضور ﷺ سے کہا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا اب کھجور کے درختوں کو ہم کیوں کاٹیں اب کاٹنے سے لوگوں کو روک دینا چاہئیے حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کی رائے مان لی قرآن کریم نے اس کاٹنے سے رکنے کو بھی اذن الٰہی کہا ہے۔

ما قطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين (پ ۲۸ الحشر ۵)

جو کھجوروں کے درخت کے تنے تم نے کاٹ ڈالے یا انکو ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو (دونوں باتیں) خدا ہی کے حکم (اور رضا) کے موافق ہیں اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق کی رائے کی آسمانی تصویب تھی (خلفائے راشدین ج ۲ ص ۱۵۷)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے اتقی اور مخلص ہونے کی قرآنی شہادت

☆..... قرآن کریم کی پارہ ۳۰ ﴿ سورہ اللیل ﴾ کی تقریباً تمام آیات حضرت ابو بکر صدیق کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

شان میں اتری ہیں حضرت علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ جمہور کا بیان ہے کہ یہ سورت حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں اتری ہے

فالجمهور على انها نزلت فى شان ابى بكر الصديق رضى الله عنه (روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۶۵)

حضرت امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں

نزلت هذه السورة فى ابى بكر وانفاقه على المسلمين (تفسیر کبیر ج ۳۱ ص ۱۷۹)

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ

حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف کی غلامی سے مال دے کر آزاد کرایا تو اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا فاما من اعطى وصدق بالحسنى نازل فرمائی۔ (لباب النقول ص ۲۳۰)

امام ابو جعفر محمد ابن جریر (۳۱۰ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت ابوبکر مسلمان ہو جانے والے مظلوم غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے ایک دن ان کے والد ابو قحافہ نے (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) نے ان سے فرمایا ابوبکر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور عورتوں کو خرید کر آزاد کر دیا کرتے ہو اس کے بجائے یہ بہتر ہے کہ تم مضبوط اور طاقت ور جوانوں کو آزاد کیا کرو کہ وہ تمہارے کام آئیں اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے جواب دیا کہ ابا جان میں یہ کام دنیوی مفادات کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس سے صرف اللہ کی رضامندی مطلوب و مقصود ہے (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۲۷)

عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان والوں کا بیان ہے کہ فاما من اعطى

toobaa-elibrary.blogspot.com

واتقی کی پوری آیات آپ ہی کی شان میں نازل ہوئیں ہیں (ایضا۔ تفسیر طبری ج ۱۲ص ۶۱۴)

حضرت عروۃ بن زبیر کہتے ہیں

سورہ واللیل کی آخری پانچ آیتیں حضرت ابوبکر کے حق مین اس لئے نازل ہوئیں کہ انہوں نے ان سات غلاموں کو جن پر ان کے مالک ہر طرح کے ظلم کرتے تھے خرید کر آزاد کردیا تھا(الحاوی ج ا ص ۳۲۶)

بزاز نے لکھا ہے کہ سورہ واللیل کے اخیر تک ومالاحد عندہ من نعمة تجزی کی آیتیں آپ ہی کی شان میں وارد ہیں۔۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۸ لباب النقول ص ۲۳۰)

تابعی جلیل حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ

ومالاحد عندہ من نعمة..... الایۃ یہ حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف میں اتری ہیں اسلئے کہ آپ اللہ کے لئے اپنے مال سے غلاموں اور کمزوروں کو آزاد کرایا کرتے تھے (ازالۃ ج ۲ ص ۳۱۴۔روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۷۳ تفسیر طبری ج ۱۲ ص ۶۲۰)

علامہ محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) فاما من اعطی واتقی کے تحت لکھتے ہیں

ان هذه الاية نزلت فی ابی بكر الصديق رضی الله عنه (تفسیر طبری ج ۱۲ص ۶۱۳)

شیعہ عالم علامہ طبرسی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ فاما من اعطی والی آیات حضرت ابوبکر کی شان میں اتری ہیں جب آپ نے بہت سے وہ غلام خریدے جو مسلمان ہوگئے تھے اور پھر انہیں آزاد کردیا جن میں حضرت بلال عامر بن فہیرہ وغیرہم ہیں

نزلت فی ابی بکر لانه اشتری المماليك الذين اسلموا مثل بلال وعامر بن فهيرة وغيرهما واعتقهم (مجمع البیان ج ۵ ص ۵۰۲)

قرآن کریم کی اس سورت میں حضرت ابوبکر صدیق کو سب سے زیادہ متقی پرہیزگار اور خوف خدا رکھنے والا بھی بتایا ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں

وسيجنبها الاتقى الذى يوتى ماله يتزكى (پ ۳۰ اللیل)

(ترجمہ) اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں اتقی سے مراد حضرت ابوبکر کی ذات گرامی ہے (ازالۃ ج ۲ ص ۳۱۵)

حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں کہ یہاں اتقی سے مراد حضرت ابوبکر ہیں

اجمع المفسرون منا على ان المراد منه ابوبكر رضى الله تعالى عنه (تفسیر کبیر ج ۳۱ ص ۱۸۵)

آپ آگے لکھتے ہیں

ان المراد من هذه الاتقى هو افضل الخلق فاذا كان كذلك وجب ان يكون المراد هو ابوبكر (ايضا)

لفظ اتقی سے مراد یہاں افضل الخلق (بعد الانبیاء) ہیں جب بات یہی ہے تو ضروری ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہوں

مفسر شہیر حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے بھی اپنی تفسیر میں یہی بات بیان فرمائی ہے (دیکھئے تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲۱)

حافظ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

قال ابن الجوزى اجمعوا انها نزلت فى ابى بكر ففيها التصريح بانه

toobaa-elibrary.blogspot.com

اتقی من سائر الامة والاتقی هو الاکرم عندالله تعالی لقوله ان اکرم عندالله اتقاکم والاکرم عندالله هو الافضل فنتج انه افضل من بقیة الامة (صواعق محرقہ ص ۶۶)

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے حق میں نازل ہوئی ہے پس اس آیت میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت ابوبکر ساری امت سے اتقی ہیں اور اتقی اللہ تعالی کے ہاں اکرم ہوتا ہے اللہ کا ارشاد ہے تم میں سب سے زیادہ کرامت والا وہ ہے جو جو تم میں سے اتقی ہے اور اکرم اللہ کے ہاں افضل ہوتا ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوبکر بقیہ ساری امت سے افضل ہیں۔

محدث شہیر حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

وسیجنبها الاتقی ..... وفسر بان المراد منه ابوبکر (مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۶)

شارح جامع صغیر حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی لکھتے ہیں

الاتقی ..... بان المراد منه ابوبکر (فیض القدیر ج ۴ ص ۲۵)

حضرت امام سیوطی (۹۱۱ھ) ان تفسیری روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وهذا صریح فی ان الراد بالأتقی أتقی الاتقیاء علی الاطلاق لا مطلق التقی وأتقی الاتقیاء علی الاطلاق بعد النبیین ابوبکر الصدیق رضی الله تعالی عنه قال ودل علی فضله جمیع الامة قال تعالی ان اکرمکم عندالله اتقاکم وقال القرطبی فی تفسیره قال ابن عباس الاتقی ابوبکر الصدیق (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۳۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

وسیجنبها الاتقی .....وقال تعالی ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم .ان دونوں آیتوں سے بڑھ کر کیا فضیلت اور دلیل افضلیت (حضرت ابوبکر صدیق) کی ہو گی (امداد الفتاوی ج ۶ ص ۱۴۳)

سو قرآن کریم کی یہ سورت حضرت ابوبکر صدیق کی منقبت و عظمت کی دلیل ہے اور اس میں اللہ تعالی نے ان کے مقام و مرتبہ کی خبر دی ہے۔

☆.....حضرت ابوبکر صدیق کی تائید و حمایت میں الٰہی شہادت

☆.....قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابوبکر کی تائید اور ان کی حمایت میں نازل ہوئی ہے۔

لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء (پ ۴ آل عمران ۱۸۱)

(ترجمہ) بے شک اللہ نے سنی ان کی بات جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار

یہ بات متعدد روایات سے مروی ہے ان میں سے بعض تو ان کی موافقت پر دلالت کرتی ہیں اور بعض ان کے قول کی تصدیق پر۔ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر کو ایک یہودی کے پاس کسی کام کے لئے بھیجا اور اس کو ایک خط بھی لکھا اور آپ نے ابوبکر سے فرمایا (اگر کوئی خاص بات پیش آجائے تو) مجھ پر پوری بات ظاہر کر دینا اور واپس آجانا جب اس یہودی نے خط پڑھا تو وہ کہنے لگا کہ بیشک تمہارا رب فقیر ہو گیا ہے حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ میرا جی چاہا کہ اسے اسی وقت تلوار سے ختم کر دوں مگر مجھے یاد آیا کہ آپ ﷺ نے مجھے کہا تھا کہ کوئی بات ہو تو پہلے مجھے بتانا اسلئے میں نے ایسا نہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ازالۃ

الکفاء ج ۲ ص ۳۴)

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس یہودی نے اپنی بات سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ میں نے تو ایسی بات کہی ہی نہ تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی (دیکھئے لباب النقول فی اسباب النزول ص ۶۲)

حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے اس یہودی کی بات پر اسے ایک تھپڑ بھی مارا تھا

معروف شیعہ عالم علامہ طبرسی کا بیان ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابوبکر کی تعریف میں اتری ہے

فغضب ابوبکر وضرب وجهه فانزل الله هذه الآية (مجمع البیان ج ۱ ص ۵۴۸)

ہم نے یہاں چند آیات آپ کے سامنے رکھیں ہیں اس کے علاوہ بھی کچھ اور آیات ہیں جن میں حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی مرتضیٰ کی مدح وشان بیان کی گئی ہیں اور وہ آیات خاص انہی بزرگوں کے حق میں اور ان کی تعریف وشان میں اتری ہیں

قرآن کریم کے ان مختلف مقامات میں حضرت ابوبکر صدیق کے مقام قرب وعلا اور ان کے تقوی وصداقت جس انداز میں تعریف فرمائی گئیں ہیں انہیں دیکھئے ان آیات پر غور فرمایئے اور اندازہ لگایئے کہ آپ اللہ کے ہاں کتنا اونچا مقام ومرتبہ پائے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ ان پر نہ صرف یہ کہ رحمتیں اتارتا رہا بلکہ ان کی تائید وحمایت میں قرآن کی متعدد آیتیں اتریں۔ اگر خدانخواستہ حضرت ابوبکر صدیق کا ایمان وایقان اور ان کا تقوی واخلاص میں کوئی کمزوری ہوتی تو آپ ہی بتائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں کبھی ان کی تعریف اس طرح فرماتے ؟

آیئے اب ہم آقائے نامدار خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی معلوم کرتے جائیں کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کس مقام ومرتبہ کا حامل قرار دیا ہے اور آپ انہیں کس نگاہ محبت سے دیکھتے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیق نگاہ نبوت میں .....☆

اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ کرام میں سب سے اونچا مقام حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہے اور آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ آپ صحابہ کرام کی جماعت کے سرخیل اور افضل قرار پائیں خود لسان نبوت نے آپ کو جس محبت سے یاد فرمایا اس میں اپنی امت کو آپ کے عظمت و مقام کی پوری خبر دی تمام صحابہ کرام اس سے اچھی طرح واقف تھے اور صحابہ کی پوری جماعت حضرت ابو بکر کو حضور ﷺ کے انہی ارشادات کی روشنی میں محبت بھری نگاہوں اور عظمت بھرے دل سے دیکھتے تھے اور انہوں نے آپ کو اسی جگہ پر رکھا جس جگہ پر حضور اکرم ﷺ نے آپ کو رکھا تھا آپ نے انہیں اسی طرح رکھنے کی تعلیم و ہدایت دی اور ہمیشہ اسی خواہش کا اظہار فرمایا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کس نظر سے دیکھا تھا آپ انہیں مختلف عنوانات کے تحت پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے ہم اس سلسلہ میں حضور ﷺ کے دیگر ارشادات میں بھی حضرت ابو بکر صدیق کی عظمت و منقبت دیکھیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

لوکنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخی وصاحبی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا تاہم وہ میرے دینی بھائی اور دوست ہیں

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام کا بھائی بنا کیا کم فضیلت ہے ولکن اخوۃ الاسلام افضل (ایضا)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور ﷺ کے ارشاد میں لفظ خلیل کو اگر خلت (پیش کے ساتھ) سے مشتق مانا جائے تو اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ سچی دوستی و محبت جو محبّ کے دل کے اندر تک اس طرح سرایت کر جائے کہ محبوب کو محبّ کے ظاہر تو ظاہر باطن یعنی جذبات خیالات اور احساسات تک پر حکمراں اور اس کا محرم اسرار بنا دینے کا تقاضا کرے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے یہ جائز ہوتا کہ میں مخلوق میں سے کسی کو اس صفت کے ساتھ اپنا سچا جانی دوست بناؤں کہ اس کی محبت میرے دل کے اندر تک سرایت کر گئی ہو اور وہ میرا محرم اسرار بن جائے تو یقیناً میں ابو بکر کو اپنا دوست بناتا کیونکہ وہ دوستی کی اس صفت کی استعداد اور اہلیت رکھتے ہیں لیکن اس درجہ وصف کی محبت کا میرا تعلق صرف اللہ رب العزت کے ساتھ ہے کہ اسی کی محبت میرے ظاہر پر بھی حکمراں ہے اور میرے باطن پر بھی۔ اور وہی میرا محرم اسرار ہے ہاں ظاہر دل کی محبت کا میرا جو تعلق تمام مسلمانوں کے ساتھ ہے اس میں ابو بکر کا مقام یقیناً سب سے اونچا ہے

اور اگر لفظ خلیل کو خلت (زبر کے ساتھ) سے مشتق مانا جائے تو اس کا حاصل یہ ہے اگر میں کسی کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ جس کی طرف میں اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے وقت رجوع کروں اور اپنے معاملات و مہمات میں اس پر اعتبار واعتماد کروں تو یقیناً ابو بکر کو ایسا دوست بناتا لیکن ایسے تمام امور و معاملات میں میرا واحد رجوع اللہ کی طرف ہے اور تمام احوال و مہمات میں میرا واحد سہارا اور ملجا اسی کی ذات ہے ہاں اسلامی اخوت و محبت کا جو میرا ظاہری و قلبی تعلق پوری امت کے ساتھ ہے اس میں ابو بکر کا مقام یقیناً سب سے بلند ہے۔

یہ دوسرے معنی اگرچہ سیاق حدیث سے زیادہ قربت و مناسبت رکھتے ہیں لیکن حضرات محدثین نے زیادہ پہلے ہی معنی کو اوجہ اور اولی قرار دیا ہے (مظاہر حق ج ۵ ص ۶۵۰)

محدث شہیر حضرت مولانا ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ

ولعل وجه ماقال صلى الله عليه وسلم لواتخذت احدا خليلا

toobaa-elibrary.blogspot.com

لاتخذت ابابکر خلیلا هو انه صدر عنه ماسبق مشابها لما وقع من الخلیل فی ضرب الصنم ومخالفة الاب والله اعلم (مرقات ج۱۱ص ۲۹۱)

شاید یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں اگر کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر سے بھی ایسی باتیں صادر ہوئیں جو (حضرت ابراہیم) خلیل اللہ سے ظاہر ہوئیں مثلاً بتوں کو ضرب لگانا اور اپنے باپ کی مخالفت وغیرہ۔

اس میں حضور ﷺ نے بتادیا کہ حضرت ابوبکر صدیق اس در□ آپ کے قریب ہیں کہ کوئی بھی دوسرا آپ کے اتنے قریب نہیں ہے

(نوٹ) یہ بات صرف ملا علی قاری کی اپنی نہیں ہے خود حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت قریب قرار دیا اور آپ کو ان سے مشابہ بتایا ہے غزوہ بدر کے موقع پر جب حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق سے مشورہ فرمایا اور ان دونوں نے اپنے اپنے طرز میں مشورہ دیا تو اس وقت حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسی علیہما السلام سے مشابہ بتایا اور حضرت عمر فاورق کو حضرت نوح اور حضرت موسی علیہما السلام سے مشابہ بتایا حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ نے دونوں کی باتیں سن کر فرمایا

ان مثلك یا ابابکر کمثل ابراهیم قال فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانك غفور رحیم او کمثل عیسی قال ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزیز الحکیم وان مثلك یا عمر کمثل نوح قال رب لاتذرعلی الارض من الکافرین دیارا وقال یا عمر

toobaa-elibrary.blogspot.com

كمثل موسى قال واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم (مسند احمد ج ص منهاج السنۃ ج۶ ص ۱۳۳۔) وقال الحاكم هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبى (مستدرک حاکم ج۳ ص ۲۴)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) ایک اور بحث میں لکھتے ہیں

استشار النبى ﷺ اصحابه فيهم يوم بدر فأشار عليه ابوبكر رضى الله عنه بأخذ الفداء وشبهة النبى ﷺ بابراهيم وعيسى (منہاج السنۃ ج۲ ص ۱۲۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے سربراہ ملت ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہمارے شریک امت ہیں اور یہ خصوصیت جو ان دو نبیوں کو اس امت سے ہے اور کسی کو نہیں۔

(۲) ☆☆☆..... حضرت ابوبکر صدیق کہتے ہیں کہ

جب میں حضور ﷺ کے ہمراہ غار ثور میں تھا اور مشرکین ہمیں ڈھونڈتے غار پر آپہنچے تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں پر نگاہ ڈالی تو وہ ہم کو دیکھ لیں گے اس پر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابوبکر تیرا خیال کہاں ہے ان دو شخصوں کا کوئی کیا بگاڑ لے گا جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے

ماظنك يا ابابكر باثنين الله ثالثهما (صحیح بخاری ج۱ ص ۵۱۶ صحیح مسلم ج۲ ص ۲۷۲)

اس میں آپ ﷺ نے بتادیا کہ حضرت ابوبکر صدیق معیت الٰہی کی دولت پائے ہوئے ہیں

(۳) ☆☆☆..... حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ نے مجھے تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا لیکن تم نے مجھے جھوٹا جانا اور ابوبکر نے مجھے سچا کہا اور اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی ہے (ایضاح ا ص ۵۱۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴)☆☆☆..... حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ سب لوگوں میں آپ کو کس سے محبت ہے ارشاد فرمایا عائشہ سے۔ انہوں نے پوچھا کہ مردوں میں کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا ابوبکر صدیق سے۔ (ایضاج ۱ ص ۵۱۷)

(۵)☆☆☆..... حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ

حضور ﷺ ایک مرتبہ احد پہاڑ پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے۔ اتنے میں پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی ایک زلزلہ سا آیا آپ نے اپنا پیر اس پر مارا اور فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک پیغمبر کھڑا ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ (ان تین خلافتوں میں جو سکون رہا وہ اسی اشارہ غیبی سے تھا)

اثبت احد فانما علیك نبی و صدیق و شهیدان (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۹)

(نوٹ) شیعہ حضرات کی معروف کتاب احتجاج طبرسی میں بھی اس کا ذکر موجود ہے (دیکھئے ج ۱ ص ۳۶۲ طبع نجف)

(۶)☆☆☆..... حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر حضرت ابوبکر صدیق کا احسان ہے باعتبار مال کے بھی اور باعتبار صحبت کے بھی۔ اور اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت کیا کم ہے (دیکھو) مسجد میں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے اور کسی کا دروازہ نہ کھلے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷۲)

(۷)☆☆☆..... حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ

حضور ﷺ کے پاس ایک عورت آئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ پھر آنا وہ بولی اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپ کی وفات ہو جائے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۸)☆☆☆..... حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اور مسلمان حضرت ابوبکر کی خلافت کے سوا کسی اور کی خلافت سے راضی ہی نہیں ہونگے (صحیح مسلم ج۲ص ۲۷۳)

حضور اکرم ﷺ نے جیسا فرمایا پھر ویسا ہی ہوا۔

(۹) ☆☆☆..... حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر (مسند امام اعظم ابو حنیفہ ص ۳۱۸)

میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا (جامع ترمذی ج۲ص ۲۰۷ مستدرک ج۳ص ۸۰)

(۱۰)☆☆☆..... حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ

ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ عبدالقیس کا ایک گروہ آیا اور حضور ﷺ سے گفتگو کرتے ہوئے بے ہودہ گوئی پر اتر آیا حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ ابوبکر تم نے سنا یہ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں حضرت ابوبکر نے عرض کی حضور میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ یہ کس طرح باتیں کر رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر ان کو جواب دو (حضرت جابر کہتے ہیں کہ) حضرت ابوبکر نے ان کا جواب دیا اور خوب جواب دیا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تجھے رضوان اکبر کی دولت سے مالا مال کرے گا (اعطاك الله الرضوان الاکبر) مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے بعض نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ رضوان اکبر کا کیا مطلب ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ (رضوان اکبر کا مطلب یہ ہے) اللہ تعالی آخرت میں اپنے سب بندوں پر عام تجلی اتارے گا جبکہ ابوبکر کے لئے خصوصی تجلی ہوگی

یتجلی الله لعباده فی الاخرة عامة ویتجلی لابی بکر خاصة (مستدرک حاکم ج۳ ص ۸۲)

(۱۱)☆☆☆..... حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

تم حوض کوثر پر میرے ساتھ ہو گے اور تم میرے غار کے ساتھی ہو۔ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

(۱۲)☆☆☆..... حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

حضرت ابوبکر خدا کے سب نبیوں اور رسولوں کے صحابہ اور صاحب یسن (یعنی جن کا ذکر سورہ یسن شریف کے دوسرے رکوع میں آیا ہے) سے بھی افضل ہیں رواہ الحاکم فی تاریخہ (در السحابۃ ص ۱۴۳ ۔ از امام الشوکانی)

(۱۳)☆☆☆..... حضرت سعد بن زرارہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

مجھے حضرت جبرئیل نے بتایا ہے کہ آپ کی امت میں حضرت ابوبکر سب سے بہتر ہیں

اخبرنی جبرئیل ان خیر امتك بعدك ابوبكر الصديق ..... رواه الطبرانی (در السحابۃ ص ۱۴۷)

(۱۴) ☆☆☆..... حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسولوں کے سوا کوئی شخص ابوبکر سے زیادہ افضل نہیں ہے (تاریخ الخلفاء ص ۴۶)

(۱۵)☆☆☆..... حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ابوبکر صدیق اگرچہ نبی نہیں ہیں لیکن (انبیاء ورسل کے علاوہ) سب لوگوں سے افضل ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۴۶)

(۱۶)☆☆☆..... حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ابوبکر اور عمر انبیاء ومرسلین کے سوا اولین وآخرین میں سے تمام پختہ عمر کے جنتی لوگوں کے سردار ہیں (مسند الامام الطحاوی ج ۶ ص ۳۲۸۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

(۱۷) ☆☆☆..... حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میری امت میں میرے امتیوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمدلی کرنے والے حضرت ابوبکر ہیں أرحم امتی بامتی ابوبکر (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰)

حضرت ابوامامہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

ارحم هذه الامة بعد نبيها ابوبكر۔ (ریاض ج ۱ ص ۱۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ایک حدیث میں آپ کے لئے بہت ہی زیادہ نرم دل والے بھی آیا ہے

أرأف امتی بامتی ابوبکر (جامع صغیر ص ۶۱)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی اس پر لکھتے ہیں

ای اکثرهم رافة..... ای اشد رحمة ..... لان شانه العطف والرحمة واللين والقيام برعاية تدبير الحق ومراقبة صنعه فكان يدور مع الله تعالى فی التدبير ويستعمل مع الكبير والصغير (فیض القدیر ج ۱ ص ۵۸۸)

(۱۸) ☆☆☆..... حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو آسمانی وزیر اور دو زمینی وزیر ہوتے ہیں میرے آسمانی وزیر جبرئیل و میکائیل ہیں اور زمینی وزیر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

(۱۹) ☆☆☆..... حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا

يا ابابكر ان الله اعطانی ثواب من آمن به منذ خلق الله آدم الى ان تقوم الساعة وان الله اعطاك يا ابابكر ثواب من آمن بی منذ بعثنی الله الى ان تقوم الساعة (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۸۸)

اے ابوبکر حضرت آدم سے لے کر قیامت تک جو لوگ میرے ساتھ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے مجھے عطا کیا اور میری بعثت سے لے کر قیامت تک جو

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے تجھے بھی دیا ہے۔

(نوٹ) یہ اس لئے کہ آپ حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں

(۲۰)☆☆☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے کچھ خصوصی امتی ہوتے ہیں میری امت کے وہ مخصوص صحابی ابو بکر اور عمر ہیں (رواہ الطبرانی (تاریخ الخلفاء ص ۶۰)

(۲۱)☆☆☆..... حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھی خصلتیں ۳۶۰ ہیں اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو جب جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں تو ان میں سے کسی ایک خصلت کو ان میں ودیعت فرمادیتے ہیں اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ حضور کیا مجھ میں ان میں سے کوئی خصلت پائی جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں وہ تمام خصائل حسنہ موجود ہیں (رواہ ابن عساکر فی تاریخہ۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۸ للامام السیوطی۔ ریاض ج ۱ ص ۱۸۵)

(۲۲) ☆☆☆..... حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں ابو بکر کے آگے چل رہا ہوں آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے ابو الدرداء کیا تو اس آدمی سے آگے چل رہا ہے جو تجھ سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے (سنو) انبیاء و مرسلین کے بعد اگر کوئی سب سے افضل ہے تو وہ ابو بکر ہیں (ریاض ج ۱ ص ۱۳۶)

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سورج طلوع و غروب نہیں ہوتا ابو بکر سے بہتر کسی آدمی پر (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۶)

(نوٹ) سیدنا حضرت علی مرتضیٰ سے بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (دیکھئے ریاض)

(۲۳)☆☆☆..... حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ

ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تھوڑی دیر میں ایک آدمی

toobaa-elibrary.blogspot.com

آئے گا جو میرے (اور انبیاء کے بعد) اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس طرح کی شفاعت کی اجازت ملے گی جس طرح انبیاء کو نصیب ہو گی۔ چنانچہ تھوڑی دیر گذری کہ حضرت ابو بکر تشریف لے آئے حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور ان کو بوسہ دیا اور سینے سے چمٹا لیا

فما برحنا حتی اطلع ابوبکر فقام النبی ﷺ فقبله والتزمه .....
خرجه الحافظ الخطیب البغدادی (ریاض ج ا ص ۱۳۷)

(۲۴) ☆☆☆..... حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ چلے آرہے تھے کہ سامنے سے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق آگئے اس وقت آپ نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ

یاعلی اتحب هذین الشیخین قال نعم یا رسول الله قال احبهما تدخل الجنة (کنز العمال ج ۱۳ ص ۸)

اے علی کیا تو ان دونوں سے پیار کرتا ہے حضرت علی نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

(۲۵) ☆☆☆.....ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ

ایک رات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھی اور آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور آسمان بالکل صاف تھا (تارے چمک رہے تھے) میں نے کہا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں اتنی ہوں گی جتنے آسمان میں تارے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ

نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنة واحدة من حسنات ابی بکر (مشکوۃ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۹۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ارشاد فرمایا.....ہاں اور وہ عمر فاروق ہیں۔ میں نے کہا پھر ابو بکر کی نیکیوں کا کیا مقام ہے آپ نے فرمایا یقیناً عمر کی تمام نیکیوں کا مجموعہ ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہے

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ

اشرفی اگرچہ ایک ہے مگر نو سو ساٹھ پیسوں کے برابر ہے (درر فرائد ص ۲۸۲)

(۲۶)☆☆☆..... حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

حب ابی بکر وشکرہ واجب علی کل امتی ۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۸)

حضرت سہل سے مروی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

فحبہ وشکرہ وحفظہ واجب علی امتی (ریاض ج ۱ ص ۱۲۹)

میری امت پر واجب ہے کہ حضرت ابو بکر سے محبت رکھیں ان کا شکریہ ادا کریں (اور ان کے بارے میں (غلط بات کہنے سے) اپنی زبان کی حفاظت کریں

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات آپ کے سامنے ہیں اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ نگاہ نبوت حضرت ابو بکر صدیق کو کس طرح دیکھ رہی تھی اگر حضرت ابو بکر صدیق میں کسی پہلو سے بھی کوئی ایمانی اور روحانی کمی ہوتی تو آپ ہی سوچیں اور فیصلہ کریں کہ کیا حضور ﷺ انہیں اس طرح یاد فرماتے اور ان کے بارے میں اپنی امت کو بتاتے ؟

حضور اکرم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ آپ کی فضیلت بیان فرمائی اور امت کے دیگر حضرات سے آپ کو افضل اور بہتر بتایا بلکہ آپ نے بر سر منبر حضرت ابو بکر صدیق کو جنتی ہونے کی بشارت بھی دی اور آپ کے جنتی ہونے کو مختلف عنوانوں سے بیان فرمایا تاکہ ان کا جنتی ہونا کسی پہلو سے مخفی نہ رہے اور جنتی وہی ہوتا ہے جو دولت ایمان لے کر سفر آخرت پر جائے ان روایات کا مجموعی حاصل آپ کے ایمان واخلاص کی ایک بڑی قوی شہادت ہے۔ آیئے ہم لسان نبوت سے حضرت ابو بکر صدیق کے جنتی ہونے کی اور شہادتیں بھی ملاحظہ کریں ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے جنتی ہونے کی شہادتیں.....☆

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا
جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دروازے سے اس طرح بلایا جائے گا۔ اللہ کے بندے ادھر آ۔ پس اگر وہ بہت زیادہ نماز سے رغبت رکھنے والا ہوگا تو اسے باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا۔ اور اگر کوئی بہت زیادہ جہاد کرنے والا اور اس سے رغبت رکھنے والا ہوگا تو اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو کوئی خیرات کرنے والا ہوگا وہ خیرات کے دروازے سے اور جو کوئی روزہ دار ہوگا وہ باب الصیام سے بلایا جائے گا۔
حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ حضور کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جو سب دروازوں سے بلایا جائے گا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اے ابو بکر تو ان لوگوں میں سے ہوگا جن کو جنت ہر طرف سے پکارے گی

نعم وارجوا ان تکون منھم یا ابابکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)

حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اے ابو بکر تم ان میں سے ہو یہ ظنی نہیں قطعی خبر ہے اور واقعی ایسا ہی ہوگا آپ خدا کے بتانے اور کہلوانے سے بولتے اور کہتے ہیں شارح بخاری شیخ الاسلام حضرت علامہ عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

ورجاء النبی ﷺ واقع محقق (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۸۳)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ
ایک مرتبہ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آج تم میں کون روزہ دار ہے اس پر حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ حضور میں روزہ سے ہوں۔۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج کون ہے جو کسی جنازہ کے ساتھ گیا ہے اس پر حضرت ابو بکر نے پھر عرض کیا کہ حضور میں گیا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ آج کس نے کسی مسکین کو کھلایا ہے حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ حضور میں نے یہ خدمت سرانجام دی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے کسی بیمار کی عیادت کی ہے حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں نے کی ہے حضور ﷺ نے جب یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا کہ جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ جنت میں جائے گا

ماجتمعن فی امرء الا دخل الجنة (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴)

(۳)..... حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جنت میں ایک پرندہ بخاتی اونٹ (جس کے دو کوہان ہوتے ہیں) کی مانند ہے حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ حضور ﷺ وہ تو بہت ہی عمدہ ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ بہت عمدہ جانور ہوگا اور جو ان کو کھائے گا وہ ان سے بھی عمدہ ہوگا اور تم ان ہی میں سے ہو جو ان کو کھائیں گے (المصنف لابن ابی شیبه ج ۶ ص ۳۵۲ ورواه البیهقی کمافی تاریخ الخلفاء ص ۵۷)

☆☆☆..... حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے جنت کے پرندوں کا ذکر فرمایا تو حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ پھر وہ تو بہت ہی عمدہ ہوں گے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ومن یاکل انعم منها وانی لارجو ان تاکل منها (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۷)

اور جو شخص اسے کھائے گا وہ اس سے بھی عمدہ ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے کھاؤ گے

(نوٹ) اس حدیث میں حضرت ابو بکر کی تعریف اور ان کے جنتی ہونے کی بشارت ہے

(۴)..... حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سب حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس پر تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ حضرت ابو بکر تشریف لائے اور آکر سلام کیا اور مجلس میں تشریف فرما

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو گئے (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۶)

(۵)..... حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے۔ حضرت ابو بکر نے اس پر عرض کی کہ حضور کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں آپ کے ساتھ ہو کر وہ دروازہ دیکھتا حضور ﷺ نے اس پر انہیں خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا کہ (تو اطمینان رکھ) بلاشبہ تو میری امت کا پہلا آدمی ہو گا جو اس دروازے سے داخل ہو گا .....اما انك اول من يدخله من امتى (ترجمہ سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۴۳۸۔ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۷)

حضرت ملا علی قاری قدس سرہ (۱۰۱۴ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ

وفيه دليل على انه افضل الامة والا لما سبقهم فى دخول الجنة وفيه ايماء الى انه سبق الامة ايمانا (مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۸)

(۶)..... حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ابو بکر بلا حساب و کتاب جنت میں چلے جائیں گے الناس كلهم يحاسبون الا ابابكر (۔رواہ فی الکنز۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۸۔ در السحابۃ ص ۱۴۶)

(۷)..... حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جب میں آسمانوں کی سیر کے لئے گیا تو میں نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ کیا میری امت کا حساب و کتاب ہو گا جبرئیل امین نے کہا کہ آپ کی امت میں سوائے ابو بکر کے سب کا حساب و کتاب ہو گا۔ قیامت کے دن حضرت ابو بکر سے کہا جائے گا کہ جنت میں چلے جاؤ تو وہ کہیں گے کہ میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک وہ لوگ بھی میرے ساتھ نہ جائیں جنہوں نے مجھ سے محبت رکھی تھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ماادخل حتی یدخل معی من کان یحبنی فی الدنیا (ریاض ج ا ص ۱۶۵)

(۸)..... حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

(جنت میں) اعلی درجات والوں کو نچلے درجات والے اس طرح دیکھیں گے جیسے تم افق میں طلوع ہونے والے ستاروں کو دیکھتے ہو اور ابو بکر اور عمر بھی انہی (جنت میں اعلی درجات والے لوگوں) میں سے ہیں (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶)

(۹)..... حضرت سعید بن زید کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے دس آدمیوں کا نام لے کر جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔

ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة .....الحدیث (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۸۳)

(۱۰)..... حضرت زبیر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اس طرح دعا فرمائی

اللهم انك جعلت ابا بكر رفيقى فى الغار فاجعله رفيقى فى الجنة

(ریاض ج ا ص ۱۶۴)

اے میرے اللہ آپ نے ابو بکر کو غار میں میرا رفیق بنایا سو اسے جنت میں بھی میرا رفیق بنا دے چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول بارگاہ ایزدی ہوئی حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لكل نبى رفيق ورفيقى فى الجنة ابوبكر (ریاض ج ا ص ۱۶۴)

ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے جنت میں میرا رفیق ابو بکر ہے

(۱۱)..... حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہوگا کہ وہاں کا کوئی ایسا مکان اور گھر نہ ہوگا جس کے رہنے والے اس شخص کو مرحبا اور خوش آمدید نہ کہیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے ہاں تشریف لائیے (حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ حضور اس دن اس آدمی کی کیا شان ہوگی) حضور ﷺ نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا کہ وہ شخص کوئی اور نہیں تم ہی ہو

قال رسول الله ﷺ اجل وانت هو يا ابابكر (معجم طبرانی ج ۱۱ ص ۸۰۔ ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۸۴ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۸)

☆..... شیعہ علماء کی تائیدات

شیعہ کے شیخ الطائفہ علامہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۸۰ھ) تلخیص الشافی میں حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ جب ابو بکر آجائیں تو ان کو جنت میں داخلہ کی خوشخبری دینا اور میرے بعد خلافت کی بھی بشارت دینا

امره عند اقبال ابی بكر ان يبشره بالجنة وبالخلافة من بعده (تلخیص الشافی ج ۳ ص ۳۹)

حضور ﷺ کے مذکورہ ارشادات سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے سب سے افضل امتی اور اعلی درجہ کے جنتی ہیں آپ کے کامل الایمان ہونے اور جنت کے اعلی ترین مقام پر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کی گواہی خود لسان نبوت نے دی ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی حضرت ابو بکر کی تعریف فرمائیں اور ان کی مدح میں قرآن کریم کی آیات اتاریں اور حضور اکرم مختلف مواقع پر مختلف پیرائے میں آپ کی دوسروں پر فضیلت بیان کریں اور آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دیں اور آپ واقعی اس مقام کے حامل نہ ہوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا اللہ تعالی اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی بات بالکل برحق اور سچی ہے۔ شیعہ علماء اس حدیث کو مبنی بر تقیہ قرار دیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں بھلا حضور ﷺ کو تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

افسوس کہ کچھ لوگ اس حقیقت کو ابھی تک تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور وہ آپ کے بارے میں ان حقائق اور شواہد کے باوجود غلط بیانی اور جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتے خواہ انہیں اپنی اس غلط بیانی کے لئے قرآنی آیات اور نبوی ارشادات کا انکار ہی کیوں نہ کرنا پڑے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کو صحابہ کرام کا خراج عقیدت

آیئے ہم اب صحابہ کرام کی زبانی حضرت ابو بکر صدیق کے مناقب سنیں اور دیکھیں کہ یہ حضرات حضرت ابو بکر کی کتنی عزت کرتے تھے اور اپنے دلوں میں ان کا احترام لئے ہوئے تھے اور ان سے عالی محبت رکھتے تھے یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق کو شروع سے دیکھا تھا جو صحابی قبول اسلام کی دولت سے مشرف ہوا اس نے یہی دیکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اس سے پہلے یہ سعادت پا چکے ہیں اور حضور ﷺ نے انہیں اپنے بہت قریب رکھا ہوا ہے سفر و حضر کا معاملہ ہو یا کہیں کسی اہم امر میں مشورہ و رائے کی ضرورت ہو حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو ہر جگہ یاد فرمایا اس سے انہیں یہ پوری طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق کو حضور ﷺ کا جتنا قرب حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے آپ حضور ﷺ کے سایہ ہیں اور سایہ ہمیشہ اصل کے ساتھ ساتھ ہی رہتا ہے جدا نہیں ہوتا چنانچہ ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کے سامنے اسلام کی دولت پائی اس نے حضرت ابو بکر کی محبت و عظمت بھی اپنے دل میں بٹھالی تھی اور یہ بات ناممکن تھی کہ ایک آدمی مسلمان ہو اور اس کے دل میں حضرت ابو بکر کی محبت و عظمت جگہ نہ پائے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) نے کتنا خوب لکھا ہے

ومعلوم ان هذا العلم الذى عندهم بفضله وتقدمه انما استفادوه من

toobaa-elibrary.blogspot.com

النبی ﷺ بأمور سمعوها وعاينوها وحصل بها لهم من العلم ماعلموا به ان الصديق أحق الامة بخلافة نبيهم وأفضلهم عند نبيهم وأنه ليس فيهم من يشابهه حتى يحتاج فی ذلك الى مناظرة ولم يقل احد من الصحابة قط ان عمر أوعثمان أو عليا أو غيرهم أفضل من ابی بكر أوأحق بالخلافة منه وكيف يقولون ذلك وهم دائما يرون من تقديم النبی ﷺ لأبی بكر على غيره وتفضيله له وتخصيصه بالتعظيم ماقد ظهر للخاص والعام؟حتى ان أعداء النبی ﷺ من المشركين وأهل الكتاب والمنافقين يعلمون ان لأبی بكر من الاختصاص ماليس غيره كما ذكره ابوسفيان بن حرب يوم احد (منهاج السنۃ ج ا ص ۵۲۳)

فقد ظهر لعامة الخلائق ان ابابكرؓ كان أخص الناس بمحمد ﷺ فهذا النبی وهذا صديقه فاذا كان محمد افضل النبيين فصديقه أفضل الصديقين (ايضا ص ٥٢٤)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ومعلوم ان الله قد جعل للصحابة مؤدة فی قلب كل مسلم لاسيما الخلفاء الراشدين رضی الله عنهم لاسيما ابوبكر وعمر فان عامة الصحابة والتابعين كانوا يودونهما وكانوا خير القرون (منهاج السنة ج ۷ ص ۱۳۷)

آیئے ہم سب سے پہلے حضرت عمر فاروق کی زبان سے حضرت ابوبکر صدیق کے مناقب پڑھیں جنہیں حضور ﷺ نے بہت اونچے درجے کا صاحب الہام بتایا ہے۔جب حضرت ابوبکر صدیق کا

انتقال ہوا تو حضرت عمر فاروقؓ آپ کے گھر آئے اور وہیں کھڑے کھڑے فرمایا کہ

اے خلیفہ رسول! آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو سخت محنت و مشقت میں ڈال دیا۔ آپ کا سا ہونا تو درکنار اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کی گرد تک پہنچ سکے۔

☆.....جب آنحضرت ﷺ رحلت فرما گئے اور اہل اسلام خلافت کے لئے جمع ہوئے تو انصار میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک امیر ہونا چاہئیے اور مہاجرین میں سے ایک امیر بنالیا جائے۔ حضرت عمر فاروق نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ

الستم تعلمون ان رسول الله ﷺ قد امر ابوبكر ان يصلى بالناس فايكم تطيب نفسه ان يتقدم ابابكر قالوا نعوذ بالله ان نتقدم ابابكر (سنن نسائی ج ا ص ۱۲۶)

کیا تم کو پتہ نہیں ہے کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا تھا پس آپ میں سے کون ہے جو اپنے آپ کو حضرت ابوبکر سے بہتر سمجھتا ہو اور ان سے آگے بڑھنے پر خوش ہو جب انصار نے یہ بات سنی تو عرض کیا کہ خدا کی پناہ کہ ہم حضرت ابوبکر سے آگے بڑھیں (یعنی وہی اس لائق ہیں کہ آگے ہوں ہم ان کے پیچھے رہیں گے)

☆.....ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروق سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم نے آپ سے زیادہ انصاف پسند حق گو اور خدا کے نافرمانوں کے لئے سخت کسی کو نہیں دیکھا آپ حضور ﷺ کے بعد بہتر شخصیت ہیں وہاں حضرت عوف بن مالک بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا کہ تم غلط کہہ رہے ہو بخدا ہم نے حضور ﷺ کے بعد حضرت عمر سے بھی زیادہ بہتر شخصیت دیکھی ہے کہنے لگے کہ وہ کون ہیں۔؟ فرمایا وہ حضرت ابوبکر ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے یہ بات سنی تو ارشاد فرمایا عوف صحیح کہہ رہے ہیں جبکہ تمہارا کہنا بالکل درست نہیں بخدا حضرت ابوبکر کی خوشبو

toobaa-elibrary.blogspot.com

مشک سے بھی زیادہ دل آویز تھی

واللہ لقد کان ابوبکر اطیب من ریح المسک (کنزالعمال ج ۱۲ ص ۲۲۴)

☆.....ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو کہتا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے اور پھر بھی یہ بات کہتا تو میں تیری پٹائی کرتا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۵۲ کنزالعمال ج ۱۲ ص ۲۲۳)

☆.....ایک مرتبہ کسی نے اسی طرح کی ایک بات کہی تو آپ نے اس کی پٹائی کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوبکر مجھ سے اور میرے باپ سے اور تجھ سے اور تیرے باپ سے بہتر ہیں (ایضا)

آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں نے کسی کو بھی یہ کہتے سنا کہ عمر ابوبکر سے افضل ہے تو میں اسے چالیس کوڑے ماروں گا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۵۲)

☆.....ایک مرتبہ آپ نے حضرت ابوبکر کی مدح و مناقب بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر تو ہمارے سردار ہیں اور یہ جو بلال ہیں وہ حضرت ابوبکر کی حسنات میں سے ایک نیکی ہیں

وبلال حسنة من حسنات ابی بکر (کنز ج ۱۲ ص ۲۲۳)

☆.....حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں

ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ ﷺ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶)

ابوبکر ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر اور حضور ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ پیارے ہیں

حضرت عمر فاروق نے یہ بات صحابہ کرام کے کھلے مجمع میں فرمائی ہے اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے حضرت عمر فاروق کے اس بیان سے اختلاف کیا ہو شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

ولم ینکر ذلک احد (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۵۱) ولم یکن ذلک منھم منکر (ایضاً ج ۱ ص ۵۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... سیدنا حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اھل الارض لرجح بھم (کنزالعمال ج ۱۲ ص ۲۲۲)

حضرت ابوبکر اور پوری زمین والوں کے ایمان کا وزن کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلہ جھک جائے گا (تاریخ الخلفاء ص ۵۹)

☆..... آپ کا ارشاد ہے

حضرت ابوبکر سب نیکی کے کاموں میں آگے آگے ہوتے ہیں اور آپ تمام صحابہ میں کھلے طور پر بہتر و برتر ہیں (ایضاص ۵۹۔ ریاض ج ۱ ص ۱۷۵)

☆..... حضرت ابوبکر کی بیعت کے موقع پر حضرت عمر نے گروہ انصار سے فرمایا

اے اہل اسلام۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی جانشینی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو ثانی اثنین اذ ھما فی الغار ہے یعنی ابوبکر۔ جو سب سے (اسلام اور دیگر دینی امور میں) کھلم کھلا سبقت لے جانے والے ہیں (ازالۃ ج ۱ ص ۱۴۰)

☆..... آپ فرماتے ہین۔

کاش میں حضرت ابوبکرؓ کے سینے کا ایک بال ہوتا جس حالت میں انہیں جنت میں دیکھتا ہوں آرزو ہے کہ یہی کیفیت میری بھی ہوتی (ریاض ج ۱ ص ۲۰۸۔ تاریخ الخلفاء ۵۹)

☆..... آپ نے فرمایا

میرے لئے یہ بات حد درجہ ناگوار تھی۔ خدا کی قسم بغیر کسی گناہ کے میری گردن اڑادی جاتی، یہ بات میرے لئے بہت آسان تھی بہ نسبت اس کے میں ایک ایسی قوم کا امیر بنتا جس میں ابوبکر موجود ہوں

☆..... خبتہ بن محض راوی ہیں کہ

میں نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے کہا کہ "آپ ابوبکر سے بہتر ہیں؟" آپ نے فرمایا کہ "خدا کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

قسم ابو بکرؓ کی ایک رات اور ایک دن میری ساری زندگی سے بہتر ہے۔ کیا میں تم کو اس رات اور دن کا حال نہ بتادوں ؟" میں نے عرض کیا "ہاں!" فرمانے لگے "رات تو وہ تھی کہ جب حضور ﷺ مکہ سے نکلے تھے اور ابو بکرؓ آپ کے ساتھ تھے۔ تو کبھی ابو بکرؓ آگے ہوتے تو کبھی پیچھے، کبھی دائیں تو کبھی بائیں۔ حضور ﷺ کے دریافت کرنے پر وجہ بتائی کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں کوئی دشمن آپ پر حملہ آور نہ ہو اور کہیں کوئی پیچھے سے تعاقب کرنے والا آپؐ کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اور چونکہ مجھے آپ کی بہت زیادہ فکر ہے۔ اس لئے کبھی آگے ہوتا ہوں تو کبھی پیچھے۔ کچھ رات چلنے کے بعد راستہ بند ہو گیا تو آپؓ نے حضور ﷺ کو اپنے کاندھے پر اُٹھا لیا حتیٰ کہ غار کے منہ پر پہنچے اور آپ ﷺ کو کاندھے سے اُتارا اور عرض کیا کہ "یارسول اللہ! پہلے مجھے داخل ہونے دیجئے۔ کوئی گزند پہنچے تو پہلے میری جان کو پہنچے،" آپ محفوظ رہیں تو پھر آپ اندر گئے۔ اسے صاف کیا وہاں چند سوراخ نظر آئے تو اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا لیکن دو سوراخ بند ہونے سے رہ گئے جن میں آپ نے اپنے دونوں پیر لگا دئے پھر حضور ﷺ کو اندر بلایا آپ اندر تشریف لائے اور ابو بکر کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ (الخ)

☆.....امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ انہیں حضرت ابو بکر پر ترجیح دے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔

ابو بکر کی وہ ایک رات جو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ آپ کی خدمت کرتے گذاری بلحاظ قیمت و فضیلت میری اور میری تمام اولاد کی ساری زندگی سے بہتر ہے

(تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۸)

☆..... اور دن کا یہ عالم ہے کہ جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور بہت سے عرب مرتد ہو گئے۔ اور بعض زکوٰۃ وغیرہ کے منکر ہو گئے تو میں نے آپؓ کو مصالحانہ مشورہ دیا کہ یہ سختی کا وقت نہیں، اس وقت تالیف سے کام لیا جائے۔ حضرت عمرؓ کی اس بات پر آپؓ نہایت غصہ ہوئے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا: "اے عمر! تم جاہلیت کے زمانے میں تو بڑے سخت تھے مگر اسلام میں آکر ایسے نرم ہو گئے۔ یاد رکھو کہ حضور ﷺ کی وفات ہو چکی، وحی کا سلسلہ بند ہو چکا۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ وہ رسی بھی روک لیں گے جو حضور ﷺ کے زمانے میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔" پھر ہم نے بھی آپ کے ساتھ ہو کر ان لوگوں سے جنگ کی اور خدا کی قسم ابو بکرؓ کی رائے ہم میں سب سے اچھی تھی۔ یہ ابو بکرؓ کا دن ہے۔" (ازالۃ الخفاء)

آپ فرماتے تھے کہ یہ دن عمر کی آل واولاد کی زندگی سے بہتر ہے

والذی نفسی بیده لذلك الیوم خیر من آل عمر رواه ابوعمرو العدنی (موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۱ ص ۹۰)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب اچھا غلام دے کر حضرت بلال حبشیؓ کو آزاد کرایا اس وقت حضرت عمرؓ پر کیا کیفیت طاری ہوئی اسے آپ کے ان شعروں میں دیکھئے

ابوبکر حبا فی الله مالا واعتق من ذخائره بلالا

لقد واسی النبی بکل فضل واسرع فی اجابته بلالا

پہلے بلالا..... میں جو ایک کلمہ ہے اس سے مراد حضرت بلال ہیں اور دوسرے بلالا..... سے جو دو کلمے ہیں مراد بدوں لا کے ہیں۔ معنی اشعار کے یہ ہیں کہ ابو بکر نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور اپنے ذخائر سے حضرت بلال کو آزاد کرا دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مال کے ساتھ غم خواری اور ہمدردی کی اور بدوں انکار کے آپ کی اجابت میں جلدی فرمائی۔ حضرت عمر حضرت ابو بکر کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۹۰) یعنی ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا (وعظ۔ السرور ص ۷ ۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد

حضور ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا جو مقام و مرتبہ ہے اس سے کون ناواقف ہوگا آپ حبر الامت کے لقب سے جانے گئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں ان کا یہ بیان دیکھئے جو انہوں نے حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر کی استقامت کو دیکھتے ہوئے دیا تھا۔ آپ نے فرمایا

حضور اکرم ﷺ کے وصال پر ہم جس طرح کے حالات سے دوچار ہوئے تھے اس وقت اگر اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ ہم کو عطا فرما کر ہم پر احسان نہ فرماتے ہم ہلاک ہی ہو جاتے (فتوح البلدان ص ۱۰۱ للبلاذری)

آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ

سب سے زیادہ صاحب فراست تین لوگ ہوئے ہیں (۱) حضرت ابوبکر کہ جب انہوں نے گہری نظر کی حضرت عمر میں اور ان کو خلیفہ بنایا..... (۲) وہ عورت (یعنی حضرت شعیب کی بیٹی) جس نے کہا تھا استاجرہ (یعنی اے ابا جان اس (حضرت موسیٰ) کو ملازم رکھ لیجئے سب سے اچھا ملازم جو آپ رکھیں گے وہ ہے جو قوی ہو اور امین بھی..... (۳) عزیز مصر جبکہ اس نے عورت سے کہا اکرمی مثواہ اس (یوسف) کو باعزت مقام دو۔ رواہ ابن ابی شیبہ (مستدرک ج ۳ ص ۹۰ ۔صواعق محرقہ ص ۸۹ ازالہ ج ۳ ص ۱۲۲)

حضرت امام حاکم اس پر لکھتے ہیں اللہ ابن مسعود سے راضی ہو کہ انہوں نے ان تین کو کتنے خوبصورت انداز سے ایک جگہ جمع کیا ہے اور اس میں سر فہرست حضرت ابوبکر کو رکھا۔

فرضی اللہ عن ابن مسعود لقد أحسن فی الجمع بینهم بهذا ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الاسناد صحیح ووافقه الذهبی (منہاج السنہ ج ۶ ص ۵۴)

☆..... حضرت امیر معاویہؓ کا بیان

حضرت امیر معاویہ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی ہیں آپ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

دنیا نے نہ تو حضرت ابوبکر کو اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی اور نہ ابوبکر نے کبھی دنیا کی طرف کوئی دھیان دیا البتہ دنیا نے چاہا کہ حضرت عمر ان کی طرف توجہ کریں مگر انہوں نے بھی اس کو دھتکار دیا اور کوئی دھیان نہیں دیا

ان الدنیا لم ترد ابابکر ولم یردها و ارادت ابن الخطاب فلم یردها

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۰)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حضرت ابوبکر سے عقیدت

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر فاروق کے فرزند ارجمند ہیں ان کا معمول تھا کہ جب سفر سے مدینہ منورہ واپس تشریف لاتے تو گھر جانے سے پہلے آپ مسجد نبوی آتے یہاں دوگانہ ادا فرماتے پھر حضور ﷺ کی قبر مبارک پر آتے آپ کو سلام کرتے پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو ہدیہ تسلیم پیش کرتے اپنے والد حضرت عمر کو مخاطب کر کے فرماتے کہ اگرچہ آپ میرے والد ہیں مگر میں حضرت ابوبکر کو پہلے سلام پیش کرلوں (ریاض ج ۱ ص ۲۱۱)

علامہ ابی جعفر احمد الشهیر بالمحب الطبری اس پر لکھتے ہیں

ذکر اعتذار عبداللہ بن عمر فی تقدیمہ اباہ فی السلام علی ابی بکر تنبیھا علی افضلیتہ (ای افضلیتہ ابی بکر) (ایضا)

حضرت عبداللہ بن عمر کا اپنے والد کو پہلے سلام کرنے کے بجائے حضرت ابوبکر کی خدمت میں پہلے سلام پیش کرنا بتاتا ہے کہ آپ کے ہاں حضرت ابوبکر کا مقام اپنے والد محترم حضرت عمر فاروق سے بھی زیادہ تھا اور آپ ان سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے اور یہ اسلئے تھا کہ حضور ﷺ کے حیات مبارک میں بھی آپ نے یہی منظر دیکھا تھا اور آپ ﷺ نے قولاً وعملاً اس جانب سب کو تعلیم وتنبیہ بھی فرمائی تھی

☆..... حضرت انسؓ کی شیخین کریمین کے ساتھ محبت

ایک مرتبہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضور قیامت کب آئے گی آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا کچھ نہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ

﴿ أنت مع من احببت ﴾ بس تو قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے

حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر ہم اتنا خوش ہوئے کہ ویسا خوش ہم کسی بات سے نہیں ہوئے پھر آپ نے فرمایا

فانا احب النبی ﷺ و ابابکر وعمر وارجوا ان اکون معھم بحبی ایاھم وان لم اعمل بمثل اعمالھم (صحیح بخاری ج ا ص ۵۲۱)

میں حضور ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے محبت رکھتا ہوں مجھے امید ہے کہ اس محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا گو میں ان کے سے اعمال نہ کر سکا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت انس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت و عقیدت تو تھی ہی مگر آپ نے ان دونوں بزرگوں سے محبت کا اعلان فرما کر یہ واضح کر دیا ہے کہ ان دونوں کی محبت بھی دل میں ہونی ضروری ہے تاکہ قیامت کے دن ان کی معیت بھی نصیب ہو حضرت انس نے یہ بھی بتادیا کہ یہ دونوں بزرگ اس دن خدا کی رحمتوں اور برکتوں میں ہوں گے اس لئے ان کی معیت ایک مؤمن کے لئے ایک بڑا انعام ہوگا حضرت علامہ بدر الدین عینی جب اس حدیث پر آئے تو وہ پکار اٹھے کہ ہم بھی ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ کریم سے ان کے ساتھ رہنے کی دعا کرتے ہیں

ونحن ایضا نحبهم ونرجو ذلك من الله الكريم (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۹۸)

راقم الحروف محمد اقبال عفا اللہ عنہ یہاں اپنے اس عقیدے کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ ان دونوں کی محبت اور عقیدت جزو ایمان ہے اور اس عقیدے پر استقامت اور خاتمہ کے لئے اللہ کے حضور دعا گو رہتا ہے اور اللہ کریم سے قیامت کے دن ان کے غلاموں میں جگہ پانے کی تہہ دل سے درخواست کرتا ہے ۔

﴿ ونحن ایضا نحبهم ونرجو ذلك من الله الكريم ﴾

☆..... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ

خدا کی قسم ابو بکر اور عمر دونوں نے اس مال کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ ان کے لئے حلال تھا تو (کہا جائے گا کہ) دونوں کو فریب دیا گیا اور دونوں کی سمجھ ناقص تھی حالانکہ خدا کی قسم نہ وہ دونوں فریب خوردہ تھے اور نہ ناقص الرائے تھے اور واللہ اگر وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

دونوں ایسے شخص ہوتے کہ ان پر حرام ہوتا اس مال میں سے لینا جو ان کے بعد ہمیں ملا تو ہم یقیناً ہلاک ہو گئے تھے خدا کی قسم کوتاہی جو کچھ بھی ہے ہماری طرف سے ہے

(رواہ ابن ابی شیبہ ۔ازالہ ج۲ص ۵۳۴)

☆..... سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان

شیخ الحدیث حضرت ابو ہریرہ نے ایک مرتبہ قسم کھا کر فرمایا کہ

اگر ابو بکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی آپ نے تین مرتبہ یہی بات دہرائی تو کسی نے کہا کہ بس کیجئے اس پر آپ نے کہا کہ تم کو کیا معلوم۔ پھر آپ نے اسامہ کے لشکر اور ان کی روانہ ہونے کی تفصیل بیان فرمائی (صواعق محرقہ)

اس میں آپ نے بتایا کہ اگر اس نازک موقع پر حضرت ابو بکر صدیق پوری جرات کے ساتھ میدان عمل میں نہ آتے اور استقامت و استقلال کا مظاہرہ نہ فرماتے تو منافقین اور مرتدین اسلام کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیتے (نعوذ باللہ)

☆..... شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت کا خراج عقیدت

دربار نبوت کے خاص شاعر حضرت حسان بن ثابت آپ کے بارے میں فرماتے ہیں

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبلا

وکان حب رسول الله قد علموا من الخلائق لم یعدل له بدلا

(مواہب لدنیہ ج ۱ص ۱۱۴۔ ص ۱۵۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور حضرت ابوبکر بلند غار (یعنی غار ثور) میں دو میں کے ایک ہیں حالانکہ جب (ان کا) دشمن پہاڑ پر چڑھا تو اس نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا .....اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر تو حضرت رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور دنیا جہاں میں (انبیاء ورسل کو چھوڑ کر) ان کے برابر اور کوئی نہیں ہے۔

حضرت حسان نے یہ بات حضور ﷺ کے سامنے کہی اور حضور ﷺ اس پر نہ صرف یہ کہ بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ فرمایا کہ اے حسان تو نے سچ بات کہی ہے وہ ایسے ہی ہیں جیسے تو نے ان کے بارے میں کہا ہے

فضحك رسول الله حتى بدت نواجذه ثم قال صدقت يا حسان هو كما قلت (صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۲۶ لابن جوزی (۵۹۷ھ)۔ الاستیعاب ج ۲ ص ۲۴۵ تحت الاصابہ)

حضرت حسان بن ثابت کے حضرت ابوبکر صدیق کی مدح میں کہے گئے یہ اشعار کس نے نہیں پڑھے ہوں گے۔

اذا تذكرت شجوا من اخى ثقة فاذكر اخاك ابابكر بما فعلا

خير البرية اتقا ها و اعدلها الا النبى واوفاها بما حملا

الثانى التالى المحمود مشهده واول الناس حقا صدق الرسلا

جب تجھے اپنے قابل اعتماد بھائی کا غم یاد آئے تو اپنے بھائی ابوبکر کو یاد کر لینا کہ اس نے (اسلام اور پیغمبر اسلام کے لئے) کیا اور کتنا کچھ کیا ہے وہ مخلوق میں بہتر سب سے زیادہ متقی اور سب سے عادل شخص تھا اور حضور ﷺ کے بارے میں جو ذمہ داری اس نے اٹھائی اسے سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر پورا کر دکھایا وہ ثانی اثنین اور آپ کے پیچھے پیچھے چلنے والا تھا اور رسول کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والا تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت عمار بن یاسرؓ کا خراج عقیدت

حضرت عمار بن یاسر نے حضرت ابو بکر صدیق کو اس طرح خراج عقیدت پیش فرمایا ہے

جزی الله خیرا عن بلال وصحبه عتیقا واخزی فاکها و ابا جهل

عشیة هما فی بلال بسوءة ولم یحذرا مایحذر المرء ذوالعقل

اللہ تعالیٰ عتیق (یعنی حضرت ابو بکر) کو جزائے خیر دے بلال اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اور رسوا کرے فاکہ اور ابو جہل کو جس دن کہ ان دونوں نے پکا ارادہ کر لیا تھا بلال کے بارے میں سخت ایذا رسانی کا اور دونوں نے اس چیز سے نہ بچنا چاہا جس سے ہر صاحب عقل بچا کرتا ہے (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۲۸)

☆..... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تاثر

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی چہیتی صاحبزادی ہیں جب سے ہوش سنبھالا اپنے والد محترم کو دینی کاموں میں ہی مصروف و مشغول دیکھا ہے حضرت ابو بکر کی زندگی کا بڑا حصہ ان کے سامنے گذرا ہے آپ ان حوادث کی گواہ ہیں جن سے آپ کے والد بزرگوار ہو کر گزرے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اس قسم کے حالات اچھے اچھوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں حضور ﷺ کے بعد کے حالات پر نظر کرتے ہوئے آپ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میرے باپ پر ایسے حوادث و مصائب ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے بڑے مضبوط پہاڑوں بھی نازل ہوتے تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتے۔ (ریاض ج ۱ ص ۲۱۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مگر حضرت ابوبکر ان حالات میں بھی پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے اور کسی لمحے بھی یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ ان کی ہمت جواب دے گئی ہے یا کہیں کمزوری آگئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن شفیقؒ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ اُمت محمدیہؐ میں حضورِ انور ﷺ کو کون سے بزرگ زیادہ عزیز تھے؟ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور اُن کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب۔

(ازالۃ ج ۳ ص ۷۰)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ ائمہ اہل بیت کرام کی نظر میں

آیئے اب ہم سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ اور دیگر ائمہ اہل بیت کے بیانات پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ گرامی قدر حضرات سیدنا حضرت ابوبکر صدیق سے کتنی محبت فرماتے تھے اور ان کے دلوں میں آپ کی کس قدر عقیدت اور عزت تھی

☆..... سیدنا حضرت ابوبکر صدیق سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی نگاہ میں

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ حضور اکرم ﷺ کے داماد ہیں آپ نے جب سے حضور ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس دن سے یہی دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ ہی ہیں حضور ﷺ کو حضرت ابوبکر سے کتنی محبت ہے اور حضرت ابوبکر کے دل میں آپ کی کس قدر عظمت و عقیدت ہے اور آپ اسلام اور پیغمبر اسلام پر اپنے آپ کو کس قدر فداء کئے ہوئے ہیں پھر حضور ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو اس دین کو حضرت ابوبکر نے کس طرح

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنبھالا اور اس کی چاروں طرف سے کس قوت سے حفاظت کی تھی اور دو سال کی قلیل مدت میں اسلام کو کس قدر طاقت ور بنادیا اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا تھا

جب حضرت علی مرتضٰی کو اس بات کی خبر ملی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ تڑپ اٹھے انا للہ پڑھتے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ آئے ﴿ الیوم انقطعت خلافة النبوة ﴾ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۴۳)

جس مکان میں حضرت ابو بکرؓ کا جسد مبارک رکھا ہوا تھا آپ اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور غم و دکھ سے بھرے دل سے حضرت ابو بکر صدیق کی محبت و عقیدت سے بھر پور خطبہ ارشاد فرمایا جو اپنی جگہ فصاحت و بلاغت کے بے مثل نمونہ ہونے کے علاوہ حضرت صدیق اکبر کی حیات طیبہ کا نہایت حسین و جمیل اور ایمان افروز مرقع بھی ہے۔ یہ صرف الفاظ کا جادو نہیں تھا اور نہ ہی زبانی جمع خرچ تھا آپ دل کی سچائی اور محبت کی گہرائی کے ساتھ یہ بات فرما رہے تھے اور سننے والوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو آپ کے اس محبت بھرے بیان سے اختلاف کرتا۔ ہم یہاں اس کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں جو حضرات عربی میں یہ خطبہ ملاحظہ کرنا چاہیں وہ اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی مرتضٰی نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا

"اے ابو بکرؓ! خدا تم پر رحم کرے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب، مونس، راحت، معتمد، اور ان کے محرم راز و مشیر تھے تم سب سے پہلے اسلام لائے ..... تم سب سے زیادہ مخلص مومن تھے ..... تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا ..... تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے اور ..... دین کے معاملے میں سب سے زیادہ تکلیف اٹھانے والے تھے ..... تم حضور ﷺ کی خدمت میں سب

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے زیادہ حاضر باش..... اسلام پر سب سے زیادہ مہربان ..... حضور ﷺ کے ساتھیوں کے لئے سب سے زیادہ بابرکت..... رفاقت میں سب سے بہتر..... مناقب و فضائل میں سب سے بڑھ چڑھ کر..... پیش قدمیوں میں سب سے افضل و برتر تھے..... تم درجے میں سب سے اونچے..... اور وسیلے کے لحاظ سے حضورؐ سے سب سے زیادہ قریب..... سیرت میں حضور ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے ..... تم عادت میں مہربانی اور فضل میں صحابہ میں سب سے زیادہ بلند مرتبے والے..... اور حضورؐ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور معتمد تھے۔..... پس اللہ تعالیٰ تمہیں اسلام اور اپنے رسولؐ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ تم حضورؐ کے لئے بمنزلہ چشم و گوش تھے..... تم نے حضورؐ کی تصدیق اس وقت کی جب لوگوں نے تکذیب کی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تم کو "صدیق" کہا والذی جاء بالصدق و صدق به (سچائی لانے والے محمدؐ ہیں اور ان کی تصدیق کرنے والے ہیں ابوبکرؓ) تم نے حضورؐ کے ساتھ اس وقت غم خواری کی جب لوگوں نے خلل کیا، تم سخت تر حالات میں حضورؐ کے ساتھ اس وقت بھی جم کر کھڑے رہے جب لوگ آپؐ سے بچھڑ گئے۔ تم نے سختیوں میں بھی حضورؐ کے ساتھ حق صحبت حسن و خوبی کے ساتھ ادا کیا تم ثانی اثنین (دو میں کا دوسرا) اور رفیق غار (ثور) تھے تم پر سکون نازل ہوا تھا تم ہجرت میں حضور کے رفیق تھے اللہ کے دین اور امت رسولؐ کے تم ایسے خلیفہ تھے جس نے اس وقت خلافت کا حق ادا کیا جب لوگ مرتد ہو گئے تم نے خلافت کا ایسا حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ سے نہ ہو سکا تم نے اس وقت مستعدی دکھائی جب تمہارے ساتھی سست ہو گئے تھے تم نے اس وقت جنگ کی جب وہ عاجز ہو گئے تھے..... جب وہ کمزور ہو گئے تھے تو تم قوی رہے تم

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے منہاج رسول کو اس وقت تھاما جب لوگ پست ہو گئے۔ تم نزاع و تفرقہ کے بغیر برحق خلیفہ تھے اگرچہ اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج، حاسدوں کو کراہت او رباغیوں کو غیظ تھا تم امر حق پر قائم رہے جب لوگ بزدل ہو گئے اور تم ثابت رہے جب وہ ڈگمگا گئے تم اللہ کے نور کو لئے ہوئے بڑھتے رہے جب لوگ ٹھہر گئے انہوں نے تمہاری پیروی کی اور ہدایت پائی۔ تمہاری آواز ان سب سے زیادہ پست مگر تمہارا رتبہ ان سب سے بلند تھا، تمہارا کلام سب سے زیادہ سنجیدہ تھا اور تمہارا عمل سب سے زیادہ صحیح تھا۔ تم سب سے زیادہ خاموش تھے۔ تمہارا قول سب سے زیادہ بلاغت والا، تم سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ معاملہ فہم اور عمل کے لحاظ سے سب سے زیادہ تھے خدا کی قسم تم دین کے سردار تھے، جب لوگ دین سے ہٹتے تو تم ان کے آگے آئے اور جب وہ دین کی طرف آئے تو تم ان کے پیچھے تھے۔ تم مومنوں کے لئے باپ تھے یہاں تک کہ وہ تمہاری اولاد بن گئے جب بھاری بوجھوں کو وہ اٹھا نہ سکتے تھے تم نے ان کو اٹھایا جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا تم نے ان کو اس کی یاد دلائی اور جو چیز انہوں نے ضائع کر دی تم نے اس کی حفاظت کی جس کو وہ نہیں جانتے تھے تم نے وہ چیز ان کو سکھائی جب وہ عاجز و درماند ہوئے تو تم نے ان کی ہمت بندھائی (بہادری دکھائی) جب وہ گھبرائے تو تم ثابت قدم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی ہدایت کے لئے تمہاری طرف رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جو ان کے گمان میں بھی نہیں تھی ان کو وہ چیز مل گئی تم کفار کے لئے عذاب کی بارش بن کر آئے اور مومنوں کے لئے رحمت، انس اور پناہ تھے، تم نے اوصاف و کمالات کی فضا پیدا کی، تم نے ان کا عطیہ پایا اور فضیلتیں حاصل کر لیں۔ تمہاری ہمت کو شکست نہیں ہوئی تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ تمہارا نفس بزدل نہیں ہوا تمہارا دل کج نہیں ہوا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور منحرف نہیں ہوا تم اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں ہلا نہیں سکتیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم رفاقت اور مالی اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور بقول حضورؐ تم جسم کے لحاظ سے گو کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملے میں قوی تھے اور اپنی ذات میں متواضع تھے اللہ کے نزدیک باعظمت اور لوگوں کی نظروں میں بزرگ تھے تمہاری نسبت نہ کوئی دھوکے میں تھا نہ کوئی حرف گیری کر سکتا تھا تم سے نہ کوئی (غلط) طمع رکھ سکتا تھا، نہ تم کسی کی رعایت کرتے تھے ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا، تم اس کو حق دلاتے تھے اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف وذلیل تھا تم اس سے حق لیتے تھے۔ دور و نزدیک دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں یکساں تھے جو اللہ کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہوتا وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا، تمہاری شان حق، صدق اور نرمی تھی۔ تمہارا قول حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بردباری اور دور اندیشی تھا اور تمہاری رائے علم و عزم تھا تم نے فساد کا قلع قمع کر دیا اور استہ ہموار ہو گیا مشکل آسان ہو گئی آگ بجھ گئی اور دین معتدل ہو گیا ایمان قوی ہو گیا اسلام اور مسلمان مضبوط ہو گئے، اللہ کا امر غالب ہو گیا اگرچہ کفار کو ناگوار ہوا۔ تم نے سخت سبقت کی اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا تم خیر سے کامیاب ہوئے تم اس سے بالاتر ہو کہ تم پر ماتم کیا جائے تمہارا مرثیہ آسمانوں میں پڑھا جا رہا ہے اور تمہاری مصیبت تمام دنیا میں ظاہر ہے **فانا اللہ وانا الیہ راجعون**۔ ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں اور اپنا معاملہ اسی کو سونپتے ہیں خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نہیں ہوا۔ تم دین کی عزت، جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے۔ مومنوں کے لئے (تنہا) ایک گروہ، قلعہ اور دار الامن تھے۔ منافقوں کے واسطے سختی اور غضب تھے پس اللہ تم کو تمہارے نبیؐ

سے ملادے اور ہم کو تمہارے بعد تمہارے اجر سے محروم و گمراہ نہ کرے"

جب تک سیدنا حضرت علیؓ مرتضٰی یہ بیان دیتے رہے اور آپ کی مدح و منقبت کرتے رہے وہاں موجود سب حاضرین خاموش سنتے رہے جونہی آپ کا بیان پورا ہوا تو سب کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں سب نے بیک آواز کہا

صدقت یا ختن رسول الله ﷺ (ریاض النضرة ج۱ص ۲۶۴)

"ہاں بے شک اے رسول اللہؐ کے داماد آپ نے سچ فرمایا۔"

علامہ زمخشری نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی مرتضٰی نے حضرت ابوبکر صدیق کی نعش مبارک کی جانب نگاہ ڈالی تو یہ بھی فرمایا

کنت والله یعسوبا اولا حین نفر الناس عنه وآخرا حین فیلوا.....

کنت کالجبل لاتحرکه العواصف ولاتزیله القواصف (الفائق ج۱ص ۲۸۴)

اللہ کی قسم آپ دین کے لئے ابتدائی مراحل میں سبقت کرنے والے اور پیشرو تھے جس دور میں لوگ دین سے متنفر تھے اور آخری دور میں بھی آپ پیش قدم رہے جبکہ لوگ کمزور اور بزدل ہو رہے تھے آپ دین کے معاملات میں اس پہاڑ کی طرح مضبوط رہے جس کو سخت ہوائیں بھی متحرک نہ کر سکیں اور توڑ ڈالنے والی آندھیاں اپنی جگہ سے ہلا نہ سکیں۔

☆.....جب حضرت عمر فاروق کے بعد سیدنا حضرت عثمان غنی کی بیعت ہو گئی تو حضرت علی مرتضٰی وہاں موجود تھے آپ نے مہاجرین اور انصار کے اجتماع سے خطاب فرمایا جس میں پھر ایک مرتبہ آپ نے کھلے عام حضرت ابوبکر صدیق کو خراج عقیدت پیش فرمایا اس خطبہ میں آپ نے پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی اور حضور اکرم ﷺ کی شان و عظمت بیان فرما کر کہا کہ

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر نے حضور ﷺ کی جگہ سنبھالی یہ حضرت ابو بکر تھے جنہوں نے فتنہ کے وقت بہترین کردار ادا فرمایا..... یہ آپ ہیں جن کے ہاتھوں اللہ نے اپنے نبی کے طریقہ کو زندہ کیا آپ نے کھل کر فرمایا تھا کہ اگر کسی نے اس باب میں ذرہ بھر بھی کوتاہی کی تو میں ان سے اللہ کے لئے لڑوں گا ہم نے حضرت ابو بکر کی بات سنی اور ان کی بات مان کر ان کے ساتھ چلے تھے یہاں تک کہ آپ دنیا سے چلے گئے سو میں ان کی مدح کیوں نہ بیان کروں حضرت ابو بکر تو ثانی اثنین تھے ان کی بیٹی حضرت اسماء ذات النطاقین تھی اللہ کے رسول نے باپ اور بیٹی سے بہت آرام پایا ہے میں حضرت ابو بکر کی مدح کیوں نہ کروں آپ نے ان سات مردوں اور عورتوں کو جو اللہ کے لئے کافروں کے ہاتھوں ستائے جارہے تھے اپنے مال سے خرید کر آزاد فرمایا حضرت بلال بھی انہی میں سے ایک ہیں آپ نے اپنے مال سے حضور ﷺ کی بہت خدمت کی ہے۔۔ حافظ ابو القاسم ابن عساکر (۵۷۱ھ) نقل کرتے ہیں

فقام مقامه ابوبكر الصديق فوالله يا معشر المهاجرين مارايت خليفة احسن اخذا بقائم السيف يوم الردة من ابى بكر الصديق يومئذ قام مقاما احى الله به سنة النبى ﷺ فقال والله لو منعونى عقالا لاجاهدنهم فى الله فسمعت واطعت لابى بكر وعلمت ان ذلك خير لى خرج من الدنيا خميصا وكيف لااقول هذا فى ابى بكر وابوبكر ثانى اثنين وكانت ابنته ذات النطاقين يعنى اسماء تنطلق بعباء ة له وتخالف بين راسها ومامعها يعنى رغيفين فى نطاقها فتروح بهما الى محمد ﷺ وكيف لااقول هذا وقد اشترى سبعة ثلاثة نسوة واربعة رجال كلهم اوذى فى الله وفى رسول الله ﷺ وكان بلال منهم وتجهز رسول الله ﷺ بماله ومعه يومئذ اربعون

toobaa-elibrary.blogspot.com

الفا فدفعها الی رسول الله ﷺ فهاجر بها الی طیبة (رواہ ابن عساکر۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۱ ص ۹۲)

☆.....ایک مرتبہ کسی نے آپ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

یہ دونوں بزرگ ستر آدمیوں کے اس وفد میں شامل ہیں جو قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہو کر اللہ کے دربار میں پہنچے گا ان دونوں حضرات کو (عالم ارواح میں) حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ سے طلب کیا تھا لیکن یہ نبی کریم ﷺ کو عطا کئے گئے (کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۔ رحماء بینھم ج ۱ ص ۳۰۷)

☆.....ایک مرتبہ آپ نے فرمایا

حضرت ابوبکر مجھ سے چار باتوں میں فضیلت لے گئے ہیں (۱) نماز کی امامت اور قوم کی پیشوائی میں (کہ حضور ﷺ نے اپنی جگہ پر انہیں نماز کی امامت کے لئے فرمایا) (۲) ہجرت کرنے میں (۳) غار ثور کی رفاقت نبوی میں (۴) اسلام کے اظہار اور اس کی اشاعت میں (ریاض ج ۱ ص ۹۰۔ مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۱۶ کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۸)

☆.....آپ فرماتے ہیں کہ

والذی نفسی بیده ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا الیه ابوبکر (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۵۶)

قسم ہے خدا کی میں نے جب کسی نیک کام میں ابوبکر پر سبقت لے جانے کا ارادہ کیا تو ناکام ہی رہا اور وہی مجھ سے اس میں سبقت لے گئے (ابو یعلی۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۹۔ ازالۃ ج ۱ ص ۲۳۸)

☆.....آپ فرماتے ہیں

خیر الناس بعد رسول الله ﷺ ابوبکر وعمر لایجتمع حبي وبغض ابوبکر وعمر فی قلب مؤمن (تاریخ الخلفاء ص ۵۹) ولایجتمع بغضی وحب ابی بکر وعمر فی قلب مؤمن (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۱)

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر و عمرؓ افضل ہیں، میری محبت اور ان دو نوں صاحبوں کا بغض کسی مؤمن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے ..... اور کسی مومن کے دل میں میری لئے نفرت اور ابوبکر و عمر کے لئے محبت جمع نہیں ہو سکتی۔۔

جب حضرت عمر فاروق کی غسل دینے کے لئے چارپائی پر رکھا جارہا تھا تو حضرت علی مرتضٰی وہاں موجود تھے آپ نے اس وقت حضرت عمر فاروق کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے میں یہی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ اسلئے کہ میں بکثرت رسول اللہ ﷺ سے سنتا رہا ہوں کہ آپ فرماتے جئت انا وابوبکر وعمر یعنی میں آیا اور ابوبکر اور عمر۔۔ اور میں داخل ہوا اور ابوبکر و عمر۔۔ اور میں نکلا اور ابوبکر و عمر تو میں اسی کی پوری امید رکھتا تھا اور قوی گمان کرتا تھا کہ اللہ تعالی آپ کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۹)

☆.....ایک مرتبہ حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے سب سے بہترین حال میں انتقال فرمایا ہے اور آپ کی مدح وشان بیان کرنے کے بعد پھر فرمایا۔

حضور ﷺ کے بعد ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے عمل اور آپ کی سنت کے مطابق کام کئے پھر حضرت ابوبکر نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس نبی کی امت میں سب سے افضل تھے پھر حضرت عمر خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ان دونوں کے عمل اور ان کی سنت کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مطابق کام کئے پھر انہوں نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس امت کے نبی اور ابو بکر کے بعد سب سے افضل تھے (رواہ ابن ابی شیبہ فی المصنف (ازالۃ ص ۱۳۵)

☆..... حضرت موسیٰ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حضرت ابو بکر ہم سب سے افضل ہیں ﴿ أفضلنا أبوبكر ﴾ (ریاض ج ۱ ص ۱۳۸)

حضرت علی مرتضیٰ قرآن کریم کی آیت ﴿وسيجزى الله الشاكرين ﴾ (یعنی اللہ عنقریب شاکرین کو بدلہ دے گا) کی تفسیر میں آپ نے فرمایا﴿ الثابتين ﴾یعنی جو لوگ اپنے دین میں ثابت قدم رہتے ہیں﴿ ابابكر وعمر﴾ حضرت علی کہا کرتے تھے کہ ابو بکر تو امیر الشاکرین ہیں ﴿ فكان على يقول أمير الشاكرين ﴾ (ازالۃ ج ۲ ص ۳۳)

☆..... ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا کہ اے ابو الحسن حضور ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے آپ نے فرمایا کہ ہمیں الحمد للہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ابو بکر ابن ابی قحافہ ہیں میں نے پوچھا کہ ان کے بعد کون ہیں آپ نے فرمایا ہمیں الحمد للہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کے بعد عمر بن الخطاب ہیں (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۱)

☆..... حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ

جو شخص مجھے ابو بکر اور عمر پر فضیلت دے گا (وہ مفتری ہے) میں اس کو مفتری کی حد (یعنی ۸۰ کوڑے) ماروں گا (استیعاب لابن عبد البر ج ۲ ص ۲۵۳)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں اس پر حد زنا لگاؤں گا (اسی کوڑے کی سزا دوں گا)

لو أتيت برجل يفضلني على أبي بكر وعمر لعاقبته مثل حد الزاني (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۳)

☆..... ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں کیا ہوں میں تو حضرت ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک

toobaa-elibrary.blogspot.com

نیکی کی طرح ہوں حسنة من حسنات ابی بکر (کنزالعمال ج ۱۲ص ۲۲۴)

☆.....ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جو اس امت میں نبی کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اس پر کسی نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین ضرور بتایئے حضرت علی نے فرمایا کہ وہ ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں (ازالۃ ج ا ص ۲۶۲)

☆.....ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ ہم آپ کو خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ

اللهم أصلحنا بما أصلحت به الخلفاء الراشدين المهديين

اے اللہ ہماری اس طرح اصلاح فرما جیسے تو نے خلفائے راشدین کی اصلاح فرمائی تھی۔

آپ بتایئے یہ کون لوگ ہیں؟ اس پر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا

هم حبيبای ابوبكر وعمر اماما الهدى وشيخنا الاسلام ورجلا قريش المقتدى بهما بعد رسول الله ﷺ من اقتدى بهما عصم ومن اتبع آثارهما هدى الى الصراط المستقئم ومن تمسك بهما فهو من حزب الله (صواعق محرقہ ص ۲۰۱ کنزالعمال ج ۱۳ص ۶)

وہ میرے محبوب ابوبکر اور عمر ہیں جو امام ہدایت شیخ الاسلام اور قریشی ہیں حضور ﷺ کے بعد ان کی اقتداء کرنے والا بچایا جائے گا اور جو ان کے آثار کی پیروی کرے گا صراط مستقیم کی طرف ہدایت پائے گا اور جو ان سے تمسک کرے گا وہ خدائی گروہ میں سے ہوگا

شیر خدا سیدنا حضرت علی مرتضٰی کے بیانات آپ کے سامنے ہیں اندازہ کیجئے کہ آپ کے دل میں حضرت ابوبکر صدیق کی کتنی عظمت اور وقعت تھی آپ انہیں کس قدر چاہتے تھے اور ان سے محبت و عقیدت رکھتے تھے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کے ایمان و یقین اور عمل و اخلاص اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ ورسول کے لئے جانی ومالی قربانی دینے اور اہل اسلام کی پر خلوص اور انتھک خدمات انجام دینے پر آپ کو جس زبردست اور شاندار لفظوں میں خراج عقیدت پیش فرمایا ہے وہ ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے جو اپنے دلوں میں حضرت ابوبکر صدیق کے متعلق بوجھ رکھے ہوئے ہیں اور بزعم خود یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علی مرتضٰی بھی اپنے دل میں اسی قسم کا بوجھ لئے ہوئے تھے کاش کہ یہ لوگ حضرت علی مرتضٰی کے مذکورہ بیانات پڑھیں اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر کے آخرت کی بربادی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ پھر عقیدت و محبت کا یہ اظہار صرف حضرت علی مرتضٰی ہی نہیں فرماتے بلکہ آپ کا پورا خاندان اور آپ کی آل واولاد بھی حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں ہمیشہ ہی کلمہ خیر کہتے رہے اور ان کی ایمانی عظمت بیان کر کے ان کے ساتھ عقیدت کا دم بھرتے رہے اور ببانگ دہل ان کی فضیلت وافضلیت کا اعلان فرماتے رہے ہیں آیئے ہم ان ائمہ اہل بیت ہدی کے بیانات سے بھی اپنے دلوں کو منور کرتے جائیں سب سے پہلے آپ کے فرزند ارجمند نواسہ رسول سیدنا حضرت امام حسن کا بیان دیکھیں آپ نے یہ بیان اپنے والد گرامی حضرت علی مرتضٰی کے سامنے اور برسر عام دیا ہے۔

☆..... سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت امام حسن بن علیؓ کی نظر میں

سیدنا حضرت حسن بن علیؓ نے کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

لوگو میں نے آج رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ میں نے اللہ تعالی کو عرش پر دیکھا پھر دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ کے شانہ مبارک پر رکھ لیا..... مجمع میں سے کسی نے حضرت علی سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے

کہ حسن کیا کہہ رہے ہیں علی مرتضٰی نے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں (ابو یعلی۔ ازالۃ ج ۱ ص ۴۰۰)

☆..... حضرت امام محمد بن حنفیہ (۸۱ھ) کی شہادت

حضرت علی مرتضٰی کے بیٹے حضرت امام محمد بن حنیفہ (۸۱ھ) فرماتے ہیں

کان افضلهم اسلاما حين اسلم حتى لحق ربه (صواعق محرقہ ص ۵۳)

حضرت ابو بکر نے جس دن سے اسلام قبول کیا ہے اس دن سے لے کر اپنے یوم وفات تک وہ اسلام میں سب سے افضل تھے

آپ کے بیٹے حسین بن محمد کہتے ہیں کہ آپ نے کوفہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا

اتقوا الله عزوجل ولاتقولوا لابی بکر وعمر ماليسا له باهل ان ابابكر الصديق رضى الله عنه كان مع رسول الله فى الغار ثانى اثنين وان عمر اعزالله به الدين (صواعق ص ۵۵)

اے کوفہ والو۔ اللہ سے ڈرو اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں (غلط) زبان کھولنے سے اجتناب کرو حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے یار غار اور ثانی اثنین ہیں اور حضرت عمر کے ذریعہ تو اللہ نے دین کو عزت دی ہے

☆..... حضرت امام زین العابدین (۱۲۱ھ) کا اظہار عقیدت و محبت

ایک مرتبہ ایک آدمی امام زین العابدین (۱۲۱ھ) کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ حضرت ابو بکر اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت عمر کو حضور ﷺ کا کس قدر تقرب حاصل تھا آپ نے فرمایا کہ جس قدر اب ہے (یعنی روضہ اقدس کو دیکھ لو سب سے زیادہ قریب ہیں)

ماکان منزلة ابی بکر وعمر من النبی ﷺ فقال منزلتهما الساعة (مسند احمد ج ۴ ص ۷۰ تہذیب ج ۳۰۶۷ ۔ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۲۳)

(نوٹ) ہارون رشید نے حضرت امام مالک سے جب اسی طرح کا سوال کیا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا محدث شہیر حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں

وقد روی عن مالك بن انس وقد سأله الرشید کیف کانت منزلة ابی بکر وعمر ومن رسول الله ﷺ فی حیاته؟ قال کقرب قبریهما من قبره بعد وفاته قال شفیتنی یامالك (مرقات ج ۱۱ ص ۳۱۹)

ترتیب خلافت بھی ہے یہی ترتیب فضیلت بھی ہے یہی
لگتی ہے یہی ترتیب بھلی ابوبکر و عمر ..... عثمان و علی

☆..... ایک شخص حضرت امام زین العابدین کے آیا اور اس نے کہا کہ مجھے ابوبکر کے بارے میں کچھ بتائیں آپ نے اس سے پوچھا کہ ابوبکر صدیق کے بارے میں ؟ وہ کہنے لگا کہ کیا آپ بھی انہیں صدیق کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ

ثکلتك امك قد سماه صدیقا رسول الله ﷺ والمهاجرون والانصار ومن لم یسمه صدیقا فلا صدق الله عزوجل قوله فی الدنیا والاخرة اذهب فأحب ابابکر وعمر رضی الله عنهما (صواعق محرقہ ص ۵۲)

تیری بربادی ہو حضور ﷺ مہاجرین اور انصار نے ان کا نام صدیق رکھا ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ اسے دنیا آخرت میں سچا نہ کرے چل یہاں سے اٹھ جا اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سے محبت رکھا کر

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت عبداللہ بن حسن بن علیؓ کا بیان

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی کے پڑپوتے حضرت عبداللہ بن حسن سے حضرت ابوبکر و عمر کے بارے میں آپ کی رائے معلوم کرنی چاہی آپ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو سب سے افضل سمجھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہوں کسی نے ان سے کہا کہ آپ یہ بات شاید تقیہ سے کہہ رہے ہیں (اوپر اوپر سے کہہ رہے ہیں اندر سے نہیں) اس پر آپ نے فرمایا

لانالتنی شفاعة محمد ﷺ ان کنت اقول خلاف مافی نفسی

مجھے حضور ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں (یعنی یہ بات دل سے کہتا ہوں۔)

ایک مرتبہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا

صلی الله علیهما وسلم ولاصلی من لم یصل علیهما

اللہ تعالیٰ ان دونوں پر بے شمار رحمتیں اور سلامتی اتارے اور جو شخص ان دونوں کے لئے طلب رحمت نہ کرے اس پر اللہ رحم نہ کرے (ازالۃ ج ۱ ص ۴۰۲)

آپ کا ارشاد ہے

والله لایقبل الله عزوجل توبة عبد تبرأ من ابی بکر وعمر وانهما لیعرضان علی قلبی فادعوالله عزوجل لهما أتقرب به الی الله عزوجل (صواعق محرقہ ص ۵۶)

اللہ کی قسم جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بیزاری کا اظہار کرے گا اللہ اس کی توبہ قبول نہ فرمائے گا وہ دونوں تو میرے دل میں رہتے ہیں اور میں ان دونوں کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان کا قرب نصیب ہو جائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ کا بیان

حضرت علی مرتضیٰ کے بھتیجے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں

ولینا ابوبکر فکان خیر خلیفة الله وارحمه بنا واحناه علینا (ازالۃ ج ۲ ص مستدرک حاکم ج ۴ ص ۸۴۔ صواعق ص ۵۴)

حضرت ابوبکر صدیق ہم پر والی اور امیر ہوئے پس وہ کتنے اچھے خلیفہ تھے اور ہم نے آپ کو بہت زیادہ رحم اور مہربانی کرنے والا اور بہت شفقت کرنے والا بنایا

☆..... حضرت امام محمد باقرؒ کا عقیدت و محبت بھرا بیان

حضرت امام باقر (۱۱۷ھ) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضرت ابوبکر و عمر کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت سے جاہل رہا..... ان سے جب ان دونوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

والله انی لاتولاهما واستغفرلهما فماریت احدا من اهل بیتی الا وهو یتولاهما (صواعق محرقہ ص ۵۴۔ ازالۃ ج ۱ ص ۴۰۵)

میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبت کرتے تھے (یعنی سب اہلیت کے ہاں آپ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور سب لوگ ان سے محبت کرتے ہیں)

آپ نے فرمایا کہ

اجمع بنو فاطمة رضی الله عنهم علی ان یقولوا فی الشیخین

toobaa-elibrary.blogspot.com

احسن مایکون من القول (صواعق محرقہ ص ۵۲)

ہمارے گھرانے کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ لوگ حضرات شیخین کے بارے میں اچھی سی اچھی بات کہیں گے (کوئی غلط بات وہ ہرگز کبھی نہیں کہیں گے اور نہ کوئی برے الفاظ ان کے بارے میں استعمال کریں گے)

حضرت امام باقر سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو معاذ اللہ برا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا

أولئك المراق کہ وہ لوگ بے دین ہیں۔۔ (ازالۃ ج ۱ ص ۴۰۶)

آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ

من شك فيهما فقد شك فی السنة (صواعق ص ۵۴)

جس نے ان دونوں کی افضلیت میں شک کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سنت (رسول کی حقیقت) میں شک کیا ..... فرمایا کہ ان کا بغض نفاق کی علامت ہے (ازالۃ ج ۱ ص ۴۰۶)

آپ فرماتے ہیں

من لم يعرف فضل ابی بكر وعمر فقد جهل السنة (صواعق ص ۵۶)

جس نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت سے بے گانہ اور لاعلم ہے

آپ سے کثیر نے پوچھا کہ کیا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے آپ کی کچھ حق تلفی کی ہے آپ نے فرمایا کہ

ومنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ماظلمانا من حقنا مايزن حبة خردلة قال قلت افاتولاهما جعلنى الله فداك قال نعم يا

toobaa-elibrary.blogspot.com

كثير تولهما فى الدنيا والاخرة (صواعق ص ۵۴)

اس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے نذیر ہوانہوں نے ایک رائے کے دانے کے برابر بھی ہماری حق تلفی نہیں کی۔ کثیر نے پوچھا کہ میں آپ پر قربان جاؤں کیا میں ان سے دوستی رکھوں فرمایاہاں اے کثیر دنیااور آخرت میں ان سے دوستی رکھ۔

حضرت امام محمد بن علی فرماتے ہیں

میں نے ایک دفعہ والدِ ماجد سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کون افضل ہے ؟آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ کا نام لیا حضرت علیؓ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ کو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے گا اُس کی سزا وہ ہے۔

آپ نے سالم سے فرمایا کہ

تولهما وأبرأ من عدوهما فانهما كانا امامى هدى (صواعق محرقہ ص ۵۳)

تو ان دونوں سے دوستی رکھ اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کر کیونکہ یہ دونوں امام ہدایت ہیں

☆..... حضرت محمد بن عبداللہ بن حسنؓ کا بیان

حضرت امام حسن بن علی کے پوتے محمد بن عبداللہ بن حسن سے جب حضرات شیخین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے ان کے مقام و مرتبت کے بارے میں پوچھتے ہیں حالانکہ میں تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو حضرت علی مرتضیٰ سے افضل سمجھتا ہوں

انظر الى اهل بلادك يسالونى عن ابى بكر وعمر انهما عندى افضل

من علی (فضائل ابی بکر لابی طالب العشاری ص ۹ صواعق ص ۵۳)

☆..... حضرت امام جعفر صادقؑ کا اظہار عقیدت و محبت

حضرت امام جعفر صادق (۱۴۸ھ) سے حضرت ابوبکر و عمر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا

هما امامان عادلان قاسطان كانا على الحق وماتا عليه فعليهما رحمه الله يوم القيامة (احقاق الحق ج ۱ ص ۱۶ از قاضی نور اللہ شوستری)

یہ دونوں بزرگ امام تھے عادل تھے قاسط تھے دونوں حق پر تھے اور حق پر ہی دنیا سے رخصت ہوئے ان دونوں پر قیامت تک خدا کی رحمتیں نازل ہوں

معروف سابق شیعہ مبلغ سید محمد مہدی علی خان مرحوم اس پر لکھتے ہیں

اس بیان سے چند فائدے حاصل ہوئے

☆..... اول حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا امام اور خلیفہ برحق ہونا اسلئے کہ اگر ان کی خلافت برحق نہ ہوتی اور وہ معاذ اللہ غاصب ہوتے تو امام جعفر صادق ان کو امام کہہ کر کیوں پکارتے۔

☆..... دوم ان کا عادل اور منصف ہونا اور اس سے وہ تمام مطاعن اور اعتراضات جو شیعہ کی طرف سے کئے جاتے ہیں سب باطل اور غلط ہوئے اسلئے کہ اگر ان کے عدل و انصاف میں کچھ بھی فرق ہوتا تو امام ان کو عادل اور منصف نہ فرماتے

☆..... سوم ان کا حق پر ہونا اور حق پر مرتے دم تک قائم رہنا

☆..... چوتھا قیامت کے دن مستحق رحمت الٰہی ہونا اور کوئی شخص جو ایمان اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

پرہیز گاری میں کامل نہ ہو مستحق رحمت الٰہی نہیں ہوتا

اہل انصاف ذرا انصاف کو دخل دیں اور غور کریں کہ اس سے زیادہ اور فضیلت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی کیا ہوگی جو زبان سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی ثابت ہوئی اور جس سے امامت اور خلافت اور معدلت اور استحقاق رحمت الٰہی ان کی نسبت بخوبی ظاہر ہوا (آیات بینات ج ا ص ۱۴۸)

حضرت امام جعفر صادق نے اس کے بعد حضرت سالم سے فرمایا کہ

ایسب الرجل جده ابوبکر جدی لانالتنی شفاعة محمد ﷺ ان لم اکن أتولاهما وأبرأ من عدوهما (صواعق ص ۵۳)

اے سالم کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا سنو..... ابوبکر صدیق میرے نانا ہیں مجھے میرے جد امجد محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں اور ان کے دشمن سے بیزار نہ ہوں

(نوٹ) امام جعفر صادق حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے کے نواسے ہیں ان کی والدہ ام فروہ قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق کی صاحبزادی ہیں۔

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ماأرجو من شفاعة علی شیئا الا وأنا ارجو من شفاعة ابی بکر مثله ولقد ولدنی مرتین (صواعق محرقہ ص ۵۳)

جیسے میں حضرت علی سے شفاعت کی امید رکھتا ہوں ویسے ہی حضرت ابوبکر سے بھی شفاعت کی امید رکھتا ہوں انہوں نے مجھے دو دفعہ جنا ہے۔

ایک مرتبہ آپ بیمار تھے سالم بن حفصہ عیادت و ملاقات کے لئے آیا تو آپ نے ان کے سامنے دعا فرمائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللھم انی احب ابابکر وعمر وأتولاھما اللھم ان کان فی نفسی غیر ھذا فلا تنالنی شفاعۃ محمد ﷺ (صواعق ص ۵۳)

اے اللہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے محبت کرتا ہوں اور ان سے دوستی رکھتا ہوں اے اللہ اگر اس کے سوا میرے دل میں کوئی اور بات ہے تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو

عبدالجبار ہمدانی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے ان سے کہا

من زعم انی امام مفترض الطاعۃ فانا منہ بری ء ومن زعم انی أبرأ من ابی بکر وعمر فانا منہ بری ء (صواعق ص ۵۶)

جو لوگ میرے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ میں ایسا امام ہوں کہ جس کی اطاعت فرض درجے کی ہے ان کو بتادو کہ ان کی اس بات سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور جو لوگ میرے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر اور حضرت علی سے اظہار بیزاری کرتا ہوں تو (یہ بھی جھوٹ ہے) ان کی اس بات سے بھی میرا کوئی تعلق نہیں ہے

☆..... حضرت امام زید بن علی (۱۲۱ھ) کا ارشاد

آپ فرماتے ہیں

لمن یتبرأ منھما ماأعلم واللہ ان البراء ۃ من الشیخین البراء ۃ من علی فتقدم أوتأخر (صواعق ص ۵۳ ریاض ج ۱ ص ۲۵۸)

میں نہیں جانتا کہ شیخین سے کون اظہار بیزاری کرتا ہے خدا کی قسم شیخین سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اظہار بیزاری کرنا حضرت علیؑ سے بیزاری کا اظہار ہے خواہ کوئی پہلے کرے خواہ بعد میں کرے

آپ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ

انه كان رحيما وكان يكره ان يغير شيئا تركه رسول الله ﷺ (ايضا)

حضرت ابو بکر تو بہت رحم دل انسان تھے اور جو چیزیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑیں ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلی کو پسند نہیں کرتے تھے

شیعہ عالم مرزا تقی لکھتے ہیں

کوفہ کے مشہور لوگوں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ ابو بکر اور عمر کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا میں ان دونوں کے بارے میں کلمہ خیر اور بہتر بات کے سوا اور کوئی بات نہیں کہتا اور میں نے اپنے خاندان والوں سے بھی ان کے بارے میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں سنا (ناسخ التواریخ ص ۲ ص ۵۹۰)

شیعہ عالم جمال الدین ابن عنبہ (۶۸۷ھ) کے بیان سے معلوم ہوتا ہے یہ لوگ جو آپ کے پاس آئے تھے آپ کے مرید و معتقد تھے جب انہوں نے آپ کی یہ بات سنی تو آپ کو برا بھلا کہا اور اپنا تعلق ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور حضرت زید نے کہا کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے پس اس دن سے ان کا نام رافضہ اور رافضی رکھا گیا (دیکھئے عمدۃ الطالب ص)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) بھی لکھتے ہیں

لما سئل عن ابى بكر وعمر فترحم عليهما رفضه قوم فقال لهم رافضتمونى فسموا رافضة لرفضهم اياه (منہاج السنۃ ج ۱ ص ۳۴)

☆..... حضرت امام عبداللہ محض کا ارشاد

☆..... حضرت عبداللہ محض کے بیٹے جو نفس زکیہ کے نام سے ملقب و مشہور تھے ان سے جب حضرات شیخین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ

لھما عندی افضل من عندی (صواعق محرقہ ص ۵۲)

میرے نزدیک وہ دونوں حضرت علی سے افضل ہیں

ائمہ اہلیت ہدی کے بیانات آپ کے سامنے ہیں ان کے ہوتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی مرتضٰی اور ان کے آل واولاد حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں ایک سخت موقف رکھتے تھے اور ان سے اپنے آپ کو دور سمجھتے اور کہتے تھے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

ائمہ کرام کے یہ بیانات اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کی عظمت و محبت ان کے دلوں میں بھرپور طریقہ پر موجود تھی اور وہ نہ صرف یہ کہ آپ کو کامل الایمان اور افضل الامت سمجھتے تھے بلکہ اپنے معتقدین و متوسلین کو بھی آپ سے عقیدت و محبت رکھنے کی تعلیم دیتے تھے۔

جو لوگ ائمہ اہل بیت ہدی سے ذرا بھی تعلق رکھتے ہیں انہیں چاہئیے کہ وہ ائمہ کرام کے ارشادات کی روشنی میں اپنے دل کے اندھیروں کو دور کریں اور اپنے غلط عقیدے سے فوراً توبہ کریں اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اپنے دلوں میں بھی ان کی محبت و عظمت لائیں

ان ارید الا الاصلاح وماستطعت وماتوفیقی الا باللہ

آیئے اب ہم سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے اہل بیت اور ان کے حالات پر ایک سرسری نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ آپ کے خاندان نے کس قدر اور کس طرح عظمتیں اور فضیلتیں پائی ہیں اور اللہ کے ہاں اس خاندان کو پیغمبر اسلام کی خدمت و نصرت اسلام کی اشاعت و حفاظت اور مسلمانوں کی حمایت و اعانت کے لئے کتنا شرف قبولیت ملا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ازواج واولاد .....☆

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ازواج

حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی زندگی میں پانچ شادیاں کیں تھیں آپ کی ازواج کے نام یہ ہیں (۱)ام بکر (۲)قتیلہ بنت عبدالعزی (۳) حضرت ام رومانؓ (۴) حضرت اسماء بنت عمیسؓ (۵) حضرت حبیبہ بنت خارجہؓ

ان میں سے اول الذکر (ام بکر) مسلمان نہیں ہوئیں چنانچہ آپ نے انہیں اپنے سے جدا کرلیا اور طلاق دے کر فارغ کردیا جہاں تک قتیلہ کا تعلق ہے چونکہ انہوں نے بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا اسلئے آپ نے انہیں بھی طلاق دے دی تاہم حافظ ابن حجر کا خیال ہے کہ چونکہ وہ فتح مکہ تک زندہ رہی ہیں اسلئے شاید انہیں قبول اسلام کی دولت نصیب ہوئی ہو (واللہ اعلم بالصواب) حضرت اسماء اور حضرت عبداللہ دونوں قتیلہ کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔

☆..... حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا

(۳) حضرت ام رومان کا تعلق فراس خاندان سے تھا زمانہ جاہلیت میں ان کی شادی عبداللہ بن حارث سے ہوئی تھی ان کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے ساتھ نکاح کرلیا جب انہیں حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ تصدیق رسالت محمدی کر چکے ہیں تو یہ نیک خاتون بھی بلا تامل اسلام کے حلقہ میں داخل ہوگئیں معلوم ہوتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق کی شان تصدیق سے اس قدر متاثر تھیں کہ وہ سمجھتی تھیں کہ آپ کی تصدیق کبھی غلط نہیں ہو سکتی اس طرح آپ اسلام کے ابتدائی دنوں میں اسلام لانے والی خواتین میں سے ایک ہوئیں اور حضور ﷺ کی مصاحبت کے شرف سے محظوظ ہوئیں آپ کو حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا اور حضور ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی سعادت بھی ملی آپ بہت نیک خاتون تھیں حضور ﷺ کے دور میں ہی مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ہو گی کہ آپ ان کے داماد بھی تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی لخت جگر ہیں علامہ محمد ابن سعد (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں۔

اسلمت ام رومان بمكة قديما وبايعت وهاجرت الى المدينة مع اهل رسول الله ﷺ وولده واهل ابى بكر حين قدم بهم فى الهجرة وكانت ام رومان امراة صالحة وتوفيت فى عهد النبى ﷺ بالمدينة

(طبقات کبری ج ۸ ص ۲۱۶)

ہجرت کے موقع حضرت عائشہ ان کے ساتھ تھیں حضرت عائشہ جس اونٹ پر سوار تھیں وہ بدک کر بھاگ کھڑا ہوا تو ام رومان نے چلا کر کہا کہ۔ اے میری دلہن اے میری بیٹی۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جس وقت اونٹ بدکا تو میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ اس کی لگام چھوڑ دو تو میں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اللہ کے حکم سے رک کر کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں محفوظ رکھا (البدایہ ج ۳ ص ۲۲۱)

حضرت ام رومان کے لئے اس سے بڑی شرافت اور سعادت اور کیا ہو گی کہ آپ کو حضور اکرم ﷺ کی خوش دامن (ساس) ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی بیٹی ہیں اور خاتم النبیین ﷺ آپ کے داماد ہیں۔ ذلك فضل الله يوتيه من

toobaa-elibrary.blogspot.com

یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

حضرت ام رومان پوری خوش دلی سے اسلامی تعلیمات حاصل کرنے میں مصروف رہیں رسول اللہ ﷺ خود اپنے دوست اور صدیق حضرت ابوبکر کے ہاں آتے جاتے تھے تو ام رومان اس زیارت سے بہت خوشی محسوس کرتی تھیں اور اپنی وسعت کے مطابق ان کا اکرام کیا کرتیں اللہ تعالی نے انہیں محبت وخلوص بھرا دل عنایت فرمایا تھا

حضرت عائشہ صدیقہ اپنے والدین کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں ابھی بچی ہی تھی کہ میں نے دیکھا کہ میرے والدین دین پر پوری طرح کاربند ہیں (تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۱۸۳)

حضرت ام رومان کے دل میں خدا اور اس کی رسول محبت سب سے زیادہ تھیں آپ عبادت گذار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت اور ان کے حقوق کا بھی بہت خیال رکھتی تھیں اور اپنے شوہر سے اسلام اور عبادات کی ادائیگی کے طریقے سیکھتی رہتیں۔

حضرت ام رومان کا انتقال حضور ﷺ کی حیات مبارک میں مدینہ منورہ میں ہوا اور حضور ﷺ خود ان کی قبر میں اترے تھے ونزل رسول اللہ ﷺ فی قبرھا (طبقات ج ۸ ص ۲۱۶) اور ان کے لئے دعا مغفرت فرمائی اور کہا کہ

اللھم لم یخف علیك مالقیت ام رومان فیك وفی رسولك (الاصابہ ج ۴ ص ۴۵۱)

اے اللہ تجھ سے مخفی نہیں تیرے راستے میں اور تیرے رسول ﷺ کے لئے ام رومان نے کتنی تکلیفیں اٹھائیں

حضور ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت بھی سنائی ہے آپ نے ارشاد فرمایا

من سرہ ان ینظر الی امراۃ من الحور العین فلینظر الی ام رومان (طبقات کبری ج ۸ ص ۲۱۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جو شخص یہاں عورتوں میں حور عین کو دیکھنے کی تمنا رکھے تو وہ ام رومان کو دیکھ لے

گویا آپ کو اس دنیا میں ہی لسان نبوت سے جنتی ہونے کی بشارت مل گئی۔ رضی اللہ تعالی عنھا

☆..... حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنھا

(۴) حضرت اسماء بنت عمیس قبیلہ بنی خثعم سے ہیں آپ ان خواتین میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دنوں میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا آپ بہت ہی شریف عبادت گذار اور خدمت گذار خاتون تھیں

حضرت اسماء حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی سالی اور حضرت علی مرتضی کی بھاوج تھیں ان کا پہلا نکاح حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر طیار سے ہوا ان دونوں نے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت بھی کی تھی بعد ازاں انہوں نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی ۸ ہجری میں جب غزوہ موتہ پیش آیا تو اس میں حضرت جعفر طیار شہید ہو گئے جس سے حضرت اسماء بہت زیادہ متاثر ہوئیں اس کے کچھ عرصہ بعد ان کا نکاح حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ ہوا یہ نکاح حضور ﷺ نے پڑھایا ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے حضرت اسماء کا شمار بلند مرتبہ صحابیات میں ہوتا ہے۔ علامہ ابن سعد نقل کرتے ہیں

اسلمت اسماء بنت عمیس قبل دخول رسول الله ﷺ دارالارقم بمكة وبايعت وهاجرت الى ارض الحبشة مع زوجها جعفر بن ابى طالب (طبقات کبری ج ۸ ص ۲۱۹)

علامہ ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

اسلمت اسماء قديما وهاجرت الى الحبشة مع زوجها جعفر بن ابى

toobaa-elibrary.blogspot.com

طالب (اسد الغابہ ج ۷ ص ۱۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

اسلمت اسماء قبل دخول دارالارقم وبایعت ثم ھاجرت مع جعفر الی الحبشة (الاصابہ ج ۴ ص ۲۲۹)

ایک مرتبہ آپ نے حضور ﷺ سے بطور شکایت عرض کی کہ کئی لوگ ہم پر اس بات پر ناز کررہے ہیں کہ ہم اولین مہاجرین میں سے نہیں ہیں اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا نہیں ایسی بات نہیں۔ بلکہ اور لوگوں نے تو ایک مرتبہ ہجرت کی اور تم نے دوبار ہجرت کرنے کا شرف پایا ہے یعنی ایک ہجرت حبشہ کی جانب ہے جبکہ دوسری مدینہ منورہ کی طرف ہے۔

لکم ھجرتین ھاجرتم الی النجاشی وھاجرتم الی (طبقات ج ۸ ص ۲۲۰)

جب حضور اکرم ﷺ سفر آخرت پر روانہ ہوگئے تو حضرت فاطمہ الزھراء پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا حضرت اسماء بھی کچھ کم غمزدہ نہ تھی تاہم آپ نے صبر وضبط کا دامن نہ چھوڑا اور حضرت فاطمہ کی دلجوئی اور خدمت میں لگی رہیں آپ حضرت فاطمۃ الزھراء کے ساتھ بہت محبت کرتی تھیں اور حضرت فاطمہ بھی آپ کو بہت چاہتی تھیں اکثر آپ ان کے گھر آتیں اور حضرت فاطمہ الزھراء کے پاس بیٹھتیں جب حضرت فاطمہ الزھراء سخت بیمار ہوئیں تو حضرت اسماء ہی آپ کی خدمت اور تیمارداری میں رہیں علامہ ماردینی کہتے ہیں کہ حضرت اسماء کے تقوی سے امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ بغیر شوہر کی اجازت کے حضرت فاطمہ کے پاس رہیں سو یہ بات کسی طرح نہیں مانی جاسکتی کہ حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ کے ان ایام سے ناواقف رکھے گئے تھے اور انہیں خبر نہ ہوئی ہو کہ حضرت اسماء اور حضرت فاطمہ کے آپس میں تعلقات کس قدر دوستانہ اور خیر خواہانہ ہیں۔

امام زین العابدین نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت فاطمہ سخت بیمار

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئیں حضرت اسماء آپ کے پاس تھیں تو ان سے کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ میرا آخری وقت آرہا ہے کیا میرے جنازہ کو بلا پردہ اٹھایا جائے گا ؟ حضرت اسماء نے کہا کہ بالکل نہیں میں نے ملک حبشہ میں اس کا ایک نیا طریقہ دیکھا ہے حضرت فاطمہ نے کہا کہ بتاؤ وہ کیا ہے۔ تو حضرت اسماء نے کھجور کی تازہ چھڑیاں اسواف (حرم مدینہ) سے کٹوا کر منگوائیں اور چارپائی پر چھپر کھٹ کی طرح تیار کردی حضرت فاطمہ نے دیکھا تو بہت ہی خوش ہوئیں اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد ان کے چہرے پر پہلی مرتبہ یہ خوشی دیکھی گئی (دیکھئے مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۶۲)

(نوٹ) شیعہ کے معروف عالم اور ان کے محدث ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب جلاء العیون میں حضرت اسماء کی جانب سے حضرت فاطمہ کی تیمار داری اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے (دیکھئے ص ۱۷۲ در بیان پیغام عباس بامیر المؤمنین۔ ودر بیان ساختن اسماء صورت نعش برائے فاطمہ ص ۱۷۵)

حضرت فاطمہ الزہراء نے اس بات کی وصیت بھی فرمائی کہ ان کو حضرت اسماء غسل دیں قالت فاطمة فاذا مت فغسلتنی أنت (دیکھئے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ج ۱ ص ۵۰۴)

چنانچہ حضرت اسماء نے حسب وصیت آپ کو غسل دیا ان کے ساتھ حضور ﷺ کے غلام ابو رافع کی اہلیہ حضرت سلمی تھیں اور حضرت علی مرتضیٰ بھی ان کی معاونت فرمارہے تھے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کے گھر والے آپس میں کتنے قریب تھے اور ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں نہ صرف یہ کہ برابر کے شریک تھے بلکہ اس کی وصیت بھی فرماتے تھے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء حضرت ابو بکر صدیق سے ناراض ہوں اور ان کی اہلیہ حضرت اسماء کا ان کے گھر آنا جانا رہے اور ان سے اتنے قریبی تعلقات تک قائم رہیں ؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت اسماء حضرت فاطمہ الزہراء کے گھر آئیں اور حضرت ابو بکر صدیق کو اس کی خبر تک نہ ہو ؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جب حضرت علی مرتضٰی کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی تو حضور ﷺ نے ان کے کفن کے لئے اپنی ایک قمیص مبارک بھی دی پھر آپ ان کی قبر میں بھی اترے تھے آپ کے ساتھ اور کون لوگ تھے جنہوں نے حضرت علی کی والدہ کو قبر میں اتارا وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عباس تھے محدث امام طبرانی (۳۶۰ھ) نقل کرتے ہیں کہ

ادخلها اللحد هو والعباس وابوبكر الصديق (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۵۷۔ جمع الفوائد ج ۲ ص ۴۰۸)

ان کو حضور ﷺ حضرت عباس اور حضرت ابو بکر نے قبر میں اتارا۔

سو جو لوگ ان دونوں خاندانوں کے بارے میں نفرت کی خبر دیتے ہیں یقین کیجئے وہ جھوٹ کہتے ہیں سچ یہ ہے کہ یہ سب حضرات آپس میں ایک دوسرے سے بہت محبت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد حضرت اسماء نے حضرت علی مرتضٰی سے نکاح کیا حضرت ابو بکر صدیق کے بیٹے محمد بن ابی بکر کی عمر اس وقت تقریباً تین سال کی تھی وہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ سیدنا حضرت علی مرتضٰی ہی کے پاس آگئے اور انہی کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے

حضرت علی مرتضٰی سے بھی ان کے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی جس کا نام یحی رکھا گیا حضرت علی مرتضٰی کی شہادت ۴۰ ہجری میں ہوئی ان کی شہادت کے جلد بعد ہی حضرت اسماء کا انتقال ہو گیا تھا

حضرت اسماء سے ساٹھ کے قریب احادیث مروی ہیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں حضرت عمر فاروق حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو موسی اشعری جیسے صحابہ اور جلیل

toobaa-elibrary.blogspot.com

القدر اور فقہاء بھی شامل ہیں۔

حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابوبکر صدیق کی یہ اہلیہ محترمہ حضرت حبیبہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنی حارث بن خزرج سے تھیں آپ اسلام کے شرف سے مشرف ہوئیں اور حضور اکرم ﷺ سے بیعت کی سعادت بھی پائی

اسلمت حبیبہ وبایعت رسول اللہ ﷺ (طبقات کبری ج ۸ ص ۲۶۹)

ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کے نکاح میں آئیں حضرت ابوبکر صدیق کے انتقال کے کچھ ماہ بعد ان کے گھر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق نے انتقال سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا کہ میرے بعد میرا جو مال ہے اس کے وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں حضرت عائشہ نے حیرت و تعجب سے پوچھا کہ میری ایک بہن حضرت اسماء تو مجھے معلوم ہے مگر یہ دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ جو حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے

انما هی أسماء فمن الاخری قال ذو بطن ابنة خارجة أراها جارية

(مؤطا امام مالک ص ۵۳۳)

حضرت ابوبکر صدیق کا یہ ارشاد ﴿ أراها جارية ﴾ بطور الہام کے ہے اللہ تعالی نے آپ کے دل میں ایک بات ڈال دی اور آپ نے قبل از وقت حضرت عائشہ صدیقہ کو اس کی تاکید فرمائی اور پھر یہ واقعہ اسی طرح ظاہر ہوا

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ عالم الغیب تھے اور ہر چیز کو پہلے سے جان لیتے تھے۔ ایسا نہیں۔ علم

toobaa-elibrary.blogspot.com

غیب خاصہ خداوندی ہے۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں خود حضرت ابوبکر صدیق نے اس کو واضح کر دیا ہے تاکہ کوئی شخص ان کے بارے میں کسی طرح کی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے آپ نے فرمایا

وذو بطن ابنة خارجة قد ألقى فى نفسى انها جارية فاحسنوا اليها

(المصنف لعبدالرزاق ج ۹ ص ۱۰۱)

حضرت ہشام بن عروہ کی روایت میں ﴿ قد القى فى روعى بھی آیا ہے ﴾ (کہ میرے جی میں یہ بات ڈالی گئی) (طبقات لابن سعد ج ۳ ص ۱۴۵) اونچے درجہ کے محدثین نے اسے اعلیٰ درجہ کی فراست بھی کہا ہے۔۔

حضرت امام ابو جعفر احمد الشهير بالمحب الطبرى (۶۹۴ھ) نے اس واقعہ پر ﴿ فراسته وكراماته ﴾ کا باب باندھا ہے (دیکھئے ریاض ج ۱ ص ۱۸۹)

اس واقعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کس اونچے درجہ کے صاحب الہام اور صاحب کرامت تھے۔ اور خدا کے ہاں ان کا مقام کس قدر بلند تھا۔ اس کی تفصیل ہم اپنی دوسری کتاب ﴿معارف الهام﴾ میں کر آئے ہیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی جنوبی افریقہ میں ہو چکا ہے

☆.....حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد.....☆

آپؓ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

(۱)..... حضرت عبدالله بن ابی بکرؓ

آپ شروع سے اسلام والوں میں سے ہیں آپ ہجرت کے موقع پر اپنی جان کی پروا کئے بغیر حضور ﷺ کی خدمت کرتے رہے آپ غزوۂ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتھ تھے اور وہاں زخمی بھی ہوئے اور اسی زخم سے اپنے والد کے دور خلافت کی ابتداء میں وفات پائی حضرت سعید بن زید کی ہمشیرہ عاتکہ آپ کی اہلیہ تھیں آپ اپنے والد کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

(۲)..... حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

آپ کی والدہ کا نام ام رومان تھا آپ جلیل القدر صحابی اور حضرت عائشہ صدیقہ کے حقیقی بھائی تھے اور بڑے بہادر تھے مختلف مواقع پر آپ نے داد شجاعت دی ہے تیر اندازی اور شمشیر زنی میں بڑی ماہر تھے.....کان شجاعا راميا حسن الرامی (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۶۳) صحیح بخاری میں ان سے مروی روایت موجود ہے

مکہ معظمہ کے قریب ایک علاقہ میں ان کا انتقال (۵۵ ھجری میں) ہوا تاہم آپ کی تدفین مکہ معظمہ میں ہوئی۔ حافظ ابن عبدالبر (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

أسلم وحسن اسلامه وصحب النبی ﷺ فی هدنة الحديبيه (استیعاب ج ۲ ص ۴۰۰ تحت الاصابہ)

امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

اسلم يوم الحديبيه وحسن اسلامه وصحب رسول الله ﷺ وقد اشتهر بالشجاعة وله مواقف محمودة ومشهودة بعد اسلامه (البدایہ ج ۶ ص ۳۴۶)

(۳)..... حضرت محمد بن ابی بکرؓ

آپ حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھے آپ کا زیادہ تر وقت حضرت علی مرتضیٰ کے سایہ عاطفت میں گزرا ہے حضرت علی مرتضیٰ نے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی ہے آپ کہا کرتے تھے کہ یہی میرا بیٹا ہے جو حضرت ابو بکر کے صلب سے ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴)..... حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ

رت عبداللہ آپ کے حقیقی بھائی تھے آپ کی ولادت ہجرت نبوی سے تقریباً ۲۷ سال پہلے مکہ معظّمہ میں ہوئی آپ ان گنے چنے لوگوں میں سے ایک تھیں جنہوں نے شروع شروع میں اسلام کو قبول کرنے کی سعادت پائی تھی آپ سے پہلے صرف سترہ لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا آپ اٹھارویں تھیں

علامہ ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

اسلمت اسماء بعد سبعة عشر انسانا (اسد الغابہ ج ۷ ص ۸)

آپ حواری رسول حضرت زبیر بن العوام کی اہلیہ تھیں جو حضور ﷺ کے چچازاد بھائی اور حضرت خدیجہ کے حقیقی بھتیجے تھے ہجرت کے موقع پر آپ نے حضور اکرم ﷺ کی حد درجہ اعانت ونصرت فرمائی اور حضور ﷺ سے بھرپور دعائیں لیں ہیں۔ ہجرت کے بعد پہلا بچہ جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا وہ ان کا گھر تھا اور وہ بچہ حضرت عبداللہ بن زبیر تھے۔ حضرت اسماء نے بڑی سادہ اور درویشانہ زندگی گذاری ہے تاہم ان کی سخاوت وفیاضی کے سب قائل رہے حضرت اسماء دینی معاملہ میں بہت غیرت مند خاتون تھیں اور کمال درجہ کی عابدہ اور زاہدہ تھیں اور ایک بڑی عمر پائی تھیں حدیث کی کتابوں میں ان سے پچاس سے زیادہ روایتیں ملتی ہیں آپ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کی شہادت کے چند روز بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ علامہ محمد ابن سعد (۲۳۰ھ) نے آپ کا تعارف اس طرح کرایا ہے

اسلمت قديما بمكة وبايعت رسول الله ﷺ وهي ذات النطاقين اخذت نطاقها فشقته باثنين فجعلت واحدا لسفرة رسول الله والاخر عصاما لقربته ليلة خرج رسول الله ﷺ وابوبكر الى الغار فسميت ذات النطاقين تزوجها الزبير بن العوام..... (طبقات کبری ج

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸ ص ۱۹۶)

(۵)..... حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ

(زبان پر بار خدایہ کس کا نام آیا ہے)

آپ کو رحمت عالم حضور اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ اور ام المؤمنین ہونے کا شرف عظیم حاصل ہے بعثت نبوی کے چار سال بعد آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے آپ چھوٹی عمر میں رحمت عالم ﷺ کے گھر تشریف لائیں اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی ماں ہونے کا شرف پایا اللہ تعالی نے آپ کو بے انتہا کمالات اور طرح طرح کی خوبیوں سے نوازا تھا آپ کی شان میں آیات قرآن نازل ہوئیں حضور اکرم ﷺ کو آپ سے بیحد محبت تھی اور آپ بھی حضور ﷺ پر اپنی جان چھڑکتی تھیں حضور اکرم ﷺ جب دنیا سے تشریف لے جارہے تھے تو آپ ہی کے گھر میں تھے آپ کا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ کی گود میں تھا اور آپ کے حجرہ کو حضور ﷺ کی ابدی آرام گاہ بننے کا شرف نصیب ہوا آپ کو قرآن وحدیث اور فقہ وتاریخ پر بہت مہارت حاصل تھی اور بڑے بڑے صحابہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور دینی سلسلے میں رہنمائی لیتے تھے آپ کا انتقال رمضان المبارک (۵۸ھ) کی سترہ تاریخ کو ہوا شیخ الحدیث سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ وصیت کے مطابق جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۶) **حضرت اُم کلثوم**..... آپ حضرت حبیبہ بنت خارجہ کے بطن سے تھیں ابھی آپ پیدا بھی نہ ہوئیں تھیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی پہلی شادی طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان سے ہوئی ان کی شہادت کے بعد عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ نے آپ سے نکاح فرمایا آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے ہمراہ حج کرنے کی شعادت کا شرف بھی پایا ان عائشة حجت باختها ام كلثوم (طبقات ج ۸ ص ۲۳۸) آپ کا شمار مشہور تابعات

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ہوتا ہے ان سے طلحہ بن یحی مغیرہ بن حکیم اور جابر بن حبیب نے روایت بھی کی ہے
(نوٹ) یہ وہ نہیں جو حضرت عمر فاروق کے نکاح میں گئی تھیں وہ زوجہ عمرؓ حضرت علی کی صاحبزادی تھیں جو حضرت سیدہ فاطمہ کے بطن سے تھیں حضرت اسماء کے بطن سے نہ تھیں۔

☆..... بیت الایمان اور خوش قسمت خاندان

حاصل یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق کا پورا خاندان بڑا خوش قسمت خاندان تھا آپ کے والدین خود آپ کی ذات بابرکات آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد کو حضور ﷺ کی خدمت میں آنے اور اسلام قبول کرنے کا شرف نصیب ہوا ہے اور یہ پورا خاندان دینی اعتبار سے ایک منفرد خاندان بنا آپ کے اس گھر کو بیت الایمان کہنا بالکل بجا ہے ۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

یہ فضیلت کہ چار پشت نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہو اور سب مسلمان بھی ہوں حضرت ابو بکر کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوئی .....ان کے ماں باپ دونوں اسلام لائے اور صحابہ مہاجرین میں سے کسی کے ماں اور باپ بجز ان کے (اسلام پر) مجتمع نہیں ہوئے اللہ تعالی نے ان دونوں والدین کے ساتھ بہتر سلوک کی ان کو وصیت فرمائی اور ان کے بعد والوں پر بھی ان کو لازم کر دیا موسی بن عقبہ سے روایت ہے کہ ایک نسل کے چار آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں پایا بجز ان لوگوں کے۔
ا۔ابو قحافہ .....ان کے بیٹے ابو بکر صدیق ..... ان کے بیٹے عبدالرحمن بن ابی بکر .....اور (حضرت ابو بکر پوتے) ابو عتیق بن عبدالرحمن ان ابی بکر (ازالۃ ج ۳ ص ۶۱)

حافظ ابو نعیم اصفہانی (۴۳۰ھ) لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

مانعلم اربعة فی الاسلام ادرکوا هم وابناء هم النبی ﷺ الا هولاء الاربعة ابوقحافة وابنه ابوبکر وابن ابنه عبدالرحمن بن ابی بکر وابوعتیق بن عبدالرحمن بن ابی بکر (معرفۃ الصحابہ ج ا ص ۵۱)

پھر اس خاندان کی چار نسل نے حضور ﷺ کی نہ صرف یہ کہ زیارت کا شرف پایا بلکہ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی باتیں اور ارشادات سننے کا شرف بھی حاصل کیا ہے حضرت ابو بکر کے والد حضرت ابو قحافہ۔ پھر ان کے بیٹے حضرت ابو بکر صدیق۔ پھر ان کی بیٹی حضرت اسماء پھر ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر اس شرف سے مشرف ہوئے ہیں امام ابو جعفر احمد لکھتے ہیں

کلهم رأوا النبی ﷺ وآمنوا به وسمعوا کلامه ورووا عنه وهم ابوبکر وابوه ابوقحافة وابنته اسماء وابنها عبدالله بن الزبیر (ریاض ج ا ص ۷۷)

پھر ان میں سے تین حضرات کو تو روایت کی سعادت بھی ملی ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ

از..... شورش کاشمیری مرحوم

ہوں مرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر
عائشہ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر

جس کی عفت کی گواہی دی کلام اللہ نے
جس کی غیرت کے نشان ہیں دامن ایام پر

جس کو بخشا تھا پیمبر نے حمیرا کا لقب
مہر ومہ کی رونقیں قربان اس کے نام پر

جسکے فرزندوں نے سیل بیکراں کے روپ میں
اپنی سطوت کے علم لہرائے روم وشام پر

جس پہ باندھا تھا خدا کے دشمنوں نے اتہام
آج تک انسان شرمندہ ہے اس الزام پر

سید الکونین کی سیرت کا نورانی ورق
جسے صیقل جگمگاتی ہو دل صمصام پر

ہم گنہ گاروں کا شورش کون ہے ان کے سوا
خواجہ کونین کی رحمت ہے خاص وعام پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے
فضائل وخصائل ☆ اورحالات وواقعات

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تذکرہ آسمانوں میں

حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات کو مجھے معراج ہوئی (اور میں آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے گیا تو) میں نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے

لااله الا الله محمد رسول الله ابوبكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذوالنورين (رواہ ابن عساکر۔ ازالہ ج ۲ ص ۱۴۸)

محدث ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں نے حضرت ابو ہریرہ سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ نیز دار قطنی اور خطیب نیز ابن عساکر نے حضرت ابو الدرداء سے بھی یہ روایت نقل کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرش میں ایک سبز رنگ کا جوہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا ہوا تھا

لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبكر الصديق عمر الفاروق

(ازالہ ج ۱ ص ۱۳۴۔ ریاض ج ۱ ص ۱۶۷)

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی (۸۰۷ھ) نے حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

عرج بی الی السماء الدنیا فما مررت بسماء الا وجدت فیھا اسمی محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق من خلفی (المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی ج ۳ ص ۱۶۸)

حضرت امام حسن بصری بھی نقل کرتے ہیں

مکتوب علی ساق العرش او فی ساق العرش لااله الا الله محمد رسول الله وزیراہ ابوبکر الصدیق وعمر الفاروق (مرقات ج ۹ ص ۳۱۷)

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کتب سابقہ میں

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں قبیلہ ازد کے ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ پرانی کتابوں کا عالم تھا اور کتب (سماویہ) پڑھا ہوا تھا اس کی عمر تین سو نوے برس کی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم حرم کے رہنے والے ہو میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم قریشی ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم تیمی ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ تو اب ایک بات تمہاری مجھے معلوم نہیں..... میں نے کہا وہ کون سی بات ہے؟ کہنے لگا تم اپنا پیٹ مجھے دکھلاؤ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا کہ مجھے علم صادق میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام میں ایک جوان اور ایک اڈھیر عمر والا مدد دے گا جوان بڑا جفاکش اور مشکلات حل

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے والا ہو گا اور اڈھیر گورے رنگ کا اور دبلا ہو گا اور اس کے شکم میں ایک تل ہو گا اور اس کی بائیں ران میں ایک علامت ہو گی۔ اگر تم مجھے اپنا شکم دکھلاؤ تو تمہارا کیا نقصان ہے جو بات مجھے معلوم نہیں وہ کم از کم معلوم ہو جائے گی۔ میں نے اپنا شکم اس کے سامنے کھول دیا اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر ہے۔ کہنے لگا قسم رب کعبہ کی وہ (اڈھیر عمر والے) تمہی ہو..... (رواہ ابن عساکر..... ازالۃ ج ۱ ص ۱۲۴)

(نوٹ) یہاں جوان سے مراد حضرت عمر فاروق کی ذات گرامی قدر ہے)

حضرت کعب کہتے ہیں کہ

حضرت ابو بکر ملک شام تجارت کے سلسلے میں گئے تو وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا اس خواب کے بارے بحیرا راہب سے دریافت کیا بحیرا نے سن کر پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو آپ نے کہا کہ مکہ کا۔ اس نے کہا مکہ کے کس خاندان سے ہو؟ آپ نے کہا کہ قریش سے۔ اس نے کہا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا تاجر ہوں بحیرا کہنے لگا کہ اللہ نے تمہیں جو خواب دکھایا ہے وہ سچا ہے ایک نبی تمہاری قوم میں مبعوث ہوں گے ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر رہو گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ بنو گے۔ حضرت ابو بکر نے اس خواب کو خفیہ رکھا یہاں تک کہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے حضرت ابو بکر صدیق نے آپ سے پوچھا کہ آپ جو فرما رہے ہیں اس کی دلیل کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ خواب جو تم نے شام مین دیکھا تھا۔ حضرت ابو بکر نے یہ سنتے ہی آپ سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں مقدس آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اخرجه ابن عساکر۔ ریاض ج ۱ ص ۸۴۔ ازالۃ الخفاء ج ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

ص ۲۲۰)

اس سے پتہ چلا کہ آپ کا حضور ﷺ پر ایمان لانا صرف آپ کے دعوت نبوت پر نہ تھا یہ وہ حقیقت تھی جو اس سے پہلے اللہ تعالی نے آپ کے اندر اتار دی تھی

ابو بکرہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کے یہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں کچھ لوگ کھانا کھا رہے ہیں حضرت عمر فاروق نے ان میں کے سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھا تو اس سے کہا

ماتجد فیما تقرأ قبلك من الکتب قال خلیفة النبی ﷺ صدیقه (ازالۃ ج ا ص ۱۲۴)

کہ تم نے اگلی کتابوں میں کیا پڑھا ہے اس نے کہا کہ میں نے یہ پڑھا ہے کہ حضور ﷺ کا خلیفہ ان کا صدیق ہو گا

ایک مرتبہ بادشاہ روم ہرقل نے ایک نصرانی سے جو کسی کام کے سلسلے میں مدینہ آیا ہوا تھا پوچھا کہ تجھے مدینہ چھوڑے ہوئے کتنا وقت گذرا ہے اس نے کہا کہ پچیس روز ہوئے ہیں ہرقل نے پوچھا کہ بتاؤ مسلمانوں کا سردار اس وقت کون ہے ؟ کہا کہ سردار عرب کا نام ابو بکر ہے انہوں نے ایک لشکر ترتیب دے کر تمہارے ملک کی جانب روانہ کیا ہوا ہے اور میں نے ان لوگوں کو اچھی طرح دیکھا ہے یہ لوگ بڑے چست وچالاک مستعد اور مضبوط ہیں ہرقل نے پوچھا کہ کیا تو نے خود ابو بکر کو دیکھا ہے ؟ اس نے کہا ہاں میں نے خود بھی ان کو دیکھا ہے بلکہ انہوں نے تو خود مجھ سے ایک چادر چار درہم میں خرید کر اپنے شانوں پر ڈالی تھی وہ تو ایک معمولی آدمی کی طرح بلا کسی امتیاز کے صرف دو کپڑوں میں بازار میں آتے ہیں لوگوں کے حقوق کی نگرانی کرتے ہیں کمزور لوگوں کے حقوق قوی لوگوں سے دلاتے ہیں ہر معاملہ میں قوی اور ضعیف ان کی نگاہ میں یکساں ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہرقل نے کہا کہ اچھا ذرا ان کا حلیہ تو بتاؤ وہ کیسے لگتے ہیں ؟ کہا کہ ان کا قد لانبا گندم گوں رنگ رخسارے ہلکے اور پتلے ہیں انگلیوں کے جوڑ کشادہ اور آپ کے اگلے دانت نہایت خوبصورت ہیں ہرقل یہ بات سن کر ہنس پڑا اور کہا کہ یہ تو وہی محمد کے خلیفہ ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ آپ کے بعد امر خلافت ایسے ایسے شخص کے سپرد ہوگا نیز ہماری کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ اس شخص کے بعد جو دوسرا شخص منصب خلافت پر ہوگا وہ سیاہ چشم دراز قد گندمی رنگ شیر بر کے مانند ہوگا اور اس شخص کے ہاتھ میں فتح اور دشمنوں کی جلاوطنی ہوگی۔ اس نے کہا کہ جی ہاں میں نے اس آدمی کو بھی مدینہ میں ابوبکر کے ہمراہ ہی دیکھا ہے اور وہ کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتا ہے (فتوح الشام ص ۳۸ اردو)

☆.....پتّہ پتّہ نام ہمارا جانے ہے

علی بن عبداللہ ہاشمی رتی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا تو میں نے وہاں کی بعض بستیوں میں سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جس کا پھول بہت بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں بہت ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہے اس پر سفید حروف میں لکھا ہوا تھا

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق

مجھے شبہ ہوا اور میں نے سمجھا کہ یہ مصنوعی ہے سو میں نے ایک شگفتہ کلی چیر کر دیکھی تو اس میں بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی پھولوں میں تھی اس بستی میں اس گلاب کے بہت درخت تھے۔

رواہ ابن عساکر .....وابن النجار (ازالۃ الخفا ج ۱ ص ۱۳۵)

عبدالمنعم بن مغلبون مقری سے مروی ہے کہ جب شہر عموریہ فتح ہوا تو لوگوں نے اس کے ایک گرجا پر یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

شر الخلف خلف یشتم السلف واحد من السلف خیر من الف من الخلف صاحب الغار نال کرامة الافتخار اذ اثنی علیك الملك الجبار اذ یقول فی کتابه المنزل علی نبیه المرسل ثانی اثنین اذهما فی الغار یا عمر ماکنت والیا بل کنت والدا یا عثمان قتلوك مقهورا ولم یزوروك مقبورا وانت یا علی امام الابرار والذواب عن وجه رسول الله ﷺ الکفار۔ فهذا صاحب الغار وهذا احدالاخیار وهذا غیاث الامصار وهذا امام الابرار فعلی من ینتقصهم لعنة الجبار

وہ بہت ہی برے خلف ہیں جو سلف کو برا کہیں اور ایک شخص سلف میں سے ہزار خلف سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار تم نے قابل فخر بزرگی پائی ہے تمہاری تعریف ملک جبار نے کی ہے

جیسا کہ وہ اس کتاب میں جو اس نے اپنے نبی مرسل پر اتاری فرماتا ہے ثانی اثنین اذ هما فی الغار اے عمر ..... تم والی نہ تھے بلکہ (اپنی رعیت پر) والد (کی طرح مہربان) تھے۔ اے عثمان ..... تم کو لوگوں نے ظلم کے ساتھ قتل کر دیا اور تم کو مدفون بھی نہ دیکھ سکے اور تم اے علی ابرار کے پیشوا اور حضور ﷺ کے سامنے سے کافروں کو ہٹانے والے ہو۔ پس وہ (یعنی حضرت ابوبکر) صاحب غار ہیں اور (حضرت عمر) نیکوں میں سے ایک ہیں اور (حضرت عثمان) ملکوں کے فریادرس ہیں اور (حضرت علی) ابرار کے پیشوا ہیں اب جو بھی ان کو برا کہے اس پر جبار (اللہ تعالیٰ) کی لعنت۔

مقری کہتے ہیں کہ میں نے اس گرجا کے راہب یا خادم سے جس کے دونوں ابرو بڑھاپے کی وجہ سے لٹک گئے تھے پوچھا کہ یہ تحریر تمہارے گرجا کے دروازہ پر کب سے ہے اس نے کہا

toobaa-elibrary.blogspot.com

من قبل ان یبعث نبیکم بالفی عام (ازالہ ج۱ص ۱۳۳ بحوالہ ابن عساکر)
تمہارے نبی کی بعثت سے دوہزار برس پہلے سے۔

☆.....سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نظر آئینہ رسالت پر

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی نظر سب سے اول اللہ تعالی پر پڑتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ہمیشہ آئینہ رسالت میں دیکھتے تھے یعنی آپ کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ذات نہیں بایں طور ہے کہ آپ اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس کے سب سے مقدس اور محبوب بندے ہیں جو انسانوں کا تعلق خدا تعالی سے قائم کرانے کے لئے تشریف لائے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر سے پوچھا گیا **ھل عرفت ربك بمحمد ام عرفت محمدا بربك** کہ آپ نے حق تعالی کو محمد ﷺ کے واسطے سے پہچانا یا محمد ﷺ کو خدا کے واسطے سے پہچانا تو آپ نے فرمایا **عرفت محمدا بربی** کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کو خدا کے واسطے سے پہچانا.....(وعظ۔ذم النسیان ص ۴۵)

یاد رکھئے اسکا معنی ہرگز یہ نہیں کہ خدانخواستہ آپ کا دل حضور ﷺ کی محبت سے خالی تھا یا آپ کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عقیدت نہ تھی۔ نہیں ہرگز نہیں۔ آپ تو حضور خاتم الانبیاء کے سچے عاشق اور محبّ صادق تھے اور آپ کو جی جان سے چاہتے تھے آپ میں فنافی الرسول اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھی صحابہ کرام تو اس کے گواہ تھے ہی مگر اس کی شہادت غیروں نے بھی دی ہے۔ آپ کس طرح آقائے دوجہاں کے حضور اپنی جان نچھاور کیا کرتے تھے اسکی بھی ایک جھلک دیکھئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ آقائے دو جہاں کے حضور میں

یوں تو تمام صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے اور دل و جان سے آپ کے ساتھ محبت کرتے تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیق کی حضور کے ساتھ محبت صرف قبول اسلام کے ساتھ ہی قائم نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ اس وقت بھی ایک سچے عاشق اور جگری دوست تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اعلان نبوت بھی نہ فرمایا تھا۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں

حضرت صدیق اکبر نے قبل از اسلام رسول اللہ ﷺ کی کچھ خدمت کرنا چاہی جبکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے آپ کا نکاح ٹھہرا تو حضرت خدیجہؓ بڑی امیر تھیں تجارت کے ذریعہ سے مال بڑھاتی تھیں یہاں تک کہ بہت سے غلام اور جانور آپ کے پاس تھے ادھر حضور ﷺ کے یہاں مال زیادہ نہ تھا لیکن حضور ﷺ کا خاندان ہمیشہ سے معظم اور رئیس سمجھا جاتا تھا۔ تو صدیق اکبر نے چاہا کہ اس وقت کچھ آپ کی خدمت میں روپے سے کردوں تاکہ حضرت خدیجہؓ کے سامنے آپ کی بات ہلکی نہ ہو اگر خرچ نہ ہوا تو بات ہلکی ہو جائے گی اس وقت صدیق اکبرؓ بہت مالدار تھے مگر ساتھ ہی یہ خیال کرتے تھے کہ میری اس خدمت کو آپ کیونکر قبول کرنے لگے۔ آپ کو غیرت و حیاء اسکے قبول سے مانع ہوگی کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ آپ قبول فرمائیں وہ تدبیر یہ کی کہ عرض کیا حضور ﷺ..... آپ کے دادا صاحب نے غالبا میرے دادا کے پاس کچھ امانت رکھی تھی وہ لے لیجئے اس طریقہ سے روپیہ دیا اور آپ نے روپیہ قبول فرمالیا تو دیکھئے حضرت صدیق اکبر ابھی اسلام بھی نہیں لائے تھے مگر چونکہ آپ کو حضور ﷺ سے سچی محبت تھی اس نے خدمت کا یہ طریقہ خود بخود ان کو سکھلا دیا (وعظ۔ سنت ابراہیم ص ۴۰)

آپ فرماتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

صدیق اکبرؓ ہر حال میں جانثار تھے جناب رسول اللہ ﷺ پر۔ قبل از اسلام بھی دوستی تھی آپ سے۔ اور بعد از اسلام بھی۔ مگر فرق اتنا تھا کہ قبل اسلام جانثار تھے طبعاً۔ اور بعد اسلام جانثار ہوئے دِیناً۔ (حسن العزیز ج ۳ ص ۵۴۷)

صحابہ کرام بالخصوص حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے آقا کی جس طرح خدمت کی ہے اور اپنے محبوب کی راحت کا جس طرح خیال رکھا ہے اسکی مثال ملنی مشکل ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا حضور ﷺ سے یہ قلبی لگاؤ اور آپ کی راحت کا یہ خیال اعلان نبوت سے بہت پہلے کا ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت کس قدر موجزن تھی۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ ایک اور موقع پر اس واقعہ کو بیان فرما کر کہتے ہیں۔

دیکھئے حضرت صدیق اکبرؓ نے کس تدبیر سے حضور ﷺ کو راحت پہنچائی وہاں تو یہی مقصود تھا کہ حضور ﷺ کو مجھ سے راحت پہنچے حضرت صدیق کو نبوت سے پہلے ہی حضرت ﷺ سے محبت تھی (وعظ۔ اصل العبادہ ص ۹)

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حضور ﷺ سے سچی محبت

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کس طرح کا تعلق تھا اور آپ کے دل میں حضور کی کتنی عظمت اور محبت تھی نیز آپ نبوی ادب و احترام میں کس قدر آگے آگے رہے اس کا تذکرہ پچھلے صفحات میں آپ کے سامنے آچکا ہے۔ آپ کی زندگی جس نے بھی دیکھی اور پڑھی ہے وہ یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عشق اور محبت میں آپ تمام صحابہ سے ہر ادا میں آگے رہے ہیں حضور اکرم ﷺ نے خود ان کے عشق و محبت کے مناظر اور

مظاہر ملاحظہ فرمائے ہیں اور ان کو دعائیں بھی دی ہیں دعوت اسلام کا موضوع ہو یا ہجرت کا موقع یا جہاد کا میدان ہو آپ نے ہمیشہ اپنے محبوب کی فکر کی ہے ان کا خیال کیا ہے ان پر نظر رکھی ہے اور جب تک اس بات کا پوری طرح یقین نہیں ہوا کہ آپ خیریت وعافیت سے ہیں اس وقت تک آپ کو قرار نہیں آتا تھا

حضرت ابوبکر صدیق کو سب سے زیادہ محبت حضور اکرم ﷺ سے ہی تھی آپ کا جینا مرنا سب ذات رسالت مآب کے لئے تھا اب جو حضور ﷺ کا دلدادہ ہوتا آپ اس کے دل دادہ ہو جاتے اور جو حضور ﷺ سے ذرا بھی دور ہوتا آپ بھی اس سے فاصلہ پر ہو جاتے اگر کوئی حضور ﷺ کے بارے میں سخت لب ولہجہ اختیار کرتا تو پھر آپ سے رہا نہیں جاتا اور سخت سے سخت تر قدم اٹھا لیتے چاہے وہ کوئی اپنے گھر کا ہی کیوں نہ ہو

غزوہ بدر میں آپؓ کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن مشرکین کی طرف سے لڑ رہے تھے کہ دفعتہً حضرت ابوبکرؓ ان کی تلوار کی زد میں آگئے لیکن حضرت عبدالرحمٰن نے باپ کا پاس اور ادب رکھتے ہوئے ہاتھ ہٹا لیا تھا۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد جب انہوں نے حضرت ابوبکر سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؓ نے فرمایا:

"خدا کی قسم! اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو دینِ اسلام کی خاطر تم کو قتل کر ڈالتا۔"

آپ ہی بتائیں کیا یہ وہ لوگ نہیں تھے جو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے پر ہر چیز کو ہیچ سمجھتے تھے قرآن کریم نے انہی لوگوں کی تعریف میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔

لاتجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولوكانوا آبائهم او ابنائهم..... هم المفلحون (پ ۲۸ المجادلۃ ۲۲)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ دیکھیں گے کہ ایسے آدمیوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہے گووہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان محبت کر دیا ہے اور ان (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالی ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے حق میں اتری ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر کے والد نے اسلام لانے سے پہلے دور میں حضور ﷺ کے بارے میں سخت باتیں کہیں تو اس پر حضرت ابوبکر صدیق کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے اپنے والد کو اس زور سے مارا کہ وہ نیچے گر گئے جب حضور ﷺ کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعی ایسی بات ہوئی ہے حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ ہاتھ تو کیا ہے اگر اس وقت میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو وہ بھی استعمال کر لیتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول ص ۲۰۸۔ روح المعانی ج ۱۴ ص ۲۳۰۔ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۸۵)

امام سہیلی غزوہ بدر کے تذکرہ میں بیان کرتے ہیں کہ

حضرت ابوبکر بہت رقیق القلب ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ پر جانثاری کی حد تک شفقت فرماتے تھے (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۳۵۲)

جب آپ ہجرت مدینہ کے لئے اپنے محبوب آقا کے ہمراہ جا رہے تھے تو آپ کبھی آگے ہو جاتے اور کبھی پیچھے پیچھے چلتے کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتے حضور ﷺ نے جب یہ بات دیکھی تو ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے پوچھا کہ ابو بکر ایسا کیوں کرتے ہو آپ نے فرمایا کہ حضور..... جب میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی آگے سے نہ آجائے اور آپ کو تکلیف نہ دے اس خیال سے میں آگے آجاتا ہوں اور جب میں آگے آگے چلتا ہوں تو اس اندیشہ سے پھر ڈر جاتا ہوں کہ کوئی آپ کو پیچھے سے تکلیف نہ دے اسلئے پھر میں پیچھے ہو جاتا ہوں..... (البدایہ ج ۳ ص ۱۸۰ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۱۳)

اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ کے دل میں حضور ﷺ کی کتنی محبت تھی اور آپ حضور ﷺ کی تکلیف کے اندیشہ کے پیش نظر کس قدر تڑپ جاتے تھے اور اسی فکر میں کبھی آگے اور کبھی پیچھے ہو کر آپ کے لئے اپنے آپ کو بطور ڈھال بنا لیتے تھے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں

سب سے زیادہ چاہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر ہیں آپ کی یہ حالت تھی کہ (حضورؐ کی) محبت میں کہ جب آپ غار پر پہنچے تو حضرت ابو بکر نے یوں عرض کی کہ پہلے مجھے جانے دیجئے شاید کوئی موذی (ایذا دینے والی چیز) ہو جب غار میں پہونچے تو اس میں بہت سے سوراخ تھے آپ نے کپڑے پھاڑ کر ان کو بند کیا دو سوراخ باقی رہ گئے اور کوئی چیز بند کرنے کو رہی نہیں تو آپ نے دونوں پاؤں اس میں اڑا دئے اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تشریف لے آیئے۔ کیا حد ہے اس عشق و محبت کی۔ (وعظ۔ المربیع فی الربیع ص ۱۳)

حضرت ابو بکر کو اپنے والد حضرت ابو قحافہ کے مسلمان ہو جانے پر کس قدر خوشی ہوئی ہو گی اسے آپ سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے تاہم آپ چونکہ یہ دیکھ آئے تھے کہ حضور ﷺ کو اپنے چچا خواجہ ابو طالب کے اسلام کی بہت تڑپ تھی اور ان کے مسلمان ہو جانے پر حضور ﷺ کو حد درجہ خوشی ہوتی تو آپ نے اپنے والد کے قبول اسلام کے موقع پر قسم کھا کر فرمایا کہ اے میرے

toobaa-elibrary.blogspot.com

آقا..... مجھے اپنے باپ ابو قحافہ کے اسلام لانے کی خوشی کی بہ نسبت خوا□ ابو طالب کے اسلام لانے پر بہت خوشی ہوتی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ان کے اسلام لانے پر آپ کو سب سے زیادہ خوشی حاصل ہوتی اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو بکر (میں جانتا ہوں کہ) تو نے سچ کہا ہے۔

والذی بعثك بالحق لانا كنت اشد فرحا باسلام ابی طالب منی باسلام ابی التمس بذلك قرة عينك قال صدقت (ریاض ج ا ص ۷۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو حضور اکرم کی خوشی اپنی ہر خوشی سے زیادہ پیاری تھی اور آپ کی راحت و خوشی کی خاطر اپنی ہر راحت اور خوشی قربان کر دیا کرتے تھے۔

عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی بات مانی جائے حضرت ابو بکر صدیق نے جس دن سے حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنے کا وعدہ کیا آخر تک آپ اپنے وعدہ پر پوری استقامت کے ساتھ قائم رہے حضور ﷺ کی زندگی میں بھی آپ کے حکم کی تعمیل کو اپنا فریضہ سمجھا اور حضور ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے پر بھی آپ کی ہدایت اور حکم پر ذرہ بھر آنچ نہ آنے دی اور فرمادیا کہ ابو بکر حضور ﷺ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اگرچہ اسے جنگل کے درندے ہی کیوں نہ اچک کر لے جائیں

حضور اکرم بیشک آپ کے دوست بھی تھے تاہم آپ نے ہمیشہ حضور ﷺ کو رسالت کے مقدس آئینہ میں دیکھا اور کبھی کوئی ایسی بات یا کام نہ کیا جس سے کسی طرح بھی ادب نبوی پر حرف آتا ہو۔ آپ حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو آپ کی خدمت کو سعادت جانتے آپ آرام فرماتے تو پاس بیٹھ کر آپ کا خیال فرماتے آپ کو اس وقت تک نہ اٹھاتے جب تک آپ خود نہ اٹھ جائیں

وكان لايوقظ رسول الله ﷺ من منامه حتى يستيقظ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۰۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆.....حضرت ابو بکر صدیقؓ فنافی الرسول تھے۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جس قسم کا تعلق تھا اس پر سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی محبت میں گم کر دیا تھا اور آپ کو حضور ﷺ کے اتنے قرب کی دولت نصیب ہو گئی تھی کہ آپ کے ہوتے ہوئے انہیں اپنے ہونے کا تصور بھی نہیں رہا حکیم الامت حضرت تھانوی کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امر تسریؒ فرماتے ہیں

حضرت عمرؓ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لو کان بعدی نبی لکان عمر** اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ایک شخص نے (حضرت تھانوی سے) عرض کیا کہ اس سے تو ان کی (یعنی حضرت عمرؓ کی) حضرت ابو بکر صدیق پر فضیلت معلوم ہوتی ہے (حضرت تھانوی نے) فرمایا کہ اس کا اصل جواب تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ ان میں صفت نبوت کی استعداد قریب تھی اس سے حضرت ابو بکر پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ جائز ہے کہ ان میں اور کمال اس سے بھی زیادہ ہو اور مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ نے فرمایا کہ یہاں لفظ بعدی فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیق معی تھے بعدی نہ تھے (الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۹۳)

حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں

یہی راز ہے اسکا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے تو اس پر ظاہرا یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا مستحق حضرت عمر کو فرمایا حالانکہ حضرت ابو بکر ان سے افضل تھے اسلئے انکا استحقاق زیادہ معلوم ہوتا ہے تو اشکال راز ہمارے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت

toobaa-elibrary.blogspot.com

ابو بکر تو حضور کے اندر فناء ہو گئے تھے وہ من بعدی میں داخل ہی نہ تھے وہ آپ کے غیر تھوڑا ہی تھے وہ تو عین ہو گئے تھے یہ وہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ان کو مستحق نہیں کہا کیونکہ وہ تو معی تھے ان کو من بعدی کیسے کہا جا سکتا تھا

یہی راز ہے اسکا کہ حضرت صدیق اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اتنے پریشان نہیں ہوئے جتنے حضرت عمر پریشان ہوئے۔ پریشانی تو بُعد سے ہوتی ہے جو فنا ہو چکتا ہے وہ بعید نہیں ہوا کرتا وہ تو ہر وقت مشاہدہ کر رہے تھے پھر کیسی پریشانی۔ حضرت ابو بکر کی تو بڑی شان ہے..... حضرت صدیق اکبر کو اس سے بڑھ کر حضور کا مشاہدہ تھا گو انکو ظاہر ابُعد تھا مگر بُعد باطنی نام کو نہ تھا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزو کے مثل تھے۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر کا سارا مال لے لیا کیونکہ وہ فانی ہو چکے تھے (وعظ۔ احکام المال ص ۲۹)

حضرت ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں

آپ ﷺ نے صدیق اکبر کیلئے یہ نہیں فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابو بکر ہوتے ان میں بعدیت اور غیریت کا مرتبہ ہی نہ تھا اور یہ ایسی بات ہے جس کا محض ان نکات پر مدار نہیں بلکہ نصوص قرآنیہ اور حضور ﷺ کے برتاؤ وغیرہ اسکے لئے کافی دلائل ہیں قرآن میں ہے ان اللہ معنا غار ثور تک جب دشمن تلاش کرتے کرتے پہنچ گئے حضرت صدیق اکبر نے ان کو چلتا پھرتا دیکھا تو وہ گھبرائے اور حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ کافر نگاہ ڈالیں تو ہم کو دیکھ لیں گے اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا غم مت کرو خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے معنا میں حضرت صدیق اکبر بھی داخل تھے جس سے حضور ﷺ کے ساتھ ان کا کامل اتحاد صاف صاف معلوم ہوتا ہے (وعظ۔ تحقیق الشکر ص ۲۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کا ادب رسول ﷺ

سیدنا صدیق اکبر اس معیت تامہ اور فنائیت کاملہ کی دولت رکھنے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حد درجہ ادب واحترام فرماتے تھے۔ حضور کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو ادب سے سر جھکا کر بیٹھتے اور جب کوئی بات حضور ﷺ فرماتے تو آپ کہتے کہ میرے ماں باپ آپ قربان ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ۔ جب آپ دیکھتے کہ آپ کی بیٹی حضور ﷺ کے ساتھ ذرا بھی اونچی آواز میں بات کر رہی ہیں تو آپ انہیں فوراً ٹوکتے حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی صاحبزادی ہیں لیکن وہ چونکہ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ بھی ہیں تو آپ ہمیشہ اس رشتہ کو اہم سمجھتے اور اسی کو اہمیت دیتے اور خود اپنی بیٹی کو ام المؤمنین کہہ کر بلاتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو آپ حضور ﷺ پر کپڑے کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے

یجئی ابابکر حتی اصابت الشمس رسول الله ﷺ فاقبل ابوبکر حتی ظلل علی رسول الله ﷺ بردائه فعرف الناس رسول الله صلی الله علیه وسلم عند ذلك (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۵)

یہ اس لئے تھا کہ آپ سورج کی تیز شعاعوں سے محفوظ رہیں اور آپ کو تکلیف نہ ہو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے آپ کے ادب رسول کو اس طرح بیان فرمایا ہے

حضور ﷺ جب اول اول مدینہ طیبہ تشریف لائے تو قبا میں قیام فرمایا تھا اہل مدینہ آپ کو بہت کم جانتے تھے نادیدہ عاشق تھے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبر آرہی تھیں ہفتے گذر گئے تھے کہ ہمیشہ استقبال کو جاتے تھے لیکن ناکام آتے تھے جس روز تشریف لائے تو ایک یہودی نے جو پہاڑ پر چڑھ رہا تھا دور سے دیکھا اور پکار کر کہا کہ یا اھل

toobaa-elibrary.blogspot.com

المدینہ مزا جدکم ..... اے اہل مدینہ تمہارا نصیبہ آگیا چنانچہ سب آئے اور حضور ﷺ نے قبا میں قیام فرمایا۔ حضرت صدیق اکبرؓ ہمراہ تھے اور حضرت صدیق اکبر کی داڑھی میں سفید بال زیادہ تھے اسلئے جو لوگ آتے تھے وہ صدیق اکبر کو پیغمبر سمجھتے جو آتا ان سے مصافحہ کرتا۔ (امثال عبرت ۸۲) چونکہ صدیق اکبر بوجہ اسکے کہ قوی (طاقت) میں حضور ﷺ کے برابر نہ تھے عمر میں بڑے معلوم ہوتے تھے اسلئے لوگوں نے انہیں کو رسول اللہ ﷺ سمجھ کر مصافحہ کرنا شروع کر دیا (حسن العزیز ج ۱ ص ۱۵) حضرت صدیق اکبر کا ادب دیکھئے کہ انہوں نے کسی سے یہ نہیں کہا کہ حضور ﷺ سے مصافحہ کرو آپ خود سب سے مصافحہ کر لیتے تھے لوگ مصافحہ کرتے رہے جب آفتاب اونچا ہوا اور دھوپ کے اندر تیزی ہوئی اور آپ پر دھوپ آئی اس وقت حضرت صدیق اکبر آپ پر ایک کپڑے کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ آقا ہیں اور یہ خادم ہیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۹) لیکن اس معلوم ہونے پر ان صحابہؓ نے پھر دوبارہ اٹھ کر مصافحہ نہیں کیا۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کا غایت ادب تھا کہ آپ وقایہ ہو گئے حضور ﷺ کے کہ آپ کو تکلیف نہ پہنچے (احکام الجاہ ص ۵۳)

☆.....ایک شبہ اور اسکا ازالہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ عمل ادب کس طرح ہوا؟

﴿ الجواب ﴾ اب میں بتاتا ہوں حضرت صدیق اکبر کا یہ عمل ادب کیوں کر ہے؟ بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھکے ماندے تشریف لائے تھے اگر تمام مجمع سے آپ مصافحہ کرتے اور علیحدہ علیحدہ سب کا حال پوچھتے تو آپ کو ضرور تکلیف ہوتی اور آپ وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ذات مقدس ہیں کہ جن کی راحت کیلئے غار میں حضرت صدیق اکبر نے سانپ سے کٹوالیا لیکن حضور کی راحت رسانی کے واسطے حرکت تک نہیں فرمائی پس ایسے محبوب کی اس قدر تکلیف صدیق اکبر جیسے جانثار محبّ کو کیسے گوارا ہوتی۔ چنانچہ لوگ آتے رہے اور آپ سے مصافحہ کرتے رہے

یہ تو ظاہری حکمت اس مصافحہ کی ہوئی اور ایک باطنی راز ہے وہ یہ ہے کہ محبّ کا خاصہ ہے کہ محبّ میں فناء فی المحبوب کا مضمون پیدا کر دیتی ہے اور فناء کا خاصہ ہے من وجہ اتحاد۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ دکھلا دیا کہ حضرت صدیق اکبر ایسے محبّ ہیں کہ لوگ ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ان سے مصافحہ کرتے ہیں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(ترجمہ) میں آپ کا ہو گیا آپ میرے ہو گئے میں مثل بدن ہو گیا آپ مثل جان ہو گئے تاکہ اسکے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں اور آپ دو ہیں (امثال عبرت ص ۸۲)

اس واقعہ سے حضرت صدیق اکبر کا کمال فہم بھی واضح ہے آپ فرماتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر کا کمال فہم دیکھئے کہ انہوں نے مصافحہ سے انکار نہیں کیا بلکہ برابر مصافحہ کرتے رہے اور چونکہ حضور سفر سے تھکے ہوئے تھے تشریف لائے اس طرح مصافحہ کی زحمت سے حضور ﷺ کو بچایا..... آج کل ظاہری تعظیم و تکریم ہی کو خدمت سمجھا جاتا ہے اصلی خدمت تو راحت پہنچانا ہے خواہ اس میں خود قلب پر کوئی بار ہی کیوں نہ ہو۔ محبت کے تو یہی معنی ہیں خدمت تو صحابہ نے کر کے دکھلا دی ہے (حسن العزیز ج ۱ ص ۱۵)

حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد تو آپ کی گویا دنیا ہی اجڑ گئی تھی حضور ﷺ کی یاد میں اکثر رویا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتے تھے آپ کی بیماری کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ حضور ﷺ کی یاد میں اور آپ کی جدائی کے غم میں اندر ہی اندر گھلے جا رہے تھے آپ کہیں جاتے اور وہاں حضور ﷺ کا مقدس تذکرہ شروع ہوتا تو آپ اپنے محبوب کی یاد میں رو پڑتے تھے حضرت ام ایمن کا گھر ہو یا حضرت علی مرتضیٰ کے ہاں جانا ہو حضور کا ذکر مبارک چھڑنے کی دیر ہوتی کہ آپ کے آنسو نکل پڑتے تھے آپ خلافت کے دوسرے سال ایک مرتبہ خطبہ دینے کے کھڑے ہوئے اور ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ

قام رسول الله ﷺ مقامی هذا عام الاول وبکی ابوبکر (مسند احمد ج ۱ ص ۷)

حضور ﷺ جب پہلے سال خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تھے

کہ حضور کو یاد کر کے رونے لگے ہمت کر کے پھر خطبہ دینا شروع کیا تو اتنا روئے ہوئے کہ ہچکی بندھ گئی تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ منبر نبوی پر تشریف فرما ہوئے اور ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ حضور کو یاد کر کے رو پڑے

فبکی ابوبکر حین ذکر رسول الله ﷺ (ایضا)

شیعہ حضرات کی معروف تفسیر امام حسن عسکری میں سورہ بقرہ کے ایک مقام پر ہجرت نبوی کے سلسلے میں ایک روایت نقل کی گئی ہے اسے دیکھئے اس سے صاف طور پر نظر آئے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کس طرح فدا کر دیا تھا ۔ تفسیر حسن عسکری کا یہ بیان دیکھئے

حضور ﷺ ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوبکر کیا تو راضی ہے کہ اس سفر (ہجرت) میں میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش جس طرح پر مجھے قتل کے لئے تلاش کریں اسی طرح تیرے قتل کے بھی درپے ہوں اور یہ بھی مشہور ہو جائے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہے اور میری رفاقت کے سبب سے تجھ پر طرح طرح کے عذاب اور تکلیفیں پہنچیں ابوبکر نے عرض کی ۔

یارسول اللہ میں تو وہ ہوں کہ اگر آپ کی محبت میں سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور قیامت تک بھی ان میں مبتلا رہوں تو بھی میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کروں۔ میری جان میرا مال میرے اہل وعیال سب آپ پر قربان ہیں آپ کو چھوڑ کر کہاں رہوں گا

﴿ وھل انا ومالی وولدی الا فدائك ﴾ (ماخوذ از آیات بینات ج ا ص ۵۵)

اس سے آپ حضرت ابو بکر کی حضور سے محبت اور اور آپ پر فدائیت کا اندازہ کر لیں۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کا اھل بیت نبوی سے محبت و تعلق

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا حضور اکرم ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ بہت ہی گہرا اور خصوصی تعلق تھا آپ اہل بیت نبوی کا بہت زیادہ احترام فرماتے اور ان کی خبر گیری فرماتے رہتے تھے حضرت علی مرتضٰی کے ساتھ آپ کے خصوصی مراسم تھے اور آپ حضرت ابو بکر کے کابینہ کے ایک رکن اور آپ کے مشیر تھے آپ حضرت فاطمہ الزھراءؓ کا بھی خیال فرماتے تھے اور گھر کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اس کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس کا حضرت فاطمہ سے بہت گہرا تعلق تھا اور یہ تعلق آخر تک قائم رہا یہ آپ کی اہلیہ تھیں جنہوں نے حضرت فاطمہ الزھراء کی تیمار داری کی اور ان کے پاس آتی جاتی رہیں حضرت فاطمہ کو فکر لاحق ہوئی کہ ان کا جنازہ اس طرح نہ اٹھے کہ بے پردگی کہیں سے ظاہر ہو تو حضرت اسماء نے انہیں بتایا کہ فلاں جگہ عورتوں کے لئے اس طرح کھوارے بنائے جاتے ہیں تو آپ بہت خوش ہو گئیں اور اپنا جنازہ اسی طرح بنانے کی تاکید فرمائی

حضرت فاطمہ الزھراء نے وصیت کی تھی حضرت ابو بکر صدیق کی اہلیہ حضرت اسماء ہی انہیں غسل دیں چنانچہ آپ نے ہی ان کو غسل دیا تھا اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابوبکر الصدیق کا اہل بیت نبوی سے گہرا تعلق تھا بلکہ یہ دونوں گھرانے آپس میں ایک دوسرے کے بہت قریب تھے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں ہمیشہ اور برابر کے شریک رہتے تھے۔

یہ بات کس سے پوشیدہ ہوگی کہ حضرت علی مرتضٰی کو حضرت فاطمہ الزھراء سے شادی کے لئے جن بزرگوں نے ترغیب دی تھی آپ ان میں سے ایک تھے آپ کے علاوہ حضرت عمر فاروق اور حضرت سعد بن معاذ تھے یہ حضرت مرتضٰی کے یاروں میں سے تھے شیعہ شاعر مرزا رفیع باذل کہتا ہے

بہ ترغیب یاران علی ولی بروزد گر رفت نزد نبی

حضرت علی مرتضٰی نے اپنی مالی تنگدستی کا عذر پیش فرمایا مگر ان بزرگوں نے ان کو اس پر راضی کر ہی کر لیا اور جب حضرت فاطمہ الزھراء سے ان کا رشتہ طے ہو گیا تو حضرت علی نے کچھ رقم لا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی حضور نے اس رقم کا ایک حصہ حضرت ابوبکر کو دیا کہ وہ بازار جا کر حضرت فاطمہ الزھراء کے لئے سامان خرید لائیں۔ پھر آپ اس نکاح کی مجلس میں موجود رہے اور آپ نے اور آپ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ نے بھی دوسرے ضروری امور میں بھرپور حصہ لیا اور حضور ﷺ کا ہاتھ بٹایا۔

جن دنوں حضرت فاطمہ بیمار تھیں آپ عیادت کے لئے تشریف لاتے ایک مرتبہ آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ

والله ماتركت الدار والمال والاهل والعشيرة الا ابتغاء مرضات الله ورسوله ومرضاتكم اهل البيت ..... رواه البيهقى (موسوعة آثار الصحابہ ج ۱ ص ۹۴)

بخدا میں نے تو گھر بار مال و دولت اور سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کی خوشی اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

اے اہل بیت تمہاری خوشی کے لئے چھوڑا تھا

یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء کے جنازہ کی امامت کا شرف بھی حضرت ابوبکر صدیق کو حاصل ہوا ہے حضرت جعفر اپنے والد محمد سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ الزہراء کا انتقال ہو گیا اور نماز جنازہ کے لئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر نے حضرت علی سے کہا کہ چلئے آگے بڑھ کر نماز پڑھایئے اس پر حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا کہ

نہیں میں آگے نہیں بڑھ سکتا آپ آگے بڑھیے اور نماز جنازہ پڑھایئے چنانچہ آپ نے نماز پڑھائی

ماکنت لاتقدم وانت خلیفة رسول الله ﷺ فتقدم ابوبکر وصلی علیها (کنز العمال ج ۶ ص ۳۶۶)

امام زین العابدین کے بیان میں یہ بھی منقول ہے کہ جب حضرت علی مرتضٰی نے حضرت ابوبکر سے نماز کی امامت کے لئے فرمایا تو آپ نے کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں کیسے نماز پڑھاؤں حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا کہ جی ہاں آپ ہی آگے بڑھیے خدا کی قسم آپ کے علاوہ کوئی بھی حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی نماز جنازہ نہ پڑھائے گا چنانچہ پھر آپ نے امامت فرمائی۔

قال علیؓ تقدم یا ابابکر قال وانت شاهد یا ابا الحسن قال نعم تقدم فوالله لایصلی علیها غیرك فصلی علیها ابوبکر رضی الله عنهم اجمعین ودفنت لیلا (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۷۶)

مؤرخ علامہ محمد ابن سعد معروف تابعی حضرت ابراہیم نخعی (۹۶ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں پڑھیں

صلی ابوبکر الصدیق علی فاطمةؓ بنت رسول الله ﷺ فکبر علیها اربع (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ہی سوچیں کہ اگر خدانخواستہ ان دو گھرانوں کے درمیان کوئی بھی خلش ہوتی اور ایک دوسرے کے دل میں ذرا سا بھی بوجھ ہوتا تو کیا یہ دو گھرانے اس قدر آپس میں قریب ہوتے ان حضرات کا اس قدر قریب کا تعلق بتاتا ہے کہ ان کے درمیان دشمنی کی کہانی کسی ایسے دشمن نے ہی اڑائی ہے جسے سرے سے ہی اسلام پسند نہیں ہے اور اس آڑ میں وہ اسلام کے دور اول کو ہی داغدار بنا دینا چاہتا ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

حضرت ابوبکر کو حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے بچوں اور حضور ﷺ کے جگر گوشوں سے کس قدر پیار تھا اسے بھی دیکھئے آپ ایک مرتبہ نماز عصر کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے کہ آپ کی نظر حضرت امام حسن پر پڑ گئی جو وہاں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ نے حضرت امام حسن کو دیکھا تو ان کے پاس آگئے اور ان کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر سوار کر لیا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰) اس وقت حضرت ابوبکر کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰؓ بھی تھے اور جب حضرت ابوبکر نے حضرت حسن کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تو فرماتے جاتے تھے کہ میرا باپ قربان یہ بیٹا تو علی کا شبیہ نہیں حضور ﷺ کا شبیہ ہے حضرت علی مرتضیٰؓ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

بابی شبیه بالنبی لیس شبیها بعلی وعلی علیه السلام یضحك (مسند احمد ج ۱ ص ۱۵)

شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی نے کشف الغمہ میں عقبہ بن حارث سے یہ روایت نقل کی ہے (دیکھئے کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۵۰)

جب عراق مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا تو وہاں سے غنیمت کا مال مدینہ منورہ آیا حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے ساتھ ایک قیمتی طیلسان حضرت ابوبکر کے لئے بطور تحفہ ارسال کیا حضرت ابوبکر نے وہ تحفہ اپنی طرف سے حضرت امام حسین کو دے دیا تھا (دیکھئے فتوح البلدان ص ۲۵۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

للبلاذری)

آپ کو حضور اکرم کے اقرباء اور عزیز کتنے عزیز تھے اسے دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ آپ اپنے آپ کو حضور ﷺ کے اقرباء کے کتنے قریب رکھے ہوئے تھے آپ نے یہ بات قسم کھا کر فرمائی ہے

والذی نفسی بیده لقرابة رسول الله صلی الله علیه وسلم احب الی ان اصل من قرابتی (صحیح بخاری ج ا ص ۵۲۶ ۔۔ وص ۵۷۶ ۔ مسند احمد ج ا ص ۱۸)

حضور اکرم ﷺ کے اقرباء مجھے اپنے اقرباء سے زیادہ عزیز ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے گھر والوں کا حضور اکرم ﷺ کے گھر والوں سے یہ تعلق حضور اکرم ﷺ سے سچے تعلق اور پر خلوص محبت کی دلیل اور گواہ نہیں تو اور کیا ہے اور یہ صرف آپ یا آپ کے گھر والے ہی نہیں بلکہ آپ عام مسلمانوں کو بھی حضور ﷺ کے مقدس گھر والوں کا ادب واحترام اور توقیر و تعظیم اور ان کا خصوصی خیال رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے آپ فرماتے کہ

ارقبوا محمد اصلی الله علیه وسلم فی اهل بیته (صحیح بخاری ج ا ص ۵۳۰)

اے لوگو..... حضور ﷺ کے گھر والوں کا خاص خیال رکھا کرو

حضرت ابو بکر صدیق کا سر تاج نبوت اور خاندان نبوت کے ساتھ رشتہ داریوں کا تعلق

(۱).....اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت ابو بکر صدیق کی چہیتی صاحبزادی اس کے آخری رسول کی زوجہ مطہرہ بنے اور وہ آپ کے حرم محترم میں آجائیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ حضور ﷺ

کے گھر آپ کی زوجہ مطہرہ بن کر آئیں اور سب مؤمنوں کی ماں بنیں۔ اس رشتہ کی بناء پر حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کے داماد اور حضرت ابوبکر حضور ﷺ کے سسر ہونے کے شرف سے مشرف ہوئے

(۲)..... حضرت ابوبکر صدیق کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس کی پہلی شادی حضرت علی مرتضٰی کے بھائی حضرت جعفر (طیار) بن ابی طالب کے ساتھ ہوئی تھی ۸ ہجری میں غزوہ موتہ پیش آیا تو آپ اس میں شہید ہو گئے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے بعد ازاں ان سے شادی فرمائی آپ کا حضرت فاطمہ الزھراءؓ کے ساتھ بہت محبت کا تعلق تھا اکثر آنا جانا رہتا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق کا انتقال ہو گیا تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت اسماء حضرت علی مرتضٰی کے نکاح میں آگئیں۔

(۳)..... حضرت ابوبکر کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی حضرت ام فروہ کی شادی حضرت امام محمد باقر سے ہوئی تھی حضرت ام فروۃ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ محترمہ ہیں۔ پھر یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ام فروۃ کی والدہ حضرت اسماء حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی ہیں۔ حاصل یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے اور پوتی کے درمیان یہ شادی ہوئی ہے اور ان سے حضرت ام فروہ پیدا ہوئی ہیں جو امام جعفر صادق کی ماں بنیں۔

اس رشتہ کی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق امام جعفر صادق کے نانا ہوئے امام جعفر صادق فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر نے مجھے دوبار جنا ہے ۔ولقد ولدنی مرتین (صواعق ص ۵۳)

اس رشتہ کو شیعہ کے معتبر محدث علامہ کلینی نے اصول کافی میں بیان کر دیا ہے نیز شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اردبیلی نے کشف الغمہ میں بھی اسے ذکر کیا ہے

امه ام فروه واسمها قريبه بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر وامها

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر ولذلك قال جعفر علیه السلام ولقد ولدنی ابوبکر مرتین (کشف الغمہ ج ۲ ص ۳۷۸۔ عمدۃ الطالب ص ۱۹۵۔ تہذیب الاحکام ج ۷۸۶۔ شافی ترجمہ اصول کافی ج ۳ ص ۶۶)

یعنی ابوبکر نے مجھے دوبار جنا ہے (یعنی میں ان کے پوتے اور پوتی کی اولاد ہوں)

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ابوبکر الصدیق جدی هل یسب احد آباء ه لاقدمنی الله ان لا أقدمه (احقاق الحق ج ا ص ۳۰ طبع ایران)

حضرت ابوبکر صدیق میرے نانا ہیں کیا کوئی اپنے آباء واجداد کو برا کہنا پسند کرے گا اللہ مجھے کوئی عزت نہ دے اگر میں حضرت ابوبکر کو مقدم نہ جانوں

(۴)..... حضرت امام حسن بن علی کی شادی حضرت ابوبکر صدیق کی پوتی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ ہوئی ہے

وتزوجت حفصة بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق الحسین بن علی بن ابی طالب (کتاب المحبر ص ۴۴۸ لابی جعفر بغدادی۔ تاریخ التواریخ ج ۲۶۸۲)

(۵)..... حضرت امام حسن کی بیٹی ام الحسن کی شادی حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہوئی تھی آپ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے تھے اس شادی کا ذکر شیعہ حضرات کی کتابوں میں موجود ہے (دیکھئے منتہی الامال ج ا ص ۲۴۳۔ عمدۃ الطالب ص ۶۸ ۔تاریخ التواریخ ج ۲ ص ۲۷۱)

(۶)..... حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور حضرت علی مرتضیٰ کے پوتے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) آپس میں خالہ زاد بھائی تھے ان دونوں کی والدہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپس میں بہنیں تھیں اور یہ شاہ فارس یزدجرد کی بیٹیاں تھیں۔ شیعہ حضرات کے معتبر علماء شیخ مفید نے اپنی کتاب الارشاد میں (دیکھئے ص ۲۳۷) اور قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں.....اور ملاباقر مجلسی نے جلاء العیون میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اہل بیت نبوی میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کا بڑا مقام و مرتبہ تھا ان میں سے کئی بزرگوں نے اپنے بچوں کے نام ان دونوں بزرگوں اور حضرت عثمان غنی کے نام پر رکھے ہیں یہ ان حضرات کے ساتھ قلبی تعلق اور محبت و عقیدت اور ان کی عزت و عظمت کا اقرار نہیں تو اور کیا ہے

دیکھئے خود حضرت علی مرتضٰی نے اپنے بچوں میں ابوبکر اور عمر اور عثمان نام رکھے ہیں (کتاب المعارف لابن قتیبہ۔ کشف الغمہ وغیرہ) حضرت امام حسن بن علی نے اپنے بچوں کے نام ابوبکر اور عمر رکھے تھے (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۲۸۔ نسب قریش ص ۵۰)

حضرت امام حسین بن علی کے بچوں میں ایک کا نام ابوبکر تھا (التنبیہ والاشراف ص ۲۶۳ از مسعودی)

حضرت امام موسی کاظم کی بچوں میں سے ایک کا نام ابوبکر تھا (دیکھئے کشف الغمہ ج ۳ ص ۱۰)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ اہل بیت کے ہاں حضرت ابوبکر صدیق کس قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے ہیں اور ہر زمانہ کے بزرگان اہل بیت نے حضرت ابوبکر صدیق کو مختلف عنوان سے خراج عقیدت ضرور پیش فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

☆..... حضرت ابوبکر کا معاملات میں فیصلہ کا طریقہ :۔

حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کوئی معاملہ آتا تو اس کے فیصلہ کے لئے سب سے پہلے آپؓ قرآن شریف

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو دیکھتے، اگر قرآن میں اس سے متعلق کوئی بات نہ ملتی تو آپ حضور اکرم ﷺ کی سنت پر نظر فرماتے اگر ان دونوں میں سے بھی کوئی بات نہ ملتی تو آپ پہلے اجلہ صحابہ کو جمع فرما کر ان سے معلوم کرتے کہ اگر انہیں اس مسئلہ میں حضور ﷺ کا کوئی فیصلہ معلوم ہو تو بتائیں اگر کوئی بتا دیتا تو آپ اس پر خدا کا شکر ادا فرماتے اور کہتے

الحمد لله الذی جعل فینا من یحفظ علی نبیینا (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۱۴)

اللہ کا شکر ہے کہ اس میں ہمارے درمیان ایسے حضرات رکھے ہیں جو ہمارے نبی اکرم کی باتوں اور فیصلوں کو جاننے اور یاد رکھنے والے ہیں

اور اگر آپ کو کہیں سے کوئی بات نہ ملتی تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد فرماتے تھے اور ساتھ ہی فرماتے کہ اگر یہ بات درست نکلی تو سمجھنا اللہ کی جانب سے ہے اور اگر اس میں کوئی خطا ہو گئی ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور میں اس پر اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ امام محمد بن سیرین نے آپ کے طرز عمل کو اس طرح بیان کیا ہے

وان ابابکر نزلت به قضیة لم نجد لها فی کتاب الله اصلا ولا فی السنة اثرا فقال اجتهد رایی فان یکن صوابا فمن الله وان یکن خطاء فمنی واستغفر الله (طبقات کبری ج ۳ ص ۱۳۲)

علامہ ابن سعد نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے قریبی ساتھیوں میں اهل الرای واهل الفقه بھی تھے اور آپ ان سے مشورہ کرتے تھے ﴿ ان ابابکر الصدیق کان اذا نزل به امر یرید فیه مشاورة اهل الرای واهل الفقه ﴾ (ایضا)

یہاں اہل الرای سے مراد فقہاء صحابہ کا وہ طبقہ ہے جن کی نظر دینی مسائل میں بڑی گہری رہی اور یہ حضرات علم و فہم میں دوسروں سے بہت آگے تھے صحابہ کرام میں خلفائے راشدین کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتھ ساتھ حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعود کو اس باب میں بہت اونچا مقام نصیب ہوا تھا شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) حضرت عمر فاروق سے متعلق ایک بحث میں سب خلفائے راشدین کو اہل الرای بتاتے ہیں آپ لکھتے ہیں

ان القول بالرای لم یختص به عمر رضی الله عنه بل علی کان من اقوالهم بالرای وکذلك ابوبکر وعثمان وزید وابن مسعود وغیرهم من الصحابة رضی الله عنهم کانوا یقولون بالرای وکان رای علی فی دماء اهل القبلة ونحوه من الامور العظائم (منہاج ج ۶ ص ۱۱۱)

ظاہر ہے کہ یہ رائے مذموم نہیں محمود ہے اگر مطلق رائے سے کام لینا جرم ہو تو خلفائے راشدین کبھی بھی اسے استعمال میں نہ لاتے شیخ الاسلام لکھتے ہیں

ومعلوم ان الرای ان لم یکن مذموما فلا لوم علی من قال به (ایضاص ۱۱۲)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے دین کے اہم معاملات میں یہ جو قاعدہ تیار فرمایا ہے بعد میں آنے والے سب مجتہدین نے اس کو اپنایا اس طرح آپ تمام مجتہدین کے امام شیخ اور استاذ ہوئے ہیں

بعد از اہم مہمات نزدیک حضرت صدیق آن بود کہ برائے امت آنحضرت ﷺ قاعدہ مرتب فرماید تادر مسائل اجتہادیہ بکدام راہ سلوک نمایند وترتیب ادلہ شرعیہ بچہ اسلوب بعمل آرند الی یومنا ھذا ہمہ مجتہدین بر ہمیں قاعدہ عمل می کنند ودے رضی اللہ عنہ شیخ واستاذ جمیع مجتہدین شد بوضع ایں قاعدہ (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۱۴)

حضرت ابوبکر صدیق کے نزدیک یہ ایک بڑا کام تھا کہ حضور ﷺ کی امت کے لئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک قاعدہ مرتب فرمادیں کہ مسائل اجتہادیہ میں لوگ کس راہ پر چلیں اور دلائل شرعیہ کی ترتیب کس اسلوب کے ساتھ عمل میں لائیں ہمارے آج کے دن تک تمام مجتہدین اسی قاعدہ پر عمل کررہے ہیں اور اس قاعدہ کو وضع فرمانے کی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شیخ اور استاذ تمام مجتہدین کے ہوئے

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کے دور میں بھی مسئلہ مسائل کے حل کے سلسلہ میں ایک اہم حیثیت حاصل تھی اور آپ ان دنوں بھی صاحب افتاء میں سے تھے اور علمی دنیا میں بلند مقام پر فائز تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں کون فتوی دیا کرتے تھے آپ نے فرمایا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر۔

من كان يفتى الناس فى زمان رسول الله ﷺ فقال ابوبكر وعمر ماعلم غيرهما (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۲۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۱)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

كان ابوبكر بحضرة النبى ﷺ يفتى ويامر وينهى ويخطب كما كان يفعل ذلك اذا خرج النبى ﷺ (منہاج ج ۷ ص ۵۰۲)

آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں

كان يفتى بحضرته وهو يقره على ذلك (ایضاج ۸ ص ۴۰۷)

آپ یہ بھی لکھتے ہیں

وقد ذكر غير واحد الاجماع على ان ابابكر اعلم الصحابة كلهم ودلائل ذلك مبسوطة فى موضعها فانه لم يكن احد يقضى ويخطب ويفتى بحضرة النبى ﷺ الا ابوبكر رضى الله عنه ولم يشتبه على الناس شئى من امر دينهم الا فصله ابوبكر (ایضا ص ۵۰۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس کا دینی علم و فہم محتاج بیان نہیں تاہم آپ کے پاس جب کوئی سوال آتا تو آپ سب سے پہلے قرآن و سنت پر نظر کرتے اگر وہاں سے کوئی بات نہ ملتی تو آپ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے ہاں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے قول دینی معاملات میں کس قدر اہمیت کے حامل تھے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) ایک بحث میں لکھتے ہیں

وثبت عن ابن عباس انه كان يفتى بكتاب الله فان لم يجد فبما سنة رسول الله فان لم يجد افتى بقول ابى بكر وعمر ولم يكن يفعل ذلك بعثمان وعلى وابن عباس هو حبر الامة واعلم الصحابة فى زمانه وهو يفتى بقول ابى بكر وعمر مقدما لهما على قول غيرهما (منهاج ج ۷ ص ۵۰۳)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

وابن عباس كان مجتهدا مستقلا وكان اذا افتى بقول الصحابة افتى بقول ابى بكر وعمر لابقول على وكان ينكر على على اشياء (ايضا ص ۵۳۰)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی علم تعبیر میں مہارت

خواب اور اس کی باریکیوں کو سمجھنا اور پھر اس کی تاویل و تعبیر میں اترنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ ایسا علم ہے جسے اللہ تعالی بعض مقربین کو عطا فرماتا ہے انبیاء کرام اس دولت سے بھرپور مالا مال ہوتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے اس کمال کا ذکر قرآن کریم میں موجود

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے اور خود حضور اکرم ﷺ نماز صبح کے بعد عموماً صحابہ کرام سے دریافت کرتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بتاؤ؟ اگر کوئی اپنا خواب بتاتا تو آپ ﷺ اس کی تعبیر بیان فرماتے تھے (دیکھئے صحیح بخاری)

آنحضرت ﷺ کی امت میں یہ دولت سب سے زیادہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کو عطا فرمائی گئی خواب دیکھنے والے آپ کے پاس آتے اور اپنے خواب کی تاویل و تعبیر معلوم کرتے تھے خود آنحضرت ﷺ نے اپنے بعض خواب حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے بیان فرمائے اور آپ اس پر اپنی گذارش بھی پیش فرماتے تو آپ ﷺ ان کی بتائی تعبیر کی تائید فرماتے تھے اسی طرح آپ حضور ﷺ کی موجودگی میں بھی لوگوں کے خوابوں کی تاویل و تعبیر بتایا کرتے تھے حضرت امام سیوطی لکھتے ہیں

وکان الصدیق مع ذلك غاية فی علم التعبير وقد كان يعبر الرؤيا فی زمن النبی ﷺ (تاریخ الخلفاء ص ۴۳)

بلکہ آپ ﷺ نے حضرت سمرہ بن جندب کو حکم دیا تھا کہ وہ جب بھی خواب دیکھیں تو اس کی تعبیر حضرت ابوبکر سے پوچھ لیا کریں أمرت أن أؤول الرؤيا أبابكر (ایضا)

یہ بات کس سے مخفی ہوگی کہ حضرت امام محمد بن سیرین (۱۱۰ھ) علم تعبیر و تاویل میں بہت اونچے مقام پر کھڑے ہیں اللہ تعالی نے آپ کو اس علم میں کمال عطا فرمایا تھا آپ حضرت ابوبکر صدیق کے علم تعبیر کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

كان اعبر هذه الامة بعد نبيها ابوبكر (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۴۳)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) بھی لکھتے ہیں۔

كان من أعبر الناس (تاریخ الخلفاء ۱۰۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابوبکر صدیق کی تعبیر رؤیا کے بہت سے واقعات منقول ہیں ہم ان میں سے کچھ یہاں نقل کرتے ہیں انہیں دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس باب میں بھی کس کمال کا علم فرمایا تھا۔

☆..... محاصرہ طائف کے دوران حضور اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ کے سامنے رکھا گیا آپ نے یہ خواب حضرت ابوبکر صدیق سے بیان فرمایا حضرت ابوبکر صدیق نے یہ خواب سن کر فرمایا کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قلعہ ابھی فتح نہ ہوگا۔ پھر آپ نے دوسرے حضرات سے بھی اس معاملہ میں رائے طلب کی۔ تاہم آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی تعبیر کی رو سے محاصرہ ختم فرمادیا اور مسلمانوں کی جماعت کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا آپ نے جاتے جاتے دعا فرمائی اور بعد میں یہ قلعہ خود بخود فتح ہو گیا اور یہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۶۳)

☆.....ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق سے اپنا ایک خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ کالی بکریاں میرے پیچھے پیچھے آرہی ہیں اور ان کے پیچھے سفید چلی آرہی ہیں حضرت ابوبکر صدیق نے اس کی تعبیر میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اہل عرب آپ کا اتباع کریں گے اور اہل عجم اہل عرب کا اتباع کریں گے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہی تعبیر صبح ایک فرشتہ نے بھی دی تھی (رایت کانما تبعنی غنم سود وتبعتها غنم ابیض فقال ابوبکر رضی الله عنه تتبعك العرب وتتبع العرب العجم (تعطیر الانام ص ۷)

فقال نبی ﷺ هکذا عبرها الملك بسحر (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۷ ۴۳)

☆..... ایک مرتبہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ حضور میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک سائبان سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور لوگ اسے کھا رہے ہیں کوئی کم اور کوئی زیادہ۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس پر عرض کی کہ یارسول اللہ اگر اجازت ہو تو میں اس کی تعبیر بتاؤں

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ تم ہی اس کے اہل ہو حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ یہ سائبان تو قرآن کریم ہے اور گھی اس کی تلاوت ہے اور شہد اس کا مٹھاس ہے اس سے کوئی زیادہ نفع پا رہا ہے اور کوئی کم۔۔ (الاشارات فی علم العبارات ج ۲ ص ۴)

☆.....ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق سے فرمایا

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم دونوں ایک بلندی کی جانب جا رہے ہیں تو میں تم سے دو زینے آگے بڑھ گیا ہوں یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے اپنے پاس بلا لیں گے اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا

یقبضك الله تعالى الى رحمته وأعيش بعدك سنتين ونصفا (تعطیر الانام فی تعبیر المنام ص ۷)

☆..... صحابی رسول حضرت خالد بن سعید اموی کہتے ہیں کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک خوفناک خواب دیکھا کہ میں آگ کے گڑھے کے دہانے کھڑا ہوں اور میرا باپ مجھے اس میں دھکیل رہا ہے اتنے میں حضور ﷺ آئے اور انہوں نے مجھے پکڑ کر اس میں گرنے سے بچا لیا۔ میں اس خواب سے بہت ڈر گیا اور میں نے کہا کہ بخدا یہ خواب سچا معلوم ہوتا ہے صبح صبح حضرت ابو بکر صدیق سے ملاقات کی اور ان سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ اے خالد میں تمہارا خیر خواہ ہوں حضور ﷺ جو دعوت دے رہے ہیں تم اسے قبول کر لو اور میں سمجھتا ہوں کہ تم اس دین کو قبول کر لو گے اور اس آگ میں گرنے سے بچ جاؤ گے البتہ تمہارے باپ کی قسمت میں قبول اسلام نہیں معلوم ہوتا۔ أريد بك خيرا هذا رسول الله ﷺ فاتبعه فانك ستتبعه وتدخل معه فى الاسلام والاسلام يحجزك ان تدخل فيها وأبوك واقع فيها (مستدرک حاکم ج ۳ ۲۷۷) چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت خالد نے قبول اسلام کی دولت پائی اور ان کا باپ اس دولت سے محروم رہا۔ انہوں نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور ﷺ کی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ تین چاند ان کے حجرہ میں گرے ہیں آپ نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق سے اس کا تذکرہ کیا حضرت ابو بکر نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہے جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ آپ کا مدفن اور روضہ بنا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ

هذا احد اقمارك وهو خيرها (مؤطا امام مالک ص ۱۵۴ مستدرک ج ۴ ص ۴۳۷)

اے عائشہ یہ تمہارے حجرہ کا پہلا اور سب سے بہتر چاند ہے

☆..... ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک چھوٹے سے سوراخ سے بڑا بیل نکلا ہے اور اس نے چاہا ہے کہ پھر سے اس سوراخ میں چلا جائے لیکن وہ جا نہ سکا آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ وہ بیل بات ہے جو اپنی جگہ سے نکلتی ہے تو پھر وہ اپنی جگہ پر واپس نہیں جا سکتی (تعبیر الرؤیا کلاں ص ۳۰۷)

☆.....ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ مجھے خواب میں ایک درخت کے ستر پتے شمار کر کے دئے گئے ہیں آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ تجھ پر ستر لکڑیاں پڑیں گی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اسے اسی ہفتے میں ستر چھڑیاں ماری گئیں

پھر اسی شخص نے دوسرے سال میں وہی ستر پتوں والا خواب دیکھا اور پھر سے حضرت ابو بکر سے اس کی تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ تجھے ستر ہزار درہم ملیں گے۔ اس شخص نے کہا کہ جناب والا گزشتہ سال میں نے یہی خواب دیکھا تھا اس کی تاویل ستر لکڑی تھی اور اس سال دیکھے گئے اسی خواب کی تعبیر ستر ہزار درہم ہے اس کی تعبیر میں فرق بتایئے آپ نے فرمایا کہ گزشتہ سال تو نے خواب فصل خزاں میں دیکھا تھا اس وقت سب درخت خشک تھے اور پتے گراتے تھے اس کی تاویل وہی تھی اور اس سال موسم بہار ہے اور درختوں کا رخ ترقی کی طرف ہے اس کی تاویل یہی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس خواب دیکھنے والے نے ستر ہزار درہم پائے (تعبیر الرؤیا کلاں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ص ۶۳)

☆.....ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں حضرت ابوبکر صدیق نے اس پر فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے پاس زمانہ ایام میں جانے سے توبہ کرو اور آئندہ اس طرح کی حرکت نہ کرنا (تاریخ الخلفاء ۱۰۶)

☆.....سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی روحانی بلندی

اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر صدیق کو روحانیت کے جس مقام بلند پر فائز فرمایا وہ اپنی مثال آپ تھا آپ کی روحانیت عجیب شان کی تھی اللہ تعالی اور اسکے رسول خاتم ﷺ کی محبت و عقیدت اور انکے ادب و عظمت سے آپ کا قلب ہر وقت معمور رہتا تھا آپ ایک عجیب قلبی شان کے حامل تھے اور اسی امتیازی شان کی وجہ سے آپ دوسرے سب صحابہ سے افضل مانے گئے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) امام ابوبکر بن عیاش (۱۹۳ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں

وهذا مما يعرف به ان ابابكر رضى الله عنه لن يكون احد مثله فان اليقين والايمان الذى كان فى قلبه لايساويه فيه احد قال ابوبكر بن عياش ماسبقهم ابوبكر بصلاة ولا صيام ولكن بشئى وقر فى قلبه (منهاج السنۃ ج ۸ ص ۴۹۳ ج ۶ ص ۲۲۳)

علامہ ابن عماد حنبلی (۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں

ونص ﷺ ان سبقه لغيره بواقر وقر فى صدره (شذرات الذهب ج ۱ ص ۲۴)

شیخ ابو نصر سراج طوسیؒ (۳۷۸ھ) نے اپنی مایہ ناز تالیف کتاب اللمع فی التصوف میں حضرت بکر بن عبداللہ المزنیؒ سے اسے نقل کیا ہے اور اسکے آگے ایک بزرگ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ چیز جو

ان کے دل کے اندر تھی وہ محبت الٰہی اور خلوص تھا (کتاب اللمع ص ۱۹۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ

چند بار کتاب میں دیکھا ہے ﴿ ان ابابکر لم یفضلکم بکثرۃ الصیام والصلوۃ ولکن بما وقر فی قلبہ او کماقال ﴾ یعنی حضرت ابوبکرؓ کی بزرگی صحابہ پر اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ وہ اوروں سے زیادہ نماز روزہ کرتے تھے لیکن اس چیز کی وجہ سے (وہ سب سے افضل ہوئے) جو ان کے قلب میں القاء کی گئی تھی بزرگی زیادہ نفلوں کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ ایک خاص مناسبت ہے جس کو حقیقت شناس اور اہل نظر پہچانتے ہیں (وعظ۔ شعبان ص ۱۷)

حضرت حکیم الامت ایک اور وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں

حضرت صدیق اکبر کی نسبت فرمایا گیا کہ ابوبکر کثرت صوم وصلوۃ سے نہیں بڑھے بلکہ انکے قلب میں ایک شئے ہے جس کی وجہ سے انکو فضیلت ہے۔ ایک عالم تاریخ سے نقل کرتے تھے کہ ان کی اہلیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت ابوبکر گھر میں کیا کرتے تھے؟ کہا کچھ نہیں اتنی بات تھی کہ شب کو مراقب ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور تھوڑی دیر میں ایک آہ کرتے تھے جس سے جلے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی غرض حضرت ابوبکر صدیق کی کوئی ظاہری وضع یا حالت ممتاز نہ تھی (وعظ۔ الصبر ص ۳۸)

یہ صرف حضرت تھانوی کا بیان نہیں ہے اس سے پہلے علامہ ابن عماد حنبلی (۱۰۸۹ھ) بھی اسے نقل کر آئے ہیں آپ لکھتے ہیں

وجاء انہ کان اذا تنفس یشم منہ رائحۃ کبد مشویۃ

(شذرات الذھب ج ۱ ص ۲۴)

اس سے آپ حضرت ابوبکر صدیق کی قلبی حالت اور ان کے روحانی مقام کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیق امت کے پہلے ملہم

اللہ تعالی کے مقبولین میں انبیاء کرام کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جس سے اللہ بات کرتا ہے اور اپنی بات ان کے دل میں اتارتا ہے پھر اللہ کے یہ بندے وہی بات کہتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں جو ان کے دل پر اتاری جاتی ہے وقتی طور پر اچھے اچھے لوگ بھی اس بات کی تہہ تک نہیں پہنچ پاتے مگر جب بات کھلتی ہے تو وہ بھی پھر پکار اٹھتے ہیں کہ یہ اللہ کی بات ہے اور یہی حق تھا اور اسی کی ضرورت تھی

حضور اکرم ﷺ کے صحابہ عظام میں جن بزرگوں کو سب سے زیادہ اس عنوان سے اللہ کی بات دل پر لینے کی سعادت نصیب ہوئی وہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے آپ کو خود لسان نبوت نے اس شان کا حامل قرار دیا ہے اور آپ کے حالات وواقعات اس حقیقت کے شاہد ہیں تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کو بھی اس دولت عظیمہ سے وافر حصہ ملا تھا اور بعد کے حالات وواقعات نے اس کی تصدیق بھی کر دی تھی اور خود اس امت کے محدث حضرت عمر فاروق اعظم نے اس کا برملا اظہار فرمایا ہے آیئے اسے بھی ملاحظہ کرتے جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت کے بعد حضرت ابو بکر کو جن مختلف گروہوں کا مقابلہ کرنا پڑا ان میں سے ایک مانعین زکوۃ کا گروہ بھی تھا حضرت ابو بکر صدیق نے ان کے ساتھ قتال کی ٹھان لی جبکہ حضرت عمر اور دیگر صحابہ حضرت ابو بکر صدیق کے موقف سے شروع میں متفق نہ تھے تاہم حضرت ابو بکر صدیق اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور جب حضرت عمر پر حقیقت کھلی تو پھر آپ نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فو الله ما هو الا ان رايت ان الله شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انه الحق (صحیح بخاری ج ا ص ۱۹۶)

(ترجمہ) قسم خدا کی بات صرف یہ تھی کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر کو قتال کے باب میں شرح صدر ہو گیا ہے سو مجھ کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہی حق ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اس پر لکھتے ہیں

اکثر اولیاء اللہ کی حکایات الہام کی منقول ہے اس حدیث میں اس کا اثبات ہے اسی کو شرح صدر سے تعبیر کیا گیا ہے حقیقت اس کی یہ ہوتی ہے کہ بلاواسطہ نظر واکتساب کے کسی حقیقت کا قلب میں القاء ہو جاوے سو قصہ مذکورہ میں دونوں حضرات کو یہی پیش آیا کیونکہ اس مناظرہ میں جس قدر کلام منقول ہے وہ انتاج معتاد کے لئے کافی نہیں اولا حضرت ابوبکر کو الہام ہوا اور ان کے کلام فیض سے حضرت عمر کو الہام ہو گیا اور چونکہ نصوص شرعیہ اس الہام کے موافق تھیں اس لئے اس پر عمل بھی جائز ہوا (التکشف فی مهمات التصوف ص ۳۱۶)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی حضرت ابوبکر صدیق سے بھی باتیں کرتا تھا اور آپ کے دل پر بھی اپنی باتیں اتارتا تھا۔

(۲)..... جب حضرت ابوبکر صدیق کا سفر آخرت قریب آیا تو آپ نے سب کے سامنے کہا کہ میں عمر بن الخطاب کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں تم میرا کہا سنو اور مانو اس وقت کسی نے بھی آپ کے اس اعلان سے اختلاف نہیں کیا سب نے حضرت عمر کو آپ کا جانشین تسلیم کر لیا حضرت عمر فاروق جب اس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا الہام تھا جو حضرت ابوبکر صدیق کے دل پر اتارا گیا۔ حضرت عمر نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا

انا عمر ولم احرص علی امرکم ولکن المتوفی او صی الی بذلك والله

toobaa-elibrary.blogspot.com

الهمه ذلك (اخرجه مالك ـ التكشف ص ۳۰۸)

(ترجمہ) میں عمر ہوں مجھے تم پر حاکم بننے کی کوئی خواہش نہ تھی لیکن متوفی (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) نے مجھے اس کی وصیت فرمائی تھی اور اللہ تعالی نے ان کے قلب میں اس کا القاء (الہام) فرمایا تھا

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق صاحب الہام والقاء تھے اور اس کی شہادت امت کے محدث سیدنا حضرت عمر فاروق دے رہے ہیں۔

(۳).....جب حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت حبیبہ بنت خارجہ حمل سے تھیں اس وقت آپ نے وراثت کی تقسیم کے متعلق حضرت عائشہ کو بلا کر کہا اپنے بھائیوں اور بہنوں پر شریعت کے مطابق وراثت تقسیم کر دینا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا حضرت عائشہ نے کہا اے ابا جان یہ میری بہن اسماء ہے یہ دوسری کا ذکر کہاں سے آگیا ؟اس وقت آپ نے کہا

ذو بطن ابنته خارجه أراها جارية (موطا امام مالک ص ۳۱۴)

(ترجمہ) حضرت حبیبہ کا جو حمل ہے میرا گمان غالب یہ ہے کہ وہ لڑکی ہو گی

حضرت ابوبکر صدیق کے الفاظ ﴿أراها جارية﴾ یہ بطور الہام کے تھے اللہ تعالی نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی اور آپ نے اپنی بیٹی کو قبل از وقت اس کی نصیحت فرمادی چنانچہ آپ کے ہاں پھر بیٹی کی پیدائش ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا

جو لوگ اس روایت سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کو علم غیب تھا وہ غلط کہتے ہیں بیٹی کی پیدائش ہو گی یہ آپ کا علم غیب تھا یا آپ نے بطور الہام یہ بات کہی تھی ؟اس کی وضاحت خود حضرت ابوبکر نے فرمادی ہے تا کہ آپ کے بارے میں آئندہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے آپ نے خود فرمایا کہ یہ بات میرے دل میں ڈالی گئی ہے کہ اس حمل سے لڑکی کی پیدائش ہو گی

toobaa-elibrary.blogspot.com

وذو بطن ابنته خارجة قد ألقی فی نفسی انها جارية فاحسنوا اليها (المصنف لعبدالرزاق ج۹ ص ۱۰۱)

حضرت ہشام بن عروہ کی روایت میں ﴿قد ألقی فی روعی﴾ (میرے جی میں یہ بات ڈالی گئی) کے الفاظ مروی ہیں (ایضا حاشیہ) محدثین نے اسے اونچے درجے کی فراست اور ظن بھی کہا ہے حافظ ابن حجر نے ظن کے الفاظ نقل کئے ہیں ما اظنها الا أنثی (الاصابہ ج ۴ ص ۲۶۹)

ان واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق حضور ﷺ کی امت میں ولایت کے سب سے اعلیٰ ترین مقام پر کھڑے تھے اور روحانیت میں بہت اعلیٰ مقام پائے ہوئے تھے اور آپ اونچے درجہ کے صاحب الہام بزرگ تھے اور خدا تعالیٰ ان کے دل پر بلا کسی نظر و فکر کے اپنی باتیں اتار دیتا تھا اور وہ واقع کے مطابق نکلتی تھیں

☆..... حضرت ابوبکر کا حلم و تواضع

حضرت ابوبکر صدیق روحانیت میں اس قدر اونچا مقام رکھنے کے باوجود بہت متواضع اور حلیم تھے، آپ عامتہ المسلمین میں اس طرح مل کر بیٹھتے تھے کہ کوئی شخص تمیز نہ کر سکتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے آپؓ پر کسی بات کی تہمت لگائی تو آپ نے فرمایا

"تم نے میرے بے شمار عیبوں میں سے صرف ایک ہی عیب بتایا ہے۔"

امام اصمعی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف کرتا تو آپ فرماتے

اللهم أنت أعلم منی بنفسی وأنا اعلم بنفسی منهم اللهم اجعلنی خيرا مما يظنون واغفرلی مالا يعلمون ولاتواخذنی بما يقولون (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اے اللہ آپ مجھ سے زیادہ مجھے جانتے ہیں اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں وہ بھی جانتا ہوں اے اللہ یہ لوگ میرے بارے میں جو گمان رکھتے ہیں اس سے اچھا مجھے بنادے اور میرے گناہوں کو معاف کردے اور ان کی بے جا تعریف پر میری پکڑ نہ فرما۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کبر اور غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکا کر چلے گا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی طرف نہ دیکھے گا حضرت ابو بکر نے سنا تو آپ گھبرا گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے کپڑے کا ایک کنارہ لٹکتا رہتا ہے اور مجھے اس کا خیال نہیں رہتا تاہم اب میں اس کا خیال رکھوں گا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ

انك لست تصنع ذلك خيلاء

تم تو اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے نہیں لٹکاتے ہو (صحیح بخاری ج ا ص ۵۱۷)

اس میں حضور ﷺ نے خود گواہی دی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق غرور و تکبر سے بہت دور ہیں اور جن باتوں کو خدا اور اس کا رسول ناپسند کرتے ہیں حضرت ابو بکر اس میں ملوث نہیں ہیں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس پر لکھتے ہیں

نزع خیلاء از صدر صدیق وایں دلالت می کند بر موافقت قوت عاملہ او با قوت عاملہ پیغمبر واین تلو عصمت است..... (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۹۰)

حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت میں سے یہ بھی ہے کہ خود بینی یعنی فخر و غرور کو اپنے سینہ سے نکال دینا اور یہ دلالت کرتا ہے ان کی قوت عاملہ کی موافقت پر پیغمبر کی قوت عاملہ کے ساتھ۔

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ارشاد فرماتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہیں یہ دیکھنا منظور ہو کہ مردہ زمین پر چل رہا ہے تو میرے ابو بکر صدیق کو دیکھو۔ اللہ اکبر آپ نے اس میں حضرت صدیق اکبر کے متعلق کس قدر بلند عبدیت کی خوش خبری فرمائی ہے یعنی اللہ تعالی کی عظمت کا کس درجہ قوی استحضار حضرت صدیق اکبر کو نصیب تھا کہ جس نے آپ کو اپنی ہستی سے اس درجہ بے خبر کر دیا تھا یعنی جس طرح مردہ بدست زندہ کا حال ہوتا ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر کو تفویض اور تسلیم کا حال غالب ہو کر مقام بن گیا تھا (معرفت الہیہ ص ۴۱۷)

جب حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو ملک شام کا امیر بنا کر روانہ کیا تو وہ گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے حضرت یزید بن ابی سفیان نے عرض کی کہ آپ سوار ہو جایئے یا پھر میں نیچے اتر کر پیدل چلتا ہوں آپ نے فرمایا کہ

ماأنت بنازل وماأنا براكب انى احتسب خطاى هذه فى سبيل الله

(مؤطا امام مالک ص ۲۹۷)

تم نیچے اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا میں تو بہ نیت عبادت اپنے یہ قدم اللہ کے راستہ میں اٹھا رہا ہوں

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو بہت بھلا برا کہا اور سخت زبان استعمال کی وہاں ابو برزہ کھڑے تھے انہوں نے کہا کہ حضور اجازت ہو تو میں اس کا سر ابھی قلم کئے دیتا ہوں آپ نے اسے ڈانٹ دیا اور فرمایا نہیں۔ یہ حق تو بس حضور ﷺ کے لئے ہے کہ اس ذات مقدس کے بارے میں زبان کھولنے والا اس لائق نہیں رہتا کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے

فانتهره وقال ماهى لاحد بعد رسول الله ﷺ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۸)

اس میں بتایا گیا کہ حضور ﷺ کے بارے میں (تیز) چلنے والی زبان اور لکھنے والے گستاخ ہاتھ اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

لائق نہیں رہتے کہ اسے زندہ رہنے کا حق دیا جائے یہ ہاتھ اور زبان اس لائق ہے کہ اسے ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے اس سے آپ کے اس عقیدے کا کھلا اظہار ہوتا ہے کہ گستاخ رسول ان کے ہاں کس سزا کا مستوجب ہے

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی عبادت کا منظر

حضرت ابو بکر صدیق کو اللہ تعالی کی عبادت اور اس کے حضور کھڑے رہنے سے خاص شغف تھا ابن الدغنہ کے کہنے پر جب آپ مکہ مکرمہ واپس آگئے تو آپ نے وہاں ایک جگہ عبادت کے لئے مخصوص کر لی تھی اور آپ وہاں نماز پڑھتے آپ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رو پڑتے تھے (دیکھئے صحیح بخاری)

حضرت ابو بکر جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کی توجہ صرف خدا کی جانب ہوتی تھی آپ کا سارا دھیان نماز میں رہتا نماز میں آپ کی توجہ ادھر ادھر نہیں ہوا کرتی تھی آپ اسے مقام نماز کے منافی جانتے تھے ایک مرتبہ حضور ﷺ کسی نزاع کا فیصلہ کرنے کے لئے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ہاں گئے ہوئے تھے نماز کا وقت آگیا مؤذن نے حضرت ابو بکر سے نماز پڑھانے کی درخواست کی آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور شریک نماز ہو گئے لوگوں نے تالیوں (کہ اس وقت اس کا منع ہونا نہیں آیا تھا) کے ذریعہ آپ کو متوجہ کیا مگر چونکہ آپ کی توجہ صرف خدا کی طرف تھی اس لئے آپ اس آواز پر توجہ نہ دے سکے مگر جب مسلسل آوازیں آنے لگیں تو مڑ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں آپ نے ہٹنا چاہا مگر حضور ﷺ نے آپ کو منع فرما دیا..... (سنن ابی داؤد ج ا ص ۳۳۳)

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی نماز کا یہ حال تھا کہ جیسے کوئی ستون ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ابو بکر کے نماز کی بھی یہی کیفیت تھی۔ حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ دراصل ان کے نماز کی خشوع کی بناء پر تھا (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۶)

سالم بن عبیسہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ آؤ رات بھر ہمارے ساتھ عبادت کر کے صبح کر دو (تاریخ الخلفاء ص ۹۹) آپ کبھی فرماتے کہ دروازہ بند کر دو تاکہ ہم صبح تک عبادت کریں۔ حضرت ابو بکر قطع نظر اس سے کہ گرمی ہو یا سردی کے دن آپ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۶)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کا زہد و تقوی

حضرت ابو بکر صدیق کو ہمیشہ اس بات کا خیال رہتا کہ آپ کے پیٹ میں جو کچھ بھی جائے وہ رزق حلال ہو کوئی ایسا کھانا پینا جس میں ذرا سا بھی آپ کو شبہ ہوتا آپ کبھی اسے ہاتھ نہ لگاتے تھے اور اگر کبھی غلطی سے یا بے خیالی میں اسے کھا پی لیا اور جونہی معلوم ہوتا آپ قے کر کے اپنے پیٹ سے اسے جب تک نہ نکال دیتے آپ کو چین نہ آتا تھا آپ کے ہاں ایک غلام تھا جس سے آپ نے یہ طے کر رکھا تھا کہ وہ دن کو محنت مزدوری کیا کرے گا اور اس مزدوری میں سے جو کچھ ملے گا اس سے وہ خود بھی کھالے گا اور آپ کو بھی کھلا دے گا ایک دن وہ حسب معمول کھانا لے کر آیا تو آپ نے اس میں سے ایک لقمہ تناول فرمالیا غلام نے عرض کیا کہ حضرت..... آپ ہر رات مجھ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کھانا تو کس طرح لایا ہے اور کہاں سے لایا ہے آج آپ نے نہیں پوچھا اور بغیر پوچھے اس میں سے کچھ تناول فرمالیا؟ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ آج مجھ پر بھوک کا بہت غلبہ تھا اس لئے میں نے تجھ سے نہیں پوچھا۔ اچھا اب بتا کہاں سے لایا۔ غلام نے عرض کیا کہ زمانہ جاہلیت میں (یعنی قبل از اسلام) میرا لوگوں سے ملنا جلنا رہتا تھا ان کا ایک آدمی بیمار تھا میں نے

اس پر رقیہ ٹونہ وغیرہ کیا یعنی ان کے بیماری پر مشرکانہ منتر پڑھ لیا ان لوگوں نے اس پر مجھے کچھ رقم وغیرہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ بات آئی گئی ہو گئی آج جب میں ان کے پاس سے گذرا تو ان کے ہاں شادی تھی ان لوگوں نے وعدہ کے مطابق مجھے وہ نذرانہ دیا جس سے میں کھانا لے کر آیا۔ آپ نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ بھلے آدمی تو نے تو میری ہلاکت کا سامان تیار ہی کر لیا تھا۔ پھر آپ نے اپنے حلق میں انگلی ڈال کر قے کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے ابکائی تو آئی مگر الٹی نہ ہوئی ۔لوگوں نے جب یہ حال دیکھا تو آپ سے کہا کہ پانی پیئے بغیر آپ کو قے نہیں آئے گی آپ نے پانی کا بڑا پیالہ منگوایا اور خوب پانی پیا پھر آپ نے قے کر لی اور جو کچھ آپ کے پیٹ میں تھا سب خارج کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے یہ ساری تکلیف آپ نے محض ایک لقمہ کی وجہ سے اٹھائی آپ نے ارشاد فرمایا

اگر یہ لقمہ نہ نکلتا اور اس کے نکالنے میں میری جان بھی نکل جاتی تو بھی میں اس کی پرواہ نہ کرتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ سنا ہے ہر وہ جسم جو حرام کھانے سے بنا ہے وہ دوزخ کا زیادہ حقدار ہے پس مجھے اس کا خوف ہوا کہ کہیں اس لقمہ کی وجہ سے میرے جسم کا کوئی حصہ (یعنی گوشت) نہ بن جائے اسلئے اسے نکال دیا۔ (حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۶۵)

آپ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا اور آپ کو پتہ نہ تھا کہ یہ دودھ صدقہ کا ہے جب آپ کو بتایا گیا تو آپ نے اسی وقت الٹی کر کے اسے باہر نکال دیا (موسوعۃ آثار الصحابہ ج ا ص ۲۳)

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر حضور ﷺ اور دوسرے صحابہ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے درمیان میں ایک جگہ پڑاؤ ہوا لوگ مختلف جگہ ٹھہر گئے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت ابو سعید الخدری وغیرہ ایک اعرابی کے ہاں ٹھہرے ان کے ساتھ ایک اور اعرابی تھا میزبان کی اہلیہ حاملہ تھی اس اعرابی نے میزبان کی بیوی سے شرط کر لی کہ اگر وہ ان سب کو بکری کا گوشت کھلائے گی تو اس کے لڑکا

پیدا ہو گا عورت نے یہ شرط منظور کر لی جس پر اعرابی نے کچھ مسجع قسم کے جملے پڑھ لئے حضرت ابو بکر کو اس کی خبر نہ تھی کھانے کے بعد جب بات واضح ہوئی کہ یہ سارا قصہ ہوا ہے تو آپ سے برداشت نہ ہو سکا فوراً قے کر دی اور سب کھانا باہر نکال پھینکا (مسند احمد ج ۳ ص ۵۱)

حضرت ابو بکر صدیق نہ صرف یہ کہ قے کر دیتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ اے اللہ اس کھانے کا اثر جو میری رگوں اور آنتوں میں سرایت کر گیا ہے اس پر مؤاخذہ نہ فرمایئے (اقوال سلف ج ۱ ص ۷۰)

حضرت ابو بکر صدیق کے زہد و تقوی کا رنگ آپ کے بچوں میں بھی نظر آتا تھا اور وہ بھی ہر اس کام سے اجتناب کرتے تھے جس کو وہ تقوی کے خلاف جانتے تھے ایک مرتبہ حضرت اسماء کی ماں (قتیلہ بنت عبد العزی جس نے اسلام قبول نہ کیا تھا اور حضرت ابو بکر نے زمانہ جاہلیت ہی میں ان کو طلاق دے دی تھی) اپنی بیٹی کے لئے کچھ چیزیں لے کر آئیں چونکہ وہ مسلمان نہ تھیں اس لئے بیٹی نے ان کا ہدیہ لینے کو پسند نہ کیا اور لینے سے انکار کر دیا اور حضرت عائشہؓ کے ذریعہ حضور ﷺ سے مسئلہ معلوم کرایا تو آپ نے اس ہدیہ کو قبول کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی

فابت ان تقبل هديتها او تدخلها الى بيتها وارسلت الى عائشة سلى رسول الله ﷺ فقال لتدخلها ولتقبل هديتها قال وانزل الله تبارك وتعالى لاينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين (طبقات کبری ج ۸ ص ۱۹۸)

رافع بن ابی رافع کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر کا رفیق رہا ہوں مجھے پتہ ہے کہ ان کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا جس کے سروں کو کانٹوں سے جوڑ رکھا تھا جب سوار ہوتے تو میں اور وہ اسی کو اوڑھ لیا کرتے تھے اور میں اور وہ دونوں اسی کو پہنتے رہتے تھے جب اترتے تھے (کتاب الزہد ص ۱۶۲) اور یہی وہ کپڑا تھا جس سے قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر عیب لگایا تھا اور کہا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بعد ہم ذوالخلال (کپڑے میں لگے کانٹوں والے) سے بیعت کریں گے ..... رواہ ابن ابی شیبہ (ازالہ ج ۳ ص ۸۳)

☆..... حضرت ابوبکر صدیق کا خوف خدا اور خشیت

حضرت ابوبکر صدیق کا خوف خدا اور خشیت الٰہی کس درجے کا تھا اسے دیکھئے امام مطرف بن عبداللہ (۲۶۱ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے تھے کہ

اگر آسمان سے کوئی ندا کرنے والا ندا کرے کہ جنت میں صرف ایک شخص داخل ہوگا تو میں یہی امید رکھوں گا کہ وہ واحد شخص میں ہی ہوں گا اور اگر آسمان کا ندا کرنے والا یہ ندا کرے کہ صرف ایک شخص جہنم میں داخل ہوگا تو مجھے یہی ڈر دامن گیر رہے گا کہ کہیں میں ہی تو وہ شخص نہ ہوں

امام مطرف فرماتے ہیں کہ

اللہ کی قسم یہی عظیم ترین خوف اور عظیم ترین رجاء ہے (کتاب اللمع فی التصوف ص ۱۹۴)

آپ نے ایک مرتبہ ایک پرندہ کو دیکھا جو درخت پر بیٹھا ہوا تھا آپ نے کہا اے پرند تیرے مزے ہیں تو پھل کھالیتا ہے اور درخت پر بسیر اکر لیتا ہے کاش کہ میں کوئی پھل ہوتا جس کو کوئی پرند کھالیتا (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۷)

ایک اور مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

میں سڑک کے کنارے درخت کا کوئی پتہ یا سبزہ ہوتا کہ وہاں سے گزرنے والا کوئی جانور مجھے کھالیتا اور میں پیدا ہی نہ کیا گیا ہوتا (کتاب الزہد ص ۶۷ للامام احمد) ان کا یہ کہنا عذاب الٰہی اور یوم حساب کے ڈر کی وجہ سے تھا (کتاب اللمع فی التصوف ص ۱۹۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

کاش کہ میں مؤمن بندہ کے بدن کا کوئی بال ہوتا (ایضاص ۱۶۲۔ صفوۃ الصفوۃ ص ۱۳۱)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کا حضرت ابوبکر صدیق کے پاس جانا ہوا تو آپ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اپنی زبان کو اپنے ہاتھ سے کھینچ رہے ہیں حضرت عمر نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ بس کریں بس کریں اللہ آپ کو بخشے آپ نے فرمایا کہ ان هذا اوردنی الموارد (مؤطاامام مالک ص ۶۹۹۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۸)

حضرت امام غزالی نقل کرتے ہیں کہ

کسی بزرگ کو خواب میں حضرت ابوبکر صدیق کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ اکثر اپنی زبان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہی ہے جس نے مجھے ہلاکت کے مقام میں پہنچایا تو بتایئے اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا لا الہ الا اللہ تو اس نے جنت میں داخل کر دیا (احیاء العلوم ازالہ ج ۳ ص ۸۲)

یعنی زبان اگر نیکی کے لئے کھلے تو یہ سعادت ہے اور برائی کے لئے کھلے تو پھر یہ شقاوت ہی شقاوت ہے حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں

حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا گیا کہ آپ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے اور فرمارہے ہیں ان هذا أوردنی الموارد کہ اس نے مجھ کو مصیبت میں ڈالا ہے (مضار المعصیہ ص ۸) اور یہ وہ ابوبکر ہیں جنکی نسبت دنیا ہی میں یہ بشارت ہے ﴿ ابوبکر فی الجنۃ ﴾ (دیکھو) ان کو صرف جنت ہی میں جانا مقصود نہ تھا بلکہ اپنے مالک کو راضی کرنا بھی مقصود تھا دیکھو اگر کوئی آقا اپنے غلام کی دعوت کر دے تو وہ غلام اگر وفادار ہے تو اس کو کھانا کھانے سے زیادہ اس کا اہتمام ہوگا کہ آقا خوش ہو اور اگر ذرا بھی اس کو احتمال اس کا ہے کہ آقا مجھ سے ناراض ہے تو وہ سارا کھانا اسکے واسطے زہر ہو جائے گا (وعظ۔ الخضوع ص ۱۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆.....ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالی جنت میں اسی کو بھیجیں گے جس سے راضی ہونگے پھر کیا وجہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس قدر فکر تھی؟

جواب یہ ہے کہ .....بیشک آپ جانتے تھے لیکن بسبب خوف الٰہی کے ان کو یہ احتمال ہوتا تھا کہ خدا جانے اس وقت بھی وہ رضاء حاصل ہے یا نہیں ابو بکرؓ ایسا دل کہاں سے لاتے کہ اس وقت کی رضا پر کفایت کر کے بے فکر ہو جاتے ہمارا دل تو پتھر کا ہو گیا ہم کو تو فکر نہیں۔ اب اس حدیث پر جو شبہ تھا وہ رفع ہو گیا۔

دیکھو اگر کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اگر محبوب کی ذرا بھی ناک چڑھتی ہے تو محبّ کی جان نکل جاتی ہے اور اس کی پوری سعی یہ ہوتی ہے کہ محبوب مجھ سے ایک منٹ کو بھی ناراض نہ ہو جائے جب محبوب مجازی کے محبین کی یہ کیفیت ہے تو محبوب حقیقی کے محبین کی تو جو حالت ہو کم ہے لیکن ہم کو تو محبوب حقیقی کے بدون قرار آگیا ہے اسلئے کہ یہ امر ہماری سمجھ میں نہیں آتا (امثال عبرت ص ۱۲۴)

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے پانی مانگا تو آپ کے لئے شہد اور پانی کا پیالہ لایا گیا جب آپ اسے اپنے منہ کے قریب لے گئے تو بے اختیار اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی اور آپ کے پاس بیٹھنے والے بھی رو پڑے تھوڑی دیر بعد آپ تو خاموش ہو گئے مگر پاس بیٹھنے والے روتے رہے۔ پھر آپ وہ پیالہ منہ کے قریب لے گئے تو اس بار بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے پاس بیٹھنے والوں نے محسوس کیا کہ اب ہم شاید آپ سے رونے کا سبب معلوم نہ کر پائیں گے اور آپ اسی حال میں انتقال کر جائیں گے تاہم کچھ دیر بعد آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور کچھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

افاقہ ہوا تو لوگوں نے آپ سے رونے کا سبب دریافت کیا آپ نے کہا میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کو دیکھا کہ آپ کسی چیز کو خود بخود ہٹانے لگے پھر ارشاد فرمایا دور ہو جا مجھ سے دور ہو جا ..... حالانکہ آپ کے پاس کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی چیز کو دور کر رہے ہیں حالانکہ اس وقت یہاں کوئی چیز نظر نہیں آرہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ

هذه الدنيا تمثلت لی بما فيها فقلت لها اليك عنی اليك عنی فتنحت

یہ دنیا اپنی مثالی صورت میں اپنے سارے ساز وسامان کے ساتھ میرے پاس آئی تھی میں نے کہا دور ہو جا مجھ سے دور ہو جا مجھ سے وہ میری دھتکار دینے کی وجہ سے مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔

مگر ساتھ ہی یہ کہہ گئی

اما والله لئن انفلت عنی لاينفلت منی من بعدك

آپ سن لیں کہ اگر آپ مجھ سے بچ گئے تو کیا ہے آپ کے بعد آنے والے میری طرف التفات کئے بغیر نہ رہیں گے

حضرت ابو بکر نے اپنے پاس بیٹھنے والوں کو یہ بات سنا کر فرمایا کہ مجھے خوف ہو رہا ہے کہ دنیا نے جو بات اللہ کے نبی سے کہی تھی کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اب وہ مجھے چمٹ گئی ہے چنانچہ اسی فکر وخوف نے مجھے رلا دیا ہے فذلك الذی ابكانی (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۴)

حضرت امام حافظ ابو نعیم (۴۳۰ھ) اس پر لکھتے ہیں

كان رضی الله عنه من احواله العزوف عن العاجلة والأزوف من

toobaa-elibrary.blogspot.com

الآجلة وقد قيل ان التصوف تطليق الدنيا بتاتا والاعراض عن منالها ثباتا (ایضاص ۶۴)

حضرت ابو بکر دنیا کی رنگینیوں سے بہت دور اور آخرت کی یاد میں منہمک رہنے والے تھے اسی لئے کہا گیا ہے کہ تصوف در حقیقت دنیا سے کنارہ کشی اور اس کے ساز وسامان سے بے التفاتی کو کہتے ہیں۔

جس طرح آپ نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی تعلیمات اور ہدایات کی روشنی میں دنیا اور دنیوی خواہشات سے بچایا ہوا تھا آپ کی کوشش تھی کہ دوسرے لوگوں کو بھی دنیا کے قابو میں جانے سے بچائیں اور انہیں کسی ایسی چیز میں مبتلا نہ کریں جس سے ان کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے اس بارے میں آپ کو سب سے زیادہ فکر حضور کے صحابہ کرام بالخصوص اجلہ صحابہ کے بارے میں رہتی تھی۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ آپ کو اہل بدر کی فضیلت معلوم ہی ہے تو آپ ان حضرات کو کوئی منصب یا عہدہ کیوں نہیں دے دیتے آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

انی أری مکانهم ولکنی أکره ان ادنسهم بالدنیا (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۲)

مجھے اہل بدر کے مقام اور ان کے رتبہ کا اچھی طرح علم ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ ان کو دنیا کی گندگی میں اور اس کی خرابیوں میں اتار دوں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ

میں کسی بدری صحابی کو عامل نہ بناؤں گا اور ان کو موقع دوں گا کہ اپنے بہترین اعمال کے ساتھ خدا سے ملاقات کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اور صلحاء کے ذریعہ سے امتوں کی مصیبت اور عذاب کو اس سے زیادہ دفع کرتا ہے جتنی ان سے مدد حاصل ہو سکتی ہے..... (طبری ج ۲ ص ۱۳۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رقت قلبی

اللہ تعالی کی یاد اور اس کے خوف اور فکر آخرت میں مؤمن کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ نکل پڑے اور اس کا دل کانپ جائے یہ مؤمن کے لئے بڑی نعمت ہے اور ایسی آنکھ کے لئے دوزخ سے بچاؤ کی بشارت دی گئی ہے سیدنا حضرت صدیق اکبر بہت نرم دل تھے اور خوف خدا اور فکر آخرت سے ان کے آنسو نکل پڑتے تھے قرآن کریم کی تلاوت کے وقت تو آپ اکثر رو پڑتے تھے (صحیح بخاری ج ا ص ۵۵۲) اس سے کفار کی عورتیں اور بچے تک متاثر ہو جاتے تھے (ایضاج ا ص ۶۸) ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ حضرت جبرئیل آئے ہیں جو تمہیں اللہ کا سلام پہنچا رہے ہیں آپ نے یہ سنا تو رو دئے اور کہا کہ میں تو اپنے رب سے راضی ہوں خوش ہوں (کنز العمال)

حضور ﷺ نے جب حضرت ابو بکر صدیق کو نماز کی امامت کے لئے فرمایا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ حضور..... جب ابو بکر آپ کے مصلی پر کھڑے ہوں گے تو وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ پائیں گے رو پڑیں گے اور لوگوں کو قرات کی آواز بھی سنائی نہ دے گی (صحیح بخاری) حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد جب آپ کا ذکر کرتے تو آپ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتے تھے ایک مرتبہ آپ حضرت عمر فاروق کو لے کر حضرت ام ایمن کے گھر تشریف لے گئے کیونکہ حضور ﷺ اکثر آپ کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے چنانچہ جب یہ دونوں وہاں پہونچے تو وہ ان کو دیکھ کر رونے لگیں انہوں نے ان کو تسلی دی تو ام ایمن نے کہا کہ میں اس لئے رو رو ہی ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو یہ بھی بے اختیار رو پڑے۔ (تاریخ ابن کثیر) جب سورہ زلزال نازل ہوئی اور حضرت ابو بکر نے سنی تو رو پڑے حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو عرض کی مجھے اس سورت نے رلا دیا ہے تبکینی هذه السورة (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۴۰) آپ ابھی پڑھ آئے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک مرتبہ آپ کے سامنے کھانے پینے کے لئے کچھ اچھی چیزیں پیش کی گئیں آپ ابھی پیالہ منہ کے قریب ہی لے گئے تھے کہ آپ پر رقت طاری ہو گئی اور اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی بھیگ گئی تھی۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت خلق کا ایک منظر

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے دل میں خدا کے بندوں کی خدمت کا جذبہ ہر وقت موجزن رہتا تھا آپ کسی کو تکلیف میں نہ دیکھ سکتے تھے دکھی لوگوں اور مجبوروں و معذوروں کی خدمت کرتے آپ کو بہت خوشی ہوتی تھی گویا آپ "خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسِ" پر پورا یقین رکھتے ہوئے خدمت خلق کو ایمان کا ضروری جز سمجھتے تھے اور خود اس کا جیتا جاگتا ثبوت تھے۔ آپ ہمسایوں کی بکریاں دوھ دیتے۔ معذور اور نابینا لوگوں کے ضروری کام کاج کر دیا کرتے تھے اور آپ ایسا کرتے خوشی محسوس فرماتے تھے۔

جب آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ مقرر ہوئے تو ایک پڑوس کی لڑکی (جسکی بکریوں کا دودھ آپ دوھ دیتے تھے) نے کہا کہ اب تو حضرت ابو بکرؓ خلیفہ ہو گئے ہیں۔ اب وہ ہماری خدمت کیوں کریں گے ؟آپؓ نے جب یہ سنا تو لڑکی سے کہا کہ ابو بکر اب بھی تمہاری خدمت پہلے کی طرح کر دیا کرے گا۔ (صفوۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۳۴۔۔ریاض ج ا ص ۲۰۲)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ضعیفہ مجبور عورت کی خدمت کرنی چاہی اور علی الصبح مدینہ کے قریب اس کے مکان پر جاتا تھا لیکن جب بھی اس کے مکان پر پہنچتا تو معلوم ہوتا کہ میرے پہنچنے کے قبل ہی کوئی دوسرا شخص اس کا کام کر کے چلا جاتا تھا۔ ایک روز آپ نے چھپ کر دیکھا کہ کون وہ شخص ہے جو مجھ سے پہلے ہی سارے کام کر جاتا ہے ؟جب آپ نے اُس شخص کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیکھا تو وہ بزرگ ابو بکر صدیقؓ تھے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ قسم ہے روز آپ ہی اس نیکی کے کام میں آگے بڑھ جاتے ہیں (کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۲)

حضورِ اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ کوئی کام ایسا تو نہیں جو حضرت ﷺ کرتے ہوں اور میں نہ کرتا ہوں؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ حضورؐ ہر آٹھویں دن میٹھا بنا کر اس طرف (ایک جانب اشارہ کیا کہ وہاں) جایا کرتے تھے۔ آپ نے کہا کہ اچھا میٹھی چیز تیار کر دو میں بھی جایا کروں گا۔ غرض اُس طرف تشریف لے گئے تو ایک غار میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی ضعیف، آنکھوں سے معذور اور کوڑھی شخص ہے جس نے آپؓ کے پاؤں کی آہٹ سنکر فوراً منہ کھول دیا یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر کا گمان درجۂ یقین کو پہنچا اور اُنگلی سے تھوڑا سا حلوا نکال کر اس کے منہ پر رکھ دیا حلوا پاتے ہی وہ ایک مرتبہ سر سے پاؤں تک کانپ گیا اور کرخت آواز میں بولا: ''کیا محمدؐ وفات پا گئے؟'' آپؓ نے سکوت کے بعد فرمایا کہ ہاں! اس شفیق نبیؐ نے وفات پائی۔ اس کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ میرا نام ابو بکرؓ ہے اور مسلمانوں نے مجھ کو اپنا امام اور رسول ﷺ کا خلیفہ بنایا ہے۔ اس کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے میٹھی چیز لاتے تھے، اور میں نے اسی عمل کو اپناتے ہوئے یہ عمل کیا ہے۔ لیکن اب تحیر میں ہوں کہ کہیں میرا خیال غلط تو نہ تھا۔ اس نے کہا کہ تمہارا خیال درست ہے لیکن واقفیت نہ ہونے کی بناء پر کھلانے میں غلطی ہوئی اور وہ طریقہ تم نے نہیں برتا۔ اے محمدؐ کے جانشین! میں جب منہ کھولتا تھا تو تمہارا نبیؐ اس میٹھی چیز کو اپنی زبان پر رکھ کر میرے منہ میں اُتار دیتے تھے اور جسم سے جسم نہیں ملتا تھا۔ تم نے جو اُنگلی سے چٹایا اور اُنگلی لگ جانے کی وجہ سے جو اذیت ہوئی تو میں سمجھ گیا کہ محمد کو اللہ نے دنیا سے اُٹھا لیا۔ میں مسلمانوں میں سے نہیں ہوں اور نہ مجھ کو محمد کی نبوت پر کچھ ایسا یقین تھا۔ لیکن آج یہ دیکھ کر کہ ان کے جانشین اور اصحاب کس استقلال اور خلوص کے ساتھ اپنے رسولؐ کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اور شریعت

toobaa-elibrary.blogspot.com

محمدیہ کی اشاعت میں للّٰہیت کے ساتھ سرگرم ہیں تو اُن سے ان کی نبوت پر پورا یقین آگیا۔ جس کے ساتھی اچھے ہوں، وہ ضرور اچھا ہے۔ وہ ضرور پیغمبر تھا۔ یہ کہہ کر اُس نے باآواز بلند کلمۂ طیبہ پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ (وعظ سعید ص)

حضرت ابوبکر صدیق کس طرح اپنے ساتھیوں کی خدمت بجالاتے تھے! اسے دیکھئے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق چند صحابہ کو لے کر سفر پر چلے حضرت صدیق اکبر نے ان سے فرمایا کہ بھائی کسی کو امیر مقرر کرلو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ سے زیادہ افضل ہم میں کون ہے کہ جسے امیر بناویں آپ افضل الصحابۃ ہیں فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کوئی اور بن جائے عرض کیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے آخر کار سب نے مل کر حضرت ابوبکر کو ہی امیر بنادیا حضرت نے فرمایا کہ جب میں امیر بن گیا تو اطاعت کروگے عرض کیا کہ لازمی طور پر کریں گے عہد و پیمان لیا کہ منحرف تو نہیں ہوگے عرض کیا کہ قطعاً نہیں جب منزل پر پہونچے تو سب کے بستر کھول کر بچھانے شروع کئے لوگوں نے کہا کہ حضرت ہم بچھائیں گے فرمایا کہ امیر کے کام میں دخل مت دو امیر کی اطاعت واجب ہے کسی کو بستر نہیں بچھانے دیا خود ہی سب کے بستر بچھائے۔ غرض کبھی جگہ صاف کر رہے ہیں کبھی کپڑے بچھا رہے ہیں جہاں کوئی آیا کہ حضرت یہ کام میں کروں گا فرماتے کہ میں امیر ہوں اور امیر واجب الاطاعت ہوتا ہے کھانا پکانے کا وقت آتا تو آپ جنگل سے لکڑیاں لا رہے ہیں کبھی بازار سے سودا خرید نے جا رہے ہیں لوگوں کے عرض کرنے پر فرماتے کہ امیر کے کام میں دخل مت دو لوگ عاجز آگئے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہوگئے کہ ہمارے امام مقتداء بڑے ہیں اور ساری خدمات انجام دے رہے ہیں ہمارے جوتے بھی سیدھے کر رہے ہیں بستر بھی بچھا رہے ہیں کھانا بھی پکا رہے ہیں اور کوئی بول بھی نہیں سکتا۔۔ (خطبات طیب ص ۲۰۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی جرأت و شجاعت

کسی نازک موقع پر استقامت و استقلال کا پہاڑ بن کر کھڑا ہونا ہی سب سے بڑی بہادری ہوتی ہے حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک اور بعد میں پیدا ہوئے حالات میں آپ کی استقامت نے اس بات کی پوری تصدیق کردی کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ جرأت مند اور بہادر تھے اور صحابہ کرام بالخصوص حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی اس حقیقت کا کھلے بندوں اعتراف کیا ہے۔ حضرت علیؓ مرتضیٰ غزوہ بدر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس دن حضرت ابو بکرؓ تلوار نکالے حضور ﷺ کا پہرہ دے رہے تھے جو کوئی آپ کی جانب بڑھتا حضرت ابو بکرؓ اس پر پل پڑتے اس پر حضرت علیؓ بے ساختہ کہہ پڑے ﴿أشجع الناس ابوبکرؓ﴾ کہ ابو بکرؓ سب سے زیادہ بہادر شخص ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۷۴ للامام السیوطیؒ۔ ریاض ج ۱ ص ۱۳۸)

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی فرماتے ہیں

سیدنا صدیق اکبر باوجود کامل صاحب تفویض ہونے کے سلطنت کا انتظام کرتے تھے اور ایسا انتظام کیا جسکی نظیر نہیں مل سکتی یہ تمکین کامل کا نتیجہ تھا اسی تمکین و ثبات فی المواطن و ادائے حقوق جمیع المقامات کی بناء پر حضرات صحابہ فرماتے ہیں

کان ابوبکر اشجع بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ بہادر تھے اور یہ منافی تفویض اسلئے نہیں کہ یہ سب منجانب اللہ مامور بہ یا ماذون فیہ ہیں تو امتثالاً للامر ان کو اختیار کرنا عین تفویض ہے (التعرف بالتصرف ص ۲۶)

☆..... ایک شبہ کا ازالہ

سیدنا صدیق اکبر کے اشجع ہونے کے متعلق ایک اشکال اور اسکا جواب تتمیما للفائدہ ذکر

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیے دیتا ہوں وہ اشکال یہ ہے کہ بادی النظر میں واقعات جنگ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ شجاعت میں زیادہ ہیں۔

(الجواب) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے اسکا جواب دیا ہے اور عمدہ جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ شجاعت دو ہیں ایک شجاعت امراء کی اور دوسری شجاعت فتیان (جوانوں) کی اور اول مصعب (یعنی مشکل) ہے دوسری سے۔ کیونکہ پہلی کا تعلق صرف اپنی ذات سے ہے کہ جان سے ہاتھ دھولیا اور دوسری کا تعلق جمہور سے ہے کہ وہاں جان سے ہاتھ دھونے سے کام نہیں چلتا سو حضرت صدیق اکبر کی شجاعت ..... شجاعت امراء کی تھی اور حضرت علی کی شجاعت فتیان کی تھی۔ سپاہی کی شجاعت تو یہ ہے کہ میدان میں دشمن کے مقابل قوی القلب رہے اور امراء و سلاطین کی شجاعت یہ ہے کہ سخت خطرات و حوادث میں مستقل مزاج رہیں پریشان واز جارفتہ نہ ہوں ہر حادثہ کی مناسب تدبیریں کریں اور واقعات شجاعت جو زیادہ ہیں وہ میدان حرب کے متعلق ہیں اور حضرت صدیق اکبر کے واقعات شجاعت میدان حرب کے متعلق زیادہ نہیں بلکہ انتظام وخطرات حوادث کے متعلق ہیں اور ان کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ واقعی صدیق کے برابر قوی القلب صحابہ میں کوئی بھی نہ تھا۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی شجاعت کی ایک جھلک

صدیق اکبر کی شجاعت اور قوت قلب یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ مستقل مزاج رہے خود بھی سنبھلے اور تمام صحابہ کرام کو بھی سنبھالا۔ پھر اسکے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشتہر ہوئی اور تمام اطراف سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

شورش برپا ہوئی مسلمان نرغہ میں آگئے قبائل عرب مرتد ہونے لگے مخالف سلطنتوں نے پیش قدمی کا ارادہ کیا اس وقت تمام صحابہ گھبرا گئے مگر حضرت صدیق اکبر کے قلب کو تزلزل نہیں ہوا چنانچہ خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ حضرت اسامہ کے لشکر کو شام کی طرف روانہ کیا حالانکہ اس نرغہ کی حالت میں بظاہر اس کی ضرورت تھی کہ مدینہ میں لشکر رکھا جاتا کیونکہ ایسی حالت میں پائے تخت کو لشکر سے خالی کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا مگر حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ

جیش اسامہ کے بھیجنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود انتظام فرما چکے تھے آپ روانگی کا حکم دے چکے تھے اور اسامہ کیلئے جھنڈا خود باندھ چکے تھے تو جس جھنڈے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہو میں اسکو نہیں کھول سکتا چاہے مدینے والے زندہ رہیں یا فناء ہو جائیں یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔ چنانچہ یہ لشکر روانہ ہوا اور خدا تعالیٰ نے اسکی روانگی سے دشمنوں کے قلب پر رعب طاری کر دیا وہ سمجھ گئے کہ مسلمانوں میں ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات سے کچھ ضعف نہیں آیا بلکہ وہ بدستور اسی قوت کے ساتھ دشمنوں کی سرکوبی کو موجود ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے اور وہی نظام قائم ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تھا اس کے بعد حضرت صدیق اکبر نے مرتدین کی سرکوبی کی طرف توجہ کی اور ایک لشکر اس کام کیلئے روانہ کیا اس معاملے میں حضرت عمر بھی گھبرا گئے تھے مگر حضرت صدیق نہیں گھبرائے اور نہایت استقلال سے ایک سال میں تمام اہل عرب کو اسلام پر پختہ کر دیا جو ضعیف الاسلام لوگ مرتد ہو گئے تھے ان کو تہ تیغ کیا یا انہوں نے توبہ کر کے اسلام کی طرف رجوع کیا یہاں تک کہ جزیرہ عرب تمام فتنوں سے پاک ہو گیا اور دوسرے سال حضرت صدیق اکبر نے مخالف سلطنتوں کی طرف نہایت اطمینان سے از خود پیش قدمی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی کسی مخالف کو اپنی طرف پیش قدمی کرنے یا بڑھنے کا موقع نہیں دیا..... یہ جواب ہو اس اشکال کا (وعظ۔ التعرف ص ۲۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ

شریعت کے قوانین میں حقائق اور مصالح واقعیہ مرعی ہوتے ہیں اور باقی جتنے قوانین ہیں وہ سب اغراض کے تابع ہیں شریعت کے قوانین اٹل ہیں اور اکثر انکا نفع جب معلوم ہوتا ہے کہ جب ان پر عمل کیا جائے چنانچہ حضور سرور عالم ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو تین اہم امور در پیش تھے ایک تو مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کرنے کے متعلق اختلاف رائے تھا دوسری مرتدین کے خلاف لشکر بھیجنا جو مسیلمہ کذاب سے جا ملے تھے تیسرے جیش اسامہ کی روانگی کا مسئلہ در پیش تھا جسکے جھنڈے کو خود حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے باندھا تھا مگر قبل روانگی حضور ﷺ مرض وفات میں علیل ہو گئے اور وہ لشکر بھی اس پریشانی میں روانہ نہ ہو سکا.....

مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کے جواز میں صحابہؓ کو کلام تھا لیکن صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ قطعی رائے تھی کہ انکے خلاف جہاد کرنا واجب ہے کیونکہ وہ تاویل کے ساتھ ایک رکن اسلام کے منکر تھے چنانچہ حضرت صدیق اکبر نے ..... مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کی کاروائی بھی شروع کر دی مرتدین کے ساتھ مقابلہ میں بھی لشکر کشی کر دی اور جیش اسامہ کو بھی روانہ کر دیا اس سے تمام کفار پر رعب طاری ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس کوئی اندرونی کوئی بڑی زبردست قوت ہے کہ تین تین جگہ لڑائی چھیڑ رکھی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیکھئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شریعت مقدسہ پر بلالحاظ دیگر مصالح کے عمل فرمایا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار مرعوب و مغلوب ہو گئے جسکا پہلے سے کسی کو علم بھی نہ تھا مسلمانوں کی دھاک تمام بلاد و امصار میں بیٹھ گئی غرض اکثر شریعت مقدسہ کے مصالح اس پر عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتے ہیں (افاضات ج ۹ ص ۱۵۲)

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حضرت عمر فاروقؓ پر فضیلت کا ایک سبب حضرت صدیق اکبر کی قلبی قوت بھی ہے۔

حضرت عمر پر جو فضیلت حضرت صدیق اکبر کو ہے اس فضیلت کے اسباب میں سے ایک سبب قوت بھی ہے چنانچہ وہ قوت اس طرح ظاہر ہوئی کہ باوجود اسکے کہ حضرت عمرؓ فاروق کی شان قوت دینیہ کی ظاہر ہے مگر جس وقت مانعین زکوۃ نے زکوۃ دینے سے انکار کیا اور نصوص ووجوب زکوۃ میں تاویل کی تو حضرت صدیق اکبر نے ان سے جہاد کی تیاری کی..... یہ سن کر حضرت عمر فاروق کی رائے بدل گئی یہاں پر حضرت صدیق اکبر کی قوت قلبی کا اندازہ ہو سکتا ہے مصالح کی بھی پرواہ نہیں کی اور زکوۃ وصول کی سب ڈھیلے پڑ گئے اور اس ہمت سے تمام عرب پر حضرت صدیق اکبر کا رعب اور ہیبت چھا گئی (افاضات ج ۱ ص ۱۶۶)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی قوت قلب اور شرح صدر کی دولت نیز آپ کی بے مثال استقامت و شجاعت اور ہمت و عزیمت کا تقاضا تھا کہ آپ آنحضرت ﷺ کے بعد اس امت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیں اور انتہائی نازک وقت میں اس امت کو سہارا دیں اور اپنے وجود مبارک سے خلافت اسلامیہ کی ایک ایسی بنیاد ڈالیں کہ آپ کے بعد آنے والے خلفاء انہی بنیادوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

پر اسلام کی عمارت تعمیر کریں صحابہ کرام اس حقیقت سے پوری طرح واقف تھے کہ اسلامی زندگی کے اس نہایت ہی اور نازک موڑ پر جس آہنی شخصیت کی ضرورت ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق کی ذات گرامی ہے چنانچہ سب نے بالاتفاق آپ کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھ دئے۔

☆..... خلافت صدیقی خلافت فاروقی سے افضل ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ اصل چیز بنیاد کا مستحکم کرنا ہوتا ہے قانون سازی ہوتی ہے یہی وقت طلب مسئلہ ہوتا ہے جب یہ مسئلہ حل ہو جائے تو اگلے مراحل آسان ہو جاتے ہیں اور اس پر پھر زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت کی ایک قلیل سی مدت (جو تقریباً دو ڈھائی سال ہوتی ہے) میں اس عظیم الشان اور مہتم بالشان مہم کو نہایت کامیابی سے ہمکنار کیا

یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں اسلام کا جھنڈا دور دور تک لہرایا اور کئی علاقے اسلامی مملکت کے زیر ہوتے چلے گئے مگر اہل نظر بتاتے ہیں کہ اس کا سبب حضرت صدیق اکبر کی رکھی وہ بنیاد تھی جس نے فتوحات کا باب کھولا اگر حضرت صدیق اکبر کے دور خلافت میں یہ بنیاد مستحکم نہ ہو پاتی تو حضرت عمرؓ کے دور کا جو نقشہ تاریخ میں ملتا ہے وہ اس شان کا نہ ہوتا۔ حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا پہلے ہونا در حقیقت خدا کی ایک بہت بڑی رحمت ہے اور یہ اگلی سب خلافتوں سے بہتر اور افضل ہے۔ نیز خود حضرت عمر فاروق اس کا برملا اعتراف کرتے رہے کہ حضرت ابوبکر کی وجہ سے بہت سے مشکل مسائل آسان ہو گئے تھے آپ فرماتے ہیں

اس معاملہ میں میں نے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے سے زیادہ پختہ ارادہ والا اور امر کا نافذ کرنے والا پایا اور لوگوں کو صدیق اکبر نے کام کرنے کے ایسے بہترین طریقے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بتائے کہ بہت سے لوگوں کے دشوار کام جب میں ان کا خلیفہ ہوا مجھ پر آسان ہو گئے
(کنز العمال ج ۳ ص ۳۰۰ ماخوذ از حیاۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۴۶۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ارشاد فرماتے ہیں

خلافت صدیقیہ خلافت عمریہ سے افضل ہے مگر ظاہر بین لوگ خلافت عمریہ کو بوجہ فتوحات کے خلافت صدیقیہ سے افضل سمجھتے ہیں کیونکہ انکے زمانہ میں جدید فتوحات کچھ زیادہ نہ ہوئیں تھیں بلکہ انکی خلافت کا زیادہ زمانہ خود مسلمانوں کو سنبھالنے میں صرف ہوا حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض قبائل مرتد ہو گئے تھے کچھ لوگوں نے زکوۃ کی فرضیت کا انکار کر دیا تھا تو حضرت صدیق اکبر کا زمانہ خلافت اس فتنہ ارتداد کے فرو کرنے اور مسلمانوں کی حالت سنبھالنے میں صرف ہوا مخالفین کے ملک فتح کرنے کی زیادہ نوبت نہ آئی اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں شاید کوئی دن بھی جدید فتوحات سے خالی نہ رہا روزانہ یہی خبریں آتی تھی کہ آج فلاں شہر فتح ہو گیا اور کل فلاں شہر پر حملہ ہے یہاں تک کہ دس سال کے عرصہ میں حکومت اسلامیہ شرقاً و غرباً پھیل گئی اس لئے بعض لوگ خلافت عمریہ کو خلافت صدیقیہ سے افضل شمار کرتے ہیں

مگر عقلاء خوب جانتے ہیں کہ مکان کی خوبصورتی میں زیادہ کمال اس شخص کا ہے جس نے کہ اول نقشہ تیار کیا تھا اور بنیادیں قائم کی تھی کیونکہ اس کو بہت دماغ سوزی سے کام کرنا پڑا ہے مکان کا خوبصورت نقشہ بنانا اور بنیاد کا مستحکم کرنا یہ بڑا کام ہے دیواریں قائم کرنے والے کا اتنا بڑا کمال نہیں کیونکہ وہ تو اینٹ پر اینٹ رکھتا چلا گیا ہے اسکو کون سی دماغ سوزی کرنی پڑی ظاہر بین لوگ دوسرے معمار کی تعریف کرتے ہیں کیونکہ مکان کو اسی نے مکمل کیا مگر حقیقت شناس سمجھتا ہے کہ اس مکان کی خوبصورتی میں بڑا کمال نقشہ بنانے والے اور بنیاد قائم کرنے والے کا ہے اسی طرح جو اسرار شناس ہیں وہ جانتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ خلافت صدیقیہ سے خلافت عمریہ کو کوئی بھی نسبت نہیں ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبرؓ کو حکومت اسلامیہ اور خلافت کی بنیاد قائم کرنے میں جو تعب برداشت کرنا پڑا اسکا عشر عشیر بھی حضرت عمر کو نہیں پیش آیا۔ یہ کام اسی عالی حوصلہ خلیفہ کا تھا کہ ایسے فتنے کے زمانہ میں جبکہ خود اپنی ہی جماعت قبضہ سے باہر ہوا چاہتی تھی تمام فتنوں کا مقابلہ کر کے اور ان کو یکدم نیست ونابود کر کے ڈھائی سال کے عرصہ میں خلافت اسلامیہ کے کھونٹے گاڑ دئے اور نظام حکومت کو ایسے مستحکم اصول پر قائم کر دیا کہ بعد کے خلیفہ کو کوئی پریشانی ہی پیش نہ آسکے حضرت عمر کی خلافت میں وہ اصول جاری ہو گئے اور وہ انظام صدیقی شائع ہو گیا تو بڑا کمال حضرت صدیق اکبرؓ کا ہے اور جس قدر فتوحات حضرت عمر کے زمانہ میں ہوئی ہیں ان سب کا ثواب حضرت صدیق اکبر کے صحیفہ اعمال میں داخل ہو گا اہل تمدن وسیاست اسکو خوب سمجھتے ہیں کہ قانون جاری کرنے والے سے زیادہ مشکل قانون بنانا ہے قانون بنانے والے کو جس مشقت کا سامنا ہوتا ہے جاری کرنے والے کو اسکا دسواں حصہ بھی پیش نہیں آتا(وعظ۔ الجلاء للابتلاء ص ۱۴ تا ۱۶)

حضرت حکیم الامت ایک اور وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں

محقق اہل سیر کا قول ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے دو سال میں وہ اصول سلطنت بنائے جن پر عمل کر کے حضرت عمر نے دس سال میں وہ انتظامات کئے اور فتوحات کثیرہ حاصل کیں جنکی دنیا میں نظیر نہیں عام طور پر لوگ حضرت فاروق اعظم کو فاتح اعظم سمجھتے ہیں مگر محققین حضرت صدیق اکبر کو فاتح اعظم کہتے ہیں کیونکہ حضرت صدیق اکبرؓ نے فتوحات کا راستہ ہموار کیا ایک نقشہ تیار کر دیا اور یہ کام سب سے زیادہ دشوار ہے حضرت عمر فاروقؓ اسی راستے پر اسی نقشہ کے مطابق چلتے رہے جس سے یہ فتوحات حاصل ہوئیں (وعظ۔ التعرف ص ۲۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان کرامت

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے اس توکل علی اللہ اور تعلق بالرسالت کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بارہا آپ کے ہاتھوں کرامات کا ظاہر فرمائیں حضرت حکیم الامت مشکوۃ شریف کے حوالہ سے لکھتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر نے مہمانوں کی دعوت کی اور خود بھی شریک طعام تھے جس میں ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا اور مشاہدہ میں بھی آرہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے بھی زیادہ بڑھتا جاتا گویا اور پیدا ہو جاتا حضرت صدیق اکبر نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے اہلیہ نے جواباً عرض کیا اے آنکھوں اور کلیجہ کی ٹھنڈک اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے چنانچہ ان سب لوگوں نے خوب کھانا کھایا اور رسالتماب کی خدمت میں بھی روانہ کیا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جان نوش فرمایا(کرامات صحابہ ص ۱۴۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۰۷)

اللہ تعالیٰ نے بارہا سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھوں کرامات کا ظہور فرمایا اور کئی خرق عادت واقعات آپ کے ہاتھوں صادر ہوئے اور یہ صرف آپ کی حیات تک ہی نہیں بلکہ آپ کے انتقال پر بھی آپ کیلئے ایک کرامت ظاہر کی گئی حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کے وقت مکہ معظمہ تھرایا جس پر آپ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ نے پوچھا کہ یہ زلزلہ کیسا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے صاحبزادہ نے جام رحلت نوش فرمایا ہے جس پر جناب ابو قحافہ نے فرمایا کہ یہ تو بڑی سخت مصیبت آن پڑی ..... آپ لوگوں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ کانپا اور تھرایا اور زلزلہ پذیر ہو کر آپ کی کرامت کا ظہور ہوا (ایضاً ص ۱۳۔ تاریخ

toobaa-elibrary.blogspot.com

الخلفاء ص ۶۲)

حکیم الامت حضرت تھانوی تاریخ الخلفاء للامام السیوطی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

ابو یعلی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک واقعہ کے تحت نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے کس دن رحلت فرمائی انہوں نے کہا کہ پیر کے دن اس پر آپ نے فرمایا کہ میں ایک رات کے بعد اسی چیز کا امیدوار ہوں چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے منگل کی رات میں داعی اجل کو لبیک کہا اور صبح ہونے سے پہلے آپ دفن کئے گئے

حضرت تھانوی اس پر لکھتے ہیں

سیدنا حضرت صدیق اکبر کی یہ بڑی کرامت ہے کہ آپ نے جو حکم لگایا تھا اسی وقت وفات پائی اگرچہ ذہوق روح (روح کا نکلنا) رات کو ہوا لیکن وفات کے مقدمات یقینیہ دن ہی میں واقع ہوئے جو موت کے حکم میں ہیں (ایضاص ۱۳)

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قرۃ العینین کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور پرنور سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو بیمار دیکھا اور پھر اس بیماری کی اطلاع کیلئے حضرت عائشہ کے پاس گئے اور ان سے صدیق اکبر کی علالت کو بیان ہی فرمارہے تھے کہ عین اسی وقت صدیق اکبرؓ نے ہادی کل کے در دولت پر حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی جس پر حضرت عائشہ کو کہا کہ ابا جان تو آرہے ہیں اس پر حضور رحمۃ للعالمین اس بات سے کہ شافی مطلق نے اتنی جلد اچھا کر دیا تعجب فرمایا صدیق اکبرؓ نے کہا کہ حضور جونہی میرے پاس سے نکلے جبرئیل امین نے آکر مجھے ایک دوا سنگھائی اور میں تندرست ہو گیا اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ (ایضاص ۱۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لشکر کی کرامت

یہ تو آپ کی اپنی ذات کی بات تھی لیکن آپ کے ماتحت کام کرنے والے عاملین بھی عنداللہ اس رتبہ کے تھے کہ اللہ نے انہیں بھی کرامات سے نوازا تھا اور ان کو بھی اپنا مقرب بنایا تھا آپ نے مرتدین اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے جن جماعتوں کو بھیجا تھا ان میں سے ایک جماعت کے امیر حضرت علاء بن حضرمیؓ بھی تھے آپ اللہ تعالی کے مستجاب الدعوات بندوں میں سے ایک تھے اور بہت ہی عبادت گذار اور اونچے درجہ کے صحابہ کرام میں سے تھے آپ جب ایک جگہ فوج کے ساتھ رکے اور لوگ ابھی زمین پر اترے بھی نہ تھے کہ اونٹ فوج کے سامان (جس میں کھانا پانی اور دیگر ضرورت کی چیزیں رکھی ہوئیں تھیں) کے ساتھ بھاگ پڑے اور یہ لوگ اکیلے رہ گئے چونکہ رات کا وقت تھا اسلئے ایک اونٹ کو بھی قابو نہ کرپائے فوج کے لوگ انتہائی پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھنے اور سہارا دینے کی کوشش کررہے تھے کہ حضرت علاء بن حضرمی نے ان سب کو ایک جگہ جمع ہونے کے لئے کہا سب جمع ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم نے اللہ کے راستہ میں جہاد نہیں کیا؟ کیا تم انصار اللہ نہیں ہو؟ انہوں نے کہا بیشک ہم ہیں آپ نے فرمایا کہ

ابشروا فواللہ لایخذل اللہ من کان فی مثل حالکم

خوش ہو جاؤ اللہ کی قسم جس شخص کی حالت تمہارے جیسی ہو اللہ اسے کبھی بے سہارا نہیں کرتا اتنے میں نماز فجر کا وقت ہوا نماز پڑھ کر آپ نے نہایت تضرع کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا فرمائی اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا مگر یہ حضرات دعا میں لگے رہے حضرت علاء بن حضرمی دعا فرمارہے تھے

اذقدخلق اللہ الی جانبھم غدیرا عظیما من الماء القراح فمشی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ومشی الناس الیه فشربوا واغتسلوا (البدایہ ج۶ ص ۳۳۳)

کہ اچانک دیکھا کہ ان کے ایک جانب خالص پانی کا ایک تالاب بنا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ اور آپ کی فوج نے اس تالاب سے خوب سیر ہو کر پیا اور غسل کیا

اس پر کچھ دیر بھی نہ گذری نہ تھی کہ فوج کے وہ اونٹ جو رات کے وقت بھاگ چکے تھے سامان سے لدے لدائے واپس آرہے ہیں اور ان میں سے ایک چیز بھی گم نہ ہوئی تھی چنانچہ پھر اونٹوں نے بھی پیٹ بھر بھر کر پانی پیا۔ پھر آپ نے دشمن پر بھرپور اور کامیاب حملہ کیا ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

جب آپ یہاں سے کامیابی کے ساتھ آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ دشمن کے وہ لوگ جو فرار ہوئے تھے وہ کشتیوں میں سوار ہو کر دریا پار جا چکے ہیں چنانچہ آپ نے اپنی فوج سے کہا کہ جلد دریا کے کنارے پہنچیں تاکہ دشمن کا تعاقب کیا جائے دریا کے کنارے پہنچنے پر معلوم ہوا کہ یہاں سے مسافت دور ہے اور کشتیوں پر وہاں تک پہنچنا مشکل تھا چنانچہ آپ نے اللہ کے حضور اس طرح دعا کی

یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم انا عبیدك وفی سبیلك نقاتل عدوك اللهم فاجعل لنا الیهم سبیلا (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۸)

اے علیم اے حلیم اے بلند بالا ذات اے عظمت والے ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے راستے میں تیرے دشمن سے لڑنے کیلئے نکلے ہیں اے اللہ ان تک ہمیں پہنچنے کا راستہ بنا

اور حکم دیا کہ یہ ورد اور وظیفہ پڑھتے ہوئے اپنے اپنے گھوڑے دریا میں اتار دو چنانچہ فوج سواری سمیت دریا میں اتر پڑی اس وقت سب کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے

یا أرحم الراحمین یاحکیم یاکریم یا أحد یا صمد یاحی یا قیوم یا ذی الجلال والاکرام لااله الا أنت یاربنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ پڑھتے ہوئے سب دریا میں اتر پڑے اور آپ مع فوج کے اس دریا پر ایسے چل رہے تھے جیسے کوئی زمین پر آرام کے ساتھ چل رہا ہو اور پانی صرف ان کے جانوروں کے پاؤں اور گھٹنوں تک ہی پہنچتا تھا۔ چنانچہ آپ مع فوج کے سکون کے ساتھ دوسری جانب کے کنارے پہنچ گئے اور ان میں سے کسی کو بھی تکلیف نہیں ہوئی اگر یہ لوگ کشتیوں پر جاتے تو دوسری جانب پہنچنے کے لئے کم از کم انھیں ایک دن چاہئیے تھا سو آپ وہاں پہنچے دشمن پر حملہ کیا ان سب کو زیر کیا اور ان کا سب سازوسامان اپنے ساتھ لے کر واپس اسی دریا کے رستے آئے اور ان سازوسامان میں سے کوئی ایک چیز بھی برباد اور گم نہ ہوئی اور یہ سب کچھ ایک دن میں ہوا۔

حضرت علاء بن حضرمی نے اس کی پوری داستان حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں لکھ کر روانہ فرمائی چنانچہ حضرت صدیق اکبر کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا اور ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ایک شخص کو روانہ بھی فرمایا (البدایہ ج ۶ ص ۳۳۳)

حضرت علاء بن حضرمی کی اس کرامت کو دیکھنے والوں میں سیف بن عمرو تمیمی بھی تھے ان کا کہنا ہے کہ میں ان واقعات کا مشاہد ہوں جو اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھوں بطور کرامت دکھائے ہیں وماأجرى الله على يديه من الكرامات اس کرامت کو دیکھتے ہوئے ہجر کے ایک راہب (پادری) نے اسلام قبول کر لیا جب اس سے پوچھا گیا کہ تیرے اسلام قبول کرنے کا سبب کیا بنا ہے؟ تو اس نے کہا۔

خشيت أن لم أفعل ان يمسخنى الله لما شاهدت من الايات

میں نے وہ نشانات و کرامات دیکھے ہیں جو ان کے ہاتھوں پر رونما ہوئے ہیں اگر اب بھی میں ایمان نہ لاتا تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں اللہ تعالی مجھے مسخ ہی نہ فرمادے

پھر اس راہب نے کہا میں نے سحری کے وقت ہوا میں یہ آواز سنی ہے کوئی کہہ رہا تھا

اللهم أنت الرحمن لااله غيرك والبديع ليس قبلك شئى والدائم غير

toobaa-elibrary.blogspot.com

الغافل والذی لایموت وخالق مایری ومالایری وکل یوم أنت فی شأن وعلمت اللھم کل شئی علما

اس نے کہا کہ اس سے مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ فوج خدائی فوج ہے

فعلمت ان القوم لم یعاونوا بالملائکة الا وھم علی أمر اللہ

اگر یہ لوگ اللہ کے حکموں پر عمل کرنے والے نہ ہوتے تو فرشتوں کے ذریعہ ان کی نصرت واعانت کبھی نہ کی جاتی

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی فرماتے ہیں

حضرت علاء بن حضرمی حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں جب غزوہ مرتدین کیلئے بحرین پر گئے اور راستہ میں دریا پڑا تو ساتھیوں نے اس وجہ سے کہ کشتی تیار نہ تھی ٹھہرنے کو کہا فرمانے لگے خلیفہ (حضرت ابوبکر صدیق) کا حکم ہے جلدی پہنچنے کا اسلئے میں ٹھہر نہیں سکتا اور یہ کہہ کر دعا کی کہ

اے اللہ جس طرح تو نے اپنے نبی حضرت موسی علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کیا اسی طرح آج ہم کو ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے پار اتار دے .....اور یہ دعا کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا دریا پار یاب ہو گیا اور سارا لشکر دریا پار ہو گیا (مہمات الدعا حصہ دوم ص ۸)

دیکھنے کے قابل بات یہ ہے کہ اس پر انہیں اطمینان کس قدر تھا خطرہ تک اس کے خلاف کا قلب پر نہیں گذرا۔ کیا ٹھکانہ ہے قوت ایمانیہ کا کون ان حضرات کی ریس کر سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہیبت چھا گئی تمام بحرین پر کہ یہ آدمی ہیں یا فرشتے۔ (افاضات ج ۱ ص ۱۶۷)

حضرت امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (۴۳۰ھ) اس واقعہ پر لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان لیقینھم تنفلق الصخور وبیمینھم تنفتق البحور (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۸)

اولیاء اللہ کے یقین کی طاقت سے بڑی بڑی چٹانیں تک پھٹ جاتی ہیں اور ان کے ہاتھ کے اشارے سے سمندر راستہ دے دیتے ہیں۔

دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے بحر ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر کے عامل اور آپ کے خدام کس پائے کے معزز لوگ تھے اور اللہ کے ہاں ان کا کیا مقام تھا جب آپ کے خدامون کا عنداللہ یہ مقام تھا تو غور کیجئے آپ خود کس مقام بلند پر فائز ہونگے۔

ساقی تیرا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا جب تو نے مے ظالم شیشے میں بھری ہوگی

مرتبے میں سب سے افضل تو ہے بعد الانبیاء

جناب حافظ نور محمد انور صاحب مرحوم (لاہور)

ص	صاحب صدق و صفا اے جانشین مصطفیٰ ؐ	مرتبے میں سب سے افضل تو ہے بعد الانبیاء
د	دین حق کو سب سے پہلے کر لیا تو نے قبول	تھی خدا کی دین تجھ پر اے رفیق مصطفیٰ ؐ
ی	یار غار سید کونین ختم المرسلین ﷺ	بحر علم و معرفت گنج کرم کان سخا
ق	قابل صد فخر تھے سب کام تیرے بالیقین	زندگی بھر دین کی خدمت تو نے کی بے انتہا
ا	اذ ھما فی الغار ہے حق میں ترے فرمان حق	تجھ پہ راضی ہے خدا بھی اور محبوب خدا ؐ
ک	کر دیا ق سارا اثاثہ تو نے بیشک وقف دیں	جب طلب اصحاب سے حضرت ؓ نے مال و زر کیا
ب	باہمی اخلاص سے تو نے گزاری زندگی	مونس و خوار تھا ہر ایک کا تو بے ریا
ر	روضہ اقدس میں انور اب بھی جا کے دیکھ لو	
۱	یار کے پہلو بہ پہلو یار ہے لیٹا ہوا	

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کو
اکابرین امت کا خراج عقیدت و محبت
تابعین کرام آپ کی مدح میں

(۱)..... حضرت امام مسروق تابعی (۶۳ھ) کا بیان

آپ ارشاد فرماتے ہیں

حب ابی بکر وعمر ومعرفة فضلهما من السنة (ازالہ ج ۲ ص ۵۳۶)

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی محبت اور ان کی فضیلت کو پہنچاننا سنت میں سے ہے

(۲)..... حضرت امام سعید بن المسیب (۹۴ھ) کا ارشاد گرامی

تابعی جلیل حضرت امام سعید بن المسیب (۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ

آپؓ رسول اللہ ﷺ کے وزیر تھے اور حضور ﷺ ان سے ہر امر میں مشورہ فرمایا کرتے تھے اور وہ آپ کے ثانی تھے اسلام میں اور آپ کے ثانی تھے غار میں اور آپ کے ثانی تھے یوم بدر والے عریش میں اور آپ کے ثانی ہیں قبر میں اور رسول اللہ ﷺ کسی کو ان پر مقدم نہیں کیا کرتے تھے (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۶۶۔ تاریخ الخلفاء ص ۶۱۔ ازالہ ج ۳ ص ۷۱)

(۳)..... تابعی کبیر حضرت امام ابراہیم نخعی (۹۶ھ) کا بیان

حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت ابوبکر کو ان کی شفقت اور رحم دلی کی بناء پر اواہ کے لقب سے بھی نام فرماتے تھے (تاریخ ص ۶۰۔ ازالہ ج ۳ ص ۸۵) کان یسمی الاواہ (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۷۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(۴) ..... حضرت علامہ امام شعبی (۱۰۳ھ) کا بیان

علامہ زیلعیؒ نے حضرت امام شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ

خدائے پاک نے آپؓ کو چار بے نظر خصوصیات سے نوازا ہے جو اور کسی میں نہیں۔ (۱) آپ صدیق ہیں، سوا آپ کے کسی اور کو یہ لقب عطا نہیں ہوا۔ (۲) آپ نے غار میں آنحضرتؐ کا ساتھ دیا۔ (۳) آپ نے حضورِ انورؐ کے ساتھ ہجرت کی۔ (۴) حضورؐ نے جملہ مسلمانوں کو مقتدی اور آپ کو امام بنایا۔

(۵) ..... حضرت قاسم بن محمد (۱۰۷ھ) کا بیان

ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس میں یہ بات کہی کہ خدا کی قسم حضور ﷺ کسی ایسی جگہ نہ تھے جہاں حضرت علی آپ کے ساتھ نہ ہوں یہ سن کر قاسم بن محمد نے کہا کہ بھائی قسم نہ کھاؤ اس نے کہا کہ آپ کوئی ایسا موقع بتائیں جہاں حضرت علی نہ ہوں آپ نے کہا کہ کیا آپ اس بات کا انکار کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثانی اثنین اذھما فی الغار۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۳۶) یعنی بتایئے کہ غار ثور میں سوائے ابوبکر کے اور کون آپ کے ساتھ تھا

(۶) ..... حضرت امام محمد بن سیرین (۱۱۰ھ) کا ارشاد

حضرت امام محمد بن سیرین (۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ

ماأظن رجلًا ینتقص ابابکر وعمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹)

میں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت کی تنقیص کرتا ہو اور وہ حضور ﷺ سے محبت بھی رکھے۔ (یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ حضور ﷺ سے محبت کرنے والا کبھی بھی حضرات شیخین کی تنقیص کرے گا)

(۷) ..... حضرت ربیع بن انس بصری کا بیانؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں

کتب سابقہ میں آپ کو مثل آب رحمت کے بتلایا گیا ہے کہ باران رحمت جہاں برستا ہے نفع پہنچاتا ہے اور فرمایا کہ انبیاء سابقین کے اصحابؓ میں کوئی بھی آپؓ کے برابر نہ تھا۔

مکتوب فی الکتاب الاول مثل ابی بکر الصدیق مثل القطر اینما وقع نفع

(تاریخ ص ۶۰۔ ازالۃ ج ۱'۱۲۴)

(۸)..... حضرت ابو حصین عثمان بن عاصم (۱۲۸) کا ارشاد گرامی

آپ فرماتے ہیں

اولاد آدمؑ میں انبیاء و مرسلین کے بعد آپؓ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں ہوا اور آپ فتنہ ردۃ کے موقع پر وہاں کھڑے تھے جہاں انبیاء کھڑے ہوتے ہیں۔ (تاریخ ص ۶۰)

(۹).....ایک مرتبہ ایک آدمی امام زین العابدین (۱۲۱ھ) کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو حضور ﷺ کا کس قدر تقرب حاصل تھا آپ نے فرمایا کہ جس قدر اب ہے (یعنی روضہ اقدس کو دیکھ لو سب سے زیادہ قریب ہیں)

ما کان منزلة ابی بکر وعمر من النبی ﷺ فقال منزلتهما الساعة

(مسند احمد ج ۴ ص ۷۰ تہذیب ج ۷ ۳۰۶۔ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۲۳)

(۱۰)..... حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) فرماتے ہیں

افضل الناس بعد النبیین علیهم الصلوة والسلام ابوبکر الصدیق (

شرح الفقہ الاکبر ص ۹۷)

انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں

کسے عزت ملی صدیق کی مدحت طرازی کی بتادے شیوہ زین العابدین تیرا ہے یا میرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

خطبات صدیقی

حضرت ابوبکر صدیق کے قومی سطح کے فکر انگیز خطبات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆.....وصال نبوی ﷺ پر خطبہ مبارک

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر حضرت ابوبکر صدیق کو پہونچی تو آپ فورا دوڑے دوڑے آئے اس وقت مسجد نبوی میں لوگ جمع ہورہے تھے آپ نے کسی سے بات نہ کی سیدھے گھر کے اندر تشریف لے گئے جہاں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یمنی چادر میں ملبوس تھے آپ جسد مبارک کے قریب تشریف لائے چہرہ انور سے چادر ہٹائی اس پر جھکے بوسہ دیا اور آپ کو مخاطب کر کے فرمایا

میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں بھی پاک وصاف رہے اور اب موت کے بعد بھی پاک صاف ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ آپ کو ہرگز دو موتیں نہیں دے گا وہ موت جو اللہ نے آپ کیلئے مقدر کی تھی وہ تو آپ کو آہی گئی۔)

پھر آپ مسجد میں تشریف لائے یہاں صحابہ کرام غم کے مارے نڈھال تھے حضرت عمر فاروق بھی شدت غم کی وجہ سے اپنے آپ میں نہ تھے حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بٹھایا پھر آپ نے باآواز بلند اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور اسکے بعد فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ بیشک آپ پر موت واقع ہو گئی مگر ہاں جو شخص اللہ کی بندگی کرتا ہے تو بیشک اللہ زندہ ہے اور اس کیلئے موت نہیں (تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۴۲۴) (پھر آپ نے قرآن کریم کی یہ آیتیں پڑھیں جس کا ترجمہ یہ ہے) (ترجمہ) (اے محمد ﷺ) آپ کو بھی موت آنی ہے اور بے شبہ وہ بھی مرنے والے ہیں (پ ۲۳ زمر) اور محمد (ﷺ) نہیں مگر ایک رسول جن سے پہلے بھی اور رسول گذر چکے ہیں پس اگر ان کو موت آجائے یا قتل کر دئے جائیں کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کو لوٹ جاؤ گے اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ شکر کرنے والے کو عنقریب جزا دے گا (پ ۴ آل عمران)

یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور حقیقت انکے سامنے موجود تھی آپ نے اس قدر مؤثر اور دل نشین انداز میں یہ خطبہ دیا کہ اب ہر شخص کی زبان پر یہ آیتیں تھیں۔

☆.....بیعت خلافت کے موقع پر خطبہ

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جب سب مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کرلی تو حضرت عمر فاروق نے سب سے پہلے ایک مختصر تقریر فرمائی پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو تقریر کرنے کی گذارش کی چنانچہ کئی مرتبہ گذارش کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثناء اور آنحضرت ﷺ پر درود و سلام کے بعد ارشاد فرمایا

اے لوگو خدا کی قسم نہ میں کبھی دن میں اور نہ کبھی رات میں امارت کا خواہاں تھا نہ اسکی طرف مجھے رغبت تھی اور نہ میں نے کبھی پنہاں یا آشکارا اللہ تعالی سے اسکے لئے دعا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی البتہ مجھے خوف ہوا کہ کوئی فتنہ نہ برپا ہو جائے اسلئے اس بار گراں کو اٹھانے کیلئے تیار ہو گیا ورنہ امارت میں مجھے کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایک ایسا بوجھ مجھ پر ڈالا گیا ہے جس کے برداشت کرنے کی طاقت میں اپنے اندر نہیں پاتا اور اللہ کی امداد کے بغیر اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا کاش آج میری بجائے کوئی ایسا شخص امیر ہوتا جو اس بوجھ کو اٹھانے کی مجھ سے زیادہ طاقت رکھتا مجھے تم نے اپنا امیر بنایا حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر سیدھے راستہ پر چلوں تو میری مدد کرنا اور اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرنا صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اسکا حق دلوادوں انشاء اللہ اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے حق لے لوں انشاء اللہ۔ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے وہ ذلیل کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں بے حیائی کا رواج ہو جاتا ہے اس پر عام طور پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے..... جب تک میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہے..... اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے (البدایہ ج ۵ ص ۲۴۸)

☆..... خدا سے ڈرتے رہنے کی تاکید و ہدایت

ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

اے لوگو میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرتے رہنے کی۔ اور اس بات کی کہ تمہیں اسکی شایان شان تعریف کرنی چاہئیے اور اسکی طرف رغبت کے ساتھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تمہارے دلوں میں اسکا ڈر بھی موجود رہے اور اس سے سوال کرنے میں خوب الحاح وزاری کرو اسلئے کہ اللہ تعالی حضرت زکریا اور انکے اہل بیت کی تعریف میں فرمایا

انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین

(ترجمہ) وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے اللہ کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۹۲)

اے اللہ کے بندو تمہیں یہ بھی جاننا چاہئیے کہ اللہ تعالی نے اپنے حق کے عوض تمہاری جانیں گروی رکھی ہیں اور اس معاملہ کا تم سے پختہ عہد لیا ہے اور کمتر اور فانی چیز کے عوض کثیر اور باقی سے عطا فرمایا ہے۔ یہ کتاب اللہ تمہارے درمیان ہے جس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں اور جس کی روشنی ماند نہیں پڑے گی ۔ پس اللہ کے فرمان پر ایمان رکھو اور اسکی کتاب سے فائدہ اٹھاتے رہو اس نے تمہیں اپنی بندگی کیلئے پیدا کیا ہے اور تم پر محاسب فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے جو تمہارے افعال کو جانتے ہیں۔

اے خدا کے بندو تم یقین مانو کہ تمہاری صبح اور شام اس مقررہ وقت میں ہوتی رہے گی جس کی حد تمہیں معلوم نہیں ہے پس اگر تم سے یہ ہو سکے کہ اللہ کی اطاعت میں رہتے ہوئے تمہارا وقت پورا ہو جائے تو زندگی کی فرصت میں عمل میں پیش قدمی کرو اسلئے کہ بہت سی قومیں فرصت کے لمحات دوسروں کی نذر کر چکیں ہیں تمہیں انکی مانند نہ ہونا چاہئیے پس تمہاری رفتار تیز ہونی چاہئیے بہت ہی تیز اسلئے کہ تمہارا پیچھا کرنے والا بڑا ہی تیز رفتار ہے۔ (العقد الفرید ج ۴ ص ۱۴۶ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۰ ۔ ماخوذ از صدیق اکبر ص ۴۰۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... جہاد میں اپنی نیتوں اور ارادوں کو پاک رکھنے کی تاکید

ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

اے لوگو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاں اور فرائض مقرر فرمائے ہیں وہاں جہاد بھی ایک فرض ہے جس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے تمہیں چاہئیے کہ اپنی نیتوں کو پاک وصاف اور اپنے ارادوں کو نیک رکھو اور تاکہ تمہارے احسانات زیادہ ہو جائیں۔ اے لوگو تمہیں چاہئیے کہ اپنے آپ کو اللہ کے فریضہ کی ادائیگی اور اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت کے اتباع میں جلدی کریں آپ جس نیک کام کی طرف جارہے ہیں اس میں دو ہی باتیں ہیں فتح ہے یا پھر شہادت ہے اگر آپکو شہادت نصیب ہو گئی تو جو لوگ آپ سے پہلے جا چکے ہیں آپ ان سے جا ملیں گے اور جو شخص آپ میں سے مر جائے گا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر ہے (فتوح الشام ص ۲۸)

اے لوگو بیشک ہر کام کے کچھ اصول و قواعد ہوتے ہیں جس آدمی نے ان کی پابندیاں کیں تو یہ اس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں انہی قاعدوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس نے اللہ کے لئے کام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مشقت اور کوشش کی طرف سے کافی ہو گیا قصد اور ارادہ کو ہر کام میں زیادہ دخل ہے سن لو اس آدمی میں دین نہیں اس آدمی میں ایمان نہیں اس آدمی کے لئے اجر نہیں جس کی نیت صحیح نہیں اور نہ ایسے آدمی کے عمل کا اعتبار ہے۔ سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب اتنا ہے کہ مسلمان کے لئے لائق نہیں کہ اس میں شرکت سے رہی جائے اور وہ ثواب نجات پالینا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے ذریعہ انسان رسوائیاں سے نجات پا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی کرامت حاصل

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوتی ہے (حیاۃ الصحابہ ج ا ص ۴۷۰ بحوالہ کنز)

☆.....جو آج زندہ ہے کل مر جائے گا عمل کرتے رہو

یک مرتبہ آپ نے خطبہ دیا تو حمد و صلوۃ کے بعد فرمایا

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ بزرگ و برتر کا ڈر ہر کام میں اور ہر حال میں تمہارے پیش نظر رہے اور اپنی پسند اور ناپسندیدگی کے بارے میں حق کا التزام رہے سچائی سے ہٹ کر خیر نہیں دروغ گو حق سے انحراف کرتا ہے اور حق سے انحراف کرنے والا (انجام کار) ہلاک ہو جاتا ہے۔ خبردار اپنی بڑائی نہ کرنا خاکی مخلوق جو پھر خاک میں مل جائے گی اسے بڑائی کب زیب دیتی ہے جو آج زندہ ہے اور کل مردہ۔ عمل جاری رکھو اور اپنا شمار مر جانے والوں میں کرتے رہو جو بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے اسے اللہ کے حوالہ کر دو اپنے فائدے کیلئے اچھے اعمال پہلے سے کر رکھو کل یہی ذخیرہ تمہارے پاس ہوگا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یوم تجد کل نفس ماعلمت من خیر محضرا وماعملت من سوء تود لو ان بینها وبینه امدا بعیدا ویحذرکم الله نفسه والله رؤف بالعباد (آل عمران ۳۰)

(ترجمہ) جس دن کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی اور اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا کہ اس شخص کے اور اس روز کے درمیان دور دراز کی مسافت حائل ہوتی اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... آدمی کو چاہیئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑا رہے

عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اس بات کی کہ فقر و تنگدستی کے زمانہ میں بھی اللہ کی تابعداری کرنا اور تم کو تاکید کرتا ہوں اس بات کی بھی کہ بھوکے رہتے ہوئے اللہ کے ساتھ رہنا اپنے فقر و فاقہ کی حالت کو اللہ کو نہ چھوڑ دینا اور تقوی و پرہیزگاری کو کسی حال میں نہ چھوڑنا اللہ تعالیٰ اپنی جن خوبیوں اور جن صفتوں کا مستحق ہے اس کی شان کے موافق اس کی خوبیوں اور اس کی صفتوں کو بیان کرتے رہنا اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہنا بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے

خوب سمجھ لو اور اس کا یقین رکھو کہ اگر اللہ کی عبادت و طاعت میں پورے پورے باخلاص رہو گے تو اس حال میں ایک تو تم اپنے رب کے اطاعت گذار اور وفاشعار بندے بنو گے..... دوسرے اپنے حق و ثواب کو ضائع ہونے سے بچاؤ گے

اے لوگو اللہ نے تم پر جو فرائض مقرر کئے ہیں ان کو اپنی محنت کے زمانہ میں پورا کرو اور فرائض کے علاوہ اپنے مرنے سے پہلے نوافل کا بھی اہتمام کرو اپنے فقر و فاقہ میں اپنے پچھلے بزرگوں کے طریقہ پر رہو..... اے اللہ کے بندو ان لوگوں میں غور کرو جو تم سے پہلے جا چکے ہیں کہ وہ کل کہاں تھے اور آج وہ کہاں ہیں وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے بنجر زمین میں ہل چلوادئے ان کو آباد کیا نئی بستیاں بنائیں؟ بات یہ ہے کہ وہ بھلادئے گئے اور ان کے تذکرے بھی فراموش کر دئے گئے پس آج وہ ایسے گم نام ہو چکے ہین کہ جیسے وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ اور وہ ہیں ان کے اجڑے گھر اس وجہ سے کہ وہ لوگ ظلم کرنے والے تھے اور وہی لوگ اب قبروں کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں ﴿هل تحس منهم من احد او تسمع لهم ركزا﴾ سو آپ ان میں سے کسی کو بھی دیکھتے ہیں یا ان کی آہستہ آواز بھی سنتے ہیں۔۔۔ کہاں گئے تمہارے وہ دوست ساتھی اور بھائی برادر ہاں وہ پہنچ گئے ہیں اپنے کئے ہوئے اعمال کے ٹھکانوں پر۔ وہ پہنچ گئے ہیں نیک بختی اور بدبختی کے مقام پر ۔ بیشک اللہ تعالی کی اپنی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ کوئی قرابت رشتہ داری نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ اس کو کوئی بھلائی دے یا اس کی وجہ سے کوئی برائی ہٹائے البتہ جو بھی اس کی بات مانے گا وہ اس کو بھلائی عطا کرے گا اور برائی کو اس سے دور رکھے گا اور سب سے بڑی خیر اور بھلائی یہ ہے کہ آدمی دوزخ سے دور رہے اور سب سے بڑی برائی اور بربادی یہ ہے کہ آدمی جنت سے دور رہ جائے۔ میں کہتا ہوں اپنی یہ بات پھر اللہ سے معافی مانگتا ہوں اپنے گناہوں کے واسطے اور تمہارے گناہوں کے واسطے (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۰)

☆.....اس میں کوئی خیر نہیں جو اللہ کے بجائے لوگوں سے ڈرتا ہو

حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک اور خطبہ میں فرمایا

آدمی کے اس کلام میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے جو اللہ کے لئے نہ کہا جائے اور اس مال میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جو اللہ کے لئے خرچ نہ کیا جائے اور اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جس کی جہالت اس کے حلم پر غالب آجائے اور اس میں بھی کوئی خیر نہیں جو اللہ کی خوشی کے لئے اس کے حکموں کو بجالانے میں لوگوں کی ملامت کی پروا اور ان کا خوف رکھتا ہو (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆.....دنیا کے عیش و عشرت سے آخرت کا سفر اچھا ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق کے مرض الوفات میں ان کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا

میں نے دنیا کو دیکھا ہے وہ بڑے زور و شور سے آئی لیکن اس کو قبول نہیں کیا گیا (عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا) تم لوگ دیواروں پر ریشم کے کپڑے لٹکاؤ گے قیمتی کپڑوں کے تکیے بناؤ گے اور کھردرے اون کے کپڑوں سے تم کو ایسی تکلیف معلوم ہوگی جیسے تم کیکر کے کانٹوں پر پڑے ہو اور اللہ کی قسم تمہارا کوئی اپنا آدمی آوے اور ناحق کسی کی گردن مار دے تو مقتول کے لئے یہ بہتر ہوگا اس سے کہ وہ دنیا کے گڑھے میں آرام سے سوتا رہے

(یعنی دنیا کے چنگل میں پھنسنے سے بہتر ہے کہ اس کو اسکا اپنا ہی کوئی آدمی مار دے تاکہ وہ دنیا کے عیش و عشرت سے بچ بچا کر چلا جائے) (حلیہ ج ۱ ص ۶۹)

☆.....اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کا انجام نہایت ہی ذلت ناک ہوگا

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا

قیامت کے دن ایک ایسے بندے کو پیش کیا جائے گا جس پر اللہ نے انعام کیا اور اس کے رزق میں وسعت دی اور اس کو اچھی جسمانی صحت عطا کی اور پھر اس نے اپنے رب کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیا اب یہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا اس سے کہا جائے گا کہ اپنے اس دن کے لئے تو نے کیا عمل کیا اور اپنے نفس کے لئے یہاں تو نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کون سی نیکی کی تھی تو اس کو کوئی نیکی نہیں ملے گی جو اس نے کی ہو تو یہ رونا شروع کر دے گا یہاں تک کہ روتے روتے اس کے آنسو ختم ہو جائیں گے پھر اس کو شرم دلائی جائے گی اور ذلیل کیا جائے گا کہ اس نے اللہ کی اطاعت کو کیسے ضائع کیا پھر وہ اتنا روئے پیٹے گا کہ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس کے رخساروں پر آپڑیں گی اور دونوں رخسارے اتنے پھول جائیں گے کہ وہ کوس در کوس ہو جائیں گے پھر اسے عار دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا یہاں تک کہ یہ کہے گا کہ اے پروردگار مجھے دوزخ میں بھیج دے اور اس مقام سے مجھے ہٹا دے اور یہ مطلب ہے اللہ کے ارشاد انه من یحادد الله ورسوله فان له نار جهنم .....الایۃ کا (کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کہہ رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور سے نصیب ہو گی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی رسوائی ہے۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء ج ۲ ص ۱۱۰)

☆.....اللہ کا نور کبھی بجھایا نہ جا سکے گا

نعیم محمد بن الرجبی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اے لوگو جان لو کہ تم صبح و شام میں داخل ہو رہے ہو ایک مدت معینہ کے اندر جس کا علم تم سے مخفی رکھا گیا ہے تو اگر تم میں استطاعت ہو کہ اس مدت کو گزار دو اس طرح کہ تم (فتنوں سے) بچتے رہو تو ایسا کرو اور تم میں اس کی استطاعت ہر گز نہ ہو گی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور بہت سی قومیں ہیں جنہوں نے (اپنے کردار کو چھوڑ کر) دوسروں کے اعمال اختیار کر لئے اور تباہ ہو گئیں تو اللہ نے تم کو روکا اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے کہ تم ان جیسے نہ بن جانا ارشاد فرمایا ﴿ ولاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم اولئك ھم الفاسقون ﴾ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ (کے احکام) سے بے پرواہی کی تو اللہ تعالی نے خود ان کی جان سے ان کو بے پرواہ بنادیا یہی لوگ نافرمان ہیں وہ تمہارے بھائی کہاں گئے جن کو تم پہچانتے تھے ان کے اعمال کا دفتر بند ہو چکا ہے اور وہاں جو کچھ پہلے بھیج چکے تھے اس پر پہنچ گئے کہاں ہیں وہ دور گزشتہ کے نافرمان لوگ جنہوں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور چار دیواریوں سے ان کو بند کیا تھا اب وہ خود پتھروں کے نیچے پہنچ گئے ہیں یہ اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہ ہوں گے اور اس کا نور کبھی بھی بجھایا نہ جاسکے گا تاریک دن میں اس سے روشنی حاصل کیا کرو اللہ کی کتاب اور اس کے بیان سے نصیحت حاصل کرو دیکھو اللہ تعالی نے ایک قوم کی تعریف فرمائی ہے ﴿ انھم کانوا یسارعون فی الخیرات و یدعوننا رغبا ورھبا وکانوا لنا خاشعین (ترجمہ) وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے اللہ کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۹۲)

☆.....ہمارے اعمال اللہ کے انعامات کا مقابلہ نہیں کر سکتے

حضرت ابو بکر صدیق نے غزوہ روم کے لئے جب ارادہ فرمایا تو آپ نے بڑے صحابہ کرام کو بلایا اور ان کے سامنے ایک خطبہ دیا آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا

اللہ بڑی عزت والا اور انتہائی بزرگ ہے اس کی نعمتیں حد شمار سے باہر ہیں ہمارے اعمال اس کے انعامات کا مقابلہ نہیں کر سکتے تمام تعریف اسی کے لئے ہے اللہ پاک

نے تمہارے لئے تمہارے کلمہ کو جمع کر دیا تمہارے آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کر دی اور تم لوگوں کو اسلام کی ہدایت دی اور شیطان کو تم سے دور کر دیا اب شیطان کو تم سے شرک کی امید نہیں کہ تم علاوہ اللہ کے کسی اور کو معبود بناؤ گے آج تمام عرب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں میری رائے یہ ہے کہ مسلمان ملک شام کو رومیوں کے جہاد کے لئے جائیں اللہ مسلمانوں کی ضرور مدد کرے گا اور اللہ اپنے کلمہ کو اونچا کر کے رہے گا اور اس جہاد میں مسلمانوں کو بڑا اجر نصیب ہو گا اس جہاد میں جو مارا جائے گا وہ شہادت کی موت پائے گا اور اللہ کے نزدیک بھلے لوگوں کے لئے بڑی خیر ہے اور جو زندہ رہے گا دین کا پاسبان ہو کر زندہ رہے گا اور اللہ اسے مجاہدین کا ثواب بھی دے گا۔۔ (حیاۃ الصحابۃ ج ا ص ۲۷۴ بحوالہ ابن عساکر)

☆.....مؤمن میں خوف اور امید دونوں ہونی چاہئیے

جب آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین اور مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کیا تو ان کو بلا کر تقوی و پرہیزگاری کی وصیت کی اور اس میں فرمایا.....

اے عمر یقین جانو کہ اللہ کا جو حق رات میں ہے وہ اس کو دن میں قبول نہیں کرے گا اور جو حق دن سے متعلق ہے اللہ اس کو رات میں قبول نہیں کرے گا (یعنی ہر عمل اسکے وقت پر کرنا چاہئیے) اور اللہ تعالی نفل کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تم فرض ادا نہ کرو۔

اے عمر ..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دراصل ترازو ان ہی لوگوں کی بھاری ہے جن کی ترازو قیامت کے دن حق کی پیروی کرنے کی وجہ سے بھاری ہو اور حق بھی یہی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ کل قیامت کے دن جس ترازو میں حق کے سوا کچھ اور نہ ہو اس کو ہی بھاری ہونا چاہئیے اسکے بر عکس اتباع باطل کی وجہ سے جن لوگوں کی ترازو قیامت کے دن ہلکی ہو گی انکی ترازو ہلکی ہو گی اور جس ترازو میں باطل کے سوا اور کچھ نہ ہو اس کو ہلکا ہی ہونا چاہئیے۔

اے عمر..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں تنگی اور فراخی کی آیات ایک ساتھ اتری ہیں تاکہ مؤمن میں خوف بھی ہو اور امید بھی۔ مگر ہاں مومن کو اللہ سے ایسی ہی چیز کی تمنا اسکی رغبت کرنی چاہئیے جو اسکا حق ہو اور اسی طرح اس کو ایسا خوف نہیں کرنا چاہئیے کہ پھر وہ خود ہی اپنے ہاتھوں اس میں واقع ہو جائے (یعنی آدمی خوف کرے تو اسے چاہئیے کہ اس سے بچے بھی)

اے عمر کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اہل دوزخ کا ذکر انکے بدترین اعمال کے ساتھ کیا۔ جب تم ان کو یاد کرو گے تو کہو گے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے نہیں ہونگا اور اللہ نے اہل جنت کا ذکر انکے بہترین اعمال کے ساتھ کیا ہے کیونکہ انکے جو برے اعمال تھے اللہ نے ان سے درگذر فرمایا جب تم ان لوگوں کو یاد کرو گے تو کہو گے میرا عمل ان جیسا کہاں ہے؟

اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو ایسا غائب جو تم کو حاضر کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہو موت کے سوا۔ اور کچھ نہ ہو گا (یعنی موت تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو گی) درآں حالیکہ تم موت کو عاجز کرنے والے نہیں ہو (ابن اثیر ج ۲ ص ۲۹۳)

صدیق نے پھیلائی ہے اسلام کی خوشبو — گلزار وفا کے گل تر جھوم رہے ہیں
کس اوج پہ ہے قسمت صدیق مکرم — درپیش ہے ہجرت کا سفر جھوم رہے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکتوبات صدیقی

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے چند اہم مکتوبات

(۱)..... فتنہ ارتداد کے وقت جنگ شروع کرنے سے پہلے بھیجی جانے والی ایک اہم تحریر

حضور اکرم ﷺ کے وصال پر جب اہل ارتداد کا فتنہ برپا ہوا اور اس پر بڑا شور اٹھا تو آپ نے جنگ شروع کرنے سے قبل ان کے نام ایک خط بھیجا اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمایئے آپ نے اپنے خط میں تحریر فرمایا

میں تم لوگوں کو سمجھاتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ کی طرف سے جو تمہارا حصہ مقرر ہوا ہے اور تمہارے نبی تمہارے پاس جو چیز لائے ہیں اس کو قبول کرو اور نبی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلو اور اللہ کے دین کی رسی کو مضبوط پکڑو کیونکہ جسے اللہ ہدایت نہیں دیتا وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور ہر وہ آدمی جسے اللہ تندرست نہیں رکھتا وہ بیمار ہو جاتا ہے اور جس کی مدد اللہ نہیں کرتا وہ رسوا ہو جاتا ہے۔ ہاں جس کو اللہ ہدایت دیتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرتا ہے وہ گم راہ ہو جاتا ہے اور پھر دنیا میں اسکا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا جو اس کو خدا سے قریب کر دے اور آخرت میں اسکی طرف سے کوئی فدیہ یا بدلہ نہیں لیا جاتا پس جو شخص ایمان لائے گا وہ اسکے کیلئے بہتر ہوگا اور جو اس کو چھوڑ دے گا تو اس کو معلوم ہونا چاہئیے کہ وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا (ماخوذ از۔ صدیق اکبر ص ۴۱۰)

(۲)..... اہل یمن کے نام حضرت ابو بکر صدیق کا پیغام

السلام علیکم ..... میں تم لوگوں سے اس اللہ پاک کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد۔ اللہ نے مؤمنین پر جہاد فرض کر دیا ہے اور ان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ آسانی میں ہوں یا تنگی میں گھر سے نکلیں اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد کریں جہاد ایک پختہ فریضہ ہے اور جہاد کا ثواب اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے ہم نے مسلمانوں کو ملک شام کی طرف رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے نکالا ہے مسلمانوں نے ہماری اس آواز پر لبیک کہا اور ان کی نیت اس بارے میں نہایت اچھی رہی اور ان کے ارادے نہایت پختہ رہے اے اللہ کے بندو تم بھی اس کام کی طرف جلدی کرو جس کی طرف مسلمانوں نے سبقت کی ہے اور جہاد کے لئے اپنی نیتیں خالص کرو تم لوگ دو نیکیوں میں سے ایک سے محروم نہ رہو گے یا تمہارے حصہ میں شہادت ہو گی یا فتح اور غنیمت۔ بیشک اللہ تعالیٰ بغیر عمل کے بندوں کی باتوں سے راضی نہیں اور جہاد دشمنان خدا سے اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ وہ دین حق کا اتباع نہ کریں اور اللہ کی کتاب کے فیصلہ کا اقرار نہ کریں اللہ تمہارے لئے تمہارے دین کی حفاظت فرمائے اور تمہارے دلوں کو ہدایت دے اور تمہارے اعمال کو پاک صاف بنائے (حیاۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۴۷۶ بحوالہ کنز ج ۳ ص ۱۴۳)

☆..... صحابہ عظام کو نصائح اور وصایا..... ☆

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کے نام پروانہ

آپ نے حضرت عمر فاروق کو جب اپنا جانشین کر دیا تو انہیں ایک پروانہ دیا اس میں آپ نے لکھا

یہ وہ پروانہ ہے جو ابو بکر محمد رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ اس وقت لکھ رہا ہے جبکہ دنیا کے ساتھ اس تعلق کی آخری گھڑی اور آخرت کے ساتھ اسکے تعلق کی پہلی گھڑی شروع ہو رہی ہے اور یہ ایسے عالم میں لکھوائی جا رہی ہے جبکہ کافر بھی مومن ہو جاتا ہے اور گنہ گار فاجر بھی ڈرنے لگتا ہے۔ میں نے عمر کو تم پر دنیا کا حاکم بنایا ہے اگر انہوں نے نیکی کی راہ اختیار کی اور عدل کیا تو یہ وہی بات ہو گی جو میں انکے متعلق جانتا ہوں اور جو میری رائے انکے بارہ میں ہے لیکن اگر انہوں نے ظلم کیا اور وہ بدل گئے تو مجھ کو غیب کا علم نہیں ہے (وان جار وبدل فلا اعلم لی بالغیب) میں نے تو خیر خواہی کا ارادہ کیا ہے بہر حال ہر انسان جیسا کرے گا ویسا پائے گا اور جو لوگ کہ ظالم ہیں ان کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسی پلٹی کھاتے ہیں

☆..... حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام لکھے گئے خط میں نصیحت

ایک مرتبہ آپ نے حضرت خالد بن ولید کے نام مکتوب لکھا تو اس میں یہ بھی فرمایا تمہارے دل میں پندار نہ پیدا ہو جائے ورنہ گھاٹے میں رہو گے اور تائید الٰہی سے محروم ہو جاؤ گے اور اپنے کسی کارنامہ پر خبردار نہ اترانا اسلئے کہ احسان جتانا صرف اللہ تعالیٰ کو شایان ہے اور وہی بدلہ دینے والا بھی ہے

☆..... حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو نصیحت

حضرت ابو بکر صدیق نے جب حضرت یزید بن ابی سفیان کو شام کی امارت کے لئے روانہ کیا تو ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو بلا کر فرمایا کہ

اے یزید وہاں تمہارے عزیز و اقارب ہیں ممکن ہے کہ تم ان کو امارت دینے میں ترجیح دو یہ وہ سب سے بڑی چیز ہے جس کا میں تم سے اندیشہ کرتا ہوں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کاج کا ذمہ دار ہوا اور وہ محض قرابت داری کی وجہ سے ان پر کسی کو امیر بنادے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ اس کی طرف سے کسی فدیہ اور کفارہ کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کردے گا۔

آپ نے ساتھ ہی انہیں حضور ﷺ کے اس ارشاد کی جانب بھی متوجہ کیا کہ

من اعطی احدا حمی الله فقد انتهك فی حمی الله شیئا بغیر حقه فعلیه لعنة الله (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰)

جو شخص کسی کو اللہ کی چراگاہ عطا کرے (یعنی کوئی عہدہ دے) اور وہ بغیر کسی حق کے اس چراگاہ میں ارتکاب محرمات کرے (یعنی عہدہ میں خیانت کا مرتکب ہو) تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

پھر آپ نے ان کے ساتھ بھیجے جانے والے لشکر کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا

تم اللہ سے تقوی کو لازم پکڑو کیونکہ وہ تمہارے باطن کو تمہارے ظاہر کی طرح دیکھتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر آدمی وہی ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ کا سب سے زیادہ مقرب بندہ وہی ہے جو اپنے عمل کے ذریعہ سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہے تم لوگ جاہلیت کی باتوں سے بچنا کیونکہ اللہ ان باتوں کو اور ایسے لوگوں کو مبغوض رکھتا ہے اور جب تم اپنے لشکر کے پاس پہنچو تو خوش اخلاقی سے پیش آنا اور بھلائی کے ساتھ اپنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

معاملہ کا آغاز کرنا اور ان سے اس کا وعدہ بھی کرنا اور جب ان کو نصیحت کرو تو اختصار سے کام لینا کیونکہ کثرت کلام میں آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کیا کہا تھا۔ اپنے نفس کی اصلاح کرو تو لوگ ٹھیک رہیں گے اور نمازوں کو اپنے وقت میں مکمل خشوع کے ساتھ ادا کرنا جب دشمن کے قاصد تمہارے پاس آئیں تو ان کا اکرام کرنا اور ان کا قیام وہاں مختصر ہو تاکہ جب وہ واپس جائیں تو وہ تمہارے حالات سے باخبر نہ ہو جائیں اور ان کو اہل لشکر نہ دکھانا ورنہ وہ تمہارا حال دیکھ لیں گے ان لوگوں کے ساتھ اپنے لوگوں کو بات چیت سے منع کرنا تم خود ہی گفتگو کرنا اپنے بھید کسی پر نہ کھولنا ورنہ معاملہ بگڑ جائے گا بات سچ کہنا تاکہ مشورہ بھی صحیح ملے اپنی کوئی بات اپنے مشیر سے نہ چھپانا ورنہ تمہاری بات تمہارے سر پڑ جائے گی رات کے وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرنا تاکہ آس پاس ہونے والی خبریں معلوم ہوں اور پوشیدہ باتوں کا پتہ چلے ..... خیانت سے بچنا کیونکہ خیانت فقر کا باعث ہوتی ہیں اور مدد کو دور کر دیتی ہے (تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۲۷۷)

حضرت ابو بکر حضرت یزید بن سفیان کے قافلہ کو الوداع کہنے کے لئے کچھ دور تک ان کے ساتھ چلتے رہے آپ پیدل چلے جا رہے تھے اور یزید بن ابی سفیان سواری پر تھے انہوں نے کہا کہ حضرت میں پیدل چلتا ہوں آپ سوار ہو جایئے آپ نے فرمایا کہ نہیں تم جہاں ہو وہیں رہو اللہ کے راستے میں اٹھے قدم کی بات ہی اور ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا

اے یزید دھیان رکھنا کہ وہاں تمہارا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا جنہوں نے اپنی زندگی عبادت خانوں کے واسطے نذر کر دی ہے تم ان لوگوں کو کچھ نہ کہنا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا اور تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو تمہارے پاس الوان نعمت لے کر آئیں گے تم ان کھانوں میں سے جب کھاؤ تو ان کھانوں پر اللہ کا نام لو..... اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کے سر بیچ سے منڈے ہوں گے تم ان کو تلوار سے کھٹکھٹانا۔ دیکھنا کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی عورت بچے مریض اور راہب پر ہاتھ اٹھانا نہ گھروں کو برباد کرنا نہ کسی درخت کو اکھاڑ دینا نہ کسی جانور کو نقصان پہنچانا نہ تو مثلہ کرنا نہ دھوکہ دینا اور اللہ غیب سے اسی کی مدد کرتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں بیشک اللہ قوی اور زبردست ہے جاؤ میں تمہیں اللہ کے حوالے کر رہا ہوں۔ (فتوح الشام ص ۲۰۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۱ ص ۸۱۔ مؤطا امام مالک ص ۲۹۷)

☆..... حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہم کو ہدایت

حضرت ابو بکر نے جب حضرت عمرو بن العاص کو ملک شام کی جانب روانہ فرمایا تو آپ ان کو چھوڑنے کے لئے ان کے ساتھ چلے اور چلتے ہوئے ان سے فرمایا

اے عمرو بن عاص..... اپنی خلوت و جلوت میں اللہ سے ڈرنا اور اس سے شرمانا اللہ تم کو اور تمہارے عمل کو دیکھتا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں نے ان حضرات پر جو تم سے باعتبار اعمال صالحہ کے آگے ہیں اور ان سے جو اسلام اور اہل اسلام میں تم سے زیادہ غنی ہیں تم کو مقدم کیا ہے لہذا تم آخرت کے لئے اعمال کرنے والے بن جاؤ اور جو کچھ کہ تم کرو اس سے تمہارا مقصد رضا الٰہی ہو اور تم ان لوگوں کے لئے جو تمہارے ساتھ ہیں باپ جیسے ہو جاؤ لوگوں کے چھپے ہوئے بھیدوں کی ہرگز چھان بین نہ کرنا ان کے ظاہر پر اکتفا کرنا اور اپنے کام میں غفلت نہ برتنا اور جب دشمن سے جنگ کرنا سچائی کے ساتھ کرنا بزدلی نہ دکھانا خیانت نہ کرنا خیانت کرنے والے کو سزا

toobaa-elibrary.blogspot.com

دینا اور جب اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرنا زیادہ لمبی چوڑی بات نہ کرنا اپنے آپ کو اصلاح کر لو تمہاری رعایا تمہارے لئے بھلی ہو جائے گی (کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۳ حیاۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۱۲۷)

پھر آپ نے انہیں ایک خط بھی لکھا جس میں فرمایا کہ

تم ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے سہولتیں پیدا کر دیتا ہے اور جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا وہاں سے اس کو رزق دیتا ہے جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کا اجر بڑھاتا ہے۔ بلاشبہ اللہ سے تقوی بندگان خدا کی آپس میں بہترین نصیحت ہے تم اللہ کے ایسے راستے میں ہو جس میں افراط و تفریط اور مداہنت کی گنجائش نہیں ہے جس میں دین کا استحکام اور خلافت کی حفاظت کا راز مضمر ہے تم سستی اور کاہلی اختیار نہ کرنا (تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۸۸)

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قیمتی ہدایات

حضرت ابو بکر صدیق نے مختلف اہم شخصیات کو جو خطوط روانہ فرمائے اور جو ہدایات دیں اس میں یہ قیمتی کلمات بھی تھے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

☆..... اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالی اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کرے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کرتے ہوں

☆..... جو لوگ دعوت حق قبول کریں کالے ہوں یا گورے ان کا اسلام تسلیم کرو جن کو اسلام کی دعوت دو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆.....اپنے ساتھیوں میں اختلاف رائے کو راہ نہ پانے دو کہ جس سے ان میں کمزوری پیدا ہو جائے عجلت میں کوئی قدم نہ اٹھانا

☆.....جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا اور جو اللہ کی مدد سے اعراض کرے گا اللہ اس سے بے نیاز ہو جائے گا

☆.....حضرت اسامہؓ کے لشکر کو قیمتی نصیحتیں

حضرت اسامہ کی قیادت میں آپ نے جو لشکر عرب اور شام کی جانب روانہ کیا تو آپ نے انہیں درج ذیل نصیحتیں فرمائی

اے لوگو ذرا ٹھہرو میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرنا چاہتا ہوں تم ان کو اچھی طرح یاد رکھنا دیکھو خیانت نہ کرنا..... فریب نہ کرنا..... سرکشی اور بغاوت نہ کرنا .....دشمن کے ہاتھ پیر مت کاٹنا..... چھوٹے بچہ کو.....اور بوڑھے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا..... کھجور کے درخت کو نہ اکھاڑنا اور نہ جلانا..... پھل دار درخت کو نہ کاٹنا .....بکری گائے اور اونٹ سوائے کھانے کے نہ ذبح کر دینا..... (تاریخ طبری ج ۲ ص ۴۶۳)

امامت دے گئے خود مصطفیٰؐ صدیق اکبرؓ کو
کہ یہ اول خلیفہ ہوں گے لکھا ہے مقدر میں
مٹے فتنے جہاد ایسا کیا صدیق اکبرؓ نے
ہوا اسلام قائم دورۂ صدیق اکبرؓ میں

از حکیم اختر رائے بریلی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملفوظات صدیقی

حضرت ابوبکر صدیق کے فرمودات وارشادات

اب ہم آپ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سبق آموز اور قیمتی فرمودات نقل کرتے ہوئے اس بات کی درخواست کریں گے کہ آپ کے ان فرمودات کو غور سے پڑھیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

☆..... حضرت جنید بغدادی کہتے ہیں کہ توحید میں سب سے اونچا کلام حضرت ابوبکر صدیق کا ہے جو یہ ہے۔

سبحان من لم یجعل لخلقه سبیلا الا بالعجز عن معرفته

(ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۷۹)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لئے کوئی راہ (اپنی معرفت کی نہیں بنائی مگر اپنی معرفت سے عاجز ہونے کی۔

اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ارشاد معرفت ذات سے متعلق ہے کہ اس کی معرفت سے عجز ہی عین معرفت ہے یہاں ان لوگوں کا عجز مراد ہے جو اس ذات کو صفات وافعال کے واسطے سے پہچان چکے ہوں گے اور آگے بڑھ کر ذات بحت کی طلب میں سرگرداں ہوں ان کا منتہائے معرفت یہی قول ہوگا۔ یہاں مطلقاً عجز مراد نہیں ورنہ منکرین خدا دہریے اور کمیونسٹ سب سے بڑے عارف قرار پائیں گے (ایضاً ص ۸۰)

☆.....ارشاد فرمایا کہ ..... جو تم میں سے رو سکے اس کو چاہئیے کہ وہ ضرور روئے اور جو نہ رو سکے تو چاہئیے کہ رونا بن جائے (کتاب الزہد والرقاق ص ۲۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اس شخص کے لئے خوشی ہے جو النأناۃ میں مر گیا راوی کہتے ہیں کہ میں نے طارق سے النأناۃ کا مطلب پوچھا تو کہا کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکر کی مراد یہ ہے کہ نیا نیا مسلمان ہوا اور مر گیا یا شروع اسلام میں ہی فوت ہو گیا (کتاب الزہد ص ۴۵)

☆..... زبیر بن عوام کہتے ہیں حضرت ابوبکر نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا سے شرماؤ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں جس وقت میدان میں قضائے حاجت کے لئے جاتا ہوں تو اپنے کپڑے سے نقاب ڈالے رکھتا ہوں اس لئے کہ اپنے رب سے مجھے شرم آتی ہے (کتاب الزہد ص ۵۲)

☆.....ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ بولتی نہیں ہے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ سب جاہلیت کی باتیں ہیں اب اس طرح کی اجازت نہیں ہے اس نے کہا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں کہا کون سے مہاجرین میں سے فرمایا کہ قریش میں سے ہوں کہنے لگی کہ کون سے قریش سے فرمایا کہ بڑی بی آپ بہت پوچھنے والی ہیں میں ابوبکر ہوں اس نے پوچھا کہ بتاؤ ہم لوگ کب تک اس اچھی حالت پر رہیں گے جو اللہ تعالی نے کفر کے بعد ہمیں عطا فرمائی ہے آپ نے فرمایا کہ

جب تک تمہارے پیشوا درست رہیں گے تم اچھی حالت میں رہو گے اس نے کہا کہ پیشوا کون لوگ ہیں ارشاد فرمایا کہ کیا تمہاری قوم میں سردار اور بزرگ نہیں ہیں جو لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور لوگ پھر ان کی باتیں مانتے ہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں ایسے لوگ ہیں ارشاد فرمایا کہ پیشوا بھی انہی کی طرح لوگوں کے لئے ہوں گے (سنن دارمی ج ۱ ص ۸۱)

☆..... ارشاد فرمایا..... حضور ﷺ پر درود بھیجنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دینے والا ہے جس

toobaa-elibrary.blogspot.com

قدر پانی آگ کو مٹا دیتا ہے اور حضور ﷺ پر سلام بھیجنا زیادہ افضل ہے غلاموں کے آزاد کرنے سے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت زیادہ فضیلت رکھتی ہے نفسوں کے خون دل سے (یعنی جان سے زیادہ عزیز اور پیاری چیز ہے) یا یہ فرمایا کہ جہاد سے بھی۔

أفضل من نهج الأنفس او قال من ضرب السيف فى سبيل الله

(ازالہ ج ۲ ص ۲۱۲)

☆.....ارشاد فرمایا..... جس نے خالص محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے متنفر کردے گی اور تمام انسانوں سے متوحش کردے گی (احیاء العلوم)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس پر فرماتے ہیں کہ

لوازم محبت خاصہ کے بارے میں یہ انتہائی تحقیق ہے (ازالہ ج ۳ ص ۸۰)

☆.....ایک مرتبہ آپ نے ممبر پر روتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اللہ سے معافی اور عافیت کا سوال کرو اسلئے کہ تم میں سے کسی کو ایمان کے بعد عافیت سے زیادہ بھلی بات نہیں دی گئی (مسند احمد ج ۱ ص ۷)

☆.....آپ فرماتے ہیں

عليكم بالصدق فانه مع البر وهما فى الجنة وإياكم والكذب فانه مع الفجور وهما فى النار (مسند احمد ج ۱ ص ۷)

صدق اختیار کرو اس کا جوڑ نیکی سے ہے اور یہ دونوں جنت میں لے جاتے ہیں اور کذب سے بچتے رہو اس کا جوڑ فجور سے ہے اور یہ دونوں دوزخ لے جاتے ہیں

☆.....آپ فرماتے ہیں اے لوگو جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کی ضد ہے۔

فان الكذب مجانب للايمان (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰)

حضرت امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) اس پر لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں کہتا ہوں کہ صدیق اکبر نے سچ فرمایا ہے جھوٹ نفاق کی جڑ ہے اور منافق کی علامت ہے مومن معصیت اور ناجائز شہوت رانی کا مرتکب تو ہو سکتا ہے لیکن اس کی فطرت میں خیانت اور کذب بیانی راسخ نہیں ہو سکتی (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۸)

☆..... آپ فرماتے ہیں کہ

ایک مؤمن بھائی کی دوسرے مؤمن بھائی کے لئے خدا واسطے کی جانے والی دعا قبول کی جاتی ہے (کتاب الزہد ص ۱۶۶ الادب المفرد ص ۱۹۰)

☆..... ارشاد فرمایا..... تم میں سے کوئی مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں میں جو دنیا میں کم رتبہ ہے وہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے (احیاء العلوم)

☆..... ارشاد فرمایا..... ہم نے بزرگی تقوی میں پائی اور غناء کو یقین میں پایا اور شرف کو تواضع میں پایا (ایضا۔ ازالہ ج ۳ ص ۱۲۹)

☆..... عبداللہ بن لبیہ شاعر کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر کو ایک مصرعہ سنایا

﴿ الاکل شئی ماخلا اللہ باطل ﴾ (اللہ کے سوا باقی چیزیں باطل ہیں)

تو آپ نے فرمایا کہ تم نے صحیح کہا ہے پھر میں نے دوسرا مصرعہ سنایا (وکل نعیم لامحالۃ زائل) آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی پاس جو نعمتیں ہیں وہ کبھی زائل نہیں ہوں گی (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۷)

☆..... آپ فرماتے ہیں کہ غناء کو نکاح میں تلاش کرو یعنی یہ نہ سمجھو کہ غریب ہیں اس لئے نکاح نہیں کرتے نکاح کرنے پر اللہ تعالی غربت کو دور کر دیں گے ابتغوا الغنی فی النکاح (موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۱ ص ۲۲)

(نوٹ) ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ ارشاد ربانی بھی ہے

☆..... ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ تجھ پر رحم فرمائے اللہ تجھے بابرکت بنائے فرض نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔ زکوۃ دل کی خوشی سے دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور حج بیت اللہ کرنا اور حکمراں کبھی نہ بننا (ریاض ج ا ص ۲۵۳)

☆..... حضرت ابوبکر صدیق قرآنی حکم استقاموا کی تفسیر لم یشرکوا باللہ شیئا سے فرماتے ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں ٹھہرایا (کتاب الزہد ص ۵۳)

☆..... حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے جب نیا کپڑا پہنا تو وہ مجھے چونکہ بہت اچھا لگا تو میں اس کی طرف دیکھنے لگی اتنے میں میرے والد حضرت ابوبکر نے مجھے کہا کہ کیا تو نہیں جانتی کہ اللہ تجھے دیکھتا ہے ان اللہ لیس بناظر الیك ؟ (کتاب الزہد ص ۶۵) پھر فرمایا کہ جب کوئی شخص دنیا کی زیب وزینت کی وجہ سے عجب کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے دست بردار نہ ہو جائے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ نے وہ کپڑا اتار دیا اور اسے راہ خدا میں صدقہ کر دیا اس پر حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ امید ہے کہ یہ تیرے لئے کفارہ ہو جائے۔ عسی ذلك ان یکفر عنك (حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۷۲۔ موسوعۃ ج ا ص ۸۲)

☆..... حضرت یحی بن کثیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر نے اپنے خطبہ میں فرمایا

این الوضاء الحسنة وجوههم المعجبون بشانهم؟ این الملوك الذین بنوا المدائن وحصنوها بالحیطان؟ این الذین کانوا یعطون الغلبة فی مواطن الحرب؟ قد تضعضع بهم الدهر فاصبحوا فی ظلمات القبور الوحاء الوحاء النجاء النجاء (صفوۃ ج ا ص ۱۳۶)

کہاں گئے وہ خوبصورت جو اپنے حسن جمال اور شباب پر فخر کیا کرتے تھے کہاں گئے وہ بادشاہ جنہوں نے شہر بنائے اور ان کے چاروں طرف فصیلیں بنا کر انہیں قلعہ بند کر دیا۔ کہاں گئے وہ بہادر جو

toobaa-elibrary.blogspot.com

لڑائیاں جیتنے اور دشمن پر فتح پر فتح پاتے تھے۔ انقلاب زمانہ نے انہیں ہلاڈالا اور تہہ وبالا کر دیا۔ اور وہ اندھیری قبروں میں جابسے"۔ لوگو۔ نیک کاموں کے لئے جلدی کرو اور اللہ کے عذاب سے اپنے کو بچالو (صفوۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۳۶ حلیۃ ج ا ص ۶۹)

☆..... آپ فرماتے ہیں کہ

جب کوئی جانور خدا کی تسبیح سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ شکاری کے قابو آجاتا ہے جب کسی درخت کا پتہ تسبیح سے غفلت برتتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے

ماصید من صید ولا عضد من شجرۃ الا بما ضیعت من التسبیح (کتاب الزہد ص ۱۶۴۔ ابن ابی شیبہ۔ موسوعۃ ص ۸۲ ازالہ ج ۳ ص ۸۴)

☆..... ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ انسان کس بات پر ناز کرتا پھرتا ہے وہ تو پیشاب کرنے کی جگہ سے دو مرتبہ نکلا ہے (خلق من مجری البول مرتین (ابن ابی شیبہ (موسوعۃ ج ا ص ۵۷)

☆..... آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے تو صبر کرنا چاہئیے اور گریہ وشور سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے (تاریخ الخلفاء ص)

☆..... آپ نماز جنازہ پڑھاتے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ

اللھم عبدك اسلمه الاھل والمال والعشیرۃ والذنب عظیم وانت غفور رحیم

اے اللہ اس شخص کے اہل وعیال اور مال ودولت نے اسے تیرے حوالہ کر دیا ہے اس کے گناہ اگرچہ زیادہ ہیں لیکن تیری بخشش ومہربانیاں اس سے بہت زیادہ ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۹۶)

☆..... آپ ارشاد فرماتے ہیں

جب آدمی دنیا کی زینت میں سے کسی زینت پر عجب کرتا ہے تو جب تک اس سے علیحدگی اختیار نہیں کرتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس سے ناراض رہتے ہیں (اقوال سلف ج ا ص ۷۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆☆☆ حضرت ابو بکر صدیق کے درج ذیل ملفوظات والد گرامی حضرت الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگونی مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں نقل کئے ہیں انہیں بھی غور سے پڑھئے

۱..... فقیر کے سامنے صدقہ عاجزی سے باادب پیش کر۔ کیونکہ خوشدلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔

۲۔ دولت آرزو سے حاصل نہیں ہوتی۔ جوانی خضاب سے واپس نہیں آتی۔ صحت دواؤں پر منحصر نہیں ہے۔

۳۔ عبادت ایک پیشہ ہے۔ اس کی دکان خلوت ہے۔ اس کا رأس المال تقویٰ ہے اور اس کا نفع جنت ہے۔

۴۔ جو بھی نیکی کرے بہتر ہے، لیکن امیر کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

۵۔ گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے۔ لیکن گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

۶۔ مصیبت میں صبر کرنا مشکل ہے لیکن صبر کے ثواب کو ضائع ہونے سے بچانا سخت مشکل ہے۔

۷۔ زمانے کی گردش عجیب ہے۔ لیکن اس سے غفلت عجیب تر ہے۔

۸۔ جوامر کے سامنے آجائے وہ نزدیک ہے۔ لیکن موت اس سے بھی نزدیک تر ہے۔

۹۔ مرد شرم کریں تو اچھا ہے۔ لیکن عورتیں کریں تو بہت ہی اچھا۔

۱۰۔ بوڑھا توبہ کرے تو بہتر ہے اور اگر جوان کرے تو بہت ہی بہتر ہے۔

۱۱۔ امیر بخشش کرے تو خوب ہے۔ اور محتاج کرے تو خوب تر ہے۔

۱۲۔ جوان کا گناہ بھی برا ہے۔ لیکن بوڑھے کا سخت برا ہے۔

۱۳۔ جاہل دنیا میں مشغول ہو تو برائی ہے اور عالم ہو تو سخت ترین برائی۔

۱۴۔ امیر تکبر کریں تو برا ہے لیکن غریب کریں تو بہت برا ہے

۱۵۔ نماز کو سجدہ سہو، روزے کو صدقہ، حج کو فدیہ اور ایمان کو جہاد مکمل کرتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۶۔ جسے رونا نہ آتا ہو، وہ رونے والوں پر رحم کرے

۱۷۔ زبان کو شکایت سے بند کر، خوشی کی زندگی عطا ہو گی

۱۸۔ اس دن پر رو جو تیری عمر سے گذر گیا اور میں کوئی نیکی نہ کی

۱۹۔ موت کی تمنا کوئی نہیں کر سکتا مگر وہ جسے اپنے عمل پر وثوق ہو گا

۲۰۔ مسئول پر مسائل کا حق جواب ہے اور عمدہ جواب حسن خلقی ہے

۲۱۔ ہر عمل کے ثواب کا ایک اندازہ ہے مگر صبر کا ثواب بے اندازہ ہے

۲۲۔ شکر گذار مومن عافیت سے زیادہ قریب ہے

۲۳۔ خدا کا خوف بقدر علم ہوتا ہے اور بے خوفی بقدر جہل

۲۴۔ کسی کی تکلیف اپنے اوپر لے لینا حقیقی سخاوت ہے

۲۵۔ تو دنیا کے سامانوں میں مگن ہے اور دنیا تجھ کو اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے

۲۶۔ جس کا سرمایہ دنیا ہے ان کے دین کا نقصان زبانیں بیان نہیں کر سکتی۔

۲۷۔ علم کے سبب کسی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ بخلاف مال کے۔

۲۸۔ پیغمبروں کی میراث علم ہے اور فرعون و قارون وغیرہ کی کافروں کی میراث مال ہے

۲۹۔ صبح خیزی میں مرغ سحر کا تجھ سے سبقت لے جانا، تیرے لئے باعث شرم ہے۔

۳۰۔ وہ علماء خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جائیں اور وہ امراء خدا تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس جائیں۔

۳۱۔ بندے کے دل میں جب کسی دینوی زینت کے باعث تکبر پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دشمن رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ زینت اس سے چھن جائے

۳۲۔ وہ لوگ بہتر نہیں جو آخرت کے لئے دنیا کو ترک کرتے ہیں، بہتر وہ ہیں جو دنیا و آخرت دنوں کو حاصل کرتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳۳۔ پرانے گناہوں کو نیکیوں سے مٹاؤ

۳۴۔ جو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔

۳۵۔ مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے

۳۶۔ بُعد سفر (آخرت) اور قلت توشہ سے ڈرتا رہے

۳۷۔ مومن کے خوف ورجا کو وزن کریں تو دونوں برابر ہونگے

۳۸۔ شریف علم پڑھ کر متواضع ہو جاتا ہے اور ذلیل علم پڑھ کر متکبر ہو جاتا ہے

۳۹۔ بُروں کی صحبت سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے اور تنہائی سے نیکوں کی صحبت بدرجہا بہتر ہے

۴۰۔ طالب دین عمل میں ترقی کرتا ہے اور طالب دنیا علم میں۔۔

۴۱۔ جو نصیحت سے متاثر نہ ہو، وہ سمجھ لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔

۴۲۔ علم کی قوت حد سے بڑھے تو مکاری وبسیار دانی پیدا کرتی ہے اور ناقص ہو تو حماقت وبے وقوفی پیدا کرتی ہے۔

۴۳۔ آنکھ کا کاسہ دل کا دروازہ ہے، دل کی تمام آفات اس راہ سے داخل ہوتی ہیں۔ آنکھ پر کنٹرول رکھ، تمام آفات (شہوات ولذات وغیرہ) سے محفوظ رہے گا۔

۴۴۔ مانگنے سے پہلے عطا کر اگر مانگنے کے بعد دیا تو جتنا تو نے دیا اس سے دگنی سائل کی آبرو تو نے لی

۴۵۔ انسان ضعیف ہے، تعجب ہے وہ خدائے قوی کی نافرمانی کیسے کرتا ہے۔

۴۶۔ بدبخت ہے وہ شخص جو خود مر جائے اور اس کا گناہ نہ مرے۔ یعنی کوئی بری بات جاری کر جائے، مثلاً کھوٹہ سکہ بنانا، برا کھیل جاری کرنا، بری کتاب شائع کرنا، دین میں نئی بات پیدا کرنا وغیرہ

۴۷۔ خبردار کوئی شخص کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیوں کہ چھوٹے درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک برا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۸۔ آپ نے فرمایا۔
اے اللہ کے بندو! آپس میں قطع تعلق نہ کرو، بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، بھائی بھائی رہو، جس میں یہ اوصاف ہوں وہ حوادث وآفات سے محفوظ رہتا ہے اور مقرب خدا بن جاتا ہے..... راست بازی و قناعت کمال صبر ودوام شکر۔ دائمی فقر وزہد حاضر۔ فکر و تدبیر اور عادت صوم۔ جد و جہد اور عجز وانکسار، نرم خوئی، رحمدلی، خوئے محبت اور حیاداری علم نافع اور حلم دائم۔ ایمان دائم اور عقلی ثابت۔

۴۹۔ اس امر دین کا آخر انہیں چیزوں سے درست ہوگا جن سے اس کا اول درست ہوا تھا اور ان باتوں کا تحمل وہی کر سکتا ہے جو قدر میں سب سے افضل اور اپنے نفس پر سب سے زیادہ قابو پانے والا ہے

۵۰۔ جس نے اللہ کی خالص محبت کا مزہ چکھ لیا اس کا منہ دنیا سے پھر جائے گا اور اس کو تمام دنیا سے وحشت ہو جائے گی

حضرت صدیقؓ کی بھی شان کیسی شان ہے
روح ایمان و عمل صدق وصفا کی جان ہے
خانقاہ ومدرسہ محراب ومیدان جہاد
حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ سب فیضان ہے
(مولانا مفتی نسیم احمد فریدی صاحب مرحوم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مناجات اور دعائیں

حضرت ابو بکر نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ حضور مجھے کوئی ایسی دعا تلقین فرمایئے جسے میں نماز میں مانگ لیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح کہو۔

اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولایغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم (مسند احمد ج ۱ ص ۸)

اے اللہ میں نے تو (گناہوں کا مرتکب ہو کر) اپنے نفس پر ظلم کیا اور گناہوں کو آپکے سوا کوئی نہیں بخشتا آپ اپنی طرف سے درگذر فرماتے ہوئے میرے گناہ بخشدیں اور مجھ پر رحم فرمائیں بیشک آپ ہی بہت مغفرت بڑی رحمت کرنے والے ہیں

☆☆☆..... آپ صبح شام اور بستر پر جاتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادة لا الہ الا انت رب کل شئی ومليكه اعوذ بك من شر نفسی ومن شر الشیطان وشركه وان اقترف علی نفسی شرا او ان اجره الی مسلم (جامع ترمذی ج ص مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۵)

اے اللہ آسمانوں وزمین کے پیدا کرنے والے ہر غائب وحاضر کا علم رکھنے والے آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہر چیز کے پروردگار اور پوری ملکیت رکھنے والے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے

☆☆☆..... آپ اکثر یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے

اللھم ھب لی ایمانا ویقینا ومعافاة ونیة (ابن ابی الدنیا) ریاض ج ۱ ص ۱۹۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆☆☆.....امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ آپ کی زبان پر اکثر کلمہ طیبہ رہا کرتا تھا (ریاض ج ا ص ۱۹۳)

☆☆☆.....آپ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی تھیں

اللھم اجعل خیر عمری آخرہ وخیر علمی خواتمہ وخیر ایامی یوم لقائك (ریاض ج ا ص ۱۹۳)

اے اللہ میری آخری عمر میں خیر و برکتیں عطا فرما اور نیک اعمال پر میرا خاتمہ ہو اور تیری ملاقات کے دن کو میرے لئے بہترین دن فرما۔

☆.....اللھم ارنی الحق حقا وارزقنی اتباعہ وارنی الباطل باطلا وارزقنی اجتنابہ ولا تجعل مشتبھا علی فاتبع الھوی (احیاء العلوم ازالہ ج ۳ ص ۸۲)

اے اللہ مجھے حق کا حق ہونا دکھا دیجئے اور مجھے اس کے اتباع کی توفیق بخش دیجئے اور حق کو مجھ پر مشتبہ نہ کیجئے کہ میں خواہش نفسانی کا اتباع کرنے لگوں۔

☆.....اللھم انی اسألك الذی ھو خیر لی فی عاقبہ الخیر اللھم اجعل آخر ماتعطینی من الخیر رضوانك والدرجات العلی من جنات النعیم (کتاب الزھد از امام احمد بن حنبل ص ۱۶۷)

اے اللہ میں اس کام کا خواستگار ہوں جس کا انجام اچھا ہو اے اللہ تو مجھے اپنی رضامندی عنایت فرما کہ جو بہترین ہے اور جنات النعیم کے بلند و بالا درجات سے سرفراز فرما

(نوٹ) حضرت ابو بکر کے عہد میں منع زکوۃ کا فتنے نے کس طرح جنم لیا اور آپ نے کس ایمانی غیرت اور دینی حمیت سے اس فتنے کا قلع قمع فرمایا اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ کس درجہ کے مؤمن اور اسلام کے سچے خادم اور سپاہی تھے۔

سوائے صدیق کون پاتا حضور انور کی جانشینی کہ وہ نہ ہوتے تو یوں جہاں میں بلند دین کا علم نہ ہوتا

toobaa-elibrary.blogspot.com

خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ

جرات وہمت اور عزیمت واستقامت کا بے مثال پیکر

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى .....اما بعد

خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جب اس عالم فانی سے پردہ فرمایا تو اس وقت حالات بہت سنگین صورت اختیار کر گئے تھے ایک گروہ جو ابھی تک اپنے نفاق کو چھپائے ہوئے تھا کھل کر سامنے آگیا کچھ قبائل اسلامی احکام کی پابندی سے آزاد ہونے لگے کچھ لوگ مسیلمہ کذاب اسود عنسی طلیحہ اسدی جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ لگ گئے جبکہ بعض نے حکومت وقت کو زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام بن عروہ اپنے والد کی زبانی اس دور کا نقشہ اس طرح بتاتے ہیں

وقد ارتدت العرب اما عامة واما خاصة فى كل قبيلة ونجم النفاق واشرابت اليهودية والنصرانية والمسلمون كالغنم المطيرة فى الليلة الشائية لفقد نبيهم وقلتهم وكثرة عدوهم (البدایہ ج ۶ ص ۳۰۴)

(ترجمہ) عرب کے قبائل میں ارتداد کی خطرناک ہوا چل پڑی کئی پورے اور بعض جزوی طور پر ہر جگہ نفاق ابل پڑا یہودیت اور نصرانیت نے بھی سر اٹھایا اس وقت مسلمانوں کی حالت ایسی ہو گئی جیسے سردی کی رات میں بارش میں بھیگی ہوئی بکری کی ہوتی ہیہ اسلئے کہ ان کے نبی ان میں نہیں رہے اور اسلئے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور انکے دشمن ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس وقت کا حال اس طرح بیان کیا ہے

توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فنزل بابی بکر مالونزل بالجبال لها ضهااشرأب النفاق بالمدینة وارتدت العرب فوالله مااختلفوا فی نقطة الاطار ابی لحطها وغنائها فی الاسلام (ازالۃ الخفاء ج ا ص ۱۳۹)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت ابوبکر پر وہ مصیبت ٹوٹ پڑی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتی نفاق نے مدینہ میں سر اٹھایا اور کئی اہل عرب مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگوں نے ایک نقطہ میں بھی اختلاف کیا تو میرے والد اسکو مٹانے اور اسلام کو اس سے بے نیاز کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے

آپ فرماتی ہیں

فنزل ابی مالونزل بالجبال الراسیات لهاضها اشراب النفاق بالمدینة وارتدت العرب فوالله مااختلفوا فی واحدة الاطار ابی بحطها وغنائها عن الاسلام (بلاذری فتوح البلدان ص ۱۰۲)

میرے باپ پر ایسے امور آپڑے کہ اگر وہ مضبوط پہاڑ پر آپڑتے تو انہیں بھی ٹکڑے کر کے رکھ دیتے مدینہ میں تو نفاق زوروں پر آگیا اور اکثر عرب مرتد ہو گئے قسم خدا کی لوگوں نے اسلام کی جس بات سے بھی اختلاف کیا میرے والد اسلام کے دفاع میں اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ

حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہی اہل اسلام کو ایسے حالات سے سابقہ پڑا اگر اللہ تعالیٰ ابوبکر کو عطا فرما کر ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم ہلاک ہو جاتے

لقد قمنا بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم مقاما کدنا نهلك فیه لو

toobaa-elibrary.blogspot.com

لاان الله من علینا بابی بکر (فتوح البلدان ص ۱۰۱)

حضرت علامہ قاضی عیاض (۵۴۵ھ) اور شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) کی بیان کردہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ مخالفین اسلام تین قسم کے لوگ تھے

(۱) بت پرستی کی جانب لوٹنے والے

(۲) وہ لوگ جنہوں نے کسی مدعی نبوت کی پیروی اختیار کرلی

(۳) وہ لوگ جو اسلام کا دعوی تو رکھتے تھے لیکن زکوۃ ادا کرنے سے مکر گئے اور انکا کہنا تھا کہ زکوۃ دینا صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے اب چونکہ آپ نہ رہے اسلئے اب کسی کو زکوۃ دینا نہ رہا (فتح الباری بشرح صحیح البخاری ج ۲۶ ص ۱۰۷)

علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد عامۃ الناس تو اسی دین سے وابستہ رہے جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے البتہ کچھ لوگ انتشار کا شکار ہوگئے کچھ مدعیان نبوت کے جال میں آگئے ایک فریق توقف کئے ہوئے تھا وہ ابھی اس بات کے انتظار میں تھا کہ ان حالات میں جو فریق غالب ہوگا ہم اسکے ساتھ ہو جائیں گے ایک بڑا گروہ وہ تھا جو توحید و رسالت اور نماز کا قائل تھا مگر زکوۃ کی فرضیت یا اب اسکے بیت المال میں دینے سے منکر تھا تاہم جمہور مسلمان اسلام پر قائم تھے (دیکھئے الملل والنحل ج ۱ ص ۶۶)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک فریق زکوۃ کا سرے سے منکر تھا جبکہ ایک فریق زکوۃ کی فرضیت کے قائل ہونے کے باوجود بیت المال میں زکوۃ دینے سے انکار کرتا تھا اور انکا کہنا تھا کہ اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ سے یہ فرمایا تھا

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ..... الاية (پ ۱۱ التوبۃ ۱۰۳)

(ترجمہ) لے انکے مال میں سے زکوۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کر تو ان کو اسکی

toobaa-elibrary.blogspot.com

وجہ سے۔ اور دعا دے ان کو

مطلب یہ تھا کہ تطہیر و تزکیہ چونکہ آپ کے ساتھ خاص تھا آپ جب تک رہے ہم نے اسکی تعمیل کی اب جبکہ آپ نہیں رہے اسلئے یہ حکم منسوخ ہے اب کسی کو یہ حق نہیں کہ ہم سے زکوۃ لے ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں پر فقر و فاقہ کی شدت تھی اسلئے اس وقت زکوۃ کی ضرورت تھی اب جبکہ وہ حالت نہیں رہی اسلئے زکوۃ کی فرضیت بھی باقی نہیں رہی جبکہ بعض بیت المال میں زکوۃ بھیجنے کو ایک طرح کا جبر سمجھتے تھے

منکرین زکوۃ کے یہ گروہ تھے جنہوں نے مختلف حیلوں کے ذریعہ زکوۃ نہ دینے کا تہیہ کر رکھا تھا تاہم یہ بات اپنی جگہ حتمی اور قطعی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اس گروہ میں شامل نہ تھا حضرت امام خطابی (۳۸۸ھ) لکھتے ہیں

لم یرتد احد من الصحابة وانما ارتد قوم من جفاة الاعراب ممن لا نصرة له فی الدین وذلك لایوجب قدحا فی الصحابة المشهورین (ماخوذ از مقام صحابہ ص ۴۷)

(ترجمہ) صحابہ کرام میں سے کوئی بھی مرتد نہ ہوا تھا ہاں بعض گنوار اعرابی جن کا دین کی نصرت میں کوئی دخل نہ تھا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں ارتداد کی لپیٹ میں آگئے انکے اس رویہ سے مشہور صحابہ کرام کی شان میں کوئی نقص و عیب نہیں آتا

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا موقف

الغرض جب حالات نے یہ رخ اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے گفتگو کیلئے سیدنا ابو بکر صدیق کی خدمت میں وفود بھیجے یہ وفود مدینہ منورہ آتے رہے اور انہوں نے یہاں کے مختلف حضرات سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس باب میں گفتگو کی اور کہا کہ وہ اس معاملہ میں حضرت ابو بکر صدیق سے گذارش کر کے یہ مسئلہ حل کریں

اس وقت عرب کی عام حالت کی نزاکت کے پیش نظر بعض صحابہ نے آپ سے گذارش کیں کہ آپ اس صورت حال پر غور کریں کہ ان اعراب (گنوار) کو جو اس وقت زکوۃ نہیں دے رہے انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں فی الحال ان سے کوئی تعرض نہ کریں صحابہ کرام کا یہ خیال تھا کہ انکے اعراض کی وجہ انکا جدید الاسلام ہونا ہے جب یہ لوگ پوری طرح اسلامی تعلیمات کو سمجھ لیں گے تو خود ہی انکے دل میں ان شعائر کا حترام ہوگا اور وہ زکوۃ ادا کرنا شروع کر دیں گے

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نے سب سے پہلے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ صالح بن کیسان کہتے ہیں جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو حضرت ابو بکر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا

الحمد لله الذی هدی فکفی واعطی فاغنی ان الله بعث محمداﷺ والعلم شرید والاسلام غریب طرید قدرت حبله وخلق ثوبه وضل اهله منه ومقت الله اهل الکتاب فلا یعطیهم خیرا لخیر عندهم ولایصرف عنهم شرا لشر عندهم وقد غیروا کتابهم والحقوا فیه مالیس منه والعرب الآمنون یحسبون انهم فی منعة من الله لایعبدونه ولایدعونه فاجهدهم عشیا واظلمهم دینا فی ظلف الارض مع مافیه من سحاب فختمهم الله بحمده وجعلهم الامة الوسطی ونصرهم بمن اتبعهم ونصرهم علی غیرهم حتی قبض الله نبیه ﷺ فرکب منهم الشیطان مرکبه الذی انزله علیه واخذ بأیدیهم وبغی هلکتهم ومامحمد الا رسول .....الایة

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان حولكم من الاعراب قد منعوا شاتهم وبعيرهم ولم يكونوا فى دينهم وان رجعوا اليه ازهد منهم يومهم هذا ولم تكونوا فى دينكم اقوى منكم يومكم هذا على متقدم من بركة نبيكم وقد وكلكم الى المولى الكافى الذى وجده ضالا فهداه وعائلا فأغناه وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها..... (الاية)

والله لأدع ان اقاتل على امر الله حتى ينجز الله وعده ويوفى لنا عهده ويقتل من قتل شهيدا من اهل الجنة ويبقى منها خليفته وذريته فى ارضه قضاء الله الحق وقوله الذى لاخلف له وعد الله الذين آمنوا منكم..... فاسقون (البدايه ج٦ ص ٣١٦)

اللہ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ جس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور وہ کافی رہا اور اس نے عطا کیا اور غنی کر دیا بلاشبہ اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا جبکہ علم چھوڑا جا چکا تھا اور اسلام دھتکارا ہوا مسافر تھا اس کی رسی بوسیدہ ہو چکی تھی اور اس کا پردہ پرانا ہو چکا تھا اور اس کے اہل اس سے گم ہو گئے تھے اور اللہ تعالی اہل کتاب سے ناراض تھا اور وہ ان کی بھلائی کے لئے ان سے کوئی بھلائی نہ کرتا تھا اور ان کے شر کی وجہ سے ان سے شر کو دور نہ کرتا تھا انہوں نے اپنی کتاب کو بدل دیا تھا اور اس میں اپنی طرف سے ملاوٹ کر دی تھی اور عرب اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں خیال کرتے تھے نہ اس کی عبادت کرتے تھے اور نہ اس کو پکارتے تھے پس اس نے کھانے کے بارے میں انہیں مشقت میں ڈال دیا اور دین میں انہیں ایک پتھریلی زمین میں چھوڑ دیا جہاں کوئی بادل نہ برسے سو اللہ نے ان سب کو ختم کر دیا اور اب انہیں ایک متوسط امت بنایا اور ان کے اتباع سے ان کی مدد کی اور دوسروں پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

انہیں فتح دی حتی کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو وفات دی اور شیطان نے سر اٹھایا اور اس نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور ان کی ہلاکت چاہی۔ تمہارے آس پاس جو اعراب (دیہاتی لوگ) رہتے ہیں انہوں نے اپنے اونٹوں اور بکریوں کو روک لیا ہے اور وہ پہلے ہی اپنے دین میں نہ تھے بیشک وہ اس کی طرف آئے اس سے زیادہ بے پروائی سے جس میں وہ آج ہیں اور نہ تم اپنے دین میں آج سے زیادہ طاقت ور تھے اور یہ بات نبی کریم ﷺ کی پہلی برکت سے ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو کفایت کرنے والے مولی کے سپرد کیا تھا جس نے آپ کی رہنمائی فرمائی اور محتاج دیکھ کر غنی بنادیا خدا کی قسم میں امر الہی پر جنگ کرنا نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کرے اور وہ ہم سے اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور جو ہم میں اس جنگ میں مارا جائے گا وہ شہید ہوگا اور اس کا خلیفہ اور اس نبی کی آل اس زمین میں باقی رہیں گے اللہ کا فیصلہ برحق ہے اور اس کے قول کے خلاف ہرگز نہ ہوگا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۳۱۶)

سو جو لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس اس غرض سے آئے کہ آپ فی الحال ان سے کوئی تعرض نہ کریں انہیں چھوڑے رکھیں پھر دیکھا جائے گا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ

خدا کی قسم جو شخص نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے لڑوں گا

سیدنا حضرت عمر فاروق نے جب یہ بات سنی تو عرض کیا

یا خلیفۃ رسول اللہ تالف الناس وارفق بھم

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ان لوگوں کے ساتھ تالیف قلب اور نرمی کا معاملہ فرمایئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے عرض کی کہ حضور..... یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے قتال کرنے کو منع فرمایا ہے حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ ان کا معاملہ اور ہے یہ وہ لوگ ہیں جو نماز اور روزہ میں فرق کرتے ہیں کہ نماز کو تو فرض مانتے ہیں اور زکوۃ کو فرض نہیں جانتے اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو اس حکم کی غلط تاویل کر کے قرآنی حکم سے انحراف کر رہے ہیں حالانکہ اسلام نے ان دونوں کو فرض کہا ہے اس لئے ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ درست نہیں میں انکے ساتھ لڑوں گا خواہ کچھ ہو جائے

حضرت عمر فاورق نے پھر ایک مرتبہ آپ سے اس باب میں نظر ثانی کی درخواست کی تو آپ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ اے عمر تو زمانہ جاہلیت میں تو بڑا بے باک اور نڈر تھا (کیا بات ہے کہ) اس وقت کمزوری دکھا رہے ہو

واللہ لو منعونی عقالا (وفی روایۃ عناقا) کانوا یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلھم علی منعہ (صحیح مسلم ج ا ص ۳۷)

خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک رسی یا ایک بکری کے بچے کو بھی روکیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (وہ زکوۃ میں) دیا کرتے تھے تو میں اس پر قتال کروں گا

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

تم الدین وانقطع الوحی أ ینقص الدین وانا حی واللہ لاجاھدنھم ولو منعونی عقالا (تفہیم المسلم ص ۱۶۶)

دین مکمل ہو چکا وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیا دین میں کتر بیونیت ہو اور میں زندہ بیٹھا رہوں (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) خدا کی قسم اگر انہوں نے زکوۃ کی ایک رسی بھی روکی تو میں ضرور ان سے جہاد کروں گا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مضی النبی وانقطع الوحی والله لاجاهدنهم ماستمسك السیف فی یدی وان منعونی عقالا (موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ا ص ۵۹)

حضور ﷺ تشریف لے جا چکے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا خدا کی قسم میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے اگر انہوں نے زکوۃ کی ایک رسی بھی دینے سے انکار کیا

(نوٹ) حضرت ابو بکر صدیق کے ارشاد پر غور فرمایئے أینقص کے الفاظ بتلا رہے کہ دین میں کسی قسم کی کمی بیشی قابل برداشت نہیں ہے مدعیان نبوت باطلہ کی نبوت دین میں اضافہ تھی اور انکار زکوۃ شریعت میں کمی۔ دین حق نہ کمی کو برداشت کرتا ہے اور نہ زیادتی قابل برداشت ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے أینقص الدین فرما کر اس اصولی بات پر متوجہ فرمایا کہ پورے دین کو قبول کرنا ضروریات دین میں سے ہے اور اسکے کسی حصے کا انکار یا اس پر اضافہ ارتداد ہے صرف بغاوت نہیں۔ بغاوت کا لفظ طاعت کے مقابلہ میں ہے اور یہ دونوں انتظامی امور میں سے ہیں حکومتوں کی موافقت اور مخالفت ہوتی رہتی ہے مگر دین میں مداخلت زیادتی کی جہت سے ہو یا کمی کی جہت سے یہ کسی مسلمان سے برداشت نہیں ہوتی۔ حضرت صدیق اکبر کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ آپ نے اسے ارتداد سمجھا ہے بغاوت نہیں اور ان لوگوں پر بربنائے ارتداد لشکر کشی کی ہے آپ کے یہ الفاظ اس تفصیل پر نص صریح ہیں

(من افاضات استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ)

امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تاریخی جملہ ﴿ أینقص الدین وانا حی ﴾ سے ایک عمدہ نکتہ اٹھایا ہے آپ بھی اسے پڑھیں اور لطف اٹھائیں حضرت امام اہل سنتؒ لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

راقم سطور کہتا ہے کہ میں جب حضرت ابو بکر صدیق کے اس کلام کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایک عجیب بات اس میں نظر آتی ہے غور سے دیکھو یہ لفظ کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے کیسا کلمہ ہے اور اس کلمہ کے کہنے کا حق کس کو ہو سکتا ہے کوئی شخص فوت ہو جائے اور اسکا صرف ایک اکلوتا بیٹا ہو وہ بیشک کہہ سکتا ہے کہ میری زندگی میں اور میرے باپ کا مال لٹ جائے لیکن اگر کسی شخص کے متعدد اولاد ہوں تو ان میں سے کوئی ایک اس کلمہ کو نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی میں میرے باپ کا مال لٹ جائے اگر کوئی کہے گا تو یوں کہے گا کہ ہم لوگوں کی زندگی میں۔

یہ کلمہ حضرت صدیق کا بتلا رہا ہے کہ رسول خدا ﷺ کے حقیقی وارث آپ کے اکلوتے اور روحانی فرزند وہی ایک تھے اسلئے انکی زبان سے یہ لفظ نکلا کہ میری زندگی میں دین پر آفت آئے اکلوتا بیٹا موجود ہو اور اسکی نظر کے سامنے اس کے باپ کی بڑی محنت و جانفشانی سے جو باغ تیار ہوا تھا وہ کاٹ ڈالا جائے یقیناً حضرت صدیق اکبر کا ادعاء اسلام پر ایسا ہی تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور آپ کے بعد کام بھی ایسے ہی کئے لوگوں نے انہیں کو خلیفہ رسول اللہ کہا ان کے بعد پھر کوئی خلیفہ اس نام سے نہیں پکارا گیا بلکہ خلفائے مابعد امیر المؤمنین کہے گئے..... حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق کے اس کارنامہ یعنی قتال مرتدین وغیرہ کو انجام کار تمام صحابہ نے بڑی عزت سے دیکھا تھا (تحفہ اہل سنت ص ۱۵۵)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ان اللہ معنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت میں بھی تھا تو خدا تعالی میرے ساتھ بھی ہے اگر میں تنہا بھی جہاد کو نکل کھڑا ہونگا تو خدا میرے ساتھ ہے انشاء اللہ میں تمام دنیا پر غالب

toobaa-elibrary.blogspot.com

آؤں گا۔ کیا انتہا ہے اس قوت قلب کی (ذم النسیان ص ۳۳)

آپ نے فرمایا کہ

تم میں سے اگر کوئی میرے ساتھ نہ ہوگا تو بھی میں اکیلا قتال کروں گا اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ﴿ لاتحزن ان الله معنا ﴾ حضور سرور عالم ﷺ کے ہمراہ میں ہی تھا اسلئے معنا میں ضمیر میری طرف راجع ہے جب میرے ساتھ خدا ہے میں خود سب کام کرلوں گا حق کی معیت ہوتے ہوئے مجھ کو کسی کی معیت کی حاجت نہیں ہے (حسن العزیز ج ۲ ص ۲۵۳)

بلاشک وشبہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی اس استقامت اور تاریخ ساز فیصلہ نے دین قیم اور اس کی عظمت کو قائم رکھا حضرت صدیق اکبر کے اس تاریخی فیصلے سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ یہ لوگ کسی طرح بھی اہل قبلہ نہیں ہو سکتے یہ شریعت کے ایک حصے کا انکار کر رہے ہیں آپ نے بتلایا کہ میں شریعت میں کیسے کسی تقسیم کو برداشت کرلوں ضروریات دین کا منکر کس طرح اہل قبلہ میں داخل ہو سکتا ہے نامور مؤرخ زید شلبی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں

رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر جب صحابہ کرام غم کے مارے دیوانے ہو چکے تھے اور حضرت عمر جیسے شخص تلوار کھینچے یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے ہیں میں اس تلوار سے اسکی گردن اڑادوں گا یہ صدیق اکبر ہی کی شخصیت تھی جس نے مسلمانوں کو سنبھالا دیا اور جبکہ سارا عرب ارتداد کی بھڑکتی آگ میں جل رہا تھا آپ نے مرتدین کے مقابلے میں جو مدبرانہ کاروائی کی اور جس نے بے مثال لیاقت کے ساتھ ملک کو اس تباہ کن فتنے سے نجات دلائی اس نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ اس وقت صرف آپ ہی کی ذات والا صفات خلافت کے بار گراں کو اٹھانے اور سنبھالنے کے قابل تھی (خالد سیف اللہ ص ۱۳۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں ارتداد اور مرتدین کے الفاظ ان مؤرخین کی تحقیق کا حاصل ہیں مشہور مصری مؤرخ محمد حسین ہیکل اپنی کتاب الصدیق ابوبکر میں اس نازک موقع پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اس موقع پر ایک ایسے حکمراں کی ضرورت تھی جو حزم و تدبر کے ساتھ قطعی ارادے اور فیصلہ کن عزیمت کا مالک ہو اور اسکے علاوہ اسلام پر پختہ ایمان اور اللہ کی نصرت پر پورا یقین بھی رکھتا ہو اللہ تعالی نے دین اسلام کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق کی شخصیت میں ایسا ہی حکمراں مہیا کر دیا (ماخوذ از سیرت خلیفۃ الرسول ص ۱۷۴)

☆.....منکرین زکوۃ کی سزا

حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ کرام کے روبرو غیرت مندانہ اور تاریخی فیصلہ کرنے کے بعد تلوار زیب دوش کی اور منکرین زکوۃ سے جہاد کیلئے نکل کھڑے ہوئے صحابہ کرام دیکھ رہے تھے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کس درجہ کے صاحب عزیمت بزرگ ہیں اور آپ کی دینی استقامت کس قدر مستحکم اور پختہ ہے آپ سے گذارش کی گئی کہ آپ تشریف رکھئے ہم ان سے جاکر نمٹتے ہیں چنانچہ آپ نے ان کی درخواست کو قبول کیا اور جہاد کیلئے ایک جماعت ترتیب دی اور قتال کیلئے لشکر روانہ کر دیا آپ کے بھیجے ہوئے لشکر نے حالات کا جائزہ لے کر کوشش کی کہ یہ لوگ کسی طرح راہ راست پر آجائیں چنانچہ ان میں سے بعض راہ راست پر آگئے اور بعض منکروں کی صف میں ہی رہے چنانچہ پھر ان کے خلاف اعلان جہاد ہو گیا۔ علامہ طبری لکھتے ہیں

وقتل وحرق بالنیر اناسا ارتدوا عن الاسلام ومنعوا الزکوۃ فقاتلھم حتی اقروا بالماعون (تفسیر ابن جریج ا ص ۱۸۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

جو لوگ اسلام سے مرتد اور زکوۃ کے منکر ہو گئے تھے ان میں بہت سے مارے گئے اور انکے گھروں کو آگ لگادی گئی اور انکے ساتھ قتال ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اب حقیر سے حقیر چیز بھی نہ روکیں گے

حضرت امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ (۳۰۷ھ) لکھتے ہیں

كانت الصحابة سبت زراری مانعی الزكوة وقتلت مقاتلهم وسموهم اهل الردة لانهم امتنعوا من التزام الزكوة وجوبها فكانوا مرتدين بذلك لان من كفر بآية من القرآن فقد كفر به كله وعلى ذلك اجرى حكمهم ابوبكر الصديق مع سائر الصحابة حين قاتلوهم (احکام القرآن ج ۳ ص ۸۲)

(ترجمہ) صحابہ کرام نے مانعین زکوۃ کی اولاد کو قید کیا اور انکے مردوں کو (جو مقابلہ کیلئے آئے تھے اور زکوۃ کی فرضیت سے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے) قتل کیا اور انہیں اہل الردۃ قرار دیا کیونکہ انہوں نے التزام زکوۃ اور تسلیم وجوب سے انکار کر دیا تھا اسی بناء پر انہیں مرتد قرار دیا گیا جو شخص قرآن پاک کی ایک آیت کا انکار کرے تو اس نے تمام قرآن کا انکار کر دیا حضرت صدیق اکبر نے جس وقت مانعین زکوۃ سے جنگ کی صحابہ کرام کے اتفاق کے ساتھ ان پر ارتداد کا حکم جاری کیا

حضرت امام بخاری (۲۵۶ھ) نے بھی مانعین زکوۃ اور حضرت ابو بکر صدیق کے اس قتال کے واقعہ پر درج ذیل باب باندھ کر بتادیا کہ یہ لوگ ارتداد کی وادی میں جا گرے تھے

باب قتل من ابی قبول الفرائض ومانسبوا الی الردة (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳)

فرائض کی قبولیت کے منکر اور مرتد ہونے کی وجہ سے کسی کو قتل کرنا

حضرت امام بخاریؒ کی بات آپ کے سامنے آگئی آپ اسے ارتداد شمار کرتے ہیں محض بغاوت نہیں اب امام بخاری کے شیخ حضرت قبیصہؒ کا فیصلہ لگے ہاتھوں دیکھ لیجئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

هم المرتدون الذین ارتدوا علی عهد ابی بکر فقاتلهم ابوبکر
(صحیح بخاری ج ا ص ۴۹۰)

☆.....اھل باطل سے لڑنا سب کی ذمہ داری ہے

حضرت صدیق اکبرؓ کے اس طرز عمل سے واضح ہو گیا کہ اہل باطل سے مقابلہ کرنا ہر اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اگر پوری قوم اسکے لئے تیار نہ ہو تو بھی اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ منکرین دین اور اہل باطل کے خلاف پوری طرح حرکت میں آئے۔ اسی طرح علمائے کرام اور اہل دین کو بھی چاہئیے کہ وہ اسلامی احکامات کے خلاف برپا کی جانے والی شرارتوں کا محاسبہ کریں اس پر صدائے احتجاج بلند کریں حضرت صدیق اکبرؓ نے اس وقت یہ نہ دیکھا کہ آپ کے ساتھ کون ہے اور کون نہیں ؟ اعلائے کلمۃ الحق اور ایک سلامی حکم کی حفاظت جس قدر ممکن ہو سکتی تھی آپ نے اس سے کہیں زیادہ کر دکھائی فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

☆.....ضروریات دین کے کسی ایک جزء کا انکار کفر ہے

دین کے وہ احکام جو یقینی اور نا قابل انکار دلیلوں سے ثابت ہیں جن کو اصطلاح میں قطعی اور متواتر کہا جاتا ہے ان میں تفریق و تاویل کرنا یا اسکے کسی ایک حکم کا انکار کرنا در حقیقت پورے دین کی عمارت کو گرا دینا ہے یاد رکھئے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک جزء کا انکار بھی کفر ہے حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی (۱۸۹ھ) لکھتے ہیں

من انکر شیئا من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لااله الاالله (السیر الکبیر ج ۴ ص ۳۶۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

شرائع اسلام میں سے کسی ایک کا بھی جس نے انکار کیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہنے کو باطل کر دیا یعنی اس شخص نے ایمان کو چھوڑ کر کفر وارتداد اپنا لیا اب اسکے بعد وہ نماز بھی پڑھے یا اسلام کا کوئی بھی عمل کرے اسکا کوئی اعتبار نہ ہوگا اسلئے کہ ایک رکن کا انکار سب کا انکار ہے اور یہ لوگ مرتدین میں شمار کئے جائیں گے شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

السلف قد سموا مانعی الزکوۃ مرتدین مع کونھم یصومون ویصلون

(فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۹۱۔ عبقات ص ۲۸۳)

حضرات سلف نے زکوۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے

علمائے اسلام کے ہاں اسکی نظیر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا یہ تاریخی فیصلہ ہے جو آپ نے بالکل ابتداء میں فرمادیا اور پھر اس پر صحابہ کرام کا بھی اجماع ہوا۔

☆..... حضرات شیخین کریمینؓ کے اختلاف کی نوعیت

حضرت صدیق اکبرؓ کا حضرت فاورق اعظمؓ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ اس باب میں جو اختلاف ہوا وہ اصل مسئلہ میں اختلاف نہ تھا حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر اصحاب کا خیال تھا کہ زکوۃ نہ دینا گو ایک بڑا جرم ہے تاہم موجودہ حالات میں اتنا بڑا اقدم اٹھانا مناسب نہیں ہے کیونکہ دوسری جانب کفار بھی مسلمانوں پر حملہ کیلئے تیار بیٹھے ہیں نیز مدعیان نبوت بھی کھل کر سامنے آچکے ہیں ایسے حالات میں اس مسئلہ پر اگر کچھ تاخیر ہو جائے تو بہتر ہے یہ ایک حکمت عملی اور مصلحت وقت کی بنیاد پر ایک رائے تھی اصل مسئلہ سے اختلاف نہ تھا

مگر حضرت صدیق اکبرؓ کا ارشاد تھا کہ وقت کے اس نازک موڑ پر کسی بھی قسم کی لچک پیدا کرنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک خطرناک راہ ہے آپ کا اصرار تھا کہ یہ صریح طور پر دین سے انحراف ہے آج اگر یہ لوگ زکوۃ میں تاویل کر رہے ہیں تو کل نماز کے بارے میں بھی کسی تاویل کا سہارا لے کر اسے ترک کر دیں گے اور اس طرح اسلام کے ایک ایک رکن پر حملہ ہو گا اور اسکا حلیہ مسخ کر دیا جائے گا مثلاً کچھ لوگ یہ کہیں کہ نماز بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی اور وہ اپنے استدلال میں قرآن کی کسی آیت کا سہارا لیں اور کہیں کہ اسکے مخاطب صرف حضور ہیں ہم نہیں جب آپ ہی نہ رہے تو اب یہ بھی باقی نہیں اسی طرح دین کے باقی ارکان پر تاویل کی چھری چل جائے گی جسکا مشاہدہ ہم آج کل کر رہے ہیں

سو جس طرح نماز کا حکم پوری امت کیلئے ہے اسکو صرف حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ خاص کرنے کی یہ تاویل انہیں کفر وارتداد سے نہیں بچا سکتی اسی طرح خذ من اموالھم.....الایۃ میں یہ تاویل ان کو کفر سے نہیں بچا سکے گی یہ انکار ارتداد کے تحت آئے گا اسی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق کا یہ ارشاد جلیل

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ (صحیح مسلم ج ا ص ۳۷)

کہ نماز کا اقرار اور زکوۃ کا انکار آخر کیا معنی رکھتا ہے شاہد ہے یعنی دونوں عبادتیں فرض ہیں جس طرح نماز کا انکار کفر ہے اور ایسا آدمی مرتد ہے اسی طرح زکوۃ کا انکار بھی کفر ہے اور اس کا بھی قائل مرتد ہے

حضرت ابوبکر صدیق سے جب یہ بات کہی گئی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی کلمہ پڑھ لے تو اس کی جان ومال کو امن ہے الا بحقھا (ہاں اگر وہ اس حق سے ہی دستبردار ہو جائے تو پھر نہیں) حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہ اسی حق میں سے تو ہے کہ جس بات کو اللہ تعالی نے ایک جگہ اکٹھا کیا ہے اس میں فرق پیدا کر دینا کیا اس حق کو توڑنا نہیں ہے؟ نماز کا اقرار اور زکوۃ کا انکار اسی حق کو توڑنا ہے آپ نے فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

فهذا من حقها الا يفرقوا بين ماجمع الله ولو منعنونى شيئا مما اقروا لرسول الله ﷺ قاتلتهم عليه (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۳۳۳)

یہ اس کے حق میں سے ہے کہ وہ اس کو توڑیں جس کو اللہ نے جوڑے رکھا ہے اور اگر یہ لوگ ایک ایسی چیز بھی روکیں گے جس کا حضور ﷺ کے دور میں دینے کا اقرار کیا تھا تو میں اس پر ان سے جنگ کروں گا

حضرت ابوبکر صدیق کے اس طرز استدلال سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ قیاس کے پورے قائل تھے آپ نے زکوۃ کو نماز پر قیاس کر کے حکم لگایا اور سب صحابہ نے اسکی تائید کی۔ اگر اسلام میں قیاس کی کوئی گنجائش نہ ہوتی تو حضرت ابوبکر کبھی قیاس سے کام نہ لیتے اور نہ صحابہ کبھی اس قیاس کو قبول کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے معابعد آپ کا یہ انداز استدلال بتاتا ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے قیاس شرعی سے کام لینے والے آپ ہی ہیں اور اس پر سب صحابہ کی تائید موجود ہے بارھویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۷۶ھ) حضرت ابوبکر صدیق کے طرز استدلال کے متعلق فرماتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب لوگ لاالہ الا اللہ کہہ دیں تو ان کی جانیں اور مال محفوظ ہو جائیں گے الا بحقها مگر ہاں اس وقت نہیں کہ جب وہ کسی ایسی چیز کا ارتکاب کریں جس کی وجہ سے ان سے قتال کرنا ضروری ہو جائے اس حدیث کو حضرت عمرؓ جو پہلے مانعین زکوۃ کے ساتھ قتال کرنے کے حق میں نہیں تھے اپنے استدلال میں پیش کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے استدلال کی تقریر یہ تھی کہ نماز کا الا بحقها کے ماتحت شامل ہونا مسلم ہے اور چونکہ زکوۃ بھی نماز کی ہی طرح ایک اہم فرض اور دین کی بنیاد ہے اسلئے زکوۃ کے منع کرنے والوں کا حکم بھی وہی ہوگا شاہ صاحبؒ کے آخر الفاظ یہ ہیں۔ وزکوۃ مقیس است بروے بقیاس جلی (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۰۴۔ ماخوذ از صدیق اکبر ص ۳۸۷)

ہم اس وقت قیاس شرعی پر بحث نہیں کر رہے ہیں ہم تو صرف یہ بتلا رہے ہیں کہ حضرات شیخین کے مابین اختلاف اس بات پر نہ تھا کہ اہل الردۃ (مرتدوں) سے جہاد کیا جائے یا نہ ؟ بلکہ اختلاف کی نوعیت یہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق کے نزدیک وہ اہل الردۃ تھے اور دوسرے حضرات کے ہاں ابھی ان کا ارتداد ابھی اتنا واضح نہ تھا جب بحث و تمحیص کے بعد یہ بات کھلی تو حضرت عمر فاورق اور دوسرے سب صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق کی رائے سے کلی اتفاق کیا اور آپ کے جھنڈے تلے رہ کر ان مرتدوں کے خلاف جہاد کیا اور انہیں اپنے انجام تک پہنچا کر ہی دم لیا شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

فعمر وافق ابابکر علی قتال اهل الردة مانعی الزکوة و کذلك سائر الصحابة

(منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۳۴ تفہیم المسلم ص ۱۶۸)

آخر کار حضرت عمر اور تمام صحابہ ان مرتدین سے قتال کرنے کے مسئلہ پر متفق ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق کی رائے اور فیصلہ کو قبول کر لیا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ

شریعت کے قوانین میں حقائق اور مصالح واقعیہ مرعی ہوتے ہیں اور باقی جتنے قوانین ہیں وہ سب اغراض کے تابع ہیں شریعت کے قوانین اٹل ہیں اور اکثر انکا نفع جب معلوم ہوتا ہے کہ جب ان پر عمل کیا جائے ..... مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کے جواز میں صحابہؓ کو کلام تھا لیکن صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ قطعی رائے تھی کہ انکے خلاف جہاد کرنا واجب ہے کیونکہ وہ تاویل کے ساتھ ایک رکن اسلام کے منکر تھے چنانچہ حضرت نے نہایت شد و مد کے ساتھ فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک رسی بھی زکوۃ میں نکالتا تھا اور اب دینے سے انکار کرتا ہے تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں اسکے خلاف جہاد کروں گا چاہے کوئی میرا ساتھ دے یا نہ دے اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اجبار فی الجاهلية وخوار فی الاسلام تم جاہلیت میں ایسے مضبوط تھے اسلام میں آکر ایسے بودے ہو گئے یہ تقریر سن کر حضرت عمرؓ کو بھی اسکے متعلق شرح صدر ہو گیا..... دیکھئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شریعت مقدسہ پر بلالحاظ دیگر مصالح کے عمل فرمایا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار مرعوب و مغلوب ہو گئے جس کا پہلے سے کسی کو علم بھی نہ تھا مسلمانوں کی دھاک تمام بلاد و امصار میں بیٹھ گئی غرض اکثر شریعت مقدسہ کے مصالح اس پر عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتے ہیں (افاضات ج۹ ص ۱۵۲)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق مقام محبوبیت میں

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نے جس ایمانی قوت اور دینی غیرت کے ساتھ مانعین زکوۃ سے قتال کیا اس کا ذکر قرآن نے بھی کیا ہے پھر آپ اور آپ کے ساتھ جن مقدس بزرگوں نے اس معرکہ میں حصہ لیا اللہ تعالی نے انہیں اپنی محبوبیت کا پروانہ عطا فرمایا قرآن کریم میں ہے

يا ايها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتى الله بقوم يحبهم ويحبونه اذلة على المؤمنين اعزة على الكافرين يجاهدون فى سبيل الله ولايخافون لومة لائم ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله واسع عليم (پ۶ المائدہ ۵۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ عنقریب لاوے گا ایسی قوم کو کہ اللہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر زبردست ہیں کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے۔ یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فضل ہے اللہ کا۔ دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار۔

حضرت امام حسن بصری کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں اتری ہے جب عرب لوگ مرتد ہو گئے تھے تو آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے انکے خلاف جہاد کیا اور آخر کار ان کو اسلام کی طرف لوٹا دیا

یونس بن بکیر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے ہی مرتدین عرب سے قتال کیا تھا (صواعق محرقہ ص ۹ لابن حجر مکی۔ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) اس آیت پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے غزوہ بدر و حدیبیہ کے بعد مرتدین کے خلاف قتال ہی کا مرتبہ ہے اور یہ قتال بھی ان مشاہد عظیمہ کا ایک نمونہ تھا (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۴۱)

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ لکھتے ہیں

یہ ان لوگوں کے ایمان و اخلاص کی خبر دی گئی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق کے حکم سے منکرین ختم نبوت اور منکرین زکوۃ کے خلاف نکلے یہ خدا کی طرف سے ان قربانیوں کی قبولیت کا اعلان ہے جو حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت میں دی گئیں یہ خلافت راشدہ کے صادق ہونے کی آسمانی شہادت ہے جسے کوئی خوش نصیب رد نہ کر سکے گا یہ فتنہ ارتداد سے پہلے کی ایک پیشگوئی ہے (خلفائے راشدین ج ۲ ص ۲۰۲)

☆..... حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابہ کرام کا خراج تحسین

حضرت صدیق اکبرؓ نے مسئلہ کی نزاکت کو شروع دن سے بھانپ لیا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنے موقف پر پوری طرح ڈٹے رہے کسی کمزوری کا مظاہرہ نہ کیا تا آنکہ دوسرے صحابہ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے آپ کی اس جرات وہمت اور استقلال واستقامت اور ایمانی فراست پر سب صحابہ کرام نے آپ کو بھر پور خراج تحسین پیش کیا ہے حضرت عمر فاروق جیسی عبقری شخصیت جنہیں پہلے مرحلے میں کچھ تامل تھا انہوں نے بھی اعتراف کیا کہ حضرت ابو بکر کا موقف بالکل حق تھا آپ کھل کر کہتے ہیں کہ

فوالله ماهو الا ان رايت ان قد شرح الله صدر ابی بكر للقتال فعرفت انه الحق (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳ و ج ۱ ص ص ۱۸۸۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۷)

خدا کی قسم میں سمجھ گیا کہ ان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں ابو بکر کو پورا پورا شرح صدر حاصل تھا بالآخر مجھے بھی یقین ہو گیا کہ حق بات یہی ہے (جو ابو بکر صدیق کہتے ہیں)

حضرت عمر فاورقؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

حضرت ابو بکر صدیق میری عمر کی تمام عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور ایک دن کی عبادت دے دیں (تو بھی مجھے منظور ہے) رات غار ثور کی ..... اور دن فتنہ ارتداد والا (تفہیم المسلم ص ۱۶۸)

حضرت رجاء عطاردی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے لوگوں کا ایک ہجوم دیکھا قریب جانے پر دیکھا کہ ایک آدمی ایک دوسرے آدمی کے سر کو بوسہ دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں آپ پر قربان اگر آپ نہ ہوتے تو ہم تباہ ہو گئے ہوتے۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ بتایئے یہ بوسہ دینے والا کون ہے اور کسے بوسہ دے رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ بوسہ دینے والے بزرگ حضرت عمر ہیں اور جس کے سر پر بوسہ دیا گیا وہ حضرت ابو بکر ہیں کہ یہ آپ ہی تھے جنہوں نے مانعین زکوۃ کے خلاف سخت قدم اٹھایا یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر آپ کے پاس آئے (صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۳۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

علامہ جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں کہ جس دن حضرت ابو بکر صدیقؓ کا انتقال ہوا حضرت علی مرتضیٰؓ تشریف لائے اور آپ کے جسد مبارک کے قریب کھڑے ہو کر اپنے جذبات و تاثرات پیش فرمائے ان میں یہ بھی فرمایا۔

وآخر حين ضعفوا ..... كنت كالجبل لاتحركه العواصف ولاتزيل القواصف (الفائق ج ا ص ص ۲۸۴۔ رحماء بینھم ج ا ص ۳۳۳)

اور آخر دور میں بھی آپ (پیش قدم) رہے جبکہ لوگ ضعیف اور بزدل ہو رہے تھے آپ دین کے معاملات میں اس پہاڑ کی طرح مضبوط رہے جس کو سخت تر ہوائیں ہلا نہ سکیں اور توڑ ڈالنے والی آندھیاں اپنی جگہ سے زائل نہ کر سکیں (یعنی وصال نبوی کے بعد آپ فتنہ ارتداد کے موقع پر پوری طرح ثابت قدم رہے تھے)

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں

كرهناذالك فى الابتداء ثم حمدناه عليه فى الانتهاء (اخرجه البغوى .....ازالۃ الخفاء ج ا ص ۱۳۹)

ہم شروع میں مانعین زکوۃ سے قتال پسند نہیں کرتے تھے (لیکن جب حقیقت حال کھلی تو) ہم آخر کار اس معاملہ میں ابو بکر صدیق کے شکر گذار ہوئے

آپ نے یہ بھی فرمایا

لقد قمنا بعد رسول الله ﷺ مقاما كدنا نهلك فيه لولا ان الله من علينا بابى بكر (تاریخ کامل دوم ص ۱۳۰)

ہم حضور ﷺ کے بعد اس مقام پر آگئے کہ اگر اللہ ہم پر حضرت ابو بکر کے ذریعہ احسان نہ فرماتے تو ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔

آپ نے فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

لولا مافعل ابوبکر لألحد الناس فی الزکاۃ الی یوم القیامۃ (ریاض النضرۃ ج۱ص ۱۴۸)

اور ابو بکر اس وقت جرات سے کام نہ لیتے تو لوگ ہمیشہ کے لئے زکوۃ ادا کرنے میں لیت و لعل سے کام لیتے اور کج روی پر اتر آتے

حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں

فراینا ذلك رشدا (مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۳)

جب ہم پر حقیقت کھلی تو ہم نے آپ کی رائے کو درست ہی پایا

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا

قام فی الردۃ مقام الانبیاء (تفہیم المسلم ج۱ص ۱۶۸۔ تحفہ اہل سنت ص ۹)

فتنہ ارتداد کی سرکوبی کیلئے حضرت ابو بکر صدیق نے وہ کارنامہ انجام دیا جو اس ثابت قدمی سے اللہ کے پیغمبر ہی دے سکتے رہے

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ بھی فرمایا

والذی لااله الا هو لولا ابوبکر استخلف ماعبدالله (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر حضور ﷺ کے بعد ابو بکر خلیفہ نہ بنتے تو اللہ کی عبادت ہی نہ ہوتی

یعنی منافقین و مرتدین اسلام کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیتے یہ آپ کی ذات تھی جس نے اسلام کے گرد مضبوط حصار باندھا اور اس کی حفاظت کا فریضہ سر انجام دیا۔

حضرت امام بخاری کے شیخ حضرت ابو بکر عیاشؒ بھی یہی بات فرماتے ہیں

سمعت ابا حصین یقول ماولد بعد النبیین افضل من ابی بکر قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال اهل الردۃ .....اخرجه البغوی (ازالۃ الخفاء ج۱ص ۱۳۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں نے حضرت ابو حصین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کرام کے بعد کوئی شخص بھی حضرت ابوبکر صدیق سے افضل پیدا نہیں ہوا مرتدین سے قتال میں آپ نے وہ کام کیا ہے جو ایک نبی کرتا ہے

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں

ایں اشارہ است بہ تحمل داعیہ الہیہ کہ درنفس نفیس او رضی اللہ عنہ مرتسم شد وازآنجا اہتمام بامر جہاد درخاطر مسلماناں مرسوم گشت

(ایضاص ۱۳۹)

ابو حصین کا یہ قول اس ارادہ الہیہ کی طرف اشارہ ہے جو صدیق اکبر کے نفس میں نقش ہو گیا تھا اور انہیں کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادہ جہاد پیدا ہوا

حضرت عبدالرحمٰن بن اسلم اس واقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق کی فراست کو اس طرح خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ

(صدیق اکبر) کیا ہی اچھے کامل فقیہ تھے (تفسیر مواہب الرحمٰن پ ۲ ص ۷۸)

حاصل یہ کہ فتنہ ارتداد میں گو کچھ وقت ضرور صرف ہوا مگر حضرت ابوبکر صدیق کی استقامت اور آپ کی عزیمت نے انہی دنوں یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے ختم فرمادیا حالات کی نزاکت اپنی جگہ سہی مگر آپ اس معاملے میں کسی لچک کے لئے تیار نہ ہوئے اس مسئلہ پر کئی نئے اور نازک موڑ بھی آئے مگر وہ آپ کے پائے استقلال کو ہلا نہ سکے آپ نے ہر صورت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اگر آپ اس راہ میں عزیمت نہ دکھاتے اور استقامت کا مظاہرہ نہ فرماتے تو معلوم نہیں حالات کیا رخ اختیار کر جاتے یہ آپ ہی کی ذات تھی جس نے اسلام کی کشتی کی حفاظت فرمائی اور اسے بحفاظت ساحل مراد تک لے آئے امت مسلمہ آپ کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتی ۔

ترویج دین پاک میں سبقت وہ لے گیا یکجا تھے اس میں نور یقین جوہر خرد

toobaa-elibrary.blogspot.com

حکمت سے ارتداد کا فتنہ کیا فرو ہر کذب اسکے نور یقین سے ہے مسترد

فجزاہ اللہ تعالی عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء

☆.....ایک سوال اور اسکا جواب

سوال..... حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں اور زکوۃ دیں جب وہ لوگ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچالیا مگر اسلام کے حق سے۔ اور ان (کی دل کی باتوں) کا حساب اللہ پر ہے (صحیح بخاری)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص بھی شہادتیں کا انکار کرے اسی طرح نماز اور زکوۃ کا منکر ہو اس سے لڑنا جائز ہے حضرت صدیق اکبر سے جب یہ کہا گیا کہ یہ لوگ کلمہ گو اور اہل قبلہ ہیں آپ ان سے نہ لڑیں تو آپ نے جواب میں اس حدیث سے استدلال کرنے کے بجائے یہ کیوں کہا کہ میں اس سے لڑوں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرتا ہے حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس سے کام لینے کی کیا ضرورت تھی

﴿الجواب﴾..... حضور کی یہ حدیث اس وقت سب صحابہ کو پہنچ چکی تھی یا نہیں ؟ اس کا علم نہیں تاہم اگر آپ اس حدیث سے استدلال کرتے تو یہ ایک جزئی استدلال ہوتا آپ نے اس موقعہ پر بطور مجتہد کے ایک امر کلی سے تمسک کیا کہ مسلمان پر اللہ کیلئے حق بدن اور حق مال دونوں قائم ہیں یہ شریعت محمدی کی اساس ہے ہمیں حق جان اور حق مال دونوں باب میں اس شریعت کو سنبھالنا ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے اس اصل کلی سے استدلال کرتے ہوئے اپنی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجتہدانہ ذمہ داری پوری کی اور اس پر توجہ دلائی کہ نص کے ہوتے ہوئے بھی اس کے حق میں اجتہاد ہو سکتا ہے۔ ہاں وہ قیاس منع ہے جو نص کے مقابلہ پر ہو نہ کہ وہ جو اسکی تائید میں چلے۔

پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر نے مجتہدانہ استدلال فرمایا تو اس وقت کسی ایک صحابی نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ قیاس سے کیوں کام لیتے ہیں آپ حضور کی حدیث کیوں نہیں سنا دیتے تاکہ کسی کو یہ کہنے کی ضرورت باقی نہ رہے کہ آپ نے حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس سے کام لیا ہے۔ اور نہ کسی صحابی نے اپنی جانب سے یہ حدیث آپ کی تائید میں بطور استدلال پیش کر دی ہو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اجتہاد کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور سب صحابہ آپ کی اس شان اجتہاد کے قائل تھے اور سب کو معلوم تھا آپ کس قدر علمی شان کے حامل ہیں محدثین نے آپ کے اس واقعہ سے بتایا ہے کہ آپ کس قدر علمی شان لئے ہوئے تھے شارح مسلم حضرت امام نووی (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں

> ہمارے اصحاب نے حضرت ابو بکر صدیق کی علمی عظمت کا اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو صحیحین میں ہے کہ میں خود اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں تفریق کرے گا (صواعق محرقہ ص ۷۷ بحوالہ تہذیب الاسماء)

حضرت امام سیوطی (۹۱۱ھ) بھی لکھتے ہیں

صحیحین کی اس حدیث سے آپ کی علمی عظمت پر استدلال کیا گیا ہے (تاریخ الخلفاء ص ۵۱)

یہ بات بھی ضرور پیش نظر رہنی چاہئیے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا اپنے اجتہاد کی روشنی میں منکرین زکوۃ سے قتال کرنا بھی از روئے حدیث سنت ہی ہے آنحضرت ﷺ نے خلفائے راشدین کے قول و فعل کو بھی سنت فرمایا ہے اور صحابہ کرام نے بھی اسے اسی درجے میں سمجھا ہے اور اس کا احترام کیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دور میں ایک شرابی کو چالیس کوڑے مارے گئے حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں بھی اسی کے مطابق عمل ہوا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا دور آیا تو اس وقت شرابی کو اسی کوڑے کی سزا دی گئی۔ حضرت عمر فاروق کے اس فیصلہ کی حیثیت کیا ہے ؟ اسے حضرت علی مرتضیٰ کی زبانی سنیں آپ فرماتے ہیں

جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین وابوبکر اربعین وعمر ثمانین وکل سنة (صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۲ مسند احمد ج ۱ ص ۸۲)

حضرت علی مرتضیٰ اس فیصلہ کو بھی سنت کا نام دے رہے ہیں۔ حضرت امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان کا بھی ذکر کیا ہے

ثم اتمها عثمانین ثمانین وکل سنة (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۸۱)

پھر حضرت عثمان نے بھی اسی کوڑے کی سزا دی اور یہ سب سنت ہی ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی ان تینوں بزرگوں کے اعمال کو سنت کہا ہے (دیکھئے مسند ابی عوانہ ج ۲ ص ۳۳۵ باب سنة النبی علیہ السلام والخلفاء الراشدین)

محدث شہیر حضرت ملا علی القاری (۱۰۱۴ھ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> خلفائے راشدین کی جانب سنت کی نسبت یا تو اسلئے ہوئی ہے کہ انہوں نے خود آپ کی سنتوں پر عمل کیا ہے یا اسلئے کہ انہوں نے خود (قیاس واجتہاد و) استنباط سے کام لے کر اسے اپنایا ہے (بایں طور یہ سنت ٹھہری) (مرقات شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۲۴۲)

علامہ حافظ ابن رجب حنبلی نے جامع العلوم والحکم (ص ۱۹۱) میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ میں بھی اس جانب توجہ دلائی ہے کہ خلفائے راشدین اگر کسی عمل کو اجتہاد کی راہ سے اپنائیں تو وہ بھی سنت ہی کے حکم میں ہے انکے ان کاموں پر بدعت کا لیبل نہیں لگایا جاسکتا اب جو لوگ ان کے اجتہاد کی راہ سے کئے ہوئے افعال پر بدعت کا فتوی لگائیں وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

راہ راست سے ہٹے ہوئے لوگ ہیں اہل سنت میں سے نہیں۔

حکیم الامت حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی مشہور حدیث (جس میں فعلیکم بماعرفتم من سنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهديين ارشاد فرمایا ہے) پر جو سرخی جمائی ہے وہ قابل دید ہے آپ لکھتے ہیں

اما وجوب اتباع سنن الخلفاء الراشدين (ازالۃ الخفاء ج ا ص ۳۴۴)

خلفائے راشدین کی سنتوں کا واجب الاتباع ہونا

پھر آپ نے اس سے اگلا باب یہ باندھا ہے

اما تصويب رأى الشيخين وان رأيهما حجة والاشارة الى خلافتهما (ایضاً ص ۳۴۶)

حضرات شیخین کی رائے کا درست ہونا اور یہ کہ انکی رائے حجت ہے اور انکی خلافت کی جانب اشارہ

حضرت حکیم الامت قدس سرہ ایک اور بحث میں خلفائے راشدین کے قول کے حجت ہونے پر لکھتے ہیں

واما آنکہ قول خلیفہ حجت است چوں آں را امضا کنند و آں قول ممکن شود در مسلمین و آں بالاتر از قیاس است وایں خصلت ثابت است دریں بزرگواراں پس ثابت است بطریق بسیار قال اللہ تعالی..... (ایضاً ص ۴۳۰)

خلفاء کرام کے قول کا حجت ہونا کہ جب خلفاء کوئی حکم نافذ کریں اور وہ مسلمانوں میں نافذ ہو جائے تو وہ حکم قیاس سے بالاتر ہے اسکا ثبوت بھی ان بزرگوں کیلئے باسانید بسیار ثابت ہے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ خلفاء راشدین کے اقوال کو حجت مانتے تھے اور ان بزرگوں کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

طریقوں کو پوری عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اس تفصیل سے مقصود یہ بتانا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مانعین زکوۃ سے قتال کیلئے اگر اجتہاد وقیاس سے کام لیا ہے تو بھی یہ کسی طرح لائق اعتراض نہیں ہو سکتا۔

﴿ جواب دوم ﴾ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ حدیث سنی ہو اور آپ کو یاد بھی ہو مگر اس نازک موڑ پر یہ حدیث آپ کو مستحضر نہ رہی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ بالخصوص حضرت صدیق اکبر جس شدت غم میں تھے وہ اہل خبر سے مخفی نہیں حضرت عمر فاروق جیسی شخصیت کو بھی آیت کریمہ ﴿ ومامحمد الا رسول ﴾ مستحضر نہ رہی تھی اور آپ شدت غم میں یہ کہہ رہے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اڑادوں گا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت پڑھی تو سب کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت گویا ابھی اتری ہے حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

واللہ لوکان الناس لم یعلموا ان اللہ عزوجل انزل ھذہ الایۃ حتی تلاھا ابوبکر (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۹)

جس طرح یہ آیت اس وقت سب کو مستحضر نہ رہی اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق کو بھی یہ حدیث مستحضر نہ رہی ہو اور اس طرح ہونا کوئی قابل تعجب بات نہیں ہے شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) اور بدر الاسلام حضرت علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) اس پر لکھتے ہیں

وفی القصۃ دلیل علی ان السنۃ قد تخفی علی بعض اکابر الصحابۃ ویطلع علیھا احادھم (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۹ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۸۳)

اس قصہ میں دلیل ہے اس بات پر کہ بسا اوقات صحابہ پر کوئی سنت چھپی رہ جاتی ہے اور اس پر ان میں سے کوئی دوسرا مطلع ہو جاتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سو حضرت ابو بکر صدیق نے اجتہاد سے کام لیا اور سب صحابہ نے اس کی تائید کی۔

﴿ جواب سوم ﴾ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے استدلال میں یہ حدیث پیش کی تھی راوی نے اس جگہ اختصار سے کام لیا ہے حضرت امام بیہقی نے اس کا ذکر کیا ہے نیز امام نسائی نے بھی اپنی سنن میں اسے نقل کیا ہے (دیکھئے سنن نسائی ج ۲ ص ۱۶۰) اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نہ صرف یہ کہ اجتہاد فرمایا بلکہ اپنے موقف پر یہ حدیث بھی آپ کے سامنے تھی

حاصل یہ کہ تاریخ اسلام کے اس اہم اور نازک لمحات میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس ہمت وجرات اور استقامت واستقلال کا مظاہرہ فرمایا اور ہر باطل کے قدم اکھاڑے یہ آپ ہی کا کام تھا آپ کے عزم وہمت نے صحابہ کرام کو سہارا دیا اور پھر وہ بھی آپ کے شانہ بشانہ چلے اور خدا کے دین کی حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔۔

☆..... قادیانیوں کے گمراہ کن اعتراضات اور انکے جوابات..... ☆

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تاریخ ساز فیصلہ اور علماء اسلام کی تحریرات سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوۃ کے خلاف قتال انکے ارتداد کی بناء پر کیا تھا حالانکہ وہ توحید ورسالت کے منکر نہ تھے اور نہ نماز روزہ کا وہ انکار کر رہے تھے اور نہ ہی وہ اسلام کو چھوڑ کر کافروں سے جا ملے تھے ہاں زکوۃ کا انکار کرتے تھے اور اسکی تاویل کر کے زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے ان سے جنگ کا فیصلہ کیا اور صحابہ نے اجماعا اسکی تائید کی اور بتایا کہ دین کے کسی ایک رکن کا انکار کفر ہے اور اگر وہ دعوی اسلام رکھتا ہو تو پھر اس پر حکم ارتداد لگایا جائے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆..... قادیانی استدلال۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ مرتد وہ ہے جو کافروں سے جا ملے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس پر ارتداد کا حکم نہیں لگ سکتا قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور کبھی نہیں کہتے کہ ہم مسلمانوں سے جدا ہیں اسلئے ان پر ارتداد کا حکم غلط ہے

☆..... ﴿ الجواب ﴾

قادیانیوں کا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ ہم مسلمانوں سے جدا نہیں ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو مسلمانوں سے جدا کہا ہے وہ کھلے عام کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے عقائد اور ہیں ہمارے اور ہیں۔ وہ دعوی کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے اعمال اور ہیں ہمارے اور ہیں مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین نے اپنی جماعت پر واضح کر دیا تھا کہ ہمارا مسلمانوں سے اختلاف فروع کا نہیں اصول کا ہے ظاہر ہے کہ اصولی اختلاف کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان اور قادیانی ایک ہیں۔ مرزا غلام احمد کے قریبی ساتھی اور اسکے پہلے جانشین حکیم نورالدین کا بیان ملاحظہ کیجئے۔

میں تو اپنے اور غیر احمدیوں (یعنی مسلمانوں) کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں.....

کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں اب بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا (اخبار الحکم ج ۱۵ نمبر ۷۔۸ بابت ۱۹۱۱ء)

حکیم نورالدین کے اس بیان میں یہ واضح ہے کہ مسلمانوں کا قادیانیوں کے ساتھ اختلاف اصول میں ہے فروع میں نہیں ظاہر ہے کہ اب اختلاف معمولی نہ ہوگا لیجئے مرزا بشیر الدین کا بیان دیکھئے جس میں یہ اختلاف اور کھل کر بتا دیا گیا ہے اور اسے مرزا غلام احمد کا بیان بھی کہا گیا ہے مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین کہتا ہے۔

مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے کہا اللہ تعالی کی ذات رسول کریم قرآن نماز روزہ حج زکوۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے (الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳۔ مؤرخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اب آپ ہی بتائیں کیا مسلمان اور قادیانیوں کا اختلاف فروع کا ہے یا اصول کا۔ اور ان بیانات کی روشنی میں کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان اور قادیانی ایک ہیں ؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے ضروریات دین کا کھلے عام انکار کیا اسکے پیروکار اسے خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں مرزا غلام احمد نے جن عقائد کی دعوت دی ہے اسے یہ لوگ دل سے سچا مانتے ہیں ان میں اسکا نبی رسول ہونا بلکہ افضل الانبیاء ہونا بھی ہے مرزا غلام احمد نے حضرت عیسی علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی شان میں جو گستاخانہ زبان کھولی ہے اسے اسلام کسی صورت برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں مگر اسکے پیروکار نہ صرف یہ کہ اس پر ایمان لاتے ہیں بلکہ اس گستاخانہ لہجے کو خدائی وحی بھی بتاتے ہیں قرآن کریم کی لفظی و معنوی تحریف مرزا غلام احمد کو مسلمانوں سے جدا کر دیتی ہے اب آپ ہی بتائیں کہ قادیانیوں کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ ہم مسلمانوں سے جدا نہیں۔ اب اگر یہ لوگ پہلے اسی اسلام پر تھے جو سب مسلمانوں کا ہے اور پھر انہوں نے مرزا غلام احمد کی ان کفریات کو مانا ہے تو انکے مرتد ہونے میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے ؟ بیشک وہ کلمہ اسلام پڑھیں اور نماز روزہ کریں لیکن اسلام کے ایک رکن کا انکار اور اس میں کھلی تحریف و تاویل انہیں دائرہ اسلام سے خارج کرنے اور وادی ارتداد میں گرانے کیلئے کافی ہے

مسیلمہ کذاب اور اسکے پیروکار بھی توحید و رسالت کے منکر نہ تھے وہ صرف نبوت میں مسیلمہ کو شریک مانتے تھے مگر حضور ﷺ نے انہیں اسلام سے باہر قرار دیا صحابہ کرام نے انہیں اہل الردۃ میں سے سمجھا اور ان کے خلاف کاروائی کی۔ مرزا غلام احمد اور اسکے پیروکار بھی ضروریات دین

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے منکر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں سے جدا کہتے ہیں پھر وہ کیوں مرتد نہ سمجھے جائیں ؟ کوئی وجہ نہیں کہ ایک فریق کو ان کے عقائد کی وجہ سے اہل الردۃ کہا جائے اور دوسرا فریق ٹھیک ٹھیک بلکہ اس سے زیادہ ہی غلط عقائد و نظریات کا حامل ہو اور انہیں اہل اسلام میں مانا جائے۔

پیش نظر رہے کہ قادیانیوں نے ارتداد کے بارے میں یہاں جو بات کی ہے یہ صرف ان کی ایک حیلہ سازی ہے مسئلہ نہیں..... اگر یہ بات بطور مسئلہ کے ہے تو اسکی اصل قرآن کریم سے یا سنت متواترہ سے یا فقہاء صحابہ سے اس طرح سامنے لائی جائے کہ اسکی دلالت قطعی ہو اور پھر اس کا ثبوت محدثین کے ہاں یقینی طور پر ثابت ہو اگر قادیانی علماء کے پاس ایک بھی ایسی کوئی دلیل نہیں تو یقین کیجئے کہ یہ مسئلہ نہیں بلکہ حیلہ ہے۔ اگر یہ شریعت کا کوئی مسئلہ ہوتا تو اس پر یہ ضرور کوئی دلیل پیش کرتے۔

اگر مرتد کیلئے کھلم کھلا ملت کا بدلنا ضروری ہو تو پھر اسلام میں کفر انکار اور کفر الحاد کی تقسیم نہ ہوتی حالانکہ قرآن نے کفر الحاد کے مجرمین کو باقاعدہ ننگا کیا ہے اور انہیں جہنم کا مستحق گردانا ہے

پھر قادیانی علماء کو یہ بھی بتلانا پڑے گا کہ جو لوگ پہلے قادیانی گروہ میں داخل رہے اور پھر وہاں سے وہ نکل آئے جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی یا علامہ سر محمد اقبال کے والد شیخ نور محمد صاحب وغیرہم انکے متعلق یہ لوگ کیوں کہتے ہیں کہ یہ اسلام سے نکل گئے ہیں کیا قادیانیوں نے ان پر حکم ارتداد نہیں جاری کیا ؟ کیا انہوں نے تبدیل ملت کا اعلان کیا تھا اور وہ ہندوؤں یا یہود و نصاری کے پاس جا ملے تھے ؟

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ قادیانیوں پر الزام ہے۔ نہیں۔ علامہ اقبال مرحوم کے والد نور محمد صاحب نے جب قادیانیت سے توبہ کرلی تو اس وقت مرزا غلام احمد کا جوش غضب دیکھئے اس نے لکھا کہ

شیخ نور محمد کو کہہ دیویں کہ وہ جماعت (قادیانی) سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ

ہیں (سیرۃ المھدی حصہ سوم ص ۲۴۹)

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی بھی قادیانیوں کے ہاں بڑے اہم رکن تھے جب انہوں نے بھی قادیانیت سے توبہ کی تو مرزا غلام احمد نے کہا

ایک شخص (عبدالحکیم) ہے جو بیس برس تک میرا مرید رہا اور ہر طرح سے میری تائید کرتا رہا ہے اب مرتد ہو کر اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اس نے میری طرف منسوب کر کے کانا دجال رکھا ہے (ملفوظات مرزا غلام احمد ج ۱۰ ص ۵۹)

مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد ہے اس نے لکھا

حضرت خلیفہ اول (نور الدین) کے متعلق مجھے یاد ہے کہ وہ عبدالحکیم مرتد پٹیالوی سے جب وہ احمدی تھا بہت محبت کیا کرتے تھے (تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین ج ۷ ص ۵۰۷)

اب یہ بات قادیانی علماء کے سوچنے کی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے صرف قادیانیت سے توبہ کی اور شیخ نور محمد بھی قادیانی گروہ سے الگ ہوئے تھے اب وہ کیسے اسلام سے الگ ہو گئے اور ان پر ارتداد کا فتوی کس نے لگایا گیا اور کیوں کر لگایا؟

☆.....قادیانیوں کا دوسرا اعتراض

کسی کو اہل قبلہ کی تکفیر کا حق نہیں وہ مسلمان ہیں قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ حضور کے ارشاد کے مطابق مسلمان وہ ہے جو ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے (جنگ لندن)

پھر قادیانیوں کی ایک پریس کانفرنس میں بھی یہی بات دہرائی گئی کہ

حضور اکرم نے مسلمانوں کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ وہ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے اور حلال

toobaa-elibrary.blogspot.com

کھائے تو اس تعریف کو چھوڑ کر ہم اسمبلی کی تعریف کو کس طرح مان سکتے ہیں (جنگ لندن ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء)

☆..... ﴿ الجواب ﴾

مرزا طاہر بتائیں کہ کیا واقعی وہ اس موقف کے حامی ہیں اگر ہیں تو انہیں بتانا پڑے گا کہ کیا شیخ نور محمد کی نماز الگ تھی ؟ کیا انکا قبلہ کہیں اور تھا ؟ کیا ڈاکٹر اقبال کے والد حلال ذبیحہ نہیں کھاتے تھے ؟ اگر شیخ نور محمد اور ڈاکٹر عبدالحکیم مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے تھے خانہ کعبہ کی رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے تھے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے انہیں اسلام سے الگ کیوں قرار دیا کیوں ان پر حکم ارتداد جاری کیا اور مرزا بشیر الدین نے ان کو کیوں مرتد کہا؟

آیئے ہم اہل قبلہ کی اصطلاح پر بھی ایک نظر دوڑائیں اور معلوم کریں کہ اسکا معنی کیا ہے

علماء اسلام بارہا اسکی وضاحت کر چکے ہیں کہ اصطلاح میں اہل قبلہ کا مطلب اہل ایمان ہیں اور اہل ایمان وہ ہیں جو تمام قطعیات اسلام اور ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں اور اس میں کسی قسم کی تاویل وانکار نہ کرتے ہو حضرت علامہ ملا علی القاری لکھتے ہیں

اعلم ان المراد من اهل القبلة الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الدين (شرح فقہ اکبر ص ۲۳۰)

اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں

علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں

اهل القبلة فى اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين اى الامور التى علم ثبوتها فى الشرع واشتهر فمن انكر شئيا ..... لم يكنْ من اهل القبلة ولو كان مجاهدا بالطاعات (الفصل ج ۴ ص ۷۴ ۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(ترجمہ) متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کریں یعنی وہ تمام امور جنکا شریعت میں ثبوت اس طرح ہو کہ انہیں اسلام میں شہرت کا درجہ حاصل ہو پس جو شخص ان میں سے کسی کا انکار کرے ..... تو وہ اہل قبلہ میں سے نہیں ہے خواہ وہ عبادت وطاعات میں سب سے زیادہ مجاہدہ کیوں نہ کرتا ہو۔

عمدۃ المحدثین حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ فقہاء سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے اس کی تکفیر کی جائے وہ اہل قبلہ میں شمار نہیں کیا جائے گا

فمن انکر ضروریات الدین لم یعد من اهل القبلة ویکفر

(اکفار الملحدین ص ۱۱۲)

آپ اس سے پہلے یہ بات اس طرح لکھ آئے ہیں

فمن جحد شیئا واحدا من الضروریات فقد آمن ببعض الکتاب وکفر ببعضه وهو من الکافرین وان رکض الی بلاد الصین واوربا لنشر مازعمه دینا وراه الجاهلون خدمة للاسلام ..... وهذا الذی هو الذی دار بین الشیخین ابی بکر وعمر فقاتل ابوبکر من فرق بین الصلاة والزکوة یرید انه لیس مؤمنا من لم یؤمن بالکل فشرح الله له صدر عمر ایضا فرآی مارآه ابوبکر (اکفار الملحدین ص ۴)

جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرتا ہے وہ کافر ہے اور ان لوگوں میں سے ہے جو کتاب اللہ کے کسی حکم کو مانتے ہیں اور کسی حکم کا انکار کرتے ہیں ظاہر ہے کہ اس قسم کے لوگ کافر ہی ہیں اگرچہ یہ لوگ اپنے ایمان دینداری

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور اسلامی خدمت کا ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے مشرق و مغرب کے قلابے ملادیں اور یورپ وایشیاء کو ہلادیں ..... یہی وہ نکتہ ہے جس پر آغاز عہد خلافت میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوا چنانچہ حضرت ابوبکر نے ہر اس شخص سے جنگ کرنے کا اعلان کردیا جو نماز اور زکوۃ میں تفریق کرتا ہے حضرت ابوبکر کا مقصد یہی تھا کہ جو شخص طورے دین کو ماننے کے لئے تیار نہیں وہ مؤمن نہیں آخر کار اللہ تعالی نے حضرت عمر کو بھی شرح صدر عطا فرمادیا اور یہ حقیقت ان کی سمجھ میں آگئی اور حضرت ابوبکر کی رائے سے متفق ہوگئے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے وہ اہل قبلہ کہلانے کا مستحق ہوگا یہ نہیں کہ جو شخص قبلہ رخ ہوکر نماز ادا کرے ذبیحہ مسلم کھالے اور وہ قطعیات اسلام کا منکر ہو تو اسے بھی کافر نہ کہا جائے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ قطعیات اسلام کو ایک کھیل سمجھتے ہیں کہ جس طرح چاہے اسکے ساتھ کھیلا جائے آپ ہی بتائیں قادیانیوں کی مراد قبول کرلی جائے تو ایمان و کفر اور اسلام والحاد میں کیا امتیاز رہ جائے گا؟

جن لوگوں نے اہل قبلہ کی تکفیر سے منع کیا ہے وہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی مومن گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرلے تو اسے اہل قبلہ میں سے خارج نہ قرار دیا جائے گا یعنی ارتکاب کبیرہ سے مومن کافر نہیں ہوتا ہاں ضروریات دین میں سے کسی ایک جزء کا انکار کفر ہے اس کفر کے ہوتے ہوئے اب اسکی نماز کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا۔ ایمان کا مدار ضروریات دین کی تصدیق پر ہے صرف استقبال قبلہ 'ذبیحہ مسلم اور اقامت صلوۃ پر نہیں۔ سنن ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ولاتکفرہ بذنب (سنن ابی داؤد کتاب الجھاد) کہ اہل قبلہ کو کسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے کافر نہ کہا جائے گا اگر وہ کوئی ایسا قول و فعل اپنالے جو ضروریات دین سے ٹکراتا ہے تو اب اس پر حکم کفر لگایا جائے گا یہ حکم محض ارتکاب کبائر سے نہیں لگتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

وقد اتفق الصحابة والائمة بعدهم على قتال مانعى الزكوة وان كانوا يصلون الخمس ويصومون شهر رمضان وهولاء لم يكن لهم شبهة سائغة فلهذا كانوا مرتدين وهم يقاتلون على منعها وان اقروا بالوجوب لما امر الله (فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۸۵ ماخوذ از اکفار الملحدین ص ۱۱۴)

تمام صحابہ اور ان کے بعد کے ائمہ کرام منکرین زکوۃ سے جنگ کرنے پر متفق تھے اگرچہ وہ پنجگانہ نماز بھی پڑھتے تھے رمضان کے روزے بھی رکھتے تھے مگر اس کے باوجود ان کا کوئی شبہ (یعنی تاویل) صحابہ کے نزدیک لائق قبول نہ تھا اسی لئے وہ مرتد تھے اور منع زکوۃ پر ان سے جنگ کی جاتی تھی اگرچہ وہ نفس زکوۃ کے وجوب کے اور جیسا کہ اللہ نے فرمایا اس کے فرض ہونے کے قائل تھے۔

اگر کوئی شخص استقبال قبلہ کرتا ہے ذبیحہ مسلم کھاتا ہے نماز بھی مسلمانوں جیسی پڑھتا ہے اور اسکے کسی قول و عمل سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی رکن کا منکر ہے تو اسے مسلمان سمجھا جائے گا اسکے ساتھ اہل اسلام والا معاملہ کیا جائے گا لیکن اگر ان اعمال کے ہوتے ہوئے اسکے کسی کفر کا پتہ چل جائے اور وہ خود بھی اس کو تسلیم کرے تو اب یہ کہنا کہ اسے مسلمان کہو کیونکہ وہ استقبال قبلہ کرتا ہے ذبیحہ مسلم کھاتا ہے اسلام پر ظلم ہے نحن نحكم بالظواهر کا یہی مطلب ہے یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ساتھ ملتے ہیں..... الا ان تروا كفرا بواحا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۵ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۵) یعنی جب تک تم اسکا کفر صریح نہ دیکھو وہاں تک اس پر حکم کفر نہ لگاؤ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) اور علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

وفیه ان امر الناس محمولة علی الظاهر فمن اظهر شعائر الدین اجریت علیه احکام اهله مالم یظهر منه خلاف ذلك (فتح الباری ج ۳ ص ۵۲ عمدۃ ج ۴ ص ۱۲۵)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے ظاہری حالات پر معاملہ کیا جائے گا جو شخص دین کے شعائر کو ادا کرے اسکے ساتھ اہل دین کا سا معاملہ کیا جائے گا بشرطیکہ اس سے کوئی کام اسکے خلاف صادر نہ ہو

حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں

وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لایکفر مالم یوجد شئی من أمارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شئی من موجباته (شرح فقہ اکبر ص ۲۳۰)

یعنی اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کفر اور علامات کفر نہ پائی جاتی ہو اور نہ اس سے کوئی ایسی چیز صادر ہوئی ہو جو موجب کفر ہو

اس بیان کی روشنی میں جب ہم قادیانیوں کے عقائد و اعمال کا جائزہ لیتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی اور انکے دوسرے زعماء کی کتابوں کا دیانت دارانہ مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس میں کفریہ عقائد کھلے کھلے نظر آتے ہیں اور وہ اتنے صریح اور واضح ہوتے ہیں کہ اسے کسی تاویل سے ختم بھی نہیں کیے جاسکتے۔ خدا کی ذات انبیاء کرام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور دوسرے ضروریات دین سے کھلے عام کھلواڑ کیا گیا ہے اور پھر وہ خود بھی اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ اسلام اور قادیانیت کی راہیں جدا ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ صحیح اسلام پر ہیں تو قادیانی عقائد پر نہیں اگر وہ قادیانی عقائد پر ہیں تو پھر مسلمان نہیں اب آپ ہی بتائیں کہ انہیں پھر کس طرح اسلامی صف میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ یہ مرزا طاہر کا دھوکہ ہے جو وہ حدیث کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نام پر عوام کو دے رہا ہے

ہمارا موقف اب بھی یہی ہے کہ ظاہر اعمال پر حکم لگایا جائے گا جب تک اسکے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو اور ہمیں یہ کہنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کہ قادیانیوں کے عقائد و اعمال کا اسلام سے کوئی لگا نہیں ہے اسلئے اب ظاہر اعمال کی رٹ لگانا سوائے دھوکہ کے اور کچھ نہیں ہے اور کفر صریح کو اسلام کا نام دینا اس سے بھی بڑا مذاق ہے اور اسلام اس مذاق کو برداشت نہیں کر سکتا۔

☆.....قادیانیوں کا تیسرا اعتراض

قادیانی سربراہ مرزا طاہر کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے جنگ کے دوران ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیا جس نے عین قتل ہوتے وقت کلمہ پڑھ لیا تھا جب معاملہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور نے نہایت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان صحابی سے کہا کہ کیا تم نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا پھر بار بار اس فقرے کو دہراتے رہے (جنگ لندن)

☆.....﴿ الجواب ﴾

ہم یہاں پھر سے یہ سوال دہرانا چاہتے ہیں کہ جب مرزا غلام احمد نے علامہ اقبال مرحوم کے والد شیخ نور محمد کو اسلام سے خارج قرار دیا تھا تو کیا اس نے انکا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ اسلام سے باہر ہو گیا ہے اور جب ڈاکٹر عبدالحکیم کو مرتد کہا جا رہا تھا تو کیا مرزا غلام احمد اور مرزا بشیر الدین نے اسکا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ مرتد ہو گیا ہے ؟ جب وہ دونوں زبان سے کلمہ اسلام پڑھ رہے تھے تو مرزا غلام احمد نے ان دونوں کو کیوں دائرہ اسلام سے خارج بتایا اور ان کو مرتد کہا ؟

قادیانیوں میں اگر کوئی پڑھا لکھا شخص موجود ہے تو وہ مرزا طاہر سے ہماری اس گذارش کا جواب حاصل کرے اور ہمیں بتائے کہ مرزا طاہر کا استدلال صحیح ہے یا اسکے باپ دادا کے فتاوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

درست تھے ؟

حدیث شریف میں جس واقعہ کا ذکر ملتا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ مقتول نے عین حالت قتل میں کلمہ پڑھا اور صحابی کے ہاتھ میں اٹھی تلوار اسکا کام تمام کر گئی یہ صحیح ہے کہ صحابی کے ہاتھوں اسکی جان گئی لیکن یہ ہر گز صحیح نہیں کہ صحابی نے اس کو مسلمان جان کر پھر اسکا کام تمام کیا۔ صحابی کا گمان تھا کہ یہ شخص دل سے کلمہ اسلام نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ اسکا مقصد اس وقت اپنی جان بچانا ہے اور اس نے صرف تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا ہے حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے

انما قالها خوفا من السلاح (صحیح مسلم ج ا ص ۶۸)

اس نے ہتھیار کے ڈر سے یہ کلمہ پڑھا

اس پر حضور نے فرمایا کہ کیا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ دل سے قبول اسلام کر رہا ہے یا اسکا اسلام لانا ایک وقتی حیلہ ہے۔ یہ صحابی کا اجتہاد ہے اور حالات نے انہیں اسی گمان پر مجبور کیا اور اس پر ان کی تلوار بھی اٹھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ فرمائی اور بتایا کہ انسان کے ظاہر پر حکم لگایا جائے گا اور اسکے باطن کو اللہ کے حوالہ کر دیا جائے گا

سوال یہ ہے کہ جب کسی شخص کے کفریہ عقائد ظاہر ہو جائیں اور ان کفریہ عقائد پر اسے نہ صرف یہ کہ اصرار ہو بلکہ وہ اسے ہی صحیح سمجھ کر دوسروں کو اسی کفر کی دعوت دیتا ہو تو کیا اس وقت یہ کہنا جائز ہو گا کہ چونکہ وہ کلمہ پڑھ رہا ہے مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہے اسلئے اسے کچھ نہ کہو مسلمان سمجھو اور ظاہر پر حکم لگاؤ؟ نہیں ہر گز نہیں۔ یہ دھوکہ ہے۔

مرزا غلام احمد اگر ظاہری طور پر ضروریات دین کا اقرار کرتا اور اپنا کفر ظاہر نہ کرتا تو اسکے ساتھ ظاہر کے مطابق معاملہ کیا جاتا مگر کون نہیں جانتا کہ اس نے اپنے کفر کا بر سر عام اظہار کیا اور زندگی بھر اسکا پرچار کرتا رہا تو اب کسی ہوش مند مسلمان کیلئے یہ کیسے جائز ہو گا کہ وہ مرزا غلام احمد کو ضروریات دین کا منکر نہ جانے اور اسے کافر نہ مانے۔ مرزا طاہر نے جس حدیث سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرزا غلام احمد اور قادیانیوں کو بچانے کی کوشش کی ہے افسوس کہ وہ اس میں بری طرح ناکام ہوا ہے اور اسکے سب استدلال بے جان نکلے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

یاد رکھئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت جس طرح ملت اسلامیہ کی اساس ہے اسی طرح یہ ہر باطل کا ستیاناس بھی ہے آج بھی ہم اپنی عظمت رفتہ واپس لاسکتے ہیں بشرطیکہ اسوہ صدیق سامنے رکھیں اور ہر مصلحت و غرض کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کی رضا پانے کیلئے آگے بڑھ جائیں تو انشاء اللہ ہم سربلند رہیں گے اور آنے والی نسلیں ہمارے نقش سے اپنے چراغ روشن کرتی رہے گی

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

صدق دے صدیق کے صدقے میں مولائے کریم
اپنے لطف خاص سے کردے عطا قلب سلیم
فضل سے اپنے دکھا مجھ کو صراط مستقیم
رب ھب لی کنز فضل انت وھاب کریم

toobaa-elibrary.blogspot.com

شیعہ دلوں کے بوجھ کو ہلکا کرنے والی ایک کوشش اصلاحی کوشش

شیعہ کے کئی حلقے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے پائے گئے ہیں شرح تجرید میں انہیں کافر کہنے سے احتراز کیا گیا ہے ان کا زیادہ تر بغض اور غصہ سیدنا حضرت امیر معاویہ پر نکلتا ہے ہم نے انہیں بتلایا کہ اگر تم لوگ اپنے تجرید الاعتقاد میں بیان کئے گئے عقیدہ اور موقف پر آجاؤ تو اس سے سنی شیعہ کے کئی اختلافات کمزور ہو سکتے ہیں اس پر بعض نے کہا کہ یہ صحیح لیکن حضرت ابوبکر کے بارے میں پھر بھی ہمارے دلوں میں کچھ تنگی اور بوجھ موجود ہے ہمیں ان کے بارے میں شرح صدر نہیں ہے اس کا ازالہ پہلے ہونا چاہئے ہم نے مناسب جانا کہ اس کتاب کا نام ازالة الضيق رکھ دیں تاکہ جن دوستوں کے دلوں میں حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں کوئی بوجھ ہے وہ اس بوجھ کو اس کے مطالعہ سے اپنے دلوں سے اتار دیں اور حضرت ابوبکر کے بارے میں تنگدلی (ضیق) کے بجائے عمل میں فراخ دلی لائیں جس کی تعلیم حضرت علی مرتضیٰ نے دی ہے اور اس طرح سنی شیعہ حلقے ایک دوسرے کے بہت قریب آسکیں گے۔

اے اللہ شیعہ دوستوں کے گلے میں پھنسی تنگدلی کی یہ ہڈی نکل جائے جو ان کے دلوں کا بوجھ بنی ہوئی ہے اے اللہ ہم تیرے حضور درخواست کرتے ہیں کہ تو ہی ان کے دلوں کا بوجھ اور ان کی ضیق دور فرما اور ان کے دلوں میں صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں اعتراف حقیقت اتار دے اور دلوں میں بوجھ لئے مارے مارے پھرنے والوں کو صف حقیت میں بٹھادے..... آمین

اور اگر ہماری اس مخلصانہ دعوت اور کوشش کے باوجود بھی یہ لوگ اپنے دلوں سے اس تنگی کو دور نہ کرنا چاہیں تو ہم انہیں قرآن کریم کی اس آیت پر غور کرنے دعوت دیتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے

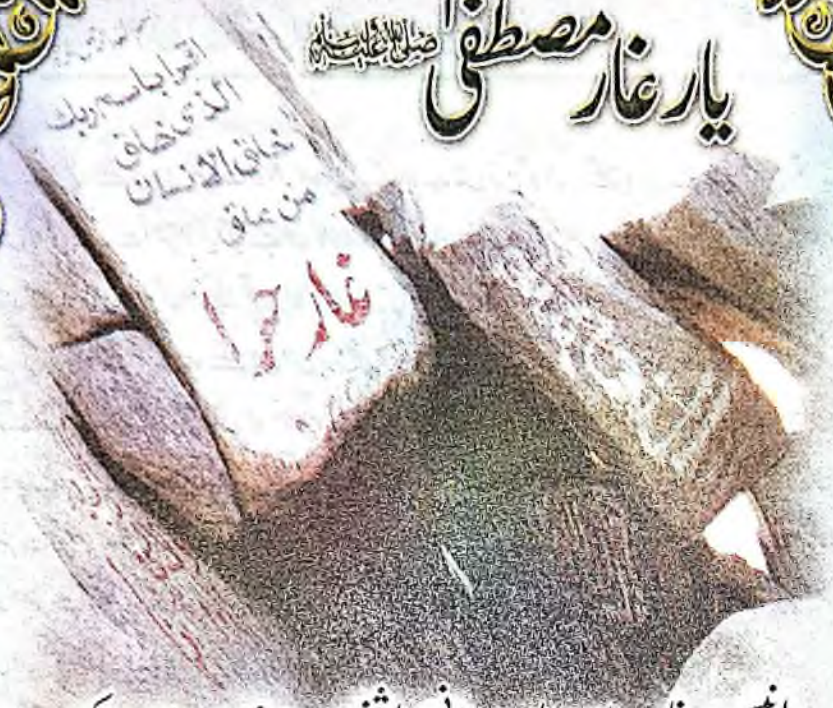
فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للأسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كانما يصعد فى السماء كذلك يجعل الله الرجس على الذين لايؤمنون

(ترجمہ) جس شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے دل کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہو (یعنی اس سے چڑھا نہیں جاتا) اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پھٹکار ڈالتا ہے۔

اے اللہ ہم میں سے کسی کو بوجھ میں نہ رکھ۔ ﴿ مؤلف ﴾

toobaa-elibrary.blogspot.com

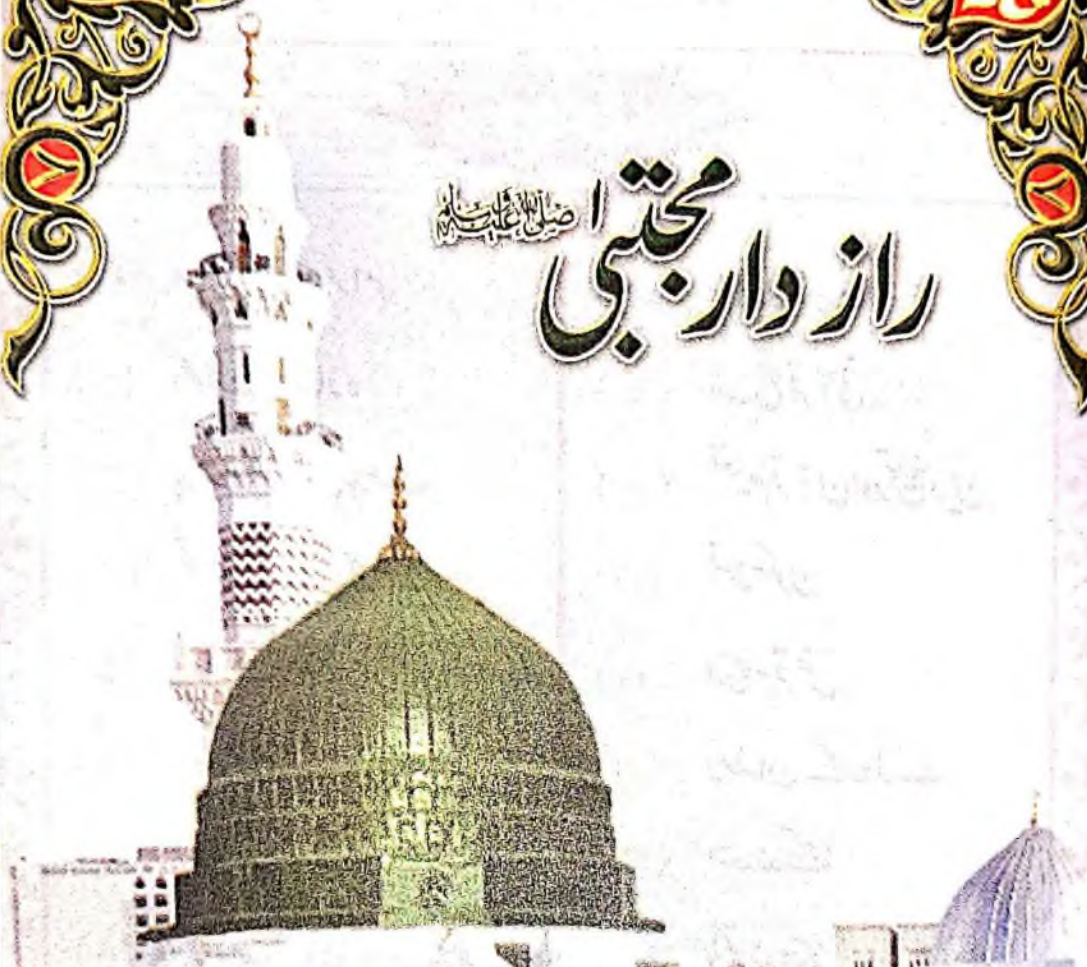
یارِ غارِ مصطفیٰ ﷺ



انیس غار ہیں اور ثانی اثنین صفت ان کی
نہیں ثانی کوئی جن کا ہوا صدیق اکبرؓ ہیں
وہ ثانی ایسے لاثانی نہیں ان کا کوئی ثانی
وہی تو یارِ غار مصطفیٰؐ صدیق اکبرؓ ہیں
نہیں ہے اول وثانی میں کوئی فاصلہ ممکن
خلیفہ اولیں بے فاصلہ صدیق اکبرؓ ہیں
یہاں پر اتحادی نسبت علیا ہے جلوہ گر
نبی کے ہو بہو جلوہ نما صدیق اکبرؓ ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

رازدار مجتبیٰ ﷺ



ہیں ابوبکر معظمؓ کے فیوض لازوال
شرق سے تاغرب از فیض رسول ذو الجلال
یار غار مصطفیٰ وہ راز دار مجتبیٰ
دہر میں نایاب ہے جس کی رفاقت کی مثال
سب سے پہلا وی امیر المؤمنین وہ پیشوا
جس کے آغاز میں مضمر تھا اک زریں مآل

toobaa-elibrary.blogspot.com

AF: 1473 AF:1473

حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب مدظلھم کی

دیگر تالیفات

(۱) مناقب صحابہ کرام

(۲) دعوات استعاذہ

(۳) بدعت اور اہل بدعت

(۴) تحریف کے یہ مجرم

(۵) معارف رمضان

(۶) معارف دعاء

(۷) معارف طیب

(۸) معارف قربانی

(۹) اسماء حسنی

(۱۰) نماز کی اہمیت

(۱۱) شیطان کا واویلا

(۱۲) حضرت عمر فاروقؓ

(۱۳) ہندومت کی نشاۃ جدید

(۱۴) انوار الحدیث

(۱۵) برطانیہ میں رؤیت ہلال کا مسئلہ

(۱۶) برکات آیت الکرسی

(۱۷) نصائح قرآنی

(۱۸) تعلیم قرآن اور تبلیغ دین

(۱۹) نسخہ سکون

(۲۰) احکام قرض

(۲۱) رمضان کے روزے

(۲۲) متعہ نہ کیجئے

(۲۳) ماتم نہ کیجئے

(۲۴) الجواب الصحیح

(۲۵) تحفہ میلاد

(۲۶) ترجمان الحدیث

(۲۷) برکات سورہ فاتحہ

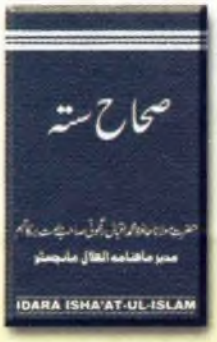
(۲۸) مغربی ممالک کے مسلمان

(۲۹) استقامت فی الدین

(۳۰) ایمان کی شاخیں

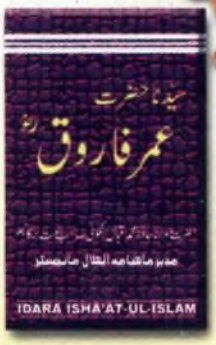
toobaa-elibrary.blogspot.com

OTHER PUBLICATIONS





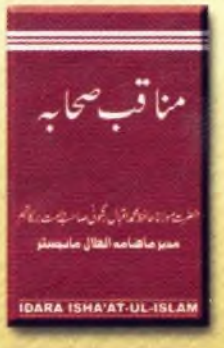




































IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

toobaa-elibrary.blogspot.com

روحانی معالج

مولانا محمد زاہد صدیقی



0333-4745084

جادو، جنات، بندش اور دیگر بیماریوں
کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں

نوٹ
آنے سے پہلے رابطہ کرلیں

مکان نمبر 771-I، گلی نمبر 12/2 محلہ قاسم آباد نزد عبدالرافع جنرل سٹور، ڈھوک کھبہ راولپنڈی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مضامین قرآن ایک ایسا وسیع ترین معلوماتی بحرِ بیکراں ہے جس تک کُلّی درجہ کی رسائی کسی کی ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی۔ صاحبِ فکر و ذوق اہل علم نے اپنے اپنے دور میں مخصوص علمی دائرے میں رہتے ہوئے جزوی طور پر اس کی ترجیحی و منتخب ترتیب قائم کرنے کی کاوش کی ہے۔ یاد رہے قدیمی اصطلاحات کی جگہ جدید علمی اصطلاحات معرض وجود میں آچکی ہیں ہمارا سامنا افکارِ باطلہ (عقائد فاسدہ) کے ساتھ باطل نظاموں سے بھی ہے۔ ان سے آگہی اور اسلامی نظام برحق کی ہمہ جہتی برتری کا علمی شعور ہماری اہم ترین ضرورت ہے (اور رہے گی)۔ ''تلخیص البیان'' میں عصری تقاضوں کی اہم ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے منتخب مضامین قرآن کی اہم ترجیحی فہرست (450 مضامین قرآن) کی نشاندہی سمیت 112 تشریحی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔ جسمیں عصرِ حاضر کے افکارِ باطلہ اور ذہنی خلجانات کو دور کرنے کی اہم کاوش نیز اسلامی نظام کے اہم ترین عنوانات کو وقت کے اہم علمی تقاضے کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے مرعوب ہونے کی بجائے مضامین قرآن کی روشنی میں امتِ مسلمہ کی رہنمائی ہمارا دینی فریضہ ہے۔

اپنے علمی اثاثے کی حفاظت اور مطالعہ ہمارے لئے از حد ضروری ہے۔



تلخیص البیان فی فہم القرآن

مؤلف مولانا محمد زاہد انور مہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

- امام الاولیاء و شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کا مکمل ترجمہ قرآن عزیز اس کا جزو خاص ہے۔
- وقت کے اہم تقاضوں پر چشم کشا حقائق کی نشاندہی کرتا فکر آمیز مقدمہ۔
- آیات نمبر کے مطابق خلاصہ مفہوم آیات کا نیا اسلوب (مختصر ترین الفاظ میں مفہوم کلامِ الٰہی کو بیان کرنے کی اہم کاوش)۔
- آخر میں چند اہم نوعیت کے علمی مضامین جن میں تحقیق محمود از افاداتِ محمودؒ، امام الحکمۃ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فہم دین کے حوالے سے خصوصی نقطۂ نظر اور فکر محمودؒ، بالخصوص خلاصہ مضامین قرآن جیسے اہم عنوانات شامل ہیں۔
- ہر علمی لائبریری کی ضرورت نیز مدارس کے مدرسین، علماء و طلباء (مع عالمات و طالبات)، خطباء اور مساجد میں درس قرآن دینے والے حضرات سمیت جملہ اہل علم کیلئے وقیع علمی و معلوماتی خزانہ۔
- عصر حاضر کے اکابر و علماء کا پسندفرمودہ۔

جدید علوم پر دسترس کے دعوے داروں کا خیال ہے کہ حاملین علوم دینیہ کو عصرِ حاضر کے چیلنجز کا ادراک نہیں، ہمارا اصرار ہے کہ قرآن وسنت میں ہمہ جہتی چیلنجز (اعتقادی، معاشی، معاشرتی نیز اخلاقیاتی امراض) کا کامیاب عملی علاج تجویز کیا گیا ہے جملہ ادیانِ باطلہ (نظامِ ہائے باطلہ) کے مقابلے میں صداقتِ قرآن (حق) کے ابدی چیلنج کو ہر دور میں دوہرانے کی اشد ضرورت ہے۔ قرآن مقدس کو عالمی آئین الٰہی کے طور پر سمجھنے نیز منتخب مضامین قرآن اور مختصر خلاصہ مفہوم آیات کے مطالعہ کیلئے ''تلخیص البیان فی فہم القرآن'' بفضلہٖ تعالیٰ اہم دینی و عصری حقائق کے حوالے سے (جدید اسلوب میں) بہترین علمی تحفہ ہے، ایک بار ضرور مطالعہ کیجئے!

انتہائی دلکش طباعت اور عمدہ کاغذ کے ساتھ مناسب قیمت پر۔

نیا ایڈیشن نئی ترتیب و تصحیح کے ساتھ (اضافہ شدہ)
دو جلدوں میں دستیاب

(مدارس کے علماء و طلباء مع عالمات و فاضلات کے لئے تاجرانہ قیمت پر رعائتی دستیابی)

نفیس قرآن کمپنی
5 لوئر مال چیمبرز مکہ سنٹر اردو بازار لاہور
0321-9464017
042-37361460
جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی
0333-6176051
0332-7236793

toobaa-elibrary.blogspot.com

منتخب 112 استنباطی مضامین قرآن (بحوالہ آیات، سورۃ)

میں سے چند اہم عنوانات کی جھلکیاں

اسلام کا نظامِ اعتقادات ☆ اسلام کا نظامِ عبادات ☆ اسلام کا نظامِ نظافت ☆ اسلام میں سنت رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت وعظمت ☆ اسلام میں نظریہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حقیقت آمیز تجزیہ ☆ اسلام کا نظامِ امن ☆ قرآنی حقائق کا تاریخ سے موازنہ چہ معنی دارد؟ ☆ اسلام، عقل اور سائنس ☆ اسلام میں نظریہ رؤیتِ ہلال اور سائنسی استدلالات ☆ وحی رسالت اور وحی بمعنی الہام والقاء کے متعلق شرعی حقیقت ☆ اسلام کا نظامِ محنت ☆ اسلام کا نظامِ معیشت اور طبقاتی نظام (موازنہ) ☆ نظریاتی وتہذیبی اختلاف کے فکری نتائج ☆ اسلام میں حقوق نسواں ☆ عالمی معاشی وباء (سودی نظام) ☆ معاملات کے لین دین کا قانونی نظام ☆ بین المذاہب مکالمہ ☆ فرقہ واریت کی اُصولی بحث ☆ اسلام کا نظامِ عفت وپاکدامنی ☆ اسلام کا نظامِ میراث ☆ اسلام کا نظامِ تجارت اور اس کے رہنما اُصول ☆ احکامِ دین کا عملی وقانونی نفاذ ☆ عزیمت اور رخصت کا حکیمانہ اُسلوب ☆ وکالتِ باطلہ وصحیحہ ☆ اسلام میں نظامِ عدل وانصاف مع نظامِ شہادت ☆ حلال وحرام اور نظریہ شریعت ☆ مشروط امن معاہدے اور اسلام کی دفاعی وخارجہ پالیسی ☆ فلسفہ انقلابِ احوال ☆ جامعیت قرآن کی ہمہ جہتی حقیقت ☆ حکمت اور موعظہ حسنہ ☆ اسلام کا اخلاقی نظام ☆ اسلام کا نظامِ حکومت ☆ اختلاف رائے او رآزادی رائے ☆ نظریہ جہاد اور اس کی حکمت مع حدود وقیود ☆ عورت کی حکمرانی کے خلاف پہلی احتجاجی آواز ☆ قواعد واُصول وقتی نہیں ہوتے ☆ اسلام اور تربیت اولاد ☆ اسلام اور نظریہ تعلیم وفن ☆ ناموس رسالت، آداب، محبت وعشق رسول ﷺ ☆ اسلام کا نظامِ طلاق ☆ اسلام اور سماجی خدمات ☆ اسلام اور حقوق العباد ☆ بیعت، تزکیہ نفس اور اصلاحی حقائق ☆ شریعت وطریقت ☆ کونسی جماعت برحق ہے؟ ☆ آدابِ معاشرہ کے اخلاقیاتی پہلو ☆ تحقیقِ حالات کا شرعی نظام ☆ تقلیدِ محمود کی آسان فہم حقیقت ☆ اسلام اور باقی مذاہب کا تقابلی جائزہ ☆ باطنی اعتبار سے عذابِ الٰہی کی بدترین قسم ☆ نظامِ حدود وتعزیرات ☆ نظامِ فطرت کے خدائی اُصول اور عقلیات کے بے لگام گھوڑے ☆ بحر وبر میں سبب فساد کا تجزیہ برحق ☆ فلسفہ عزت وذلت وغیرہ

toobaa-elibrary.blogspot.com